مناقبِ اہلِ بیتؑ

اَلْقَطْرَةُ

من بحارِ مناقبِ النبی والعترة کا ترجمہ



حصہ سوم

آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

DvD Version

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشہور عربی کتاب

اَلْقَطْرَةُ

مِنْ بِحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِيِّ وَالْعِتْرَةِ

کا اردو ترجمہ

جلد سوم

مناقب اہل بیتؑ

حصہ سوم

مناقبِ اہلِ بیتؑ

مشہور کتاب اَلْقَطْرَةُ مِنْ بِحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِیِّ وَالْعِتْرَۃ کا ترجمہ

مؤلف

آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ

مترجم

حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل حوزۂ علمیہ مشہد ایران

نظر ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحینؑ

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔

فون : 35425372

کتاب	:	مناقبِ اہلِ بیتؑ
مؤلف	:	آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ
مترجم	:	حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین نزیل
نظر ثانی	:	حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم
پروف ریڈنگ	:	شیر محمد عابد مولائی
فنی تعاون	:	معصومہ بتول جعفری ایم اے، محمد عمران حیدر جعفری
تزئین	:	زہرا بتول جعفری، محدثہ بتول جعفری
اشاعت	:	جنوری 2013ء
تعداد	:	ایک ہزار
ہدیہ	:	350 روپے

ملنے کا پتہ :

ادارہ منہاج الصالحین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔غزنی سٹریٹ۔اردو بازار۔لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

فہرست

مناقب اہل بیتؑ (حصہ سوم)

عرض مترجم

یہ کتاب معصومین علیہم السلام کے فضائل و مناقب کا ایک گراں بہا اور انمول خزانہ ہے، جس کے گوہر آبدار دامن فضائل کو زرنگار بنائے ہوئے ہیں۔ اس میں ان ہستیوں کے فرامین مندرج ہیں جو علم کی آغوش میں پلے اور آب وحی سے دھلی ہوئی زبان چوس کر پروان چڑھے۔

یہ کتاب واقعاً اسم بامسمیٰ ہے، کسی میں اتنی جرأت کہاں ہے کہ ان پاک و پاکیزہ ہستیوں کے تمام فضائل و کمالات کو اکٹھا کر سکے۔

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کا اصل متن عربی میں ہے جس کا فارسی میں ترجمہ جناب آقا محمد حسین رحیمیان صاحب نے کیا۔ اس کتاب کی پہلی جلد کو اردو میں منتقل کرنے کی سعادت برادر ذی احترام، عالم باکمال حجۃ الاسلام جناب قبلہ ناظم رضا عترتی صاحب نے حاصل کی، انہوں نے بڑی محنت سے پہلی جلد مکمل کی، اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت پر اجر جزیل عنایت فرمائے۔ آمین۔

دوسری جلد کی ذمہ داری "ادارہ منہاج الصالحین" کے بانی اور چیئرمین برادر عزیز حجۃ الاسلام جناب قبلہ ریاض حسین جعفری دامت توفیقاتہ نے میرے ناتواں کندھوں پر ڈالی، میں نے اطاعت کرتے ہوئے اس کی ذمہ داری کو قبول کیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ میں نے اس کا ترجمہ فارسی متن کو سامنے رکھ کر کیا ہے۔

اگرچہ کسی بھی زبان کو کسی دوسری زبان کا لباس پہنانا انتہائی مشکل کام ہے۔
البتہ میری پوری کوشش رہی ہے کہ ترجمہ بامحاورہ اور سلیس ہوتا کہ قارئین کرام دوران مطالعہ کسی مشکل میں گرفتار نہ ہوں۔ میری یہ کوشش کہاں تک بارآور ہے اس کا فیصلہ ارباب علم ہی کرسکتے ہیں ہمارے اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی کیا ضرورت ہے۔

البتہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ ترجمہ میں اصل لطافت کو سمویا جاسکے، جو ہوسکتا ہے وہ ظاہر الفاظ کا ترجمہ ہے، اس میں میں نے پوری دیانتداری سے کام لیا ہے اپنی طرف سے مفاہیم میں کسی قسم کی کوئی کمی یا زیادتی نہیں کی۔ البتہ بعض مقامات کو واضح اور آسان کرنے کے لیے الفاظ میں کمی یا زیادتی ایک ناگزیر امر ہے جو ہر مترجم کی مجبوری ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری کتب احادیث کی تنقیح انتہائی ضروری ہے کہ بیان کیا جائے کہ کون سی احادیث قابل اعتبار ہیں اور کون سی قابل اعتبار نہیں، کون سی اعتقادات حقہ کے ساتھ موافق ہیں اور کون سی ٹکراتی ہیں۔

اس کتاب میں بھی کئی ایک احادیث پائی جاتی ہے جن میں جرح و بحث کی ضرورت ہے، لیکن یہ ایک طویل المدت کام ہے، اس کے لیے اہل فن کے ایک گروہ اور سرمایہ کی ضرورت ہے۔

ترجمہ کرتے وقت مترجم صرف کتاب میں مذکور مطالب و مفاہیم کو ادا کرنے کا امین ہوتا ہے۔ مفاہیم کے ساتھ اس کا موافق ہونا ضروری نہیں ہے۔

محترم قارئین سے گذارش ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی غلطی یا اشتباہ دیکھیں تو بندہ حقیر کو مطلع فرما کر شکریے کا موقع عنایت فرمائیں۔

آزاد حسین

نزیل حوزہ علمیہ مشہد مقدس ایران

۲۹ ستمبر ۲۰۰۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

علم لدنی کے مالک امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

عِلْمُ الْاَنْبِيَاۤءِ فِي عِلْمِهِمْ وَسِرُّ الْاَوْصِيَاۤءِ فِي سِرِّهِمْ وَعِزُّ الْاَوْلِيَاۤءِ فِي عِزِّهِمْ كَالْقَطْرَةِ فِي الْبَحْرِ وَالذَّرَّةِ فِي الْقَفْرِ۔

"تمام انبیاء کا علم اہل بیت علیہم السلام کے علم، تمام اوصیاء کے اسرار اہل بیت کے اسرار اور تمام اولیاء کا اقتدار حکومت اہل بیت علیہم السلام کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے سمندر میں پانی کا قطرہ اور وسیع و عریض صحرا میں ریت کا ذرہ ہو"

کتاب "اَلْقَطْرَةُ مِنْ بِحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِيِّ وَ الْعِتْرَةِ" کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے مختلف شعراء نے اپنے اپنے احساسات قلم بند کیے ہیں۔

كِتَابٌ لَوْ تَأَمَّلَهُ ضَرِيْرٌ
لَعَادَ كَرِيْمَعَاهُ بِلَا ارْتِيَابِ
وَلَوْ قَدْ مَرَّ حَامِلُهُ بِقَبْرٍ
لَصَارَ الْمَيْتُ حَيًّا فِي التُّرَابِ

"یہ کتاب جو تمہارے ہاتھ میں ہے اگر اندھا شخص اس میں غور و فکر کرے تو بلا شک و تردید وہ اپنی بینائی دوبارہ حاصل کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ہمراہ یہ کتاب لے کر قبر کے نزدیک سے گذرے تو وہ مردہ جو زیر خاک

استراحت کر رہا ہے زندہ ہو جائے گا"

کتاب ھذا پر علماء کی تقریظات

اس کتاب پر مختلف علماء نے تقریظات لکھ کر اپنے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے ایک عظیم عالم دین جناب حجۃ الاسلام آقا مرزا محمد تقی مصدر الامور ہیں۔ ہم ان کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اور ان کے شکر گزار ہیں۔ انہوں نے اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا ہے۔

لطف تو بہ ہر ذرہ کہ شامل گردد
خورشید صفت بہ چراغ تا گردد
گر قطرہ الی از بحر مناقب بچشد
بی شبہہ ہم او بحر فضائل گردد

"ہر ذرہ جس میں تیرا لطف شامل ہو جائے وہ سورج کی طرح آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہے۔ اگر کوئی بحر مناقب سے ایک قطرہ چکھتا ہے تو بلا شبہ وہ فضائل کا سمندر ہو جاتا ہے"

ایک اور محب اہل بیت علیہم السلام اور عظیم شاعر علامہ بزرگوار شیخ عبدالمنعم اپنے تیز دھار اشعار کے ذریعے اس کتاب کی تعریف و تمجید کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں:

كِتَابٌ مُحْكَمُ الْآيَاتِ اَضْحٰى
لِاَحْمَدَ مُعْجِزًا فَأَبَانَ قَدْرَه
جَرٰى مُسْتَنْبِطُ الْاَحكَامِ فِيهِ
بِحَارَ مَنَاقِبٍ مِن فَيضِ قَطْرِه
وَقَلَّبَ عَنْ اَحَادِيثٍ صِحَاحٍ
رَوَاهَا فِي مَنَاقِبِ خَيرِ عِترِه

"احمد کی یہ ایسی کتاب ہے جس کی محکم نشانیاں آشکار ہو گئیں اور اس کی ارزش اور قدر و قیمت روشن ہو گئی۔

مستنبط احکام نے اس کتاب پر فیض "قطرہ" کے ذریعے فضائل و مناقب کے سمندر جاری کر دیے" ان کی یہ گراں قدر کتاب صحیح احادیث کے بارے میں ان کاوشوں کا نتیجہ ہے جو انہوں نے عترت (یعنی اہل بیت رسول) کے فضائل و مناقب میں روایت کی ہیں۔

علامہ فاضل اور بزرگ شاعر جناب شیخ احمد جبلی کہتے ہیں:

مَوْلَایَ اِنِّی اِلٰی عِرْفَانِكَ اَلْعَذْبُ
ظَامٍ وَ مَالِی سِوَاكَ الْیَوْمَ مِنْ اَرَبٍ
هَبْ لِی وَلَوْ قَطْرَةً مِنْهَا تَجُوْدُ بِهٖ
فعل العطفی بِهَا قَلْبِی مِنَ اللَّهَب
فَمِنْهُ یَسْتَنْبِطُ الْعِرْفَانَ حَیْثُ بِهٖ
فَیْضٌ مِنَ الْعِلْمِ وَالْاِیْمَانِ وَالْاَدَب
فَدَیْتُ عِرْفَانَكَ العذب اشهى ابا
فِدَاهُ فِی مَوَاقِفِ الْعِرْفَانِ كُلّ اَبِی

"میرے مولا میں آپ کے عرفان زلال کا پیاسا ہوں۔ آج مجھے آپ کے علاوہ کسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مجھے اس کا ایک قطرہ سخاوت مندانہ طور پر لطف کریں، شاید اس کے ذریعے میرے دل سے اٹھنے والا شعلہ ٹھنڈا پڑ جائے۔

پس اسی سے عرفان و شناخت کا استنباط ہوتا ہے کیونکہ اسی کے وسیلہ سے علم، ایمان اور فیض ادب میسر ہوتا ہے۔ آپ کے عرفان زلال و مرغوب پر میرا باپ قربان ہو ایسے عرفان پر ہر باپ قربان ہوتا ہے"

استاد شاعر محمود بستانی نے بھی مذکورہ اشعار کو بڑے خوبصورت انداز میں نظم پیش کی ہے:

مَوْلَایَ اِنِّی عِرْفَانِكَ الْعَذْبُ
صَادَ کَجُدْبِ الثَّرٰی یَهْفُو اِلَی السُّحُبِ
یَنْبُوعُ فَضْلِكَ اَنْ یَرْوِیْ الظَّمَاءَ فَاَنَا
ظَامٍ وَمَالِی سِوَاكَ الْیَوْمِ مِنْ اَرَبِ
یَا اَحْمَدَ الْخَلْقِ سَلْسَلَ لِیْ عُصَارَتَهُ
هَبْ لِیَ وَلَوْ قَطْرَةً مِمَّا تَجُوْدُ بِهِ
فعل اطفی بھا قلبی من اللهب
رَوَافِدُ الْخَیْرِ مِنْ سلسالك الدمحجی
فمنهٔ یَستنبط العرفان حیث بِهِ
مِنَ الْمَعَارِفِ مَایَرْوِی التَّعَطُّش بِی
قُلْ لِلْعِطَاشِی رَوَافِدُهُ فَاِنَّ بِهِ
فَیْضٌ مِنَ الْعِلْمِ وَالْاِیْمَانِ وَالْاَدَبِ
فدیت عرفانك العذب اشهی اَبَاً
وَعِزَّةً اتبناها مدی الحقب
اِنِ انْتَدَبُوْ وَاسْتَجْلَی اَبَاهُ فَقَدْ
فِدَاهُ فِیْ مَوَاقِفِ الْعِرْفَانِ کُلُّ اَبِی

"میرے مولا! میں آپ کے عرفان زلال کا تشنہ ہوں۔ میں شکار کی تلاش میں ایسے ہوں جیسے خشک اور پیاسی زمین ابر باراں کی آرزو کرتی ہے۔
اگر آپ کے علم و دانش کا چشمہ تشنہ لب کو سیراب کرتا ہے تو میں پیاسا ہوں اور آپ کے علاوہ مجھے کسی کی ضرورت بھی نہیں ہے۔
اس میں سے ایک قطرہ سخاوت مندانہ طور پر مجھے عطا فرما، یہ آپ کی

طرف سے بہترین عطا اور سونے کا ہار ہے۔

اے احمد! اے لوگوں کے تعریف شدہ، اس کا نچوڑ میرے کاسہ گدائی میں ڈال دے، شاید اس کے وسیلہ سے میں اپنے دل سے اٹھنے والا شعلہ ٹھنڈا کر سکوں۔

ہاں اس سے عرفان و شناخت کا استنباط ہوتا ہے وہ معارف جہاں کہیں بھی ہوں میری تشنگی کو سیراب کرتے ہیں۔

تشنگی کے ماروں سے کہو کہ وہ چشمہ سے سیراب ہوں، کیونکہ اس سے علم، ایمان اور ادب پھوٹتا ہے۔

میرا باپ آپ کے اس عرفان پر قربان ہو، یہ ایک لمبی مدت کے لیے عزت و تکریم ہے۔

اگر میں اس پر قربان ہو جاؤں اور میرا باپ جلوہ گر ہو تو سچی بات یہ ہے کہ عرفان کے اس مقام پر میرا باپ قربان ہو"

مقدمہ مولفؒ

سب تعریفیں اس خدا کی شایان شان ہیں جس نے ہم گناہ گاروں کو اپنے اولیاء کی شناخت کروائی۔ جس نے بھی ان کو پہچانا، اس نے خدا کو پہچان لیا اور جو ان ہستیوں کی شناخت سے محروم رہا در حقیقت وہ خدا کی شناخت سے بے بہرہ رہا۔ جس کسی نے بھی ان کے دامن پاک میں پناہ لی، اس نے خدا کی ذات اقدس کو اپنی پناہ گاہ بنایا۔ جس نے بھی ان سے دوری اختیار کی وہ در حقیقت خدا سے دور ہوا۔

بے حد حساب درود وسلام ہو۔ اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ، آپ کی آل اطہارؑ، دوستوں اور دوستوں کے دوستوں پر۔

اول سے لے کر آج تک اور آج سے لے کر تا قیام قیامت آپ کے دشمنوں پر لعنت ہو۔

اہل علم و دانش کے ادنیٰ سے خدمت گار احمد بن رضی الدین مستجد (جس نے امام المتقین امیر المومنین علیہ السلام کے حرم میں پناہ حاصل کی) فرماتے ہیں: کتاب "الفقرہ" کی پہلی جلد مکمل کرنے کے بعد اہل بیت علیہم السلام کے مناقب و فضائل کے بارے میں بہت سی انتہائی خوبصورت روایات میری نظر سے گذریں تو بعض اہل علم اور فقہا حضرات نے خواہش ظاہر کی کہ ان روایات کو کتابی صورت میں مرتب کر کے کتاب الفقرہ کی دوسری جلد قرار دوں۔

میں نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے پہلی جلد کی طرح دوسری جلد میں

بھی چہاردہ معصومینؑ کے مناقب وفضائل منظم ومرتب کیے ہیں۔ اگرچہ قلم میں اتنی سکت نہیں ہے کہ ان کے مناقب وفضائل کا احاطہ کر سکے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کی مدد اور ہمارے آقا ومولا امام المنتظر عجل اللہ فرجہ الشریف (ان پر اور ان کے آباؤ اجداد پر لاکھوں درود ہوں) ان کے طفیل کتاب "الفضائل" کی دوسری جلد شروع کر دی ہے۔

ای دل! فضائل اسد اللّٰہ طاعت است
مدح علی وآل شنیدان عبادتست
بودن به ذکر حیدر کرار یك نفس
حقا که در مقابل صد سال طاعت است

"اے دل! اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کے فضائل بیان کرنا خدا کی اطاعت ہے۔ علی اور آل علی علیہم السلام کی مدح وفضیلت سننا عین عبادت ہے۔
حیدر کرار کے ذکر میں ایک سانس کے برابر وقت گزارنا سو سال کی اطاعت وفرمانبرداری کے مساوی ہے"

معرفت اہل بیتؑ کی دعوت کا فائدہ

حسن بن ذکروان فارسی کہتا ہے کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ عَبْدٍ يُرْشِدُ عَبْدًا وَيَدُلُّ عَلٰى مَعْرِفَةِ أَهْلِ بَيْتِي إِلَّا بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا يَوْمَ خُرُوجِهٖ مِنَ الْقَبْرِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى جَنَاحِهٖ حَتّٰى يَقِفَ فِي الْمَوْقِفِ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ مَنْ كَانَ يَعْرِفُ هٰذَا فَلْيَأْتِهٖ۔ قَالَ فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ مَعَارِفُهٗ، ثُمَّ يَقُولُ عَزَّ وَجَلَّ: أُكْسُوا كُلَّ وَاحِدٍ

حُلَلَ الْفِرْدَوْسِ وَتَوِّجُوْا بِتِيْجَانِ الْجَنَّةِ۔

"جو شخص کسی دوسرے کو اہل بیتؑ کی معرفت کی طرف دعوت دے گا تو جس دن وہ قبر سے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا، جو اسے اپنے پروں پر سوار کرے گا، جب وہ فرشتہ میدان محشر میں آ کر اترے گا تو اس وقت منادی آواز دے گا، جو بھی اس شخص کو پہچانتا ہے یہاں پر آ جائے"

رسول خداؐ فرماتے ہیں:

"اس کو جاننے والے سب وہاں اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ان میں سے ہر ایک کو خوبصورت جنتی لباس پہناؤ اور ان کے سروں پر بہشتی تاج فضیلت سجاؤ"

اس کے بعد رسولؐ خدا نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ! اَحْرِضِ النَّاسَ عَلٰى حُبِّ اَهْلِ بَيْتِنَا۔

"اے میرے بیٹے! لوگوں کو میرے خاندان سے عشق و محبت کی ترغیب دلاؤ"

کتاب تفسیر فرات میں لکھتے ہیں:

جعفر بن محمد فزاری خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے آیت شریفہ "وَاِذَا الْمَوْءُوْدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ" (سورہ تکویر ۸۱ آیت ۷،۹)

"جس وقت مودودہ یعنی ہماری مودت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ میں اسے قتل کیا گیا ہے؟"

کی تفسیر میں فرمایا:

ذٰلِكَ حَقُّنَا الْوَاجِبُ عَلَى النَّاسِ وَحُبُّنَا الْوَاجِبُ عَلَى الْخَلْقِ قَتَلُوْا مُوَدَّتَنَا۔ (تفسیر فرات)

"آیہ شریفہ سے مراد ہمارا وہ حق ہے جو لوگوں پر لازم ہے اور وہ حق ہماری محبت ہے جو لوگوں پر واجب ہے لیکن انہوں نے ہماری محبت کو قتل کر دیا ہے"

اشاعتِ علم کا فائدہ

کتاب "مجموع الرائق" میں مذکورہ ہے کہ زھری اپنے جدِ بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

مَن نَشَرَ عِلماً فَلَهُ مِثلُ اَجرِ مَن عَمِلَ بِہ۔

"جو شخص علم پھیلاتا ہے اسے اس شخص کا اجر و ثواب ملے گا جس نے اس پر عمل کیا ہو"۔(المجموع الرائق من ازھار الحدائق)

بہترین لوگ کون؟

ایک خوبصورت حدیث میں آنحضرت کا فرمان ہے:

وَخَیرُ النَّاسِ بَعدَ نَامَن ذَاکَرَ بِاَمرِنَا۔

"میرے بعد بہترین لوگ وہ ہیں جو ہماری حکومت وولایت کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں"۔(امالی شیخ طوسی صفحہ ۲۲، بحار الانوار ج جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۶)

کتاب "عدۃ الداعی" میں لکھتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام کا فرمان ہے،

اِنَّ ذِکرَنَا مِن ذِکرِ اللّٰہِ وَذِکرَ عَدُوِّنَا مِن ذِکرِ الشَّیطَانِ۔

(عدۃ الداعی صفحہ ۲۳۱، بحار الانوار، جلد ۷۵ صفحہ ۴۶۸)

"بے شک ہمارا ذکر خدا کا ذکر اور ہمارے دشمن کا ذکر، ذکرِ شیطان ہے"

علم کے بارے میں امام جعفر صادقؑ کا ایک فرمان

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے ایک حبدار سے فرماتے ہیں:

اُکتُبْ وَبُثَّ عِلمَكَ فِی اِخوَانِكَ فَاِنْ مُتَّ فَوَرِّث کُتُبَكَ بَنِیكَ فَاِنَّهُ یَاتِی عَلَی النَّاسِ زَمَانُ هَرَجٍ لَایَأنِسُونَ فِیهِ اِلَّا بِکُتُبِهِم

۔(کشف المحجہ صفحہ ۳۵، بحار الانوار، جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

"اپنا علم لکھو اور اپنے بھائیوں کے درمیان پھیلاؤ، موت کے وقت اپنی اولاد کے لیے کتابیں بطور ارث چھوڑو، کیونکہ ایسا زمانہ آئے گا جب ہر جگہ فتنہ وفساد کی لپیٹ میں ہو گی اور لوگ صرف آپ کی کتابوں سے مانوس ہوں گے۔(یعنی ان کا امام پردہ غیبت میں رہے گا اور لوگ گزشتہ علماء کی کتب سے ہدایت وراہنمائی حاصل کریں گے)"

اہل بیت سے محبت اور ان کی نصرت کا فائدہ

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّنَا بِقَلْبِهِ وَنَصَرَنَا بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ فَهُوَ مَعَنَا فِي الْغُرْفَةِ الَّتِي نَحْنُ فِيهَا۔(امالی شیخ مفید صفحہ ۳۳، بحار الانوار، جلد ۲۷ صفحہ ۱۰۱)

"جو شخص اپنے دل سے ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور اپنے ہاتھ اور زبان سے ہماری نصرت کرتا ہے، وہ روز قیامت ہمارے حجرے میں ہمارے ساتھ ہوگا"

ہر حرف کے عوض جنت میں ایک شہر

کتاب شریف امالی میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ إِذَا مَاتَ وَتَرَكَ وَرَقَةً وَاحِدَةً عَلَيْهَا عِلْمٌ تَكُونُ تِلْكَ الْوَرَقَةُ سِتْرًا فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ وَأَعْطَاهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِكُلِّ حَرْفٍ مَكْتُوبٍ عَلَيْهَا مَدِينَةً فِي الْجَنَّةِ أَوْسَعَ مِنَ الدُّنْيَا سَبْعَ مَرَّاتٍ۔(امالی صدوق صفحہ ۹۱، بحار الانوار، جلد ۲ صفحہ ۱۴۴)

"مومن جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور ایک ایسا کاغذ باقی چھوڑتا ہے جس پر علم لکھا ہوا ہو، وہ کاغذ قیامت کے روز اس کے اور جہنم کے درمیان

سپر بنے گا، اللہ تعالیٰ اس کاغذ پر لکھے ہوئے ہر حرف کے بدلے میں اسے

جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا، جو دنیا سے سات برابر بڑا ہوگا"

میں خدا کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں کہ جس نے اس قدر عظیم نعمت سے مجھے نوازا ہے۔ یہ نعمت صرف اور صرف مولا و آقا امیر المومنین علی علیہ السلام کے مرقد مطہر کی مجاورت اور ہمسائیگی کی وجہ سے میسر آئی ہے۔ ان پر، ان کی آلؑ پر اور ان کے دوستوں پر خدا کے درود و سلام ہوں۔

اصل بحث شروع کرنے سے پہلے یہاں پر کچھ ایسی روایات نقل کرتا ہوں جو اہل بیت علیہم السلام کے اسرار پر مشتمل ہیں۔

حدیثِ شجرہ کی وضاحت

(۱،۶۷۳) تفسیر فرات میں لکھتے ہیں کہ زیاد بن منذر کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

نَحْنُ شَجَرَةٌ اَصْلُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَفَرْعُهَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَ اَغْصَانُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِیِّ عَلَیْهَا السَّلَامُ وَ ثَمَرُهَا الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ۔

"ہم ایک شجر ہیں جس کی اصل اور جڑیں رسولؐ ، اس کا تنا علی بن ابی طالب علیہ السلام ، اس کی شاخیں نبی اکرمؐ کی بیٹی جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام اور اس کے پھل حضرت امام حسن اور امام حسین علیہا السلام ہیں"

وہ شجرۂ نبوت وار رحمت کلید حکمت ، علم و دانش کی کان ، رسالت کا مقام ، فرشتوں کے نزول و صعود کی جگہ ، راز خدا اور الٰہی امانت ہے جو آسمانوں ، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے رکھی گئی ۔ خدا کا حرم ، بیت عتیق اور عہد و پیمان ہم ہیں۔

موت فوت ، حادثات و واقعات اور وصیتوں کا علم ہمارے پاس ہے ، فصل الخطاب اسلام کی نجات اُولیٰ اور قوم عرب کے نجیب ترین افراد ہم ہیں۔

فرشتوں نے کس سے تسبیح و تقدیس سیکھی؟

آئمہ معصومین علیہم السلام عرش رحمٰن پر نور خدا کی تجلیاں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے جب

انہیں تسبیح کرنے کا حکم دیا تو اہل آسمان ان کی تسبیح سے اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو گئے ۔وہ خدا کی بارگاہ میں تسبیح کنندگان ہیں، جس نے ان کے ساتھ وعدہ وفا کیا درحقیقت اس نے خدا کے ساتھ وعدہ وفا کیا۔جس نے ان کا حق پہچانا حقیقت میں اس نے حق خدا کی شناخت کی ،وہ رسول خداؐ کی عترت و ذریت ہیں ، جو کوئی بھی ان کے حق کا منکر ہے وہ درواقع حق خدا کا منکر ہے۔

کتاب خدا کے وارث کون؟

هُم وُلَاةُ اَمْرِ اللّٰهِ وَخَزَانَةُ وَحْيِ اللّٰهِ وَوَرَثَةُ كِتَابِ اللّٰهِ وَهُمُ الْمُصْطَفُوْنَ بِاَسِمِ اللّٰهِ وَالْاَمَنَاءُ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ۔

"وہ امر خدا کے فرمان روا،وحی پروردگار کے خزانہ دار اور کتاب خدا کے وارث ہیں۔وہ امر خدا سے منتخب اور وحی خدا کے امین ہیں"

وہ خاندان نبوت ،مرکز رسالت اور فرشتوں کے پروں کی آوازوں سے مانوس ہیں ، یہ وہ ہستیاں ہیں جنہیں جبرئیل علیہ السلام نے حکم پروردگار کے ذریعے تنزیل، برہان اور دلیل سے تغذیہ فرمایا۔

اہل بیت کا مقام

هٰؤُلَاءِ أَهلُ الْبَيتِ أَكْرَمَهُمُ اللّٰهُ بِشَرَفِهٖ وَشَدَّفَهُم بِكَرَامَتِهٖ وَأَعَزَّهُمْ بِالْهُدٰى وَثَبَّتَهُم بِالْوَحْيِ وَجَعَلَهُمْ أَئِمَّةَ هُدًى وَنُورًا فِي الظُّلَمِ لِلنَّجَاةِ وَاخْتَصَّهُم لِدِينِهٖ وَفَضَّلَهُم بِعِلْمِهٖ وَآتَاهُم مَالَم يُؤْتِ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ۔

"وہ اہل بیت پیغمبر ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے شرف سے عزت بخشی، اور اپنے لطف و کرم سے انہیں شرافت و بزرگی عطا کی ،اپنی ہدایت کے ذریعے انہیں عظمت عنایت کی ، وحی کے وسیلہ سے ان کی تثبیت فرمائی ،

انھیں ہادی برحق بنایا، تاریکی میں نجات کے لیے نور قرار دیا، انھیں دین کے لیے مخصوص کیا، اپنے علم کے ذریعے فضیلت بخشی اور انھیں وہ کچھ عطا فرمایا جو دونوں جہانوں میں کسی کو عطا نہیں کیا"

انھیں دین کا قلعہ، اپنے مخفی اسرار و دیعت کرنے کا مقام، وحی کے امین، اپنی مخلوق کے برگزیدہ اور لوگوں پر شاہد قرار دیا ہے، انھیں منتخب کیا، خصوصی امتیاز بخشا، برتری و فضیلت عطا کی اور پہلے والوں پر فوقیت عطا فرمائی۔

انھیں دنیا کا نور، لوگوں کی پناہ گاہ اور مخلوق کے لیے صراط مستقیم پر باقی رہنے کے لیے راہنما قرار دیا، کیونکہ وہ ہدایت و راہنمائی کرنے اور تقویٰ کی ہدایت کی دعوت دینے والے امام ہیں اور وہ کلمہ حق الٰہی اور خدا کی عظیم حجت ہیں۔

هُمُ النَّجَاةُ وَالزُّلْفَىٰ هُمُ الْخِيَرَةُ الْكِرَامُ، هُمْ قُضَاةُ الْحُكَّامُ هُمُ النُّجُومُ الْاَعْلَامُ هُمُ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ هُمُ السَّبِيلُ الْاَقْوَمُ، الرَّاغِبُ عَنْهُمْ مَارِقٌ، وَالْمُقَصِّرُ عَنْهُمْ زَاهِقٌ وَاللَّازِمُ لَهُمْ لَاحِقٌ

"وہ ایسے نجات دہندہ ہیں جو مقام و منزلت پر فائز ہیں، وہ برگزیدہ و کریم، فیصلہ کرنے والے حاکم، درخشاں ستارے، صراط مستقیم اور مضبوط و محکم شاہراہ ہیں جو بھی ان سے روگرداں ہوا، وہ گمراہ ہو جائے گا جو بھی ان کے حق میں کوتاہی کرتا ہے وہ بدبخت ہو جائے گا اور جو بھی ان کی پیروی کرتا ہے وہ اپنے ہدف کو پالے گا"

وہ مومنین کے دلوں میں نور خدا اور پیاسوں کے لیے ٹھنڈا میٹھا دریا ہیں، جس نے بھی ان کے دامن عفو میں پناہ لی وہ محفوظ ہو جائے گا۔ جس نے بھی ان کا دامن تھاما وہ اس کے لیے آرام و سکون کی منزل ہیں وہ خدا کی طرف دعوت دینے اور اسی کے تابع فرمان ہیں، وہ استوار پروردگار کو جاری اور اس کے فرمان کا حکم کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔ فرشتگان الٰہی انہی کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور روح الامین انہی پر نازل ہوتا ہے، یہ سب کچھ صرف اور صرف خدا کے لطف و کرم کی وجہ سے ہے جو انہی کے ساتھ مختص ہے، انہی تقویٰ عطا کیا اور اپنی خاص حکمت کے ذریعے ان کو قوت بخشی۔

وہ شجرہ طیبہ کی پاک و پاکیزہ شاخیں اور مبارک جڑیں ہیں، وہ رحمت حق کا مسکن، علم و دانش کا خزانہ، حلم و شکیبائی کے وارث، عقل و خرد اور تقویٰ و پرہیز گاری کے مالک، پیغمبروں کے وارث اور باقی ماندہ اوصیاء ہیں۔ ان کے صاحب عظمت خاندان میں سے وہ ہستی بھی ہے جن کی یاد دل نشین اور اسم مبارک روح کے لیے سامان تسکین ہے۔ یعنی خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیؐ کے اس با جلالت خاندان سے ایسے امیر اور فرمان روا ہیں جو ایک روشن ستارہ کی طرح درخشاں ہیں، جو ایک غضب ناک شیر کی مانند غراتے ہیں، یعنی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب علیہما السلام اسی باوقار خاندان کی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے عمر بن خطاب کے دور حکومت میں "رمادہ" یعنی خشک سالی کے وقت تشنوں کو سیراب کیا۔ اسی خاندان سے جعفر بن ابی طالب " ذُوَالْجَنَاحَيْنِ " ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، دو دفعہ ہجرت کی اور دو بیعتیں کیں، ان کا تعلق ایسے مبارک شجرہ سے ہے جن کی برہان آشکارا ہے۔

اسی پاک نسب سے برادر حضرت محمد مصطفیؐ ان کے پیغام کو پہنچانے والے صاحب برہان، مومنوں کے امیر اور پیغمبر پروردگار جہان کے جانشین علی بن ابی طالبؑ کا تعلق ہے۔ "ان پر خدا کے درود و سلام ہوں"۔

یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی مودت اور ولایت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد و زن پر واجب قرار دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب حکیم میں پیغمبر اکرم سے ارشاد فرما رہا ہے:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً

فَزِدْلَهٗ فِيهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔ (سورہ شوریٰ ۴۲ آیت ۲۳)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا علاوہ اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس میں اضافہ کر دیں گے، بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور قدردان ہے"

تاج دارِ عظمت کے ساتویں لال فرماتے ہیں:

اِقْتِرَافُ الْحَسَنَةِ حُبُّنَا اَهْلَ الْبَيْتِ۔

"اقتراف حسنہ یعنی نیک کام سے مراد ہم اہل بیتؑ کی محبت ہے"

آیہ وَبِالْوَالِدَيْنِ کے بارے میں امام حسن عسکریؑ کا فرمان

(۶۷۴-۲) کتاب تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام آیت شریفہ "وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا" (ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو) کی تفسیر کے ذیل میں آیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

اَفْضَلُ وَالِدَيْكُمْ وَاَحَقُّهُمَا لِشُكْرِكُمْ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ محمد وعلى عليهما السلام۔

امت کے باپ کون؟

سلسلہ امامت کے پہلے تاج دار امیر المومنین علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے:

اَنَا وَعَلِيٌّ اَبَوَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَحَقُّنَا عَلَيْهِمْ اَعْظَمُ مِنْ حَقِّ اَبَوَى وِلَادَتِهِمْ فَاِنَّا نُنْقِذُهُمْ اِنْ اَطَاعُوْنَا مِنَ النَّارِ اِلٰى دَارِ الْقَرَارِ وَنُلْحِقُهُمْ مِنَ الْعُبُوْدِيَّةِ بِخِيَارِ الْاَحْرَارِ۔

"میں اور علی دونوں اس امت کے باپ ہیں، لوگوں پر ہمارا حق ان کے نسبی ماں باپ کی نسبت زیادہ ہے، کیونکہ اگر وہ ہماری اطاعت کریں تو ہم انہیں

دوزخ سے نجات دلائیں گے اور بہشت کی طرف لے جائیں گے اور ہم انہیں غلامی سے نجات دلا کر بہت اچھے آزاد لوگوں کے ساتھ ملحق کریں گے"

زوجہ امیر المومنین حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام فرماتی ہیں:

أَبَوَا هَذِهِ الْأُمَّةِ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ علیہما السلام يُقِيمَانِ أَوَدَهُمْ وَيُنْقِذَانِهِمْ مِنَ الْعَذَابِ الدَّائِمِ إِنْ أَطَاعُوهُمَا وَيُبِيحَانِهِمُ النَّعِيمَ الدَّائِمَ إِنْ وَافَقُوهُمَا۔

"محمدؐ و علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں، اگر لوگ ان کی اطاعت کریں گے تو منحرف سے جائیں گے اور جہنم کے عذاب سے نجات دلائیں گے اور اگر ان کی پیروی کریں گے تو نعمتیں سدا بہار کر دیں گے"

زہراء کے لال حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ علیہما السلام أَبَوَا هَذِهِ الْأُمَّةِ، فَطُوبَى لِمَنْ كَانَ بِحَقِّهِمَا عَارِفاً وَلَهُمَا فِي كُلِّ أَحْوَالِهِ مُطِيعاً يَجْعَلُهُ اللَّهُ مِنْ أَفْضَلِ سُكَّانِ جِنَانِهِ وَيُسْعِدُهُ بِكَرَامَاتِهِ وَرِضْوَانِهِ۔

"محمدؐ و علیؑ دونوں اس امت کے باپ ہیں، خوش خبری ہے ان لوگوں کے لیے جو ان کے حق کو پہچانتے ہوں اور ہر حال میں ان کی اطاعت کرتے ہوں، اگر ایسے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اہل بہشت میں بہترین قرار دے گا اور اپنی کرامات اور رضوان کے ذریعے سعادت بخشے گا"

نواسہ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا ایک اور فرمان ہے،

مَنْ عَرَفَ حَقَّ أَبَوَيْهِ الْأَفْضَلَيْنِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ علیہما السلام وَأَطَاعَهُمَا حَقَّ طَاعَتِهِ قِيلَ لَهُ: تَبَحْبَحْ فِي أَيِّ الْجِنَانِ شِئْتَ۔

"جو کوئی اپنے باپ محمدؐ اور علیؑ کے حق کی شناخت کرلے اور ان کی اس طرح

سے اطاعت کرتا ہو جس طرح اطاعت کرنے کا حق ہے تو روز قیامت اسے پکار کر کہا جائے گا کہ تم جنت میں اپنی پسند کی جگہ پر سکونت اختیار کرو"

حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنْ کَانَ اَبَوَانُ اِنَّمَا عَظُمَ حَقُّهُمَا عَلٰى اَوْلَادِهِمَا لِاِحْسَانِهِمَا اِلَيْهِم ، فَاِحْسَانُ مُحَمَّدٍ و عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَجَلُّ وَاَعْظَمُ ، فَهُمَا بِاَنْ يَّكُوْنَا اَبَوَيْهِم اَحَقُّ ۔

"اگر اولاد پر ماں باپ کا حق زیادہ ہے تو یہ اس احسان اور نیکی کی وجہ سے ہے جو وہ اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہیں اس بناء پر محمدؐ اور علیؑ کا اس امت پر احسان بیشتر و عظیم تر ہے، لہذا دونوں بزرگ ہستیوں کا اس امت کے باپ ہونا مناسب تر اور سزاوار تر ہے"

قدر و منزلت کی شناخت کا ترازو

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّعْلَمَ كَيْفَ قَدْرُهُ عِنْدَ اللّٰهِ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ قَدْرُ اَبَوَيْهِ الْاَفْضَلَيْنِ عِنْدَهُ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ ۔

"جو کوئی بھی یہ جاننا چاہتا ہے کہ خدا کے نزدیک اس کی کیا قدر و منزلت ہے، وہ اپنے دونوں با فضیلت و باشرف باپوں کو دیکھے کہ ان کا خدا کے نزدیک کس قدر احترام و اکرام ہے"

محمدؐ و علیؑ والدین کو راضی کریں گے

حضرت صادق آل محمد امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ رَعٰى حَقَّ اَبَوَيْهِ الْاَفْضَلَيْنِ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَمْ يَضُرُّهُ مَا اَضَاعَ مِنْ حَقِّ اَبَوَيْهِ نَفْسِهٖ وَسَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ

فَاِنَّهُمَا یَرْضِیَانِهِمْ بِسَعْیِهِمَا۔

"جو کوئی بھی اپنے باپ محمدؐ اور علیؑ کے حق کی مراعات کرتا ہے لیکن اپنے والدین اور تمام مخلوق کے حقوق سے لاپرواہ ہے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ محمدؐ و علیؑ انہیں راضی کریں گے"۔

نماز کے ثواب میں اضافے کا سبب

حضرت کاظم الغیظ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

یُعَظَّمُ ثَوَابُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی قَدْرِ تَعْظِیْمِ الْمُصَلِّی عَلٰی اَبَوَیْهِ الْاَفْضَلَیْنِ مُحَمَّدٍ وَ عَلِیٍّ عَلَیْهِمُ السَّلام۔

"نماز کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا جس قدر نماز گزار اپنے دونوں باپوں محمدؐ اور علیؑ کی تعظیم و تکریم کرتا ہوگا"

محمدؐ و علیؑ افضل ترین باپ

اَمَایَکْرِهُ اَحَدُکُمْ یُنْفٰی عَنْ اَبِیْهِ وَاُمِّهِ الَّذِیْنَ وَلَدَاهُ قَالُوْا: بَلٰی وَاللّٰهِ قَالَ: فَلْیَجْتَهِدْ اَنْ لَا یُنْفٰی لَمَنْ اَبِیْهِ وَاُمِّهِ الَّذِیْنَ هُمَا اَبَوَاهُ الْاَفْضَلُ مِنْ اَبَوَیْ نَفْسِهٖ۔

"کیا تم میں سے کسی کو اس کے نسبی والدین سے دور کیا جائے تو وہ ناراض نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں! خدا کی قسم وہ ناراحت ہوگا"

آپؑ نے فرمایا:

"پس کوشش کریں کہ آپ کو ایسے ماں باپ سے دور نہ کیا جائے جو نسبی والدین سے افضل و برتر ہیں"

ایک شخص امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں محمد و علی علیہما السلام سے اس قدر محبت کرتا ہوں کہ اگر مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو میں پھر بھی ان کی

محبت سے دستبردار نہیں ہوں گا۔ اس وقت امام جواد علیہ السلام نے فرمایا:

لَاجَرَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا وَعَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ مُعْطِيَاكَ مِنْ اَنْفُسِهِمَا مَاتُعْطِيهِمَا اَنْتَ مِنْ نَفْسِكَ اِنَّهُمَا يَسْتَدْعِيَانِ فِي يَوْمِ فَصْلِ الْقَضَاءِ مَالَا يَفِي مَا بَذَلْتَهُ لَهُمَا بِجُزْءٍ مِنْ مِائَةِ اَلْفِ جُزْءٍ (مِنْ ذَالِكَ)

"بلاشک و ریب محمدؐ اور علی علیہ السلام تمہیں اس قدر نوازیں گے جس قدر تم نے ان سے اظہار محبت کیا، وہ روز قیامت اس قدر تمہاری شفاعت کریں گے کہ جو کچھ تم نے ان کے لیے خرچ کیا اور یہ اس کے مقابلے میں لاکھ میں سے ایک حصہ بھی نہیں ہوگا"

دینی والد پر نسبی والد کی محبوبیت کا نتیجہ

حضرت ہادی علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَكُنْ وَالِدَا دِيْنِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ اَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْ وَالِدَيْ نَسَبِهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ وَ قَلِيْلٍ وَلَا كَثِيْرٍ۔

"وہ شخص جسے دونوں دینی والد محمدؐ و علیؑ اپنے نسبی والدین سے محبوب تر نہ ہوں، درحقیقت وہ دین خدا کے حلال و حرام اور قلیل و کثیر سے بہرہ مند نہیں ہوا"

دینی والد کی اطاعت کو مقدم کرنے کا ثمرہ

مَنْ اٰثَرَ طَاعَةَ اَبَوَيْ دِيْنِهِ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ عَلٰى طَاعَةِ اَبَوَيْ نَسَبِهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: لَاُوْثِرَنَّكَ كَمَا اٰثَرْتَنِيْ وَلَاُشَرِّفَنَّكَ بِحَضْرَةِ اَبَوَيْ دِيْنِكَ كَمَا شَرَّفْتَ نَفْسَكَ بِاِيْثَارِ حُبِّهِمَا عَلٰى حُبِّ اَبَوَيْ نَسَبِكَ۔ (تفسیر امام حسن عسکری ۳۲۹،۳۳۳)

"جو شخص اپنے دونوں دینی باپوں محمدؐ و علیؑ کی اطاعت کو اپنے نسبی والدین کی اطاعت پر مقدم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس طرح تو نے مجھے

مقدم کیا اور میری عزت کی، میں تجھے تیرے دونوں دینی باپوں کے حضور
اس طرح سے شرافت وعزت بخشتا ہوں جس طرح تو نے ان کی محبت کو
اپنے نسبی والدین کے مقابلے میں شرافت وعزت بخشی"

طینت شیعہ کیسی؟

(۶۷۵۔۳) کتاب بصائر الدرجات میں لکھتے ہیں کہ حنان بن سدیر کہتا ہے:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ عَجَنَ طِیْنَتَنَا وَطِیْنَۃَ شِیْعَتِنَا ،مَخْلَطَنَا بِھِم وَ خَلَطَھُمْ بِنَا ، فَمَنْ کَانَ فِی خَلْقِہٖ شَئیٌ مِن طِیْنَتِنَا حَنَّ اِلَیْنَا فَاَنْتُمْ وَاللّٰہِ مِنَّا

(بصائر الدرجات صفحہ۱۶ جلد ۸، بحار جلد ۲۰ صفحہ ۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے ہماری اور ہمارے شیعوں کی طینت کو گوندھا ہے، اس کے
بعد ہماری سرشت کو ان کی اور ان کی سرشت کو ہماری سرشت کے ساتھ
مخلوط کیا، پس وہ شخص جس کی سرشت کے ساتھ ہماری تھوڑی سی سرشت
مخلوط ہو وہ بڑے شوق و جذبے سے ہماری طرف چلا آتا ہے۔ خدا کی
قسم! تم ہم میں سے ہو۔" ایک اور روایت میں ہے کہ:

وَسُلْمَانُ خَیْرٌ مِنْ لُقْمَانَ۔

"حضرت سلیمان، حضرت لقمانؑ سے بہتر ہیں" [1]

---

[1] یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خوبصورت حدیث کا آخری جملہ ہے میرے خیال میں اس کا پہلا حصہ حذف کیا گیا ہے، میں محبان اہل بیت علیہم السلام کے دلوں میں نورانیت کے لیے مذکورہ حدیث کا مکمل ترجمہ عرض کرتا ہوں:

فضل بن عیسیٰ ہاشمی کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، میرے باپ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا یہ حدیث (کہ سلیمان ہم اہل بیت میں سے ہے) رسول خداؐ کے کلمات ہیں: (باقی آگے)

(۶۷۶-۴) جلیل القدر عالم شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب کمال الدین میں لکھتے ہیں:

ابوحمزہ کہتا ہے: میں نے امام سجاد علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ مُحَمَّداً وَعَلِياً وَالْاَئِمَّةَ اَحَدَ عَشَرَ مِن نُورِ عَظَمَتِهٖ اَرْوَاحاً فِي ضِيَاءِ نُورِهٖ، يَعْبُدُونَهٗ قَبْلَ خَلْقِ الْخَلْقِ يُسَبِّحُونَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَيُقَدِّسُونَهٗ وَهُمُ الْاَئِمَّةُ الْهَادِيَةُ مِن آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِم اَجْمَعِينَ۔

(کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۱۸، بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۱۵، منتخب الاثر ص ۴۰)

(مذکورہ حدیث ثقۃ الاسلام شیخ کلینی نے بھی کافی جلد ۱ صفحہ ۵۳۱ میں مختصر تفاوت کے ساتھ نقل کی ہے)۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ اور گیارہ آئمہ علیہم السلام کے انوار کو اپنے باعظمت نور سے خلق کیا، وہ مخلوق کی آفرینش سے قبل نورانی ارواح کی صورت میں اس کی عبادت اور تسبیح و تقدیس میں مشغول تھے اور وہ ہدایت و راہنمائی کرنے والے آئمہ آل محمد "صلوات اللہ علیہم اجمعین" سے ہیں"

حضرت نے فرمایا: ہاں اس نے عرض کیا: کیا حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ اس نے دوبارہ عرض کیا: کیا حضرت ابوطالب کی اولاد سے؟

آپ نے فرمایا: وہ ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں آپ کا فرمان نہیں سمجھ پا رہا ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے عیسیٰ! پیچ تو وہ ہم اہل بیتؑ میں سے ہیں اس کے بعد آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے جو کہا کہ وہ ہم اہل بیتؑ میں سے ہیں، اس سے مراد وہ نہیں ہے جس کا تصور تمہارے ذہن میں آ رہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طینت کو اعلیٰ علیین سے پیدا کیا اور ہمارے شیعوں کی طینت کو اس سے نچلے حصے سے پیدا کیا، پس وہ ہم میں سے ہیں۔ جبکہ ہمارے دشمنوں کی سرشت کو سجین (دوزخ کی گھاٹی) اور ان کے پیروکاروں کی سرشت کو ان سے بھی نچلے طبقے سے پیدا کیا۔ پس ہمارے دشمنوں کے پیروکار ہمارے دشمن ہیں۔ سلمان کا مقام و مرتبہ لقمان سے بلند و بالا ہے۔

آیہ شریفہ خیر امۃ کی تفسیر میں رسول خداؐ کا فرمان

(۷۷-۵) جابر بن عبداللہ آیہ کریمہ

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ۔

"تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے منظر عام پر لایا گیا ہے۔ تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو" (سورہ آل عمران آیہ ۱۱۰)

کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

"خالق جہان نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی ہے وہ میرا نور تھا جسے اپنے نور سے خلق کیا اور اپنی جلالت و عظمت سے جدا کیا۔ پس میرے نور نے قدرت الٰہی کا طواف شروع کیا، یہاں تک کہ اسی ہزار (۸۰۰۰۰) سال کے طویل عرصہ کے بعد جلالت عظمت الٰہی تک پہنچا، اس کے بعد تعظیم خالق کے لیے سجدہ میں گرا تو اس سے علیؑ کا نور جدا ہوا، پس میرا نور عظمت الٰہی اور علیؑ کا نور اس کی قدرت پر محیط تھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش، لوح، خورشید کا نور، دن، عقل، معرفت، لوگوں کی آنکھیں، کان اور دل کو میرے نور سے پیدا کیا اور میرا نور اس (خدا) کے نور سے جدا شدہ نور ہے"

پس اولین، آخرین اور سابقین ہم ہیں، ہم ہیں تسبیح کرنے والے، ہم ہیں شفاعت کرنے والے، ہم ہیں کلمہ اللہ، ہم ہیں خدا کے خاص و برگزیدہ بندے، ہم ہیں خدا کے دوست اور وجہ اللہ جنب اللہ اور یمین اللہ۔

خدا کے امین ہم ہیں، وحی کا خزانہ ہم ہیں اور ہم اس کے غیب کے پردہ دار، حاجب اور محافظ ہیں۔

تقدیس خدا کے مقام، حکمت کے چراغ، رحمت کی چابیاں، نعمتوں کے سرچشمے، لوگوں کی شرافت کا سبب اور امت کے پیشوا و ہادی ہم ہیں۔

تو امیس عصر، دانش مند دہر ، قوم کے سردار ، جہانی سیاست مدار ، کفایت شعار ، فرمان روا ، ساقیان حوض کوثر ، الفت کرنے والے حاکم اور لوگوں کی نجات کا راستہ ہم ہیں۔

ہم ہی سلسبیل (بہشتی نہر) کا سرچشمہ اور پائدار و مستقیم راستہ ہیں۔

مَنْ اٰمَنَ بِنَا اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَنْ رَدَّ عَلَيْنَا رَدَّ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ شَكَّ فِينَا شَكَّ فِي اللّٰهِ وَمَنْ عَرَفَنَا عَرَفَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى عَنَّا وَتَوَلّٰى عَنِ اللّٰهِ وَمَنْ اَطَاعَنَا اَطَاعَ اللّٰهَ۔

"جو ہم پر ایمان لایا وہ خدا پر ایمان لایا، جس نے ہمیں رد کیا، اس نے خدا کو رد کیا، جو ہمارے بارے میں شک و تردید میں مبتلا ہوا، اس نے خدا کے بارے میں شک کیا، جس نے ہماری شناخت کر لی اس نے خدا کو پہچان لیا، جس نے ہم سے روگردانی کی وہ خدا سے روگراں ہوا اور جس نے ہماری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی"

وَنَحْنُ الْوَسِيلَةُ اِلَى اللّٰهِ ،وَالْوُصْلَةُ اِلٰى رِضْوَانِ اللّٰهِ وَلَنَا الْعِصْمَةُ وَالْخِلَافَةُ وَالْهِدَايَةُ ،وَفِينَا النُّبُوَّةُ وَالْوِلَايَةُ وَالْاِمَامَةُ وَنَحْنُ مَعْدِنُ الْحِكْمَةُ وَبَابُ الرَّحْمَةِ وَشَجَرَةُ الْعِصْمَةِ وَنَحْنُ كَلِمَةُ التَّقْوٰى وَالْمَثَلُ الْاَعْلٰى وَالْحُجَّةُ الْعُظْمٰى وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى الَّتِي مَنْ تَمَسَّكَ بِهَا نَجَا۔

"ہم خدا تک رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں اور رضوان خدا سے ملاقات کا ذریعہ ہیں، عصمت ، خلافت اور ہدایت ہمارے گھر کی باندی ہے، نبوت ، امامت اور ولایت ہمارے درمیان منحصر ہے ہم حکمت کا منبع اور دروازۂ رحمت ہیں ، کلمہ تقویٰ ، مثل اعلیٰ ، حجت کبریٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہم ہیں جو اس سے متمسک ہوا وہ نجات پا گیا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی نظر میں تخلیق امام

(۶۷۸۔۶) کتاب بصائر الدرجات میں محمد بن مروان سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب اللہ تعالیٰ کسی امام کو خلق کرنا چاہتا ہے تو پانی کا وہ قطرہ جو زیر عرش ہے اسے زمین پر نازل کرتا ہے۔ یہ قطرہ ایک درخت پر گرتا ہے۔ اس امامؑ کے پدر بزرگوار اس کا پھل تناول فرماتے ہیں، اس کے بعد وہ امام اپنی زوجہ سے قربت کرتا ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ ایک امام کو خلق فرماتا ہے"

وہ شکم مادر میں آواز سنتا ہے، جب وہ متولد ہوتا ہے تو اس کے لیے نور کا ایک ستون آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، وہ بندوں کے اعمال دیکھتا ہے۔ جب وہ ایک بلند قد وقامت اور خوب رو نوجوان ہوتا ہے تو اس کے بائیں زانو پر یہ آیہ شریفہ لکھی جاتی ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ (سورہ انعام ۶ آیہ ۱۱۵)

"اور آپ کے رب کا کلمہ قرآن صداقت و عدالت کے اعتبار سے بالکل مکمل ہے، اسے کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے، وہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے" (بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۳۸، بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۱)

(۶۷۹۔۷) مذکورہ کتاب میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے:

جس سال حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام متولد ہوئے۔ اس سال میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، جس وقت ہم مقام ابواء (یہ مدینہ اور جحفہ کے درمیان ایک دیہات ہے جہاں پر رسول خداؐ کی والدہ گرامی حضرت آمنہ علیہا السلام کا مرقد مطہر ہے) پر پہنچے تو امام علیہ السلام نے اپنے تمام اصحاب کے لیے بہت مزیدار ناشتہ مہیا فرمایا۔ ہم سب کھانے میں مصروف تھے کہ اچانک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی

زوجہ حمیدہ کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اس نے کہا کہ حمیدہ کہتی ہے کہ مجھے درد زہ شروع ہو چکا ہے۔ چونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ اس بچے کی ولادت کے وقت آپ کی عدم موجودگی کی صورت میں کوئی قدم نہ اٹھاؤں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور وہاں سے خوش حال اور مسکراتے ہوئے رخصت ہوئے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ آنحضرت نے اپنی آستینیں اوپر چڑھائی ہوئی ہیں اور مسکراتے ہوئے واپس آئے۔

ہم نے کہا! خداوند متعال آپ کو ہمیشہ خوشی نصیب فرمائے اور آپ کی آنکھیں روشن کرے، آپ کی زوجہ حمیدہ نے کیوں بلایا تھا؟ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بیٹا عطا کیا ہے جو خداوند کریم کی بہترین مخلوقات میں سے ہے۔ حمیدہ نے مجھے اس مولود کی ایک بات بتائی ہے جبکہ وہ بات میں پہلے سے جانتا تھا"

میں نے عرض کیا:

"آپ پر قربان جاؤں آپ کی زوجہ نے کیا بتایا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"اس نے کہا ہے کہ جب یہ مولود متولد ہوا ہے تو اس نے اپنے ہاتھ زمین پر رکھے اور سر آسمان کی طرف بلند کیا۔ میں نے اس سے کہا: یہ کام تو رسول خدا کے جانشین کا ہے"

میں نے عرض کیا: "آپ پر قربان جاؤں یہ عمل کس طرح امام کی نشانی ہے"

آپ نے فرمایا: جس رات میرے جد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے اس رات ایک شخص ان کے والد گرامی جو کہ سوئے ہوئے تھے ان کی خدمت میں ایک کاسہ لے کر حاضر ہوا، جس میں ایسا شربت تھا جو پانی سے زیادہ رقیق، مکھن سے زیادہ ملائم، شہد سے زیادہ

شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا وہ انہیں پلایا، اور زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، وہ خوشی کے عالم میں اٹھے اور اپنی زوجہ کے پاس گئے، اس طرح سے میرے جد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

جس رات میرے والد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے، وہی شخص میرے جد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا، وہی شربت انہیں پلایا اور زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، اس طرح سے میرے والد بزرگوار شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

جس رات میں شکم مادر میں منتقل ہوا، وہی شخص میرے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا، انہیں وہی شربت پلایا جو میرے اجداد کو پلایا گیا تھا، میرے پدر بزرگوار کو زوجہ کے پاس جانے کا حکم دیا، وہ خوش وخرم اپنی بیوی کے پاس گئے۔ اس طرح سے میں شکم مادر میں منتقل ہوا۔

جس رات میرا یہ فرزند شکم مادر میں منتقل ہوا، وہی شخص میرے پاس آیا اور مجھے وہی کچھ پلایا جو میرے اجداد کو پلایا گیا تھا، اس کے بعد مجھے وہی حکم دیا گیا جو انہیں دیا گیا تھا۔ مجھے علم تھا کہ خدا مجھے کیا عطا کرنے والا ہے۔ میں راضی خوشی اپنی زوجہ کے پاس گیا۔ اس طرح سے میرے یہ فرزند شکم مادر میں منتقل ہوئے۔

پس ہر معصوم شربت کی صورت میں شکم مادر میں منتقل ہوا کہ جس کے بارے میں، میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ چالیس دن گذرنے کے بعد اللہ تعالیٰ شکم مادر میں نورانی ستون نصب کرتا ہے جسے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ چار ماہ گذرنے کے بعد ایک فرشتہ بنام "حیوان" آتا ہے، اور ان کے بازو پر تحریر کرتا ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَعَدْلاً لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورہ انعام آیہ ۱۱۵)

چونکہ امام جب متولد ہوتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ زمین پر رکھتے ہیں اور

سر آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں۔ جس وقت وہ زمین پر ہاتھ رکھتے ہیں درحقیقت ان علوم کو حاصل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین پر نازل کیے اور جس قدر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں تو اس وقت عرش کے درمیان سے افق اعلیٰ پر پروردگار کی طرف سے منادی انہیں ان کے اور ان کے والد بزرگوار کے نام سے ندا کرتے ہوئے کہے گا:

يَافُلَانٌ ! اِثْبِت ثَبَّتَكَ اللّٰهُ فَلعَظِيمٍ مَاخَلَقتُكَ اَنتَ صَفوَتِي مِن خَلقِي وَمَوضِعُ سِرِّي وَعَيبَةُ عِلمِي ،لَكَ وَلِمَنْ تَوَلَّاكَ اَو جَبتُ رَحْمَتِي وَ اَسْكَنْتُ جَنَّتِي و اَحْلَلْتُ جِوَارِي ثُمَّ وَعِزَّتِي لَاَصْلِيَنَّ مَنْ عَادَاكَ أَشَدَّ عَذَابِي وَاِنْ اَو سَعْتُ عَلَيهِمْ مِن سَعَةِ رِزْقِي۔

''اے فلاں شخص! ثابت قدم ہو جا، خدا تجھے ثابت قدم رکھے، قسم ہے مجھے اس عظمت کی جس کے ذریعے میں نے تمہیں پیدا کیا، آپ میری مخلوق میں سے برگزیدہ ترین، میرے راز کا مقام اور میرے علم کا خزانہ دار ہو، آپ پر اور جو بھی آپ کی پیروی کرے گا اس پر میں نے اپنی رحمت واجب قرار دی ہے، میں نے اسے بہشت میں اپنے ہمسائے میں رکھا ہے، مجھے میری عزت کی قسم، جو بھی آپ کے ساتھ دشمنی رکھے گا اُسے میں اپنے سخت عذاب کے ذریعے جلاؤں گا۔ اگرچہ میں اسے بھی رزق و روزی فراوانی سے عطا کرتا ہوں''

جب منادی کی ندا ختم ہوگئی تو امام علیہ السلام اس کے جواب میں مندرجہ ذیل آیہ شریفہ تلاوت فرمائیں گے:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَآئِكَةُ ....

''اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور فرشتے گواہ ہیں''

(سورۂ آل عمران ۳ آیہ ۱۸)

چونکہ اس طرح سے کہہ رہا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اس علم کو اول اور علم آخر عطا فرماتا

ہے اور اسے شب قدر ملاقات روح کا سبب قرار دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا: ''آپ پر قربان جاؤں کیا روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''جبرئیل فرشتوں میں سے ہیں جبکہ روح ایسی مخلوق ہے، جو فرشتوں سے بزرگ تر ہے۔ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں پڑھا ہے؟

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ۔ (سورہ قدر آیہ ۴)

''ملائکہ اور روح نازل ہوتے ہیں''

امام شکم مادر میں گفتگو سنتے ہیں

(۶۸۰۔۸) کتاب بصائر الدرجات میں تفسیر برہان سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے روایت کی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

لَا تَتَكَلَّمُوا فِي الْإِمَامِ فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْمَعُ الْكَلَامَ وَهُوَ جَنِينٌ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

''امام علیہ السلام کے مقام ومنزلت کے بارے گفتگو نہ کریں کیونکہ امام وہ ہوتے ہیں جو شکم مادر میں بھی سنتے ہیں''

جب امام دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو فرشتہ ان دونوں آنکھوں کے درمیان مندرجہ ذیل آیہ کریمہ لکھتا ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورۂ انعام آیہ ۱۱۵)

''اور تمہارے رب کا کلمہ از روئے صدق وعدل پورا ہو گیا۔ اس کے کلموں کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے''

امام علیہ السلام جب حکم الٰہی نافذ فرماتے ہیں، تو ہر شہر سے نور کا ایک ستون بلند ہوتا ہے، جس کی روشنی میں وہ بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۵، تفسیر برہان جلد ا صفحہ ۵۵۰)

مذکورہ آیت شریفہ کی توضیح وتفسیر کے بعد یونس بن ظبیان سے روایت منقول ہے:

فَاِذَا خَرَجَ اِلَی الاَرضِ اُتِیَ الحِکمَۃَ ، زُیِّنَ بِالحِلمِ وَالوَقَارِ وَاُلبِسَ الھَیبَۃَ وَجَعَلَ لَہٗ مِصبَاحٌ مِن نُورٍ فَعَرِفَ بِہِ الضَّمِیرَ وَیَرٰی بِہٖ اَعمَالَ العِبَادِ ۔(بصائر الدرجات صفحہ ۴۳۲، بحار جلد ۲۵ صفحہ ۳۹)

"جب امام شکم مادر سے دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو انہیں حکمت عطا کی جاتی ہے، علم وقار سے مزین کیا جاتا ہے، ان کے جسم ملکوتی پر لباس ہیبت پہنایا جاتا ہے اور ان کے نور کو ایک چراغ قرار دیا جاتا ہے، جس کے ذریعے وہ لوگوں کے ضمیر کی شناخت کرتے ہیں اور ان کے اعمال دیکھتے ہیں"

امامؑ کی عمر

(۶۸۱۔۹) کتاب شریفہ کافی میں مذکور ہے کہ محمد بن اسماعیل بن بزیع کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے امامت کے بارے میں پوچھا کہ کیا سات سے کم عمر میں امام ہونا ممکن ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں! پانچ سال سے کم عمر کا امام بھی ہوسکتا ہے۔

(اصول کافی جلد ا صفحہ ۳۸۴ بحار جلد ۳۵ صفحہ ۱۰۳)

مؤلف کہتا ہے: یہ حدیث امام زمانہ ارواحنا فداہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اکثر وبیشتر روایات کی بناء پر امامت کے وقت آنحضرت کی عمر کچھ مہینے یا ایک سال اور ہاں کچھ مہینے تھی، یعنی پانچ سال سے کم تھی۔

امامؑ کی صفات

(۶۸۲۔۱۰) معانی الاخبار، خصال اور عیون اخبار الرضاؑ میں حسن بن فضال اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

لِلْاِمَامِ عَلَامَاتٌ يَكُونُ اَعْلَمَ النَّاسِ وَاَحْكَمَ النَّاسِ وَاتْقَى النَّاسِ وَاَحْلَمَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَاَسْخَى النَّاسِ وَاَعْبَدَ النَّاسِ ، وَيُولَدُ مَخْتُوناً وَيَكُونُ مُطَهَّراً وَيَرَى مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا يَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا يَكُونُ لَهٗ ظِلٌّ۔

"امامؑ کی چند علامات ہوتی ہیں وہ تمام لوگوں سے عالم ترین، بہترین فیصلے کرنے والے، پرہیزگار ترین، بردبار ترین، شجاع ترین، سخاوت مند ترین اور عبادت گذار ترین ہوتے ہیں، وہ جب دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو ختنہ شدہ اور پاک و مطہر ہوتے ہیں جس طرح وہ اپنے سامنے سے دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھ سکتے ہیں ان کا کوئی سایہ نہیں ہوتا ہے"

جب وہ شکم مادر سے دنیا پر تشریف لاتے ہیں تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھتے ہیں اور بلند آواز سے شہادتین یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔

وہ محتلم نہیں ہوتے ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے، وہ محدث ہیں یعنی وہ فرشتوں کی آواز سنتے ہیں، رسول خداؐ کی زرہ ان کے اندازے کی ہوتی ہے، ان کا پیشاب و پاخانہ نظر نہیں آتا، کیونکہ اللہ نے زمین کو اس بات پر مامور کیا ہے کہ جو کچھ ان کے بدن مبارک سے خارج ہو ہڑپ کر جائے۔

امام علیہ السلام کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بیشتر اور پاکیزہ ہوتی ہے، لوگوں کی جان پر انہیں مکمل اختیار ہوتا ہے اور لوگوں کے لیے ماں باپ سے زیادہ مہربان اور دل سوز ہوتے ہیں۔

وہ خداوند قدوس کی بارگاہ میں تمام لوگوں کی نسبت زیادہ متواضع ہوتے ہیں، خدا نے جس چیز پر انہیں مامور کیا ہے، اس پر عامل تر ہیں اور جس چیز سے منع فرمایا ہے، اسے کبھی بھی انجام نہیں دیتے ہیں۔

ان کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے اگر وہ دعا کریں کہ پتھر کے دو ٹکڑے ہو جائے تو وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

رسولؐ خدا کا اسلحہ اور شمشیر ذوالفقار انہیں کے پاس ہے وہ صحیفہ بھی امام کے پاس ہوتا ہے جس میں قیامت تک کے آنے والے ان کے شیعوں، حبداروں اور دشمنوں کے نام تحریر شدہ ہیں۔

وَتَكُونُ عِندَهُ الجَامِعَةُ وَهِيَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبعُونَ ذِرَاعاً، فِيهَا جَمِيعُ مَا يَحتَاجُ إِلَيهِ وَلَدُ آدَمَ۔

"امام علیہ السلام کے پاس جامعہ ہے، یہ ایسا صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اس میں ہر وہ چیز تحریر ہے جس کی انسان کو احتیاج ہے"

امام معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جفر اکبر اور اصغر ہمارے پاس ہے جو بکری اور گوسفند کی کھال سے بنا ہے۔ ان میں تمام علوم حتی خراش کا جرمانہ اور ایک تازیانہ یا آدھا یا ایک تہائی کا حکم بھی تحریر کیا گیا ہے اور مصحف فاطمہ ہمارے پاس ہے"۔

(معانی الاخبار صفحہ ۱۰۱، الخصال جلد ۲ صفحہ ۵۲۸، عیون اخبار الرضا جلد ۱ صفحہ ۶۹، الاحتجاج، صفحہ ۴۳۷، بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۱۱۶)

علم امامؑ

(۶۸۳۔۱۱) کتاب "اختصاص" شیخ مفید اور بصائر الدرجات میں مذکور ہے کہ ابان بن تغلب کہتے ہیں: میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک یمنی عالم ان کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اے یمنی! کیا تمہارے درمیان علماء و دانشمند موجود ہیں؟

اس نے کہا: "ہاں! یابن رسول اللہ"

آنحضرت نے فرمایا: "ان علماء کا علم کس حد تک ہے؟"

اس نے کہا: "وہ ایک ماہ کا سفر ایک رات میں طے کر لیتے ہیں، پرندے سے فال لیتے ہیں"

آنحضرت نے فرمایا: "پس عالم مدینہ تمہارے عالم سے علم میں زیادہ ہے؟"

اس نے کہا: "آپ کے عالم کا علم کہاں پر منتہی ہوتا ہے؟"

آپ نے فرمایا:

اِنَّهٗ يَسِيْرُوا فِی (كُلِّ) صَبَاحٍ وَاحِدٍ مَسِيْرَةَ سَنَةٍ كَالشَّمْسِ اِذَا اُمِرَتْ ، اِنَّهَا الْيَوْمَ غَيْرَمَا مُوْرَةٍ وَلٰكِنْ اِذَا اُمِرَتْ تَقَطَّعَ اِثْنٰى عَشَرَ شَمْسًا وَاِثْنٰى عَشَرَ قَمَرًا وَاِثْنٰى عَشَرَ مَشْرِقًا وَاِثْنٰى عَشَرَ مَغْرِبًا وَاِثْنٰى عَشَرَ بَرًّا وَاِثْنٰى عَشَرَ بَحْرًا وَاِثْنٰى عَشَرَ عَالَمًا۔

"وہ ہر صبح ایک سال کی مسافت طے کرتا ہے جیسے سورج، اگر اسے حکم ہوا بے شک فی الحال اس سے زیادہ اسے حکم نہیں ہے، لیکن اگر اسے حکم ہو تو وہ بارہ (۱۲) سورجوں، بارہ چاندوں، بارہ شرقوں، بارہ مغربوں، بارہ خشکیوں، بارہ سمندروں اور بارہ جہانوں کی مسافت طے کرتا"

راوی کہتا ہے۔ اس یمنی کے پلے کچھ نہیں پڑا، وہ نہیں سمجھ سکا کہ اب کیا کہوں، لہذا امام نے یہاں پر ہی اپنی گفتگو ختم کی۔

علم امامؑ کی کم ترین فضیلت

(۶۸۴-۱۲) کتاب بصائر الدرجات میں لکھتے ہیں کہ علی بن جعفر کہتے ہیں: میں نے حضرت علی موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

لَوْ اُذِنَ لَنَا لَاَخْبَرْنَا بِفَضْلِنَا۔

"اگر مجھے اجازت دی گئی ہوتی تو میں لوگوں کو اپنے فضائل سے آگاہ کرتا"

میں نے کہا: "کیا آپ کا علم بھی ان فضائل میں شامل ہے"

آپ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ اَیْسَرَ مِن ذٰلِکَ

"ہمارا علم ہمارے کم ترین فضائل میں سے ہے"

(بصائر الدرجات صفحہ ۱۲، بحار جلد ۲۵ صفحہ ۳۷۱، مختصر البصائر صفحہ ۶۸)

(۶۸۵-۱۳) کتاب بصائر الدرجات میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن بکر ارجانی ایک مفصل حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یَا بنَ بَکرٍ! اِنَّ قُلُوبَنَا غَیرَ قُلُوبِ النَّاسِ اِنَّا مُصْفُوْنَ مُصطَفُونَ، نَرَی مَا لَایَرَی النَّاسُ وَنَسْمَعُ مَالَایَسْمَعُونَ وَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ تَنزِلُ عَلَینَا فِی رِحَالِنَا وَتَقلَّبُ عَلٰی فَرِشِنَا، وَتُشْهِدُ طَعَامَنَا وَتَحضُرُ مَوتَانَا۔

"اے ابن بکیر! بے شک ہمارے دل لوگوں کے دلوں کی طرح نہیں ہیں، ہم پاکیزہ و برگزیدہ ہیں، ہم وہ کچھ دیکھتے ہیں جو لوگ نہیں دیکھ سکتے، ہم وہ کچھ سنتے ہیں جو لوگ نہیں سن سکتے، ملائکہ ہمارے گھروں پر نازل ہوتے ہیں، وہ ہمارے صحن خانہ میں قدم رنجاں ہوتے ہیں، وہ ہمارے دسترخوان کے شاہد ہیں اور ہماری تشییع جنازہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

وہ ہمیں ان اخبار سے باخبر کرتے ہیں جو ابھی تک واقع نہیں ہوتیں۔ وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، ہمارے لیے دعا کرتے ہیں، اپنے پر بطور تبرک ہمارے ساتھ مس کرتے ہیں، ہمارے بچوں کو اپنے پروں پر جھولے دیتے ہیں، زمین پر اُگنے والی ہر موسم کی چیزیں ہم تک پہنچاتے ہیں اور ہر زمین کا پانی ہمارے پاس لاتے ہیں جو برتنوں میں پایا جاتا ہے۔"

ہر روز کوئی بھی ایسی نماز نہیں ہے جس سے وہ ہمیں مطلع نہ کرتے ہوں، کوئی رات ایسی نہیں گذرتی کہ جس میں پوری زمین پر ہونے والے واقعات

واتفاقات کی وہ ہمیں اطلاع نہ دیتے ہوں، جنوں اور ہوا میں موجود
فرشتوں کی ہمیں خبر دیتے ہیں، یہ بھی بتاتے ہیں کہ کون سا بادشاہ فوت ہوا
ہے، اس کا جانشین کون ہے اور وہ پہلے والوں سے کیسا برتاؤ کرتا ہے۔
خلاصہ زمین و آسمان کے اندر جو کچھ بھی ہوتا ہے فرشتے تمام واقعات کی
ہمیں اطلاع کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا۔" آپ پر قربان جاؤں اس پہاڑ کی انتہا کہاں پر ہے؟"

آپ نے فرمایا: اس پہاڑ کی آخیر چھٹی زمین تک ہے، اور جہنم ان زمینوں میں سے کسی ایک زمین کی وادی میں ہے اس وادی میں نگہبانوں کی تعداد آسمان کے ستاروں، بارش کے قطروں اور جو کچھ سمندروں اور زمین میں ہے سے زیادہ ہے، جس فرشتے کی جو ڈیوٹی ہے وہ اسے انجام دینے میں کوتاہی نہیں کرتا۔"

میں نے عرض کیا:" کیا یہ تمام اطلاعات آپ تمام کے لیے لاتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا:" نہیں یہ اطلاعات و اخبار زمانے کے امام تک پہنچتی ہیں، ہمارا علم و قدرت اس حد تک ہے کہ لوگ اسے سمجھ نہیں سکتے اور اس بارے میں کسی قسم کی قضاوت نہیں کر سکتے، لیکن ہم ان موارد میں حکم کرتے ہیں، اگر کوئی ہمارے حکم کو قبول نہیں کرتا تو فرشتے اسے قبول کرنے پر مجبور کرتے ہیں، اور نگہبانوں کو حکم دیتے ہیں، کہ انہیں ہمارا قول قبول کرنے پر مجبور کریں، اگر کوئی جن مخالفت کرتا یا کافر ہو جاتا ہے تو اسے باندھ دیتے ہیں اور اس وقت تک شکنجے دیتے ہیں جب تک وہ ہمارے حکم کو قبول نہ کرلے"

میں نے عرض کیا:" آپ پر قربان جاؤں کیا امام مشرق و مغرب کے درمیان دیکھ سکتا ہے؟"

آپ نے فرمایا:" اے ابن بکیرا! وہ کس طرح سے مشرق اور مغرب والوں کا امام ہو سکتا ہے جبکہ وہ نہ تو ان کو دیکھتا ہو اور نہ ہی ان کے درمیان

حکم کرتا ہو؟ وہ ان کے لیے کس طرح سے حجت اور امام ہو سکتا ہے جو اس کی نظروں سے پنہاں اور قدرت سے باہر ہوں؟ اور انھیں بھی اپنے امام تک رسائی کی قدرت نہ ہو؟ اگر امام لوگوں کو دیکھ نہیں سکتا تو وہ کس طرح سے احکام الٰہی ان تک پہنچائے گا اور ان پر گواہی دے گا؟"

وہ ان کے لیے کس طرح سے حجت اور امام ہو سکتا ہے جو اس کی نظروں سے پوشیدہ ہو، اور کوئی چیز امام اور ان لوگوں کے درمیان احکام خدا پہنچانے سے مانع ہو۔؟ درحالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا اَرسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ ۔ (سورۂ سباء، آیہ ۲۸)

"ہم نے تمھیں نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے"

یعنی ہم نے تمھیں کرۂ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کے لیے بھیجا ہے۔

پیغمبرؐ کے بعد حجت کون؟

وَالحُجَّةُ مِن بَعدِ النَّبِيِّ يَقُومُ مَقَامَهُ وَهُوَ الدَّلِيلُ عَلٰى مَاتَشَاجَرَت فِيهِ الأُمَّةُ وَالآخِذُ بِحُقُوقِ النَّاسِ ، وَالقِيَامُ بِأَمرِ اللّٰهِ وَالمُنصِفُ لِبَعضِهِم مِن بَعضٍ ۔

"امام پیغمبرؐ کے بعد حجت اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے، وہ ان مشکلات کا حل ہوتا ہے جو امت کے درمیان پیدا ہوتی ہیں، لوگوں کے حقوق کا محافظ و مدافع ہوتا ہے۔ حکم خدا سے قیام کرنے والا اور منصف ہوتا ہے"

پس اگر لوگوں کے درمیان کوئی ایسا نہ ہو جس کا حکم نافذ ہو، تو پھر امر خدا کا نفاذ کیسے ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِم ۔ (سورہ فصلت آیہ ۵۳)

"ہم عنقریب اپنی نشانیوں کو تمام اطراف عالم میں اور خود ان کے نفسوں

کے اندر دکھلائیں گے"

پس ہمارے علاوہ آفاق میں کون سی نشانیاں ہیں جو خدا نے زمین کے باسیوں کو دکھائی ہوں؟ ایک اور جگہ پر ارشاد ہو رہا ہے:

مَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا۔

"اور ہم انہیں جو بھی نشانیاں دکھلاتے تھے وہ پہلے والی نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی۔"

پس وہ کون سی نشانی ہے جو ہم سے عظیم تر ہے؟

خدا کی قسم! بے شک بنی ہاشم اور بنی قریش اس چیز سے آگاہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے، لیکن حسد نے انہیں اس طرح تباہ و برباد کر دیا، جس طرح شیطان کو ہلاک و برباد کیا ہے۔ انہیں جب اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے تو ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں، ہم وضاحت سے راہ حل بیان کرتے ہیں، وہ اس وقت کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ علم صرف آپ کے پاس ہے۔ جب ہم سے جدا ہوتے ہیں اور دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے آج تک ان کے پیروکاروں سے زیادہ گمراہ کسی کو نہیں دیکھا۔

امام حسینؑ کی نبش قبر کے بارے میں سوال

ابن بکر نے عرض کیا: "آپ پر قربان جاؤں، مجھے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں آگاہ فرمائیں، اگر کوئی ان حضرت کی نبش قبر کرلے تو کیا اس سے کوئی چیز ملے گی؟"

آپؑ نے فرمایا: اے ابن بکر! تم نے کتنا بڑا سوال کیا ہے؟ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے والد، والدہ اور بھائی امام حسنؑ کے ہمراہ رسول خداؐ کے پاس ہیں وہ وہاں پر اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جس طرح رسول خداؐ گزارتے ہیں، وہ وہاں پر اس طرح

رزق تناول فرماتے ہیں جس طرح آنحضرت تناول فرماتے ہیں۔ البتہ اگر ان ایام میں نبش قبر کی جائے تو وہ وہاں پر ہی ہوں گے، لیکن وہ پروردگار کے حکم کے مطابق زندہ ہیں، وہ اپنے سپاہیوں کے مقام کی طرف نگاہ کرتے ہیں اور پھر عرش الٰہی کی طرف دیکھتے ہیں کہ کس وقت انہیں بلائے جانے کا حکم صادر ہوتا ہے"

وہ عرش الٰہی کے دائیں طرف تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں۔ اے میرے پروردگار! آپ نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا فرما، وہ اپنے زائر کو دیکھتے ہیں، اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور خدا کے نزدیک ان کے درجات و مقامات سے آگاہ ہیں، وہ تمہیں تمہاری اولاد اور تمہارے گھر کو تم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں، وہ ان لوگوں کو بھی دیکھتے ہیں جو ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، اپنے والد بزرگوار سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی گذارش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔"

لَو تَعلَمُ اَیُّھَا الْبَاکِی! مَا اُعِدَّلَکَ لَفَرِحتَ اَکثَرَ مِمَّا جَزَعتَ۔

"اے گریہ کرنے والے! اگر تمہیں علم ہو کہ اللہ تعالٰی نے تمہارے لیے کیا آمادہ کیا ہوا ہے تو تمہاری خوشی تمہارے گریہ سے بیشتر ہو جائے گی"

آسمان پر جو فرشتہ بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرم یا کسی دوسرے مقام پر آنحضرت پر گریہ کرنے کی آواز سنتا ہے تو از لحاظ محبت ان کے لیے استغفار کرتا ہے۔

(کامل الزیارات ص ۵۴۱۔ الاختصاص، ص ۵۴۰)

(بحار الانوار جلد ۴۵ صفحہ ۳۷۵)

زمینی اشیاء کیسے امام کی خدمت میں حاضر ہوتی ہیں؟

(۷۸۶۔۱۴) کتاب بحار الانوار میں مذکور ہے کہ اسود بن سعید کہتا ہے: میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا، تو آپ نے میرے سوال کیے بغیر گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا:

نَحنُ حُجَّةُ اللّٰهِ وَنَحنُ بَابُ اللّٰه، وَنَحنُ لِسَانُ اللّٰه، وَنَحنُ وَجهُ اللّٰه، وَنَحن عَينُ اللّٰه فِي خَلقِهٖ وَنَحنُ وَلَاةُ اَمرِ اللّٰهِ فِي عِبَادِهٖ۔

(المختصر صفحہ ۱۲۷، بحار جلد ۲۵ صفحہ ۳۸۴، اختصاص صفحہ ۳۱۸)

"تمام مخلوق خدا میں سے حجت خدا، باب اللہ، لسان اللہ، وجہ اللہ ہم ہیں اور اس کے تمام بندوں میں سے صاحبان امر خدا ہم ہیں"

اس کے بعد فرمایا:

"اے اسود بن سعید! ہمارے اور تمام زمینوں کے درمیان معمار کے دھاگے (وہ دھاگا جسے مستری دیوار کے دونوں طرف باندھتا ہے) کی مانند ایک دھاگا ہے، ہم جب بھی کسی امر پر مامور ہوتے ہیں تو اس دھاگے کو کھینچتے ہیں، زمین کا مرکز اپنے بازاروں اور گھروں سمیت ہمارے پاس حاضر ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ ہم حکم خدا لاگو کرتے ہیں"

ارادۂ امامؑ ارادۂ خدا

(۱۵ـ۲۹۷) مذکورہ کتب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ مفضل کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَو اُذِنَ لَنَا اَن نُعلِمَ النَّاسَ حَالَنَا عِندَ اللّٰهِ وَمَنزِلَتَنَا مِنهُ لَمَا احتَمَلتُم۔

"اگر ہمیں اجازت دی گئی ہوتی کہ ہم لوگوں کو اللہ کے نزدیک اپنا مقام و مرتبہ بتائیں (کہ کیا ہے) تو تم اسے تحمل نہیں کر پاؤ گے"

آپ سے پوچھا گیا کیا اس سے آپ کی مراد آپ کا علم ہے؟ آپ نے فرمایا:

اَلعِلمُ اَيسَرُ مِن ذٰلِكَ ، اِنَّ الاِمَامَ وَكرٌ لِاِرَادَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، لَايَشَاءُ اِلَّا مَن يَشَاءُ اللّٰهُ۔

"علم اس مرتبے کا کم ترین درجہ ہے، بے شک امام علیہ السلام ارادۂ خدا کا

آشیانہ ہیں، وہ وہی کچھ چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے"

علم امامؑ بزبان امامؑ

(۶۸۸_۱۶) کتاب امالی میں لکھتے ہیں کہ ابوحمزہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے علوم کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا:

مِنَّا مَن يُنكَتُ فِي قَلبِهِ وَمِنَّا مَن يُقذَفُ وَمِنَّا مَن يُخَاطَبُ۔

(امالی شیخ طوسی، صفحہ ۴۰۷، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۹)

"ہم بعض آئمہ کے دلوں میں خلور کیا جاتا ہے، بعض کے دلوں میں الہام اور بعض سے خطاب کیا جاتا ہے"

جفر احمر، جفر سفید اور مصحف فاطمہؑ کی وضاحت

(۶۸۹_۱۷) کتاب "ارشاد" اور "احتجاج" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عِلمُنَا غَابِرٌ وَمَزبُورٌ ، نَكتٌ فِي القُلُوبِ وَ نَقرٌ فِي الأَسمَاعِ وَإِنَّ عِندَنَا الجَفرَ الأَحمَرَ وَالجَفرَ الأَبيَضَ وَ مُصحَفَ فَاطِمَةَ عَلَيهَا السَّلَامُ وِعِندَنَا الجَامِعَةَ فِيهَا جَمِيعُ مَايَحتَاجُ إِلَيهِ النَّاسُ۔

"ہمارا علم غابر، مزبور دلوں میں خلور اور کانوں سے ٹکرانے والا ہے۔ بے شک جفر احمر، جفر سفید اور مصحف فاطمہ علیہا السلام ہمارے پاس ہیں، وہ جامعہ بھی ہمارے پاس ہے جس میں لوگوں کی تمام احتیاجات مندرج ہیں"

امام علیہ السلام سے مذکورہ کلام کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

"غابر یعنی اس چیز کا علم ہے جو پیدا ہوگی، مزبور یعنی اس چیز کا علم ہے جو پہلے سے پیدا ہو چکی ہے۔ دلوں میں خلور سے مراد الہام ہے اور کانوں

سے ٹکرانے سے مراد فرشتوں کی آواز سننا ہے کہ ہم ان کی گفتگو سنتے ہیں، لیکن انہیں دیکھتے نہیں ہیں۔

جفر احمر وہ ظرف ہے جس میں رسول خداؐ کا اسلحہ ہے۔ وہ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور سے قبل نہیں نکلے گا۔

جفر سفید ایسا ظرف ہے جس میں توریت موسیٰؑ، انجیل عیسیٰؑ، زبور داؤدؑ اور دیگر آسمانی کتب ہیں۔

مصحف فاطمہؑ ان واقعات پر مشتمل ہے جو انجام پائیں گے اور اس میں ان لوگوں کے اسماء لکھے ہوئے ہیں جو روز قیامت تک حکومت کریں گے"

جامعہ کیا ہے؟

وَاَمَّا الْجَامِعَةُ فَهُوَ كِتَابٌ طُوْلُهُ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا اَمْلَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ فَلْقِ فِيْهِ وَخَطُّ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عليه السلام بِيَمِيْنِهٖ فِيْهَا وَاللّٰهِ جَمِيْعُ مَا تَحْتَاجُ اِلَيْهِ النَّاسُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى اَنَّ فِيْهِ اَرْشُ الْخَدْشِ وَالْجَلْدَةُ وَنِصْفُ الْجَلْدَةِ۔

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۱۳۴، الارشاد صفحہ ۲۷۴، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۸)

"جامعہ ایسی کتاب ہے جس کا طول ستر (۷۰) ہاتھ ہے، جسے پیغمبر اکرمؐ نے اپنی زبان مبارک سے املاء فرمایا ہے اور علی بن ابی طالبؑ نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے، خدا کی قسم اس میں روز قیامت تک لوگوں کی تمام احتیاجات موجود ہیں، حتی کہ اگر کسی کو خراش تک آئی ہو تو اس کی سزا بھی موجود ہے اگر کسی جرم کی سزا ایک کوڑا یا نصف کوڑا ہے وہ بھی مذکور ہے"

معرفت معصومینؑ قبولی علم کا ذریعہ

(۲۹۰۔۱۸) کتاب اختصاص میں ہے کہ محمد بن مسلم کہتا ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام کا

فرمان ہے۔

إِنَّ رَسُولَ اللهِ آنَالَ فِي النَّاسِ آنَالَ ، وَعِنْدَنَا عُرَى الْعِلْمِ وَأَبْوَابُ الْحِكَمِ وَمَعَاقِلُ الْعِلْمِ وَضِيَاءُ الْأَمْرِ وَأَوَاخِيهِ فَمَنْ عَرَفَنَا نَفَعَتْهُ مَعْرِفَتُهُ وَقُبِلَ مِنْهُ عَمَلُهُ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنَا لَمْ يَنْفَعْهُ اللهُ بِمَعْرِفَةِ مَا عَلِمَ وَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ عَمَلُهُ۔ (الاختصاص صفحہ ۳۰۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۴)

"بے شک رسولؐ خدا نے لوگوں کو بہت سے علوم سے بہرہ مند فرمایا (جو بھی کسی نے سوال کیا اسے جواب دیا) صحیح اور خالص علوم حکمت کے دروازے، علم کے گنجینے! روشنائی امر اور اس کی محکم گاہ ہے کہ جو علوم کو نابود اور پراگندہ ہونے سے محفوظ کرتی ہیں، ہمارے پاس ہے پس جس نے ہمیں پہچان لیا، اس کی یہ معرفت اس کے لیے سود مند ہے اور اس کا عمل قبول ہوگا، جس نے ہماری معرفت حاصل نہیں کی اس کا علم اسے کوئی نفع نہیں دے گا اور اس کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا"

انا انزلناہ سے کیا مراد ہے؟

(۶۹۱۔۱۹) کتاب بصائر الدرجات میں حسن بن عباس بن جریش سے روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت امام جواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ نُورٌ كَهَيْئَةِ الْعَيْنِ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ وَالْأَوْصِيَاءِ لَا يُرِيدُ أَحَدٌ مِنَّا عِلْمَ أَمْرٍ مِنْ أَمْرِ الْأَرْضِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ أَمْرِ السَّمَاءِ إِلَى الْحُجُبِ الَّتِي بَيْنَ اللهِ وَبَيْنَ الْعَرْشِ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى ذَلِكَ النُّورِ فَرَأَى تَفْسِيرَ الَّذِي أَرَادَ فِيهِ مَكْتُوباً۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۴۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۸)

"إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ سے مراد وہ نور ہے جو پیغمبر اسلامؐ اور اوصیاء کرام کے سروں

پر خورشید کی طرح چمکتا ہے، ہم میں سے کوئی بھی زمینی یا آسمانی مسائل میں سے کسی مسئلہ کو جاننے کے لیے اللہ اور عرش کے درمیان پردوں کا ارادہ نہیں کرتا۔ ہم میں اگر کوئی کسی مسئلہ کو جاننا چاہے تو وہ اس نور کی طرف دیکھتا ہے"

مولف کہتا ہے کہ یہاں پر عین سے مراد خورشید ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد محافظ یا جاسوس ہو۔

زمین پر حجت حکمت خدا ہے

(۲۹۲۔۲۰) مذکورہ کتاب میں علی بن اسماعیل ارزق روایت کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اَحْكَمُ وَاَكْرَمُ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَاَعْدَلُ مِنْ اَنْ يَحْتَجَّ بِحُجَّةٍ ثُمَّ يُغَيِّبُ عَنْهُ شَيْئاً مِنْ اُمُوْرِهِمْ۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۱۲۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۳۸)

"اللہ تعالی اس سے حکیم تر، کریم تر، جلیل تر، بزرگ تر اور عادل تر ہیں کہ وہ اپنے بندوں پر کسی کو حجت تو قرار دے لیکن ان کے امور اس سے پنہاں رکھے"

حضرت علیؑ کے چہرے پر زردی کے آثار

(۲۹۳۔۲۱) مذکورہ کتاب میں ہے کہ ابو ربیع شامی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے عمرو بن حمق سے ایک حدیث سنی ہے۔ میں نے عرض کیا: عمرو امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، تو اس نے آنحضرت کے چہرے پر زردی کے آثار دیکھے تو اس نے آپ سے پوچھا: "اس زردی کی کیا وجہ ہے؟" آنحضرت نے اظہار درد و ناراحتی کیا۔ اس کے

بعد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

إِنَّا لَنَفْرَحُ بِفَرَحِكُمْ وَنَحْزَنُ لِحُزْنِكُمْ وَنَمْرَضُ لِمَرَضِكُمْ وَنَدْعُولَكُمْ وَتَدْعُونَ فَنُؤَمِّنُ۔

''میں آپ کی خوشی میں خوش ہوتا ہوں اور آپ کے حزن میں محزون ہوتا ہوں، آپ کے بیمار ہونے کی صورت میں بیمار ہوتا ہوں، میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں اور جب تم دعا کرتے ہو، پس ہم آمین کہتے ہیں''

عمر کہتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ فرمایا میں سمجھ گیا ہوں لیکن ہم کس طرح سے دعا کریں کہ آپ آمین کہیں؟

آپ نے فرمایا:''ہمارے لیے اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ کوئی ہماری خدمت میں حاضر ہو یا غائب ہو، ہم اس کی دعا سنتے ہیں''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''عمرو نے درست کہا ہے''(بصائر الدرجات صفحہ ۲۶۰، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۴۰)

فضائل اہل بیتؑ کا منکر بدبخت ہے

(۶۹۴-۲۲) جناب مفید علیہ الرحمہ کتاب ''ارشاد القلوب'' میں حضرت سلمان فارسی رضوان اللہ علیہ سے ایک حدیث مرفوعہ میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

يَا سَلْمَانُ! اَلْوَيْلُ كُلُّ الْوَيْلِ لِمَنْ لَا يَعْرِفُنَا حَقَّ مَعْرِفَتِنَا وَاَنْكَرَ فَضْلَنَا

''اے سلیمان! بدبختی اور بطور کلی بربادی ہے اس شخص کے لیے جو ہمارا حق نہیں پہچانتا اور ہمارے فضائل کا منکر ہے''

''اے سلیمان! حضرت محمدؐ اور سلیمان بن داؤدؑ میں سے کون افضل ہے؟''

حضرت سلیمان نے کہا:''حضرت محمدؐ افضل ہیں''

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ''اے سلیمان! پس آصف بن برخیا جن کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا وہ کس طرح سے پلک جھپکنے سے کم مدت میں تخت بلقیس ملک فارس سے سبا تک لا سکتے ہیں، درحالانکہ میرے پاس ایک ہزار کتاب کا علم ہے تو میں کیوں کران سے کئی گناہ زیادہ کام انجام نہیں دے سکتا ہوں''

''اللہ تعالیٰ نے شیث بن آدمؑ پر پچاس، حضرت ادریسؑ پر تیس اور حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحیفے نازل فرمائے، خداوند متعال نے تورات انجیل، زبور اور فرقان نازل فرمائی''

میں نے عرض کیا: ''میرے مولا و آقا آپ سچ فرما رہے ہیں''

آپ نے فرمایا:

يَا سَلْمَانُ ! إِنَّ الشَّاكَّ فِي أُمُورِنَا وَعُلُومِنَا كَا لْمُسْتَهْزِئِ فِي مَعْرِفَتِنَا وَحُقُوقِنَا وَقَدْ فَرَضَ اللهُ وِلَايَتَنَا فِي كِتَابِهِ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ، وَبَيَّنَ مَا أُوجِبَ الْعَمَلُ بِهِ وَهُوَ (غَيْرُ) مَكْشُوفٍ بِهِ۔

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۳۱۴، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۱)

''اے سلیمانؓ! جو شخص ہمارے علوم اور امور میں شک و تردید میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے ہماری معرفت اور حقوق کا مسخرہ اڑایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کو کئی ایک موارد میں واجب فرمایا ہے اور جس چیز پر عمل ہونا چاہیے اسے کھول کر بیان کیا ہے''

اہل بیتؑ کی فضیلت

(۶۹۵-۲۳) امالی شیخ صدوق میں ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

يَا اَبَا بَصِيرٍ! نَحْنُ شَجَرَةُ الْعِلْمِ وَنَحْنُ اَهْلُ بَيْتِ النَّبِيِّ وَفِي دَارِنَا مَهْبِطُ جِبْرَئِيلَ، وَنَحْنُ خُزَّانُ عِلْمِ اللّٰهِ وَنَحْنُ مَعَادِنُ وَحْيِ اللّٰهِ، مَنْ تَبِعَنَا نَجَىٰ وَمَنْ تَخَلَّفَ هَلَكَ، حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

(امالی صدوق صفحہ ۲۸۳، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۴۰)

"اے ابو بصیر! ہم شجرۂ علم ہیں، ہم اہل بیت پیغمبرؐ ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لاتے ہیں، ہم علم خدا کے خزانے ہیں اور ہم وحی الٰہی کی کان ہیں، جو کوئی ہماری پیروی کرے گا وہ نجات پائے گا، جس نے ہماری مخالفت کی، وہ ہلاک ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے یہ چیز اپنے اوپر لازم کی ہوتی ہے"

بعض مخلوق کو اللہ نے اپنے نور سے پیدا کیا

(۱۴۲۔۲۹۹) جناب شیخ مفید اپنی کتاب "توحید اور معانی لاخبار" میں محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی بعض مخلوقات ایسی ہیں جنہیں اس نے اپنے نور سے پیدا کیا ہے، وہ اللہ کی چشم بینا، سننے والے کان، بولنے والی زبان اور لوگوں کے درمیان ایسے ہیں جنہیں خدا نے اجازت دے رکھی ہے۔ جو کچھ نازل ہوا وہ اس کے امین ہیں وہ خدا کی طرف سے حجت اور دلیل ہیں اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے گناہ بخش دیتا ہے، ظلم ختم کرتا ہے اور ان کی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ انہی کے وسیلے سے مردے زندہ ہوتے ہیں، انہیں کے ذریعے لوگوں کا امتحان لیا جاتا ہے اور انہیں کے واسطے سے اپنے حکم اور فیصلے کا اجراء کرتا ہے"

آپ نے فرمایا: "(جو یہ سب کچھ انجام دیتے ہیں) وہ پیغمبر اکرمؐ کے

اوصیاء کرام اور جانشین ہیں"

(التوحید صفحہ ۱۶۷، معانی الاخبار صفحہ ۱۲، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۴۰)

لسانُ اللہ اور وجہ اللہ کون؟

(۶۹۷۔۲۵) کتاب بصائر الدرجات میں اسود بن سعید سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے میرے سوال کیے بغیر اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

"تمام لوگوں میں سے ہم حجت خدا، دروازۂ لسان اللہ، وجہ اللہ اور عین اللہ ہیں، ہم بندگان خدا کے درمیان اولی الامر ہیں"

(بصائر الدرجات صفحہ ۶۱، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۲۴۶ و صفحہ ۲۸۶)

عبادت خدا کا وسیلہ

(۶۹۸۔۲۶) مذکورہ کتاب میں عبدالرحمٰن بن کثیر روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

نَحنُ وُلَاةُ اَمرِ اللّٰهِ وَخَزَنَةُ عِلمِ اللّٰه، وَعَيبَةُ وَحيِ اللّٰهِ وَ اَهلُ دِينِ اللّٰهِ وَعَلَينَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ وَبِنَا عُبِدَ اللّٰهِ ، وَلَولَانَا مَا عُرِفَ اللّٰه وَنَحنُ وَرَثَةُ نَبِيِّ اللّٰه وَ عِترَتِه۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۶۱ بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۰۶)

"ہم ہیں امر خدا کے فرماں روا، علم خدا کا خزانہ، وحی خدا کا گنجینہ اور اہل دین خدا، کتاب خدا ہمارے اوپر نازل ہوئی ہے، ہمارے وسیلہ سے خدا کی عبادت کی جاتی ہے، اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کو پہچانا نہ جاتا اور ہم پیغمبر خدا کے وارث اور اس کی عترت ہیں"

مولف کہتا ہے کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ خدا کی عبادت ہمارے وسیلہ سے ہوتی ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کو خدا کی پرستش کا سلیقہ سکھایا ہے۔یا یہ مراد ہے کہ ممکنہ حدود تک عبادت خدا کا حق ادا کیا ہے اور یہ جو فرمایا ہے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کی شناخت نہ ہوسکتی تو اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارے علاوہ خدا نے کسی کو نہیں پہچانا، یا یہ کہ ہم نے لوگوں کو خدا کا صحیح طور پر تعارف کروایا ہے اور یا یہ مراد ہے کہ لوگوں نے ہمارے علم و فضل اور جلالت و عظمت کی وجہ سے خدا کی جلالت و عظمت اور قدر و منزلت کو پہچانا ہے۔

اہل بیتؑ کا مقام و مرتبہ

(۶۹۹_۲۶) کتاب بحار الانوار میں محمد بن سنان سے روایت نقل ہوئی ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"ہم ہیں، مشتاقان خدا، اس کی بارگاہ میں مقرب، اس کے برگزیدہ و منتخب شدہ اور میراث انبیاءؑ کے محافظ اور امانت دار۔ہم ہیں خدا کے امین، اس کی شناخت، اس کی ہدایت کی نشانی اور عروۃ الوثقیٰ"

"اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعے سے اپنے امور کا آغاز کیا اور ہمارے ہی واسطے سے ہی ان کی انتہا کرے گا، اولین و آخرین ہم ہیں، زمانے کی ناموس ہم ہیں، ہم لوگوں کے آقا و مولیٰ، سیاست مدار جہان، محکم اور صراط مستقیم ہیں، کائنات کے وجود کی علت اور حجت معبود ہم ہیں، جو ہمارے حق سے جاہل ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کرے گا"

"ہم نبوت و رسالت کے چراغ، تمام انوار کے لیے نور اور کلمہ جبار ہیں، ہم حق کا وہ پرچم ہیں جو اس کے زیر سایہ آ گیا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو جائے گا، ہم ہیں دین کے پیشوا اور روشن چہروں کے راہنما، ہم ہیں معدن نبوت اور محل رسالت، فرشتے ہمارے ہاں رفت و آمد کرتے ہیں، ہم اس شخص کے لیے نورانی چراغ

ہیں جو نور کی تلاش میں ہے اور اس کے لیے راہ ہدایت ہیں جو ہدایت کا متلاشی ہے، ہم بہشت کی طرف رہبری کرنے والے اور ہدایت کی طرف جانے کی گذرگاہ ہیں، ہمارے درجات بہت بلند و بالا ہیں"

"بارش ہمارے وسیلے سے برستی ہے، رحمت خدا ہمارے ذریعے سے نازل ہوتی ہے اور عذاب و بدبختی ہمارے واسطے سے دور ہوتی ہے"

فَمَنْ سَمِعَ هٰذَا الْهُدٰى فَلْيَتَفَقَّدْ فِي قَلْبِهٖ حُبَّنَا فَاِنْ وَجِدَ فِيْهِ الْبُغْضَ لَنَا وَالْاِنْكَارَ لِفَضْلِنَا فَقَدْ ضَلَّ لِمَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ لِاَنَّا حُجَّةُ الْمَعْبُوْدِ وَ تَرْجُمَانُ وَحْيِهٖ وَعَيْبَةُ عِلْمِهٖ وَ مِيْزَانُ قِسْطِهٖ۔

"پس جو شخص ہماری اس ہدایت کو سنتا ہے وہ اپنے دل میں ہماری محبت کی جستجو کرے، اگر اس میں ہماری دشمنی اور ہمارے فضائل سے انکار پایا جائے تو وہ شخص راہ حق سے منحرف ہے، کیونکہ ہم حجت خدا، ترجمانِ وحی، گنجینہ علم اور میزان عدل و انصاف ہیں"

"ہم درخت زیتون کی شاخیں اور نیک لوگوں کی پرورش کرنے والے ہیں ہم اس چراغ دان کا چراغ ہیں جس میں نور کے اوپر نور برقرار ہے ہم وہی برگزیدہ و محکم کلمہ ہیں جو تا قیام قیامت باقی رہے گا کہ جس کی ولایت کا عالم ذر میں پیمان لیا گیا ہے"

پیغمبر حضرت دانیالؑ اور اہل بیتؑ سے محبت

(۲۸۔۷۰۰) قصص الانبیاء میں جناب جابر جعفی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا:

"حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر خواب صحیح ہے؟"

آپ نے فرمایا:

"ہاں وہ پیغمبر تھے، انہیں وحی ہوتی تھی وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیریں سکھائی ہیں۔ وہ صدیق وحکیم تھے، خدا کی قسم! وہ ہم اہل بیتؑ کی محبت کے معتقد تھے"

جابر نے تعجب کرتے ہوئے پوچھا: "کیا آپ اہل بیتؑ کی محبت؟"

امام علیہ السلام نے فرمایا:

أَی وَاللّٰہِ وَمَامِن نَبِیٍّ وَلاَ مَلَکٍ اِلّا وَکَانَ یدِینُ بِمَحَبَّتِنا۔

"خدا کی قسم! کوئی نبی یا فرشتہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ ہماری محبت کا معتقد ہے"

(قصص الانبیاء ۲۲۹، بحار جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۱)

انبیاء نے امیر المومنینؑ کی ولایت کا اقرار کیا

(۲۹۔۷۰۱) کتاب اختصاص میں مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

"خداوند متعال فرمانروائی و بادشاہت میں یکتا ہے اس نے اپنے مخصوص بندوں کو اپنی شناخت کروائی ہے، اس کے بعد اپنا امران کے سپرد کردیا ہے اور بہشت ان کی ملکیت میں دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن وانس میں سے جس کے دل کو پاکیزہ کرنا چاہتا ہے اسے ہماری ولایت کی شناخت کرواتا ہے اور جس کے دل کو فاسد کرنا چاہتا ہے اسے ہماری معرفت سے روک دیتا ہے"

اس کے بعد فرماتے ہیں:

یَا مفضلُ ! وَاللّٰہِ مااستوَجبَ آدَمُ ان یخلُقَه اللّٰهُ بِیَدِہٖ وَیَنفُخَ فِیْهِ مِنْ رُوْحِهٖ اِلّا بِوِلَایَةِ علیٍّ علیه السلام وَما کلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰی تکلیماً اِلّابِوِلَایَةِ عَلی ولا اکلَمَ اللّٰهُ عیسٰی بْنَ مَرْیَمَ

آیۃً لِلْعَالَمِیْنَ اِلَّا بِالْخُضُوْعِ لِعَلِیٍّ علیہ السلام۔

"اے مفضل! خدا کی قسم حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کا اپنے ہاتھ سے بنانا اور ان میں اپنی روح پھونکنا صرف حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی اقرار ولایت کے سبب سے ہیں"

"اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو نہیں کی، مگر ولایت علیؑ کے سبب سے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو عالمین کے لیے نشانی قرار نہیں دیا مگر اس خضوع کی وجہ سے جو انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کیا"

اس کے بعد فرمایا:

اجملُ الامرِ مَا استأ ھَلَ خَلقٌ مِنَ اللّٰہِ النظرَ اِلیہ اِلَّا بِا لعُبُودِیَّۃِ لَنَا۔

"خلاصہ یہ کہ مخلوقات میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو ہماری عبودیت اور غلامی کے بغیر خدا کی نظر لطف وکرم کا سبب بنی ہو"

(الاختصاص صفحہ ۲۳۲، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۲۹۴)

اصحاب یمین نے علیؑ کی ولایت کا اقرار کیا

(۳۰-۲۰۷) صاحب بحار الانوار کتاب مشارق الانوار سے نقل کرتے ہیں: جابر نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے حضرت علی سے فرمایا:

"اے علیؑ! آپ وہ ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق کو ابتدائے آفرینش میں وجود عطا کر چکا، تو خداوند متعال نے احتجاج کیا اور فرمایا":

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی۔ (اعراف آیہ ۱۷۲)

"کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا تو ہمارا پروردگار ہے"

اس کے بعد فرمایا:

''حضرت محمدؐ تمہارے پیغمبر ہیں''

انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں''

پھر فرمایا: ''علیؑ تمہارے امام ہیں''

رسول خداؐ نے فرمایا:

فَاَبَی الْخَلَائِقُ جَمِیْعاً عَنْ وَلَایَتِكَ وَالْاِقْرَارُ لِفَضْلِكَ وَعَتَوا عَنْهَا اسْتِكْبَارً اِلَّا قَلِیْلًا مِنْهُم وَاَصْحَابُ الْیَمِیْنِ وَهُمْ اَقَلُّ الْقَلِیْلِ۔

''تمام مخلوقات نے آپ کی ولایت اور فضائل کا انکار کیا اور سخت تکبر سے کام لیا، البتہ ایک قلیل گروہ نے اقرار کیا ہے، جو اصحاب یمین ہیں ان کی تعداد بہت ہی کم ہے''

آسمان چہارم پر ایک فرشتہ ہے جو یہ تسبیح پڑھ رہا ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ دَلَّ هٰذَا الْخَلْقَ الْقَلِیْلَ مِنْ هٰذَا الْعَالَمِ الْكَثِیْرِ عَلٰی هٰذَا الْفَضْلِ الْجَلِیْلِ۔

''پاک و منزہ ہے وہ ذات جس نے اس وسیع و عریض جہان میں سے ایک چھوٹے سے گروہ کو عظیم تر فضیلت کی طرف راہنمائی فرمائی ہے''

(مشارق الانوار صفحہ ۱۷۔۱۸، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۹۴)

نبی اور وصی موت کے بعد

(۱۰۷۔۳۱) کراجکی کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَنَا اَكْرَمُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ اَنْ یدعنی فِی الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثٍ۔

''میں خدا کے نزدیک گرامی تر ہوں اس سے کہ قبض روح کے بعد خدا مجھے زمین پر رکھے''

ہمارے نزدیک آئمہ کا بھی یہی حکم ہے۔

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

لو مَاتَ نَبِیٌّ بِالْمَشْرِقِ وَمَاتَ وَصِیُّهٗ بِالْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا

"اگر کوئی نبی مشرق میں رحلت کرتا ہے اور اس کا وصی مغرب میں ہو تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اکٹھا کر دے گا"

ابو دجانہ کا سوال اور پیغمبر اکرمؐ کا جواب

(۲۰۴-۷-۳۲) فضل بن شاذانؒ اپنی کتاب "القائم" میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر ابن عبداللہ کہتے ہیں: ایک دن ہم وجود نازنین رسولؐ کے ارد گرد دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صحابی نے بہشت کے بارے میں گفتگو چھیڑ دی۔

ابو دجانہ کہتے ہیں: اے رسول خداؐ! ہم نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے:

"جب تک آپ بہشت میں داخل نہیں ہوں گے اس وقت تک بہشت پیغمبروں اور تمام امتوں پر حرام ہے"

آنحضرت نے فرمایا:

"اے ابو دجانہ! کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ کے پاس نور کا ایک پرچم اور ایک ستون ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا ہے اور اس پرچم پر لکھا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، آلُ مُحَمَّدٍ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۔

"خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں اور آل محمد علیہم السلام اس کی بہترین مخلوق ہے"

پرچم دار علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو سب سے آگے آگے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی هَدَانَا بِكَ وَشَرَّفَكَ وَشَرَّفَنَا بِكَ۔

"سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے آپ کے وسیلہ سے میری ہدایت فرمائی، شرف بخشا اور مجھے آپ کے وسیلہ سے شریف بنایا۔"

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

أَمَا عَلِمْتَ اَنَّ مَن اُحِبَّنَا وَانتَحَلَ مَحَبَّتَنَا اَسْكَنَهُ اللّٰهُ مَعَنَا۔

"کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جو ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہماری محبت کو قبول کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں ہمارے ساتھ جگہ دے گا"

اس کے بعد رسول خداؐ نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ (سورہ قمر آیہ ۵۵)

"اس پاکیزہ مقام پر جو صاحب اقتدار بادشاہ کی بارگاہ میں ہے"

(المختصر صفحہ ۹۷، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۲۹)

خدا اور انسان کے درمیان حجاب ختم ہونے کا نسخہ

(۳۳-۷۰۵) قرب الاسناد میں بزنطی سے روایت نقل ہوتی ہے وہ کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھے تحریر فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

من سرّہ ان لایکون بینهٗ بینَ اللّٰہِ حجابٌ حتّٰی ینظرَ اِلَی اللّٰہِ وَ یَنظُرُ اللّٰہُ اِلَیْهِ فَلْیَتَوَلَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَ یَبْرَءُ مِنْ عَدُوِّهِمْ وَیَأتَمَّ بالامامِ مِنْهُم ، فانه اذا کانَ کذلکَ نظر اللّٰہُ الیه ونظرَ الی اللّٰہِ۔

(قرب الاسناد صفحہ ۳۵۱ بحار جلد ۲۳ صفحہ ۸۱)

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہ ہو تاکہ وہ خدا کو دیکھ سکے اور خدا اسے دیکھ سکے، تو اسے چاہیے کہ وہ محمد و آل محمد علیہم السلام سے محبت کرے اور ان کے دشمنوں سے نفرت اور اسی خاندان

میں سے امام کا پیروکار ہو، کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گا تو خدا کو دیکھ سکے گا
اور خدا اس پر نظر فرمائے گا"

محب اہل بیتؑ کے گناہ معاف ہو جائیں گے

(۳۴۔۷۰۶) کتاب "امالی" شیخ طوسی میں مذکور ہے کہ حسین بن مصعب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَن اَحَبَّنَا لِلّٰهِ وَاَحِبَّ مُحِبَّنَا لَالِغَرَضٍ دُنْیَا یصیبُھَا منه، عادی عدوّنا لا لِاِحنةٍ کانت بینهٗ و بینهٗ ثُمّ جَآء یومُ القیامَةِ وَعَلَیْهِ مِنَ الذُّنُوْبِ مِثْلُ رَمْلِ عَالِجٍ وَزَبدِا بَحْرِ عفَرَ اللّٰهُ وَتَعَالٰی لَهٗ

"جو شخص خدا کی خاطر ہم سے اور ہمارے حبداروں سے محبت کرتا ہے البتہ اس میں کوئی دنیاوی غرض نہ ہو اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہو البتہ ان دونوں کے درمیان اپنی دشمنی کا کوئی عمل دخل نہ ہو، اگر وہ شخص ان اوصاف کے ساتھ وارد محشر ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دے گا، اگرچہ وہ بیابان کی ریت، سمندر کی جھاگ کے ذرات کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"

حضرت علیؑ اور ان کے حبداروں کی محبت

(۳۵۔۷۰۷) شیخ مفید علیہ الرحمہ امالی میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

مَن سَرَّهٗ اَنْ یَّجْمَعَ اللّٰهُ له الخیرَ کلَّه فلیوالِ علیاً بعدی ولیوال اولیآءہ ولیعادِ اعداءَہٗ۔

"جو دوست رکھتا ہے خدا تعالیٰ اس کے لیے ساری خوبیاں اکٹھی کر دیتا ہے، پس میرے بعد علی علیہ السلام اور ان کے حبداروں سے محبت کرنا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا"

اہل بیتؑ کے ساتھ محبت اور دشمنی کا نتیجہ

(۷۰۸-۳۶) شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب "خصال" میں حضرت علی علیہ السلام سے ایک مفصل حدیث کے ضمن میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَن تمسّك بنا لحق وَ من سلك غيرَ طريقتنا غَرق لمحبّينا افواجٌ من رحمةِ اللّٰهِ ولمبغضينا افواجٌ مِن غضبِ اللّٰهِ۔

(الخصال جلد۲ صفحہ ۶۲۷)

"جس نے ہمارے ساتھ تمسک کیا وہ ہمارے ساتھ ملحق ہو جاتا ہے اور جس نے ہمارے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا وہ غرق ہو جاتا ہے اور ہمارے حبداروں کے لیے رحمت اور دشمنوں کے لیے غضب خدا کی افواج ہیں۔

اس کے بعد آنحضرت فرماتے ہیں:

مَن احبّنا بِقلبِه وَ اَعَاننا بِلسانِه وقاتل معنا اعداءَ نا بيده فهو معنا فِي الجَنّةِ فى در جتِنا، ومن احبّنا بقلبه و اعاننا بلسانِه ولم يقاتل معنا اعداء نا فهو اسفل من ذٰلك بدرجة وَمَن اَحَبَّنَا بقلبه وَلم لعن علينا بلسانِه ولا بيده فهو في الجنة۔

"جو شخص دل سے ہمارے ساتھ محبت اور زبان سے ہماری مدد کرتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے ہمارے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے، وہ بہشت میں مرتبہ کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہوگا، جو دل سے ہم سے محبت کرتا ہے اور زبان سے ہماری مدد کرتا ہے لیکن ہمارے دشمنوں کے ساتھ جنگ نہیں کرتا، وہ اس سے ایک درجہ نیچے ہے۔ جو شخص ہمارے ساتھ قلبی محبت رکھتا ہے لیکن زبان اور ہاتھ سے ہماری مدد نہیں کرتا، وہ بھی جنت میں ہوگا"

"جو شخص دل میں ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور اپنی زبان اور ہاتھوں کو

ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ دوزخ میں ہو گا۔ جو شخص دل سے ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اور زبان کو ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے وہ جہنمی ہے جو شخص دل میں ہمارے ساتھ بغض رکھتا ہے لیکن اپنے ہاتھ اور زبان ہمارے خلاف استعمال نہیں کرتا، اس کا ٹھکانہ بھی جہنم میں ہے"۔ (الخصال جلد۲ صفحہ ۶۲۹، ۶۳۳)

مولا امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَنَا یعسُوُبُ المومنین ، وَالمالُ یعسوبُ الظلمۃَ واللّٰہ لَا یحبّنی اِلّا مومنٌ والا یُبْغضُنی اِلّا منافِق ۔ (الخصال جلد۲ صفحہ ۶۲۰)

"میں مومنین کا رہبر ہوں اور مال و منال ستم گروں کا پیشوا ہوتا ہے، خدا کی قسم! ہمارے ساتھ مومن کے علاوہ کوئی محبت نہیں کرتا منافق کے سوا کوئی دشمنی نہیں رکھتا"

اہل بیتؑ سے محبت بہترین عبادت

(۳۷۔۷۰۹) کتاب "محاسن" میں حفص دہان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انّ فوقَ کل عبادۃٍ عبادۃٌ و حُبّنَا اهلُ البیت افضل عبادۃٍ ۔

(المحاسن صفحہ ۱۱۳)

"ہر عبادت سے افضل ایک عبادت ہے اور ہم اہل بیتؑ کی محبت تمام عبادتوں سے افضل ترین ہے" ایک اور روایت میں ہے۔

حبُّ عليٍّ علیہ السلام سیدُ الاعمال۔

"حضرت علی علیہ السلام سے محبت تمام اعمال کی سردار ہے"

حضرت علیؑ کی ولایت قبول کرنے کا ثمرہ

(۱۰۔۷۔۳۸) مذکورہ کتاب میں ابی کلدہ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول خداؐ سے روایت نقل فرمائی ہے:

الروحُ والراحۃُ وَالرَّحمَۃُ والنصرۃُ والیسرُ والیسار والرِّضا والرضوانُ وَالفراجُ و المخرجُ والظھورُ والتمکین وَالغنم والمحبۃُ من اللہ ومن رّسولہٖ لمن والی علیًا وَاتمّ بہٖ۔

(المحاسن، ص ۱۰۷)

"آسودگی، راحت، رحمت، نصرت، آسائش، تونگری رضا، رضوان، کشائش، مشکلات سے نکلنا، غلبہ، استقرار بہرہ مندی واستفادہ اور محبت یہ تمام کے تمام اللہ اور رسول کی طرف سے اس کے لیے ہیں جس نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو قبول کیا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی"

اسلام کی اساس محبت اہل بیتؑ

ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لکلّ شیٍٔ اساسٌ و اساسُ الاسلام حبُّنَا اھلُ البیت۔

(المحاسن، صفحہ ۱۱۳ حدیث ۳۷)

"ہر چیز کی اساس ہے اور اسلام کی اساس ہماری (اہل بیتؑ) کی محبت و مودت ہے۔"

شرک اور ایمان میں فرق

(۱۱۔۷۔۳۹) بحار الانوار باب "الشقاء والجلاء" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

كَمَالَا يَنْفَعُ مَعَ اِشْرَاكٍ شَيْئٌ لَايَضُرُّ مع الايمانِ شَيْئٌ۔

(بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۳، المومن والمخیص صفحہ ۳۶)

"جیسا کہ شرک کی صورت میں کوئی بھی نیک عمل فائدہ مند نہیں، اسی طرح ایمان کے لیے کوئی برا عمل مضر نہیں ہے"

پنجتن پاک کا نور ایک ہی ہے

(۱۷۔۴۰) کتاب "منہج التحقیق الی سواء الطریق" میں جابر انصاری سے رسول اللہؐ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسین علیہم السلام کو ایک ہی نور سے پیدا کیا ہے، ان کے نور کو نچوڑ کر ہمارے شیعوں کو خلق کیا۔ جس وقت ہم نے خدا کی تسبیح کی تو انہوں نے بھی تسبیح کی اور جب ہم نے تقدیس کی تو انہوں نے بھی کی، جب ہم نے تہلیل کی تو انہوں نے بھی تہلیل کی، جب ہم نے باری تعالیٰ کی تمجید کی تو انہوں نے بھی کی اور جب ہم نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا"

"اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور فرشتوں کو پیدا کیا، سو سال گذرنے کے باوجود فرشتوں کو نہ تسبیح کی کوئی خبر تھی اور نہ تقدیس کا کوئی پتہ تھا۔ پس پہلے ہم نے خدا کی تسبیح بیان کی، ہمارے بعد ہمارے شیعوں نے اور ان کے بعد فرشتوں نے تسبیح بیان کی، پروردگار عالم کی تقدیس، تمجید اور تہلیل کے بارے میں بھی ایسے ہی ہے"

"پس ہم نے اس وقت خدا کو وحدہ لاشریک سمجھ کر عبادت کی، جب یکتا پرستی بالکل نہ تھی، پس خداوند عالم کے لیے یہ سزاوار ہے کہ اس نے جس طرح ہمیں اور ہمارے شیعوں کو امتیاز بخشا ہے، اسی طرح ہمیں اور ہمارے شیعوں کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے"

انَّ اللّٰه اصطفانا واصطفٰی شیعتنا مِن قبل ان نکون اجساماً

فدَعانا فأجبنا ہٗ فغفر لنا ولشیعتنا من قبل ان نستغفرَ اللّٰہَ عزَّوجلَّ۔ (المختصر صفحہ ۱۲۲، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۳۶، جامع الاخبار صفحہ ۱۰)

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو جسمانی قالب میں ڈھالنے سے پہلے منتخب کرلیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکارا اور ہم نے جواب دیا۔ پس اس نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو استغفار کرنے سے پہلے بخش دیا"

آل محمدؐ سے صلہ رحمی کرنے والا عرش الٰہی پر ہوگا

(۱۳۔۴۱) کتاب معانی الاخبار میں لکھتے ہیں کہ عمر بن جمیع روایت کرتے ہیں: میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب کے ہمراہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اِنَّ رحمَ الائمۃ علیہم السلام من آلِ محمدٍ لتتعلق بالعرش یومَ القیامۃِ وتتعلقُ بہا ارحامُ المومنین تقول یاربِّ! صِل من وصلنَا واقطعْ من قطعنا۔

"بے شک آل محمدؐ کے آئمہ سے صلہ رحمی کرنے والا روز قیامت عرش الٰہی سے جا ملے گا (یعنی جو شخص آئمہ آل محمد علیہم السلام سے محرمیت پیدا کرے گا وہ روز قیامت عرش الٰہی پر ہوگا) اور مومنین کے ارحام بھی ان کے ساتھ جا ملیں گے اور وہ کہے گا۔ خدایا! جو ہمارے ساتھ ملا اسے ہمارے ساتھ ملا دے اور جس نے قطع رحم کیا تو بھی اس سے لاتعلق ہوجا"

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

انَا الرّحمٰن وَاَنْتَ الرَّحِم شققتُ اسمکَ مِن اسمی، فمن وصلکَ وصلتہ ومن قطعکَ قطعتہ۔

"میں رحمان ہوں اور تم رحم ہو، میں نے تمہارا نام اپنے نام سے جدا کیا

ہے، جو کوئی آپ کے ساتھ اپنا رشتہ ناطہ قائم کرے گا، میں بھی اسی کے ساتھ اپنا تعلق جوڑوں گا، اور جو آپ سے تعلق قطع کرے گا میں بھی اس کے ساتھ قطع تعلق کروں گا"

اسی وجہ سے رسول خداؐ نے فرمایا:

"رحم ایسی شاخیں ہیں جو پروردگار کی طرف آمیختہ شدہ ہیں"

(معانی الاخبار صفحہ ۲۸۷، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۵)

امام زمانہ علیہ السلام سے سوال کا جواب

(۱۴/۷-۴۲) جناب طبرسی اپنی کتاب "احتجاج" میں تحریر کرتے ہیں کہ شیخ بزرگوار ابی عمرو عمری[1] فرماتے ہیں:

ابن ابی غانم قزوینی اور کچھ شیعہ آپس میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نائب کے بارے میں بحث و گفتگو کر رہے تھے۔ ابن ابی غانم کا عقیدہ تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں، جبکہ ان کا کوئی بیٹا وغیرہ نہیں ہے۔ ان لوگوں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا، جس میں انہوں نے اس موضوع کو عنوان بنایا۔

حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف نے اس سوال کا جواب اپنے دست مبارک سے یوں تحریر فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"خداوند متعال ہمیں اور آپ کو ہر قسم کے فتنہ و فساد اور گمراہی سے محفوظ رکھے، ہمیں اور آپ کو روح یقین عطا فرمائے اور عاقبت بد سے محفوظ

---

[1] ابو عمرو عمری وہی عثمان بن سعید عمری ہیں جو امام زمانہ علیہ السلام کے نواب اربعہ میں سے پہلے نائب ہیں۔ شیخ طوسی کتاب "الغیبۃ" صفحہ ۱۴۲ میں تحریر فرماتے ہیں: امام زمانہؑ کی غیبت صغریٰ میں آپ کے سب سے پہلے نائب ابو عمر عثمان بن سعید عمری تھے جو امام ہادی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کی طرف سے بھی نائب تھے۔

فرمائے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ میں سے بعض لوگ دین میں شک کا شکار ہو چکے ہیں اور اپنے صاحبان امر کے بارے میں شک و تردید اور حیرت و پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اس موضوع نے آپ کے بارے میں مجھے غمگین کر دیا مجھے اپنے بارے میں کوئی غم نہیں۔ آپ کے بارے میں ناراحت ہوں مجھے اپنے بارے میں کوئی ناراحتی نہیں ہے کیونکہ خداوند متعال ہمارے ساتھ ہے، ہم اس کے علاوہ کسی اور کے محتاج نہیں ہیں، جبکہ حق بھی ہمارے ساتھ ہے، پس اگر کوئی شخص ہماری اطاعت سے انحراف کرتا ہے تو ہمیں اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ ہم پروردگار کے ساختہ و پرداختہ ہیں۔ اے لوگو! کیوں شک و تردید میں مبتلا ہو اور حیرت میں پڑ گئے ہو؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

آپ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

"اے وہ لوگو! جو صاحب ایمان ہو، اللہ کی اطاعت کریں اور اسی طرح اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کریں"

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو کچھ ہو چکا ہے یا آئندہ ہو گا آئمہ معصومینؑ اس کے بارے میں جانتے ہیں؟ کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو کس طرح آپ لوگوں کے لیے پناہ گاہ قرار دیا ہے، جس کی طرف تم نے پناہ حاصل کی، اس کی کچھ علامات بیان فرمائی ہیں، تا کہ تم ان کے وسیلہ سے ہدایت حاصل کر سکو؟ اس طرح سے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک علامت پنہاں ہوتی ہے، تو دوسری ظاہر ہو جاتی ہے، اور جب ایک ستارہ

غروب کرتا ہے تو دوسرا طلوع ہو جاتا ہے؟"

"پس امام حسن عسکری علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو باطل کر دیا ہے اور اپنے اور مخلوق کے درمیان واسطہ قطع کر دیا ہے؟"

"ہرگز ایسا نہیں ہے اور نہ ہی تا روز قیامت ایسا ہو گا، اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا امر واضح و آشکار کرے گا۔ اب امام حسن عسکری علیہ السلام سعادت مندانہ رحلت فرما چکے ہیں اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنے آباء واجداد کی خدمت میں پہنچ چکے ہیں۔ ان کی وصیت اور علم میرے پاس ہے اور اس بارے میں میں ان کا جانشین اور قائم مقام ہوں، اس مورد میں گناہ گار ظالموں کے علاوہ کوئی بھی اس منصب کا دعویٰ نہیں کرے گا۔"

اگر امر خدا کے مغلوب اور راز فاش ہونے کا خیال نہ ہوتا تو ہمارا حق اس قدر تم پر آشکار ہوتا کہ تمہاری عقلیں حیران و ششدرہ جاتیں اور شک وشبہ زائل ہو جاتا۔ جو خدا نے چاہا وہی ہو گا اور ہر زمانے کے لیے لوح محفوظ پر لکھا ہوا موجود ہے"

"لہٰذا تم تقویٰ الٰہی اختیار کرو اور ہمارے سامنے تسلیم ہو جاؤ نیز اپنے امور اور معاملات میں ہماری طرف رجوع کرو پس جس طرح ساری خوبیاں ہماری طرف سے صادر ہوتی ہیں اسی طرح ایراد و اشکال بھی ہم ہی کرتے ہیں۔ وہ امور جو تم لوگوں سے پنہاں ہیں، انہیں کشف کرنے کے لیے اصرار نہ کرو، اور ادھر ادھر ہاتھ نہ مارو۔ اپنا مقصد خلوص نیت کے ساتھ ہماری طرف ارسال کرو، درحقیقت میں نے آپ کو یہ ایک نصیحت کی ہے ہمارا اور آپ کا گواہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر ہم آپ کی اصلاح نہ چاہتے اور ہماری شفقت ورحمت آپ پر نہ ہوتی تو ہم آپ کو کبھی بھی یہ باتیں نہ کہتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی کام کے لیے ہمارا امتحان لیا ہے، کہ ہم ظالم و متکبر کافر کا مقابلہ کریں۔ متکبر بھی ایسا جو سرکش، گمراہ، اپنی گمراہی کا پیروکار، اپنے پروردگار کا مخالف اور ایسی چیز کا مدعی ہے جو اس کے لیے نہیں ہے اور اس

کے حق کا منکر ہے جس کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے اس پر لازم فرمائی ہے"

وَسیری الجاهل ردأة عمله وسیعلم الکافر لمن عقبی الدار ، عصمنا الله ایّا کم من المها لك والا سواء والآ فات والعاهات کلّها برحمته فانه ولیّ ذلك وَالقادر علی مایشآءُ و کان لنا ولکم ولیاً وحافظاً۔

" رسول خداؐ کی دختر گرامی ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہیں، عنقریب بے وقوف لوگ اپنے اعمال کی پستی سے آگاہ ہو جائیں گے اور کفار بہت جلد سمجھ جائیں گے کہ سعادت دائمی کس کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سائے میں ہمیں اور آپ کو ہر قسم کی جہالت برائی اور آفات و بلیات سے محفوظ رکھے۔ وہ ان تمام مسائل کا ولی ہے، وہ جو چاہے اسے انجام دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ ہمارا سرپرست اور محافظ ہے"

تمام اوصیاء، اولیاء اور مومنین پر سلام اور خدا کی برکات ہوں درود و سلام ہو محمد وآل محمد پر۔

(الاحتجاج جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، ۱۷۹، الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ ۲۸۵، بحار جلد ۵۳ صفحہ ۱۷۸ الناصب جلد ۱ صفحہ ۳۲۸، الانوار المضیہ صفحہ ۱۱۸)

(۱۵۔۴۳) اس مقام پر مناسب وہ حدیث ہے جو ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے فضائل میں ساتویں حدیث بیان کی ہے، لہٰذا کتاب کے ساتویں حصے کی طرف رجوع کیا جائے اس حدیث میں امام علیہ السلام کے مقام و منزلت کو بیان کیا گیا ہے۔

آیہ شریفہ "سَبعًا مِنَ المَثانِی" کی تفسیر میں امام محمد باقرؑ کا فرمان

(۱۶۔۴۳) آیہ شریفہ:

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۔ (سورہ حجر آیت ۸۷)

"ہم نے تمہیں سبع مثانی (سورہ حمد) اور قرآن عظیم عنایت فرمایا ہے"

تفسیر کے ذیل میں سورہ بن کلیب سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

نحن مثانی التی اعطا ھا اللّٰہَ نبیّاً ونحن وجہ اللّٰہِ نتقلّبُ فی الاَرضِ بین اظھر کم عر فنا من عرفنا فامامہ الیقین ومن جھلنا فاما مہ السعیر۔

"ہم وہی مثانی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو عطا کی ہے، ہم ہی زمین پر وجہ اللہ ہیں جو تمہارے درمیان آتے جاتے ہیں، جس کسی نے ہمیں پہچانا، وہ یقیناً (بہشت) کی طرف رواں دواں ہیں اور جس نے ہمیں نہیں پہچانا، وہ اس جلانے والی آگ (دوزخ) کی طرف جا رہا ہے"

(تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۲۴۹، تفسیر قمی جلد ۱ صفحہ ۲۷۷، بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۱۱۴، التوحید صفحہ ۱۵۰)

سماعہ بھی امام ابوالحسن سے اسی آیہ شریفہ کے ذیل میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

لم یعط الانبیآء الّا محمدً وھم السبعۃ الائمۃ الّذِینَ یدور علیھم الفلک و القرآن العظیم محمدً۔

"اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کے علاوہ انبیاء میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کیے وہ سات آئمہ ہیں جن کے گرد آسمان چکر کاٹتا ہے اور قرآن عظیم سے مراد حضرت محمدؐ ہیں"۔

مولف کہتا ہے کہ سات آئمہ کا جو ذکر ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے، چونکہ بعض آئمہ علیہم السلام کے اسماء تکراری ہیں۔ پس جو تکراری ہیں ان کو ایک شمار کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، محمدؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ، مہدیؑ، علیہم السلام۔ یہ احتمال بھی ہے کہ

سات کا عدد اس اعتبار سے ہو کہ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا اسم مبارک آئمہ کے ساتھ شمار کیا گیا ہو، اور لفظ آئمہ کا عام معنی یعنی حجت و رہبر لیا گیا ہو اور حضرت امام مہدیؑ کا اسم مبارک آپ کے جد بزرگوار حضرت محمدؐ کے نام مبارک پر شمار کریں۔

آیہ اسماء کے بارے میں امام صادقؑ کا فرمان

(۷۱۷-۴۵) معاویہ ابن عمار کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام آیہ شریفہ " وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ".

"اللہ کے اسماء حسنہ ہیں خدا کو انہیں ناموں سے پکاریں"

کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں:

نحن واللہ! الاسمآ الحسنی الّتی لا یقبل اللہ من العباد عملاً الّا بمعرفتنا۔ (الکافی جلد، صفحہ ۱۴۳، الوافی، جلد ۱ صفحہ ۴۹۱)

"خدا کی قسم! ہم خدا کے وہی اسماء حسنیٰ ہیں جن کی شناخت کے بغیر اللہ بندوں کے کسی عمل کو قبول نہیں کرے گا"

(تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۲ تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

شیخ مفید علیہ الرحمہ کتاب "اختصاص" میں اور عیاشی میں اپنی تفسیر میں امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اذا نزلت بکم شدّة فاستعینوا بنا علی اللہ عزّوجلّ۔

"جب تم کسی مشکل میں گرفتار ہو جاؤ تو ہمارے وسیلہ سے خدا سے مدد مانگو"

کیونکہ خدا کا ارشاد ہے کہ " وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْبِهَا "

حضرت امام رضا علیہ السلام اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

"خدا کی قسم! ہم خدا کے اسماء حسنیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری معرفت اور

شناخت کے بغیر کسی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں فرمائے گا"

(تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۲، بحار جلد ۹۲ صفحہ ۵ تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۲)

علامہ طبرسی اپنی تفسیر میں آیہ شریفہ:

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَافِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ (سورہ حشر آیہ ۲۴)

"اس کے لیے اسماء حسنہ ہیں، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ اس کی تسبیح کرتا ہے وہ عزیز و حکمت والا ہے"

کی تفسیر میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"خدا کے اسماء اعظم سورہ حشر کی چھ آیات میں مذکور ہیں"

(مجمع البیان جلد ۶ صفحہ ۳۸، بحار جلد ۹۳ صفحہ ۲۲۳، مہج الدعوات صفحہ ۳۹۵)

پہلا حصّہ

پیغمبر اکرمؐ کے

فضائل ومناقب کے

سمندر میں سے ایک

قطرہ

پیغمبر اکرمؐ کی ولادت کے موقع پر فرشتوں کا مبارک باد دینا

(۱۸۷۔۱) کتاب "مناقب دیلمی" میں مذکور ہے: معمر بن قمیت لیثی[1] نقل کرتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی جو اہل علم تھے سے سنا کہ انہوں نے کہا:

جب رسولؐ خدا کی والدہ گرامی آمنہ بنت وہب کی ولادت کا وقت آیا تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور فرشتے نازل ہونا شروع ہو گئے، زمین پر کوئی ایسا فرشتہ نہیں رہا، جو آپ کی ولادت کے موقع پر آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ فرشتگان خدا نے آپ کے وجود کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

جس وقت حضرت بی بی آمنہ کی گود میں پیغمبر اسلام تشریف لائے تو پوری دنیا آپ کے نور سے منور ہو گئی۔ فرشتوں نے آسمان پر ایک دوسرے کو مبارک باد دی، اور تمام بت سرنگوں ہو گئے اور اس نے کہا

"افسوس ہے قریش پر! ان کے امین، راست گو اور ہادی تشریف لائے مگر کوئی بھی ان کی مراد نہ سمجھ سکا"

[1] ظاہراً راوی کے نام سے اشتباہ کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس کا صحیح نام عمرو بن عوف لیثی ہے جو حضرت امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں سے تھا، کتاب معجم الرجال الحدیث جلد ۱۳ صفحہ ۱۲۳ سے رجوع کریں۔

اس وقت خانہ خدا سے آواز سنی گئی کہ منادی کہہ رہا ہے ،اے میرے نور اب میری طرف پلٹ آ، ابھی میرے زائرین آئیں گے اب تمام نجاستیں پاک ہو گئیں ہیں۔

اس کے بعد لوگوں نے وہاں پر تین روز تک زلزلہ دیکھا ، یہ پہلی نشانی تھی جو اہل قریش نے پیغمبر اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے موقع پر مشاہدہ کی۔

حضرت عبداللہ کے چہرے پر نور

(۱۹۔۲) مذکورہ کتاب میں نقل ہوا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: میں نے پیغمبر اکرمؐ کی ولادت کے بارے میں اپنے باپ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"جب عبداللہ متولد ہوئے تو میں نے ان کے چہرے پر ایک نور دیکھا،
جو آفتاب کی مانند چمک رہا تھا"

میرے والد بزرگوار عبدالمطلب کہتے ہیں: یہ مولود بہت بلند و شوکت کا مالک ہے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید رنگ کا پرندہ ان کی ناک سے نکل کر آسمان میں مشرق و مغرب کی طرف پرواز کرتا ہے، تھوڑی دیر بعد واپس آ جاتا ہے اور دیوار کعبہ پر برا جمان ہوتا ہے۔ تمام قریش اس کی روشنی کے سبب اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں، اس دوران لوگوں نے جب آپ کی عظمت و بزرگی کے بارے میں سوچنا شروع کیا تو وہ پرندہ نور کی شکل دھار کر زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہو گیا، اس کے بعد اس کا نور مشرق و مغرب تک پھیل گیا۔ سب سے پہلے شخص جو اس نور میں داخل ہوئے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس نور سے عروج حاصل کر رہے ہیں، اس کے بعد دیکھا کہ لوگ اس نور کے پیچھے پیچھے ہیں۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: میں خواب سے بیدار ہوا، بنی مخزوم کے ایک کاہن شخص سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی:

اس نے کہا: بے شک ان (عبداللہ) کے ہاں ایک بیٹا متولد ہوگا، مشرق سے مغرب تک بسنے والے تمام لوگ ان کے پیروکار ہوں گے، ان کا چچازاد اس پیروی میں سب پر سبقت

حاصل کرنے لگا۔ (کمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۵۰، امالی صدوق صفحہ ۲۳۵، بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۶ اور روضۃ الواعظین صفحہ ۱۱۲)

علیؑ کا نور محمدؐ کے نور سے جدا ہوا

(۴۰۔۳) ایک مشہور حدیث میں پیغمبر اسلامؐ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اوّل ماخلَقَ اللّٰهُ نُورِیْ ثُمَّ فتق منه نورُ علیّ علیه السلام فلم نزل نتردد فی النُّور حتیّ وصلنا حجاب العظمة فی ثمانین الف الف سنه ثم خلق الخلائقُ من نورنا فنحن صنائع اللّٰه وَالخلق بعد لنا صنائع۔

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق فرمایا، پھر میرے نور سے علیؑ کا نور جدا کیا، ہم مسلسل انوار کے درمیان رفت و آمد کرتے رہے، یہاں تک کہ ہم اسی (۸۰) لاکھ سال کے بعد حجاب عظمت الٰہی تک پہنچے، اس کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمارے نور سے دوسری مخلوقات پیدا کیں اس لحاظ سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، ہمارے موجود ہونے کے بعد دوسرے موجودات کو ہم نے خلق کیا ہے۔"[1]

والخلق بعد لناصنائعُ کی وضاحت

مولف کہتے ہیں کہ حدیث میں جو فرمایا ہے:

"ہمارے بعد تمام مخلوق کو ہم نے پیدا کیا ہے" اس سے مراد یہ ہے کہ موجودات کی تخلیق کے لیے علت غائی اور وجہ بنائی اہل بیت علیہم السلام کا وجود مقدس ہے۔

---

[1] یہ حدیث کتب حدیث سے کم مل سکتی ہے اس کی شہرت کی وجہ شاید اس حدیث کا پہلا حصہ ہے جو احادیث کی اکثر کتب میں موجود ہے۔ البتہ اس حدیث کا آخری حصہ نہج البلاغہ میں یوں مذکور ہے " فانّا صنائعُ ربّنا والنّاس بعد صنائع لنا" اس جملہ کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۵۸ میں نہج البلاغہ سے نقل کیا ہے امام زمانہ علیہ السلام کی توقیع شریف میں مذکور ہے " نحن الیا والخلق بعد صنا لعنا"

مذکورہ مطلب پر گواہ وہ خوبصورت روایت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لولاك لما خلقت الافلاك

"اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو ہرگز خلق نہ کرتا"

اظہار بے نیازی کرنے والے کو اللہ عطا کرتا ہے

(۴۰۔۷) کتاب عدۃ الداعی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"فقر و تنگ دستی نے پیغمبر اکرمؐ کے ایک صحابی کے سر پر اس طرح سے سایہ ڈال دیا کہ وہ بڑی مشکل سے بسر اوقات کر رہا تھا"

اس کی زوجہ نے کہا:

"اگر تم اپنے حالات زندگی رسول خداؐ کے حضور میں بیان کرو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد فرمائیں گے"

وہ یہی سوچ کر پیغمبر اکرمؐ کی خدمت اقدس میں مشرف ہوا، لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنی حاجت بیان کرتا، اس نے رسول خدا سے خوبصورت جملہ سنا کہ:

من سألنا اعطيناه ومن استغنى اعطاه الله۔

"جو شخص مجھ سے مدد کرنے کا کہے گا میں اس کی مدد کروں گا لیکن اگر کوئی بے نیازی اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ عطا کرے گا"

وہ صحابی اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: اس سے پیغمبر اکرمؐ کی مراد میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ اسی طرح گھر لوٹ گیا اور سارا واقعہ اپنی زوجہ کے گوش گذار کیا۔ اس کی بیوی نے کہا: "رسولؐ بھی ہماری طرح ایک بشر ہیں، شاید وہ متوجہ نہیں ہوئے ہیں، دوبارہ جاؤ اور اپنی حاجت بیان کرو"

وہ شخص دوسری مرتبہ آنحضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوا جونہی رسول خداؐ کی نظر مبارک اس کے چہرے پر پڑی تو آپ نے فرمایا:

"جو کوئی ہم سے مدد چاہے گا، ہم اس کی مدد کریں گے لیکن اگر کوئی بے نیازی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا"

وہ اس دفعہ بھی خاموشی سے واپس پلٹ آیا چونکہ فقر وفاقہ کی وجہ سے بہت پریشان تھا، تیسری دفعہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو پھر وہی جواب سنا۔

پیغمبر خداؐ کی یہ دل نشین گفتگو سننے کے بعد اس نے اپنے دل کو مضبوط کیا، اور واپس لوٹ آیا، کمر ہمت باندھ کر کام کی تلاش میں نکلا۔ اس نے ایک تیشہ کسی سے عاریتاً لیا اور پہاڑ کی طرف نکل کھڑا ہوا، وہاں سے اس نے ایندھن اکٹھا کیا، اور شہر میں لا کر اسے نصف مدآٹے (آدھ سیر) کے عوض فروخت کر دیا۔

اگلے دن بھی پہاڑ کی طرف نکل گیا، پہلے دن کی نسبت کچھ مقدار زیادہ ایندھن اکٹھا کیا، اور اسے شہر میں لا کر فروخت کر دیا۔ وہ اسی طرح ایندھن شہر میں لا کر بیچتا رہا، اس نے کچھ دن بچت کر کے اپنا تیشہ خرید لیا اور اسی کام میں مشغول رہا، اور کچھ سرمایہ جمع کیا، اس سے اونٹ کے دو بچے اور ایک غلام خریدا۔ وہ اسی کام میں مسلسل لگا رہا۔ اس طرح سے اس نے بہت زیادہ سرمایہ اکٹھا کر لیا اور مالی اعتبار سے اس کی زندگی سنور گئی۔

وہی شخص ایک دن رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوتا ہے اور سارا واقعہ آنحضرت کے گوش گذار کرتا ہے۔ پاک پیغمبر نے فرمایا:

"میں نے تمہیں کہا تھا جو ہم سے مدد مانگے گا ہم ضرور اس کی مدد کریں گے لیکن اگر کوئی بے نیازی کا مظاہرا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا"

محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلہ سے مشکلات حل ہوتی ہیں

(۴۲۷۔۵) مذکورہ بالا کتاب میں مذکور ہے کہ سلمان فارسیؓ کہتے ہیں: میں نے محمد مصطفیٰ

رسول خداؐ سے سنا۔ آپ نے فرمایا:

"اللہ فرماتا ہے: اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ کو اپنا کوئی بڑا کام کسی سے کروانا ہو تو وہ اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اس کے لیے ایسے بندے کی سفارش نہ کروائی جائے جو اس کا محبوب ترین ہو؟"

أَلَا فَاعْلَمُوا اِنَّ اَكْرَمَ الْخَلْقِ عَلَيَّ وَاَفْضَلَهُمْ لَدَيَّ مُحَمَّدٌ وَاَخُوهُ عَلِيٌّ وَمِنْ بَعْدِهِ الْاَئِمَّةُ الَّذِيْنَ هُمُ الْوَسَائِلُ عَلَيَّ۔

"آگاہ ہو جاؤ اور جان لو! بے شک میرے نزدیک سب سے بہترین اور افضل ترین محمدؐ، ان کے بھائی علیؑ اور ان کے بعد (گیارہ) آئمہ ہیں۔ یہ حضرات میرے تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں"

"آگاہ ہو جاؤ! کسی کی کوئی حاجت ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پوری ہو، یا کوئی مشکل دامن گیر ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ برطرف ہو جائے اگر وہ مجھے محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دے کر پکارے گا تو میں اس کی وہ حاجت و مشکل بہترین طور پر پوری کروں گا"

اس دوران مدینہ کے مشرکین و منافقین نے حضرت ابوذر کا تمسخر اڑاتے ہوئے کہا:

"اے ابا عبداللہ! ان کا واسطہ دے کر خدا سے کیوں نہیں کہتے ہو کہ وہ آپ کو مدینہ کا ثروت مند ترین اور متمول ترین شخص بنا دے؟"

سلیمان نے کہا: "میں نے خداوند متعال سے وہ چیز مانگی ہے جو پوری دنیا کے مقابلے میں عظیم تر، منافع بخش اور بہتر ہے۔ میں نے ان بزرگ ہستیوں (ان پر درود و سلام ہو) کے وسیلہ سے ایسی زبان مانگی ہے جو خداوند قدوس کی حمد و ثناء کرے، ایسا دل مانگا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، اور ایسے بدن کی درخواست کی ہے جو مشکلات اور بلاؤں کے

مقابلے میں صبر و شکیبائی کا دامن نہ چھوڑے ۔ اللہ تعالیٰ نے میری درخواست قبول کی اور مجھے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ میری یہ تمنا و خواہش دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے دس لاکھ درجے بہتر ہے"

(عدۃ الداعی صفحہ ۱۵۱، بحار الانوار جلد ۹۲ صفحہ ۲۴، تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۶۸)

فرشتے کی درخواست اور مومن پر رسول خداؐ کا سلام

(۲۳۷۔۶) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ جابر، امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

"ایک فرشتے نے خداوند متعال سے درخواست کی کہ اسے بندوں کی باتیں سننے کی اجازت فرمائی جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کی خواہش کے مطابق اسے اجازت عطا فرمائی"

یہ فرشتہ تا قیامت کھڑا رہے گا اور جو مومن بھی کہے گا: "صلی اللہ علی محمد واھل بیتہ وسلم " درود ہو محمدؐ و اہل بیت محمدؐ پر" تو اس کے جواب میں یہ فرشتہ کہے گا آپ پر سلام ہو"

اس کے بعد یہ فرشتہ پیغام لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوگا اور کہے گا۔

"یا رسول اللہ! فلاں شخص نے آپ پر سلام بھیجا ہے"۔

اس کے جواب میں رسول خدا فرمائیں گے:

"اس مومن پر بھی سلام ہو" (امالی شیخ طوسی صفحہ ۶۷۸ بحار الانوار جلد ۱۰۰ صفحہ ۱۷۸)

چار چیزیں بندوں کی آواز سنتی ہیں

امیر المومنین علی علیہ السلام ایک گفتگو کے ضمن میں فرماتے ہیں:

اُعطی السمع اربعۃ: النبیّ والجنۃُ والنّارُ، والحور العین، فاذا فرغ العبد من صلوتہ فلیصل علی النبیّ لیسأل اللہ الجنۃ

ویستجیر باللہ من النار، ویسألہ ان یزوجہ من الحور العین۔

"بندوں کی آواز سننے کی اجازت چار چیزوں کو پیغمبر اکرمؐ جنت و دوزخ اور حور العین کو عطا کی گئی ہے" لہٰذا بندہ جب نماز ختم کرے تو اسے چاہیے کہ پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہشت کی درخواست کرے، دوزخ سے اس کی پناہ مانگے اور حور العین سے ملنے کی درخواست کرے"

کیونکہ جو کوئی بھی پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجتا ہے تو وہ سنتے ہیں اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

جو کوئی بہشت کی درخواست کرتا ہے تو بہشت پکار کر کہتی ہے:

"پروردگار تیرا بندہ جو کچھ مانگ رہا ہے اسے عطا فرما"

جو کوئی دوزخ سے خدا کی پناہ کا سوال کرتا ہے تو دوزخ کہتی ہے:

"پروردگارا تیرے بندے نے جس چیز سے تیری پناہ کا مطالبہ کیا ہے، اسے عطا فرما"

اور جو شخص خدا سے حور العین کی درخواست کرتا ہے تو وہ کہے گا:

"پروردگار تیرا بندہ جو کچھ تم سے چاہتا ہے، اسے عطا فرما"

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۳۰، ضمن حدیث اربعمائۃ، بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰)

امام محمد باقرؑ کا آیہ معراج کے بارے میں ارشاد

(۲۴۳-۷) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیا ہے کہ اسماعیل جعفی کہتے ہیں کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا ہوا تھا وہاں پر مسجد کے ایک گوشہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت نے اپنا سر مبارک بلند کیا، ایک دفعہ آسمان کی طرف نگاہ کی اور دوسری دفعہ کعبہ کو دیکھا، اس کے بعد یہ آیہ شریف تلاوت فرمائی:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى

الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى ۔ (سورہ اسراء آیہ ۱)

"پاک و منزہ ہے وہ خدا جو اپنے بندے (حضرت محمدؐ) کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا"

حضرت نے تین دفعہ اس آیہ کا تکرار فرمایا اور میری طرف دیکھ کر فرماتے ہیں۔

"اے عراقی! اہل عراق کا اس آیہ شریفہ کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟"

میں نے عرض کیا: "وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف سیر کی ہے۔

حضرت نے فرمایا: "اس طرح سے نہیں ہے جیسے وہ کہتے ہیں لیکن یہاں سے وہاں تک سیر کی" اپنے دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں: "اس کے درمیان دو حرم"[1]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنی اس خوبصورت گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس سیر میں رسول خداؐ جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو جبرئیل وہاں پر رک گیا، رسولؐ خدا نے فرمایا: "اے جبرئیل اس مقام پر مجھے تنہا چھوڑ رہے ہو؟"

جبرئیل نے کہا:

تقدم امامك، فوالله بلغت مبلغاً لم يبلغه خلق من خلق الله قبلك۔

"آپ آگے تشریف لے جائیں، خدا کی قسم! بے شک آپ ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی آپ سے پہلے اس مقام تک نہیں پہنچ سکا"

---

[1] بحار الانوار کے حاشیہ میں ہے کہ حضرت کی اس سے مراد یہ ہے کہ پیغمبر خداؐ کی سیر صرف اس مورد میں منحصر نہیں ہے بلکہ پیغمبر کی سیر زمین سے آسمان کی طرف تھی۔ اس بناء پر آنحضرت کی سیر پہلے مسجد اقصیٰ کی طرف تھی اور پھر وہاں سے آسمان کی طرف۔

رسول خدا فرماتے ہیں: اس وقت میں نے چشم دل سے اپنے پروردگار کا مشاہدہ کیا جو میرے اور حق تعالیٰ کے درمیان اس کا "سبحہ" منزہ ہونا اسے دیکھنے سے مانع ہوا۔

راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا: "آپ پر قربان جاؤں سبحہ سے کیا مراد ہے؟"

امام محمد باقر علیہ السلام اپنے چہرہ مبارک سے زمین کی طرف اور دست مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جلال ربیّ ، جلال ربیّ ، جلال ربیّ

"میرے پروردگار کا شکوہ جلال ، میرے پروردگار کا شکوہ جلال ، میرے پروردگار کا شکوہ جلال"

اس کے بعد حضرت اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اللہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے: "یا محمد!"

رسول خدا فرماتے ہیں: "میں نے عرض کیا، لبیک اے میرے پروردگار"۔

فرمایا: "ملاء اعلیٰ میں فرشتے کس چیز کے بارے میں مجادلہ ونزاع کررہے ہیں؟"

میں نے عرض کیا: "پاک ومنزہ ہے پروردگارا! میں صرف وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ نے مجھے سکھایا ہے"۔

رسول خدا فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینے کے درمیان رکھا، میں نے اپنے کندھوں کے درمیان اس کی خنکی محسوس کی۔ آنحضرت فرماتے ہیں: اس وقت ماضی اور مستقبل کے بارے میں جو کچھ مجھ سے پوچھا گیا، کوئی ایسی چیز نہ تھی جو مجھے پہلے سے معلوم نہ ہو۔ خطاب ہوا:

"اے محمدؐ! فرشتے ملاء اعلیٰ پر کس کے بارے میں مجادلہ ونزاع کررہے ہیں؟"

میں نے عرض کیا:

"درجات، کفارات اور حسنات کے بارے میں"۔

فرمایا: "اے محمدؐ! آپ کی پیغمبری کا زمانہ ختم ہونے والا ہے، آپ کا دانا پانی دنیا سے ختم ہو چکا ہے، آپ کا وصی اور جانشین کون ہے؟"

میں نے عرض کیا: "پروردگار! میں نے آپ کی مخلوق کا امتحان کیا ہے میں نے علیؑ سے زیادہ کسی کو مطیع وفرماں بردار نہیں پایا"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میرے نزدیک بھی وہ ایسے ہی ہیں"

میں نے عرض کیا: "میرے پروردگار! میں نے آپ کی تمام مخلوق کو آزمایا ہے مجھے کوئی بھی ایسا نہیں ملا ہے، جو علیؑ کی طرح مجھ سے محبت کرتا ہو" فرمایا:

ولی یا محمد ،فبشرهٔ بانّه رأیة الهدی ، وامام اولیاه ونور لمن اطاعنی، والکلمة الباقیة ،الّتی ازمتها المتقین ، من احبه فقد احبنی و من ابغضه فقد ابغضنی مع ما انی اخصه ، عالم اخص به احد۔

"اے محمدؐ! میرے لیے بھی ایسا ہی ہے، پس انھیں خوش خبری سنائیں کہ وہ ہدایت کا پرچم اور اولیاء کے امام ہیں۔ وہ نور ہیں ان لوگوں کے لیے جو میری اطاعت کرتے ہیں، وہ ایسا کلمہ باقیہ ہیں جسے پرہیزگار و متقی اپنے لیے ضروری سمجھتے ہیں، جو انہیں دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے، جو ان سے دشمنی کرتا ہے وہ میرا دشمن ہے میں اس کے لیے ایک خاص مقام ومنزلت کا قائل ہوں، جو میں نے کسی اور کو عطا نہیں کیا۔

رب العزت نے فرمایا:

"یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس کے ساتھ میری مشیت کا گذشتہ زمانے سے تعلق ہے، ان کا امتحان ہوگا، جبکہ لوگوں کو ان کی وجہ سے آزمایا جائے گا، اس حال

میں میں نے انہیں چار چیزیں بخشی ہیں، بخشی ہیں، بخشی ہیں، بخشی ہیں۔

یہ فرمانے کے بعد رسول خداؐ نے اپنا ہاتھ بند کیا اور کھولا نہیں۔

توضیح: مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المامور ہے کیونکہ وہ دورترین مسجد ہے۔

آنحضرت نے یہ جو فرمایا:

"میں نے نور پروردگار دیکھا ہے، یعنی چشم دل کے ساتھ حق تعالیٰ کی جلالت وعظمت کا مشاہدہ کیا ہے۔ سجدہ سے مراد حق تعالیٰ کی پاکیزگی و تقدس ہے۔

سینہ پر ہاتھ رکھنا، اس بات سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور علوم و معارف کا مقام آنحضرت کا سینہ شریف ہے۔ خنکی و سردی، راحت و سرور اور خوش حالی سے کنایہ ہے۔ اس لحاظ سے رسول اللہ حق تعالیٰ کا دست رحمت رکھنے کا مقام ہے۔ ساری رحمت اسی کی طرف سے ہے۔

جیسا کہ پیغمبر خداؐ کا فرمان ہے:

حسین منّی و انا من حسین۔

"حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں"

انہوں نے دست رحمت سے غذا کھائی دامن رحمت میں پرورش پائی اور زبان رحمت سے دودھ پیا۔ ان کا گوشت، پوست خون وغیرہ رحمت کی وجہ سے اُگے ہیں۔ دونوں آنکھوں کے درمیان جلد کا ہونا رحمت در ہمانہ رحمت ہے۔ وہ سینہ رحمت پر بیٹھے، رحمت کے شانے ان کی سواری تھے اور ان کا راستہ رحمت کا راستہ تھا۔

وہ رحمت کے لیے ایک خاص قسم کی کان، اسباب رحمت میں جمع ہونے کا محل، وسائل رحمت کو اکٹھا کرنے والے اور رحمت کے چشموں کا سرچشمہ تھے۔ وہ رحمت میں داخل ہونے کے لیے مدخل، رحمت کا ٹھنڈا میٹھا چشمہ باغ رحمت بونے کا مقام، رحمت کے پھلوں کو ظاہر کرنے والے اور باران رحمت برسانے والے بادل تھے۔

تمام انسانوں کی انہیں کے سبب سے عفو و بخشش ہو گی۔ انہیں کے سبب رحمت کے وسیع میدان میں داخل ہوں گے۔

(۲۵ے۔۸) کتاب کے باب فضل میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ایک دن، کسی شخص نے رسول خدا کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا۔ جب یہ ہدیہ پیش کیا گیا تو وہاں پر بہت سے لوگ موجود تھے، اسی وجہ سے حضرت نے فرمایا:

"آپ بھی اس ہدیہ میں شامل ہیں" (المحتضریات، صفحہ ۱۵۳)

شیعہ روز قیامت آل محمد کی پناہ میں

(۲۶ے۔۹) عماد الدین طبری کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں لکھتے ہیں: امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام اپنے اجداد کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

يا عليّ اذا كان يوم القيامة اخذت بحجزة الله عزّوجلّ واخذت انت بحجزتي واخذ ولدك بحجزتك واخذ شيعةُ ولدك بحجزتهم فترى أين يؤ مر بنا؟۔

"اے علیؑ! میں روز قیامت لطف پروردگار کا دامن پکڑوں گا، آپ میرا دامن تھامیں گے، جبکہ تیرے فرزند تیرا دامن پکڑیں گے اور تیری اولاد کے شیعہ ان کے دامن کا سہارا لیں گے، کیا آپ اس بارے میں سوچتے ہیں کہ ہمیں کہاں پر جانے کا حکم دیں گے؟"

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳۶، بحار جلد ۶۸ صفحہ ۱۲۳)

صرف شیعہ دین ابراہیم ہیں

(۲۷ے۔۱۰) مذکورہ کتاب میں حضرت ابوذر غفاری سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: میں نے ایک دن رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دست مبارک علی بن ابی طالب

علیہ السلام کے شانے پر مارا اور فرمایا:

یا علی ! احبنا فهو العربی ، و من ابغضنا فهو العلج ، شیعتنا اهل البیوتات و المعدن و الشرف و من کان مولده صحیحاً و ما علی ملّة ابراهیم علیه السلام الّا نحن شیعتنا و سائر الناس منها برآء وانّ لِلّٰه ملائکة یهدمون سیئات شیعتنا کما یهدم القوم البنیان۔

(بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۰۲، امالی شیخ طوسی صفحہ ۹۰، بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۳۳)

"اے علیؑ ! جو مجھے دوست رکھتا ہے وہ عرب سے منسوب ہے اور جو مجھ سے دشمنی رکھتا ہے وہ بے دین ہے، ہمارے شیعہ صحیح النسب اور شریف خاندانوں سے ہیں اور حلال زادے ہیں، ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی دین ابراہیمؑ پر نہیں، تمام لوگ اس دین سے دور ہیں۔ بیشک خداوند متعال کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ہمارے شیعوں کے گناہوں کو منہدم کرتے ہیں جیسے لوگ اپنے گھروں کو کرتے ہیں"

رسول خدا مقام عقیق پر

(۱۸۷۔۱۱) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں تحریر ہے کہ سعید بن مسیب کہتے ہیں: رسولؐ خدا کے زمانے میں ایک رات بارش برسی، صبح ہوئی تو آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: "اے علی ! اٹھیں باہم مل کر مقام عقیق پر چلتے ہیں، وہاں جمع شدہ پانی کی زیبائی سے لطف اندوز ہوتے ہیں"

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول اللہ نے میرے ہاتھوں کا سہارا لیا، وہاں سے ہم باہم روانہ ہوئے، جب ہم سرزمین عقیق پر پہنچے اور ہم زمین کے نشیب و فراز میں جمع شدہ صاف پانی کا نظارہ کر رہے تھے۔ اس وقت علیؑ نے کہا:

"اے رسول خداؐ! اگر مجھے رات سے اس سفر کے بارے میں مطلع کیا ہوتا

تو آپ کے لیے بہترین غذا آمادہ کرتا"

رسول خداؐ نے فرمایا: "اے بنیؑ! جو ہمیں یہاں تک لے آیا وہ خود ہمارے لیے بندوبست کرے گا"

ہم ابھی اسی مقام پر کھڑے تھے، کہ ہم نے اچانک اپنے سروں پر کڑکتی بدلی کا احساس کیا، جو ہمارے سروں پر سایہ فگن ہے، وہ ہماری قریب آئی، رسول اللہؐ کے سامنے دسترخوان بچھایا، اس پر ایسے انار موجود پائے جو میں نے آج تک نہیں دیکھے۔ ہر انار کا چھلکا تین رنگ لولو، چاندی اور سونے کا تھا۔

رسول خداؐ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

"اے علیؑ! اسے بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، یہ کھانے آپ کے کھانے سے زیادہ پاکیزہ اور لذیذ تر ہے"

میں نے انار اٹھا کر اسے دو حصے کیا، اس کے دانے تین رنگوں کے تھے، بعض دانے یاقوت کی مانند سرخ، بعض لولو کی طرح سفید اور بعض زمرد کی طرح سبز تھے، ان کا ذائقہ انتہائی لذیذ تھا، کھانے کے دوران انہیں اپنی زوجہ فاطمہؑ اور دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ یاد آگئے۔ میں نے وہاں سے تین انار اٹھائے اور اپنی آستین میں رکھ لیے، اس کے بعد دسترخوان اٹھالیا گیا۔ اس کے بعد ہم گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں رسول اللہؐ کے دو اصحاب سے ملاقات ہوئی، ان میں سے ایک نے کہا: "اے رسول خدا! کہاں سے تشریف لارہے ہیں؟"

آنحضرت نے فرمایا: "سرزمین عقیق سے"

اس نے کہا: "اگر ہمیں بتایا ہوتا تو ہم آپ کے لیے کھانا تیار کرتے"

رسول خداؐ نے فرمایا: "جو ہمیں وہاں لے گیا تھا اس نے ہمارے لیے بندوبست کردیا تھا"۔

دوسرے صحابی نے کہا: "اے ابا الحسنؑ! آپ سے انتہائی پاکیزہ خوشبو آ رہی ہے، کیا آپ کے پاس وہاں کا کوئی کھانا ہے؟"

مولا فرماتے ہیں: میں نے اپنا ہاتھ آستین میں ڈالا تا کہ ایک انار انہیں دوں، لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے، اس واقعہ سے میں بہت غمگین ہوا۔

جس وقت میں نے رسول خداؐ سے خدا حافظی کی، وہ اپنے گھر تشریف لے گئے، میں جونہی دروازۂ فاطمہؑ کے نزدیک ہوا تو اپنی آستین میں کھسر پھسر کی آواز سنی، کیا دیکھتا ہوں کہ وہی انار میری آستین میں موجود ہیں، گھر میں داخل ہوا، ایک انار اپنی زوجہ دختر رسول خداؐ کو دیا اور دوسرے انار اپنے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ کے درمیان تقسیم کیے۔

اس کے بعد رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوا، جونہی رسول خداؐ نے مجھے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا:

یا علیؑ! "وہ واقعہ آپ بتائیں گے یا میں بیان کروں"

میں نے عرض کیا: "اے رسول خداؐ آپ بیان فرمائیں، کیونکہ آپ کا بیان سوختہ دلوں کے لیے شفا ہے"

"رسول خدا نے پورا واقعہ نقل فرمایا"

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! گویا آپ میرے ساتھ تھے"

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۸)

حضرت علیؑ یمن میں

(۲۹۔۱۲) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ حنش بن معتمر کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن رسول خداؐ نے مجھے طلب فرمایا اور یمن کے لوگوں کی اصلاح کے لیے یمن کی طرف جانے کا حکم دیا۔

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہؐ! وہاں کی آبادی بہت زیادہ ہے، وہاں

بڑی عمر کے لوگ موجود ہیں، جبکہ میں ایک نوجوان ہوں۔ (میں کس طرح
اس ماموریت کو انجام دے سکتا ہوں؟)"
رسول خداؐ نے فرمایا:
"اے علیؑ! جب آپ افیق نامی گاؤں کی بلندی پر پہنچیں گے تو بلند آواز سے کہیں"
یا شجر یا مور یا ثری ، محمد رسول الله یقرؤ کم السلام۔
"اے درختو! اے مٹی کے ڈھلو! اور اے زمین! اللہ کے رسول محمدؐ تم سب
کو سلام کہتے ہیں"

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں (حکم رسول پاکؐ) یمن کی طرف روانہ ہوا، جب "افیق" گاؤں کی بلندی پر پہنچا، تو یمن کے لوگوں کی طرف منہ کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ یمن کے تمام لوگ مسلح ہو کر میری طرف بڑھ رہے ہیں، بعض لوگ نیزہ بردار ہیں، ان کے نیزوں کی انیاں چمک رہی ہیں، جبکہ ان کی تیر کمانیں ان کی کمروں کے ساتھ لٹک رہی ہیں اور بعض لوگ ننگی تلواریں لیے ہوئے ہیں، میں نے بلند آواز سے فریاد کی:
"اے درختو! اے مٹی کے ڈھلو! اور اے زمین! اللہ کے رسول حضرت محمدؐ
تمہیں سلام کہتے ہیں"
اس وقت درخت، مٹی ڈھیلے اور زمین نے مل کر فریاد بلند کی:
و علی محمد رسول الله السلام و علیك السلام
"اللہ کے رسول محمدؐ اور آپ پر سلام ہو"

لوگوں نے جب یہ آواز سنی تو مضطرب و پریشان ہو گئے، ان کی ٹانگیں لرزنے لگیں اور ہاتھوں سے اسلحہ گر گئے۔ وہ لوگ تیزی سے میرے پاس آئے، میں نے ان کے درمیان صلح و صفائی کروائی اور ہم سب شہر کی طرف پلٹ گئے۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۶۸، امالی شیخ صدوق صفحہ ۲۹۳، بصائر الدرجات صفحہ ۵۰۳)

محمدؐ و آل محمدؐ کے لیے دعا کرنے سے اونٹ بول اٹھا

(۱۳۰۷۔۱۳) مذکورہ کتاب میں ابن عمر کے حوالے سے لکھتے ہیں: کچھ لوگ رسول خداؐ کی خدمت میں آئے، اور ایک شخص کے خلاف جھوٹی گواہی دی کہ اس نے اونٹ چرایا ہے۔ رسول خدا نے چور پر حد جاری کرنے کا حکم دیا کہ اس کی انگلیاں کاٹ دی جائیں، متہم شخص یہ سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو گیا، درحالانکہ اس کے لبوں پر مندرجہ ذیل دعا تھی:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ شَیْءٌ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَۃِ شَیْءٌ
،وَارْحَمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَۃِ شَیْءٌ
وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِنَ التَّسْلِیْمِ شَیْءٌ۔

"اے میرے معبود! محمد و آل محمد پر اس طرح سے تمام درود و سلام بھیج کہ درود و سلام میں سے کوئی چیز باقی نہ بچے۔

اے میرے معبود! محمدؐ و آل محمدؐ پر تمام برکتیں نازل فرما کہ کوئی برکت باقی نہ رہے۔

اے میرے معبود! محمدؐ و آل محمدؐ پر تمام رحمتیں نازل فرما کہ کوئی رحمت باقی نہ رہے۔

اے میرے معبود! محمدؐ و آل محمدؐ پر تمام سلام بھیج کہ کوئی سلام باقی نہ رہے"۔[1]

---

[1] علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار جلد ۹۰ صفحہ ۶۷ میں مذکورہ دعا دو طرح سے نقل فرمائی ہے۔ اس دعا سے استفادہ کرنے کے لیے دونوں نقل کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی صَلٰوۃٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا تَبْقٰی بَرَکَۃٌ ، اَللّٰھُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی سَلَامٌ ، اَللّٰھُمَّ وَارْحَمْ مُحَمَّدٍ وَآلَ مُحَمَّدًا حَتّٰی لَا تَبْقٰی رَحْمَۃٌ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ صَلٰوتِكَ شَیْءٌ وَارْحَمْ مُحَمَّدً وَآلَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِن رَّحْمَتِكَ شَیْءٌ ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِن بَرَکَاتِكَ شَیْءٌ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَایَبْقٰی مِن سَلَامِكَ شَیْءٌ

راوی کہتا ہے! اس دوران اونٹ بول اٹھا اور اس نے کہا:

"یارسول اللہ! اس شخص نے مجھے نہیں چرایا"

رسول خداؐ نے حکم صادر فرمایا کہ اس شخص کو واپس لایا جائے، جب وہ واپس پلٹ آیا تو آپ نے فرمایا: "اے شخص کچھ دیر پہلے تم نے کیا پڑھا ہے؟"

اس نے کہا کہ میں نے یہ دعا پڑھی ہے کہ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ......"

رسول خدا ؟ نے فرمایا: "اس وقت میں نے دیکھا کہ مدینہ کی گلیاں فرشتگان خدا سے مملو ہیں،

ان کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ وہ تیرے اور میرے درمیان حائل ہونا چاہتے تھے"

انہوں نے تمہاری یہ دعا اپنے پاس محفوظ کر لی ہے روز قیامت حوض کوثر کے کنارے میری تحویل میں دیں گے۔ اس دن تمہارا چہرہ برف سے زیادہ سفید اور نورانی ہوگا۔

(الثاقب والمناقب صفحہ ۴۷)

بچے نے نبوت کی گواہی دی

(۱۴۷۔۳۱) کتاب "الثاقب فے المناقب" میں ہے کہ یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں:

ایک دن ایک خاتون اپنی بغل میں ایک ماہ کا بچہ لیے ہوئے رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رسول خدا کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر شکنیں پڑ گئیں۔ اس کے بغل میں جو بچہ تھا، اس نے کہا:

"اے رسول خداؐ آپ پر سلام ہو، اے محمد بن عبداللہ! آپ پر سلام ہو"

راوی کہتا ہے کہ بچے کی گفتگو سن کر اس کی ماں سخت ناراض ہوئی۔

رسول خداؐ نے اس بچے کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

"تمہیں کیسے پتہ ہے کہ میں رسول خداؐ اور محمد بن عبداللہ ہوں"

بچے نے کہا: "پروردگار عالم اور روح الامین، جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ سبق دیا ہے"

حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے سر مبارک پر موجود ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا:

هٰذَا تصديق لك بالنبوة ودلة لنبوتك كى يؤمن بك بقية قومك۔

"بچے کا یہ عمل آپ کی نبوت کی تصدیق اور آپ کی نبوت پر دلیل ہے، یہاں تک کہ آپ کے خاندان کے تمام لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے"

رسول خدا اس بچے کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں:

"اے بچے! تمہارا نام کیا ہے؟"

بچے نے عرض کیا: "میرا نام عبدالعزی رکھا ہے، لیکن میں اس کو نہیں مانتا ہوں۔ یا رسول اللہؐ! آپ میرے لیے کوئی نام منتخب کریں"

رسول خداؐ نے فرمایا: "تمہارا نام عبداللہ ہے"

بچے نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کریں کہ مجھے بہشت میں آپ کے خادموں میں سے قرار دے"

جبرئیل علیہ السلام نے کہا: "خدا سے مانگو، وہ تمہاری خواہش پوری کرے گا"

اس بچے نے عرض کیا: "نیک اور خوش بخت ہے وہ شخص جو آپ پر ایمان لے آئے، اور شقی و بدبخت ہے وہ شخص جو آپ کو جھٹلائے، اس عورت کے اس بچے نے فریاد کی اور دنیا سے چل بسا"

بچے کی ماں نے رسول خداؐ کی طرف دیکھا اور کہا: "یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے جب تک آپ میں نبوت کی نشانیاں نہیں دیکھی تھیں، آپ کو جھٹلاتی رہی ہوں، لیکن اب چونکہ میں دیکھ چکی ہوں، لہٰذا گواہی دیتی ہوں کہ خداوند متعال

کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، لیکن جو کچھ میں ہاتھ سے کھو چکی ہوں، مجھے اس کا بہت افسوس ہے"

رسول خداؐ نے اس عورت سے فرمایا:

أبشری ، فوالّذی الهمك الایمانا، إنّی لا نظر الی حنوطك و کفنك مع الملائکة.

"تجھے مبارک ہو، اس خدا کی قسم! جس نے ایمان کو تیرے اندر الہام کیا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا حنوط اور کفن فرشتوں کے ہمراہ ہے"

زیادہ وقت نہیں گذرا کہ اس خاتون نے فریاد بلند کی اور اس کی روح بھی پرواز کر گئی، پیغمبر خداؐ نے ان دونوں ماں بیٹے پر نماز جنازہ پڑھی اور دونوں کو اکٹھا دفن کر دیا۔

(الثاقب والمناقب صفحہ ۸۲، المناقب جلد ۱، صفحہ ۱۰۱، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۰)

ابو جہل کا رسول خداؐ پر حملہ اور اس کے پاؤں پر پتھر لگنا

(۳۱-۱۵/۷) مذکورہ کتاب میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ابو جہل نے کہا:

"میں محمد کو قتل کر دوں گا، چاہے اس کے خون کے بدلے میں بنی عبدالمطلب مجھے قتل کر دیں"

ابو جہل کے ساتھیوں نے کہا: "اگر تم نے ایسا کیا تو یہ اہل مکہ کی بہت بڑی خدمت ہے، وہ ہمیشہ تمہیں یاد رکھیں گے۔ ابو جہل کہتا ہے! کعبہ کے نزدیک وہ بہت زیادہ سجدے کرتا ہے جب وہ کعبہ میں سجدہ کرنے آئے گا تو میں ایک بڑے پتھر سے اس کا سر پھوڑ دوں گا۔ پیغمبر اکرمؐ مسجد الحرام میں داخل ہوئے، سات مرتبہ کعبہ کا طواف بجالائے، اس کے بعد نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے سر معبود حقیقی کے سامنے سجدے میں رکھا اور سجدے کو طول دیا۔ ابو جہل ایک پتھر اٹھا کر رسول اللہؐ کے سر مبارک کی طرف بڑھا، جب وہ

آنحضرت کے نزدیک پہنچا۔ ایک عظیم الجثہ حیوان پر نظر پڑی، جو منہ کھولے ہوئے پیغمبر اکرمؐ کی طرف سے آگے بڑھ کر اس پر حملہ آور ہے، ابوجہل نے جب یہ واقعہ دیکھا تو ڈر گیا، خوف کے مارے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے، پتھر اس کے ہاتھ سے اس کے پاؤں پر گرا، جس سے پاؤں ٹوٹ گیا۔

اس واقعہ کے بعد ابوجہل کا رنگ اڑا ہوا ہے، پاؤں خون آلودہ ہے، چہرے سے پسینہ بہہ رہا ہے۔ جب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں کہا: "ہم نے آج تک تمہیں اتنا وحشت زدہ نہیں دیکھا، آج کیا ہوا ہے، کیوں اتنے ڈرے ہوئے ہو؟"

ابوجہل نے کہا: "تمہارا برا ہو، میرا عذر قبول کرو میں نے جب چاہا کہ محمدؐ کے سر پر پتھر ماروں ایک قوی ہیکل حیوان منہ کھولے ہوئے میرے اوپر حملہ آور ہوا، وہ مجھے ہڑپ کر جانا چاہتا تھا، اس کے خوف سے میرے ہاتھوں میں لرزش پیدا ہو گئی، اور پتھر چھوٹ کر میرے اپنے پاؤں پر لگا جس کی وجہ سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا"

(المناقب نے المناقب صفحہ ۱۱۰، بحار الانوار جلد ۱۷، صفحہ ۲۸۵)

رسول خداؐ کے لعاب دہن سے گھاس کا سرسبز ہونا

(۱۶۔۲۳۳) اسی کتاب میں مذکور ہے کہ جون کی بیٹی ہند کہتی ہیں: جب رسول خداؐ ام معبد کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے، آپ نے نماز کے لیے وضوء کیا، وہاں پر خشک گھاس کھڑا تھا، آنحضرت نے اپنے دہن مبارک کا کچھ پانی خشک گھاس پر پھینکا تو وہ گھاس سرسبز ہو گیا، اس نے سفید رنگ کے پھول اٹھائے جو خوبصورت اور چمک دار تھے اور اسے بہت اچھا پھل لگا۔

ہم اس گھاس سے تبرک حاصل کرتے اور اس سے مریضوں کا علاج کرتے تھے جب رسول خدا دنیا سے رحلت فرما گئے تو اس گھاس کی تراوت وخوبصورتی ختم ہو گئی، جب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام دنیا سے رخصت فرما گئے تو اس نے پھل دینا بند کر دیا۔

گھاس کی شاخوں سے تازہ خون

بہت عرصہ گذر گیا۔ ایک صبح ہم نے دیکھا کہ اس کی شاخوں سے تازہ خون بہہ رہا ہے، اس کے پتے مرجھا گئے ہیں اور ان سے گوشت کے پانی کی طرح قطرے گر رہے ہیں، اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ کوئی بہت بڑا واقعہ ہو چکا ہے۔ وہ رات ہم نے غم واندوہ اور خوف میں گذاری اور اس بات کے منتظر رہے کہ کوئی بہت بڑی خبر ملنے والی ہے، جب اندھیرا چھا چکا تو اس گھاس کے نیچے سے نالہ وگریہ کی آوازیں سنیں ہیں روتے ہوئے ایک آواز آئی:

یا بن النبیؐ یابن الوصی ! یا بن البتول ! یا بقیۃ السادۃ الاکرمین۔

"اے فرزند پیغمبر ! اے فرزند وصی پیغمبر ! اے زہراءؑ کے دلبند ! اے سادات گرامی کے باقی ماندہ!"

اس کے بعد آہ وبکاء کی آواز زیادہ ہوگئی، ہم ان کی اکثر باتیں نہ سمجھ سکے، اس واقعہ کو کوئی زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر مل گئی، اس کے بعد وہ گھاس بھی خشک اور ختم ہو گیا۔ (الثاقب نے المناقب صفحہ ۱۱)

مولف کہتا ہے کہ زمخشری نے اپنی کتاب "ربیع الابرار" کے آٹھویں باب میں یہی حدیث تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل کی ہے، وہ کہتا ہے مقام تعجب ہے کہ اس گھاس کا واقعہ گوسفند کے واقعہ (جس کا واقعہ مشہور ومعروف ہے) کی طرح کیوں مشہور نہیں ہوا؟

(ربیع الابرار جلد ۱ صفحہ ۱۸۵، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۲۴)

ابن شہر آشوب نے بھی یہی واقعہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک بزرگ سنی عالم حاکم نیشاپوری کی کتاب امالی سے نقل کیا ہے۔ (المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۲۷، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۴۱)

مولف کہتا ہے اس واقعہ کے مشہور نہ ہونے میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ سے حضرت امیر خیبر گیر علی علیہ السلام اور سید الشہداء حسین علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، ہم نے یہ حدیث اپنی کتاب "دلائل الحق" میں کتاب ربیع الابرار سے نقل کیا ہے۔

فرشتہ رسول خداؐ کی خدمت میں

(۳۴۔۱۷) کتاب صحیفۃ الرضا علیہ السلام میں ایک سلسلہ سند کے ساتھ ایک روایت مذکور ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا: اے محمدؐ! بے شک آپ کا پروردگار آپ کو سلام دے رہا ہے اور فرماتا ہے! اگر آپ چاہتے ہیں تو صحرائے مکہ کو آپ کے لیے سونے میں تبدیل کر دوں؟"

راوی کہتا ہے۔ حضرت نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا:

یاربّ! اشبع یوماً فاحمدُكَ وَاجوعُ یوماً فاسئلك۔

"اے پروردگار! میں چاہتا ہوں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں تا کہ تیری حمد و ثنا کروں اور ایک دن بھوکا رہوں تا کہ تیری بارگاہ میں التجا کروں"

(صحیفۃ الرضا صفحہ ۱۱۶، عیون اخبار الرضا صفحہ ۲۹ جلد ۲، بحار جلد ۱۶ صفحہ ۲۲۰)

روز جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں؟

(۳۵۔۱۸) محدث بحرانی ابو حمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جمعہ کو جمعہ کیوں کہتے ہیں:

حضرتؑ نے فرمایا:

انّ اللّٰه عزّوجلّ جمع فیھا خلقه لولایة محمدؐ و وصیّه فی المیثاق، فسماهٗ یوم الجمعة لجمعه خلقه فیه۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کے دن اپنی تمام مخلوق کو جمعہ کے دن حضرت محمدؐ اور ان کے جانشین کی ولایت کے لیے اکٹھا کیا، اس اجتماع کی وجہ سے اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا ہے"

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۴۱۵، تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۳۳، وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۶۴)

قبیلہ ذریح کو گائے کا دعوت اسلام دینا

(۳۶۔ ۱۹) کتاب الثاقب نے المناقب میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

قبیلہ ذریح کے لوگ اپنی سنتی عید کے روز ایک جگہ پر اکٹھے ہوئے۔ ان کے اجتماع میں اچانک ایک گائے آ دھمکی اور اس نے فریاد بلند کی:

یا آل ذریح ! امر نجیح ، مع رجل یصیح ،بصوت فصیح فجآء " بِلاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ، مُحَمَّدٌ رَّسولِ اللّٰہ" عجلوا" بلا الہ الا اللّٰہُ" تدخلوا الجنتہ۔

"اے آل ذریح! میں تمہیں ایک ایسے حکم سے آگاہ کرتی ہوں جو تمہاری نجات اور سعادت کا سبب ہے، کہ ایک مرد فصیح زبان سے فریاد بلند کرے گا کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کے لیے جلدی کرنا تا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ"

علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا کی قسم! ہم آل ذریح کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، مگر یہ کہ سب لوگ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا"

یہ حدیث اس سے مفصل تر بھی ذکر ہوئی ہے

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ان لوگوں نے گائے کو ذبح کرنے کے لیے پکڑا تو اس نے مذکورہ بالا فریاد بلند کی۔ (الثاقب نے المناقب صفحہ ۷۵، بحار الانوار جلد ۱۷ صفحہ ۴۰۸)

احمد بن حنبل نے بھی یہی حدیث اپنی کتاب مسند میں ذکر کی ہے اسی طرح شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنے سلسلہ سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

قبیلہ بنی سالم انصاری نے کھجوروں کے باغ میں ایک گائے رکھی ہوئی تھی، ایک

دن اس گائے نے فریاد بلند کی: "اے زریح! میں تمہیں ایسے امر کی طرف راہنمائی کرتی ہوں، جو تمہاری نجات کا موجب ہو کہ ایک شخص فصیح عربی زبان میں فریاد بلند کرے گا کہ کہو"

لاالٰہ الا اللہ ربّ العلمین ، محمد رسول اللّٰہ سید النبیّین وعلیؑ وصیّہ سید الوصیین۔

"خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو پروردگار عالم ہے، محمد اللہ کے رسول ہیں، جو انبیاء کے سرور و سردار ہیں اور علیؑ ان کے وصی ہیں جو تمام اوصیاء کے آقا ہیں" (قصص الانبیاء ج ۲۷۸، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۸)

اسی طرح ثقۃ الاسلام جناب شیخ کلینی علیہ الرحمہ کتاب روضہ کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا:

"یمن سے باہر ایک درہ بنام "برھوت" ہے اس میں سے ناگوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں گذرتا۔ اس درہ میں ایک کنواں ہے جس کا نام "صلھوت" ہے ہر روز صبح وشام مشرکین کی ارواح کو وہاں لے جایا جاتا ہے، وہاں پر انہیں زخموں سے رستا ہوا گندا پانی پلایا جاتا ہے اس درہ کے پیچھے کچھ لوگ آباد ہیں، جنہیں زریح کہتے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو پیغمبری پر مبعوث کیا، ان لوگوں کے درمیان ایک بچھڑا آیا، جو اپنی دم زمین پر مار رہا تھا، اس نے فصیح زبان میں کہا:

"اے آل ذریح! تہامہ (مکہ) میں ایک شخص نے ظہور کیا ہے جو لوگوں کو خداوند قدوس کی وحدانیت کی گواہی کی طرف دعوت دے رہا ہے"

لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچھڑے کو کسی اہم کام کے لیے گویائی عطا فرمائی ہے۔ اس بچھڑے نے دوسری مرتبہ لوگوں میں جا کر وہی فریاد بلند کی، ان لوگوں نے ایک کشتی بنائی جس میں ان میں سے سات افراد سوار ہوئے اور الہام خدا کے ساتھ انہوں

نے آذوقہ سفر بھی اس میں رکھا، کشتی سمندر میں ڈالی، بادبان کشتی لے کر چلا۔ جب جدہ پہنچے تو کشتی سے نیچے اترے، رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

"پیغمبر اکرمؐ نے انہیں فرمایا:

"کیا تم وہی اہل ذریح ہو جن کے درمیان گوسالے نے فریاد کی ہے؟"

انہوں نے کہا: "ہاں"

انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہمارے سامنے اپنا دین اور کتاب بیان فرمائیں"

رسول خداؐ نے دین، کتاب، سنت اور احکام اس طرح سے بیان فرمائے جیسے اللہ کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ بنی ہاشم میں سے ان کا ایک امیر مقرر کیا اور ان کے ساتھ بھیج دیا، اس دن سے لے کر آج تک ان میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہیں ہوا ہے۔

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۶، بحار الانوار جلد ۱۷ صفحہ ۳۹۷)

فرشتوں کی خواہش

(۳۷۔۲۰) محمد بن ابی الفوارس اپنی کتاب "اربعین" میں تحریر کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

مامن قومٍ یذکرون فضل محمّد وآل محمّد الّا ھبطت ملائکۃ من السمآء تحفّر ھم وتحدثھم۔

"جو لوگ بھی فضائل محمد و آل محمد بیان کرتے ہیں، آسمان سے فرشتے ان کے پاس آتے ہیں، انہیں باخبر کرتے ہیں اور ان کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں"

جس وقت وہ آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں تو دوسرے فرشتے ان سے کہتے ہیں: آپ سے بہت اچھی خوشبو آرہی ہے ہم نے آج تک اتنی اچھی اور پاکیزہ خوشبو نہیں سونگھی ہے؟

فرشتے انہیں جواب دیتے ہیں:

انا کنا عند قوم یذکرون فضل محمد و آل محمد فمسحنا من ریحهم۔

"ہم ایسے لوگوں کے درمیان تھے جو محمدؐ و آل محمدؐ کے فضائل بیان کرتے ہیں، ہم نے ان کی خوشبو سے اپنے آپ کو معطر کیا ہے"

وہ فرشتے التماس کریں گے: "ہمیں بھی ان کے پاس لے چلو"

وہ کہیں گے: "وہ وہاں سے متفرق ہو چکے ہیں"

وہ کہیں گے: "ہمیں اس جگہ لے چلو، جہاں پر وہ بیٹھے تھے تاکہ ہم اس جگہ سے تبرک حاصل کر سکیں" (اربعین ابی الفوارس صفحہ ۱۲۸، بحار جلد ۳۸ صفحہ ۱۹۹)

محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت اعمال تولنے کا ترازو

مذکورہ کتاب میں ذکر ہوا ہے کہ زید بن عوام اور ابی امامہ کہتے ہیں: رسولؐ خدا نے فرمایا:

حبی عمود میزان العالم، اذا کان یوم القیامة حبی بمیزان العالم، وحبّ علی کفتاہ وحب الحسنؑ و الحسینؑ خیوط وحبّ فاطمةؑ علاقته یوزن به محبة المحب والمبغض لی و الاهل بیتی۔

"میری محبت دنیا کے ترازو کے لیے ستون ہے، جب قیامت برپا ہوگی تو میری محبت اہل عالم کے لیے میزان ہوگی اور علیؑ کی محبت اس ترازو کے دو پلڑے ہوں گے، حسنؑ و حسینؑ کی محبت اس میزان کی رسیاں ہوں گی اور فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کی محبت وہ ڈنڈی ہوگی جو دونوں پلڑوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اس ترازو کے ذریعے میرے اور میرے اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کرنے والوں اور دشمنی رکھنے والوں کے اعمال تولے جائیں گے" اس کے بعد یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ، فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ، فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ۔ (سورہ القارعہ آیہ ۶ تا ۹)

''اس دن جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔[1]

ام اسلم جانشین پیغمبر کی تلاش میں

(۳۹۔۷۔۴۲) کتاب ''الثاقب فی المناقب'' میں لکھتے ہیں:

ایک دن ایک عورت ام مسلم یا ام اسلم رسول خدا کی زوجہ جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے گھر آتی ہے اور رسول خداؐ کے بارے میں پوچھتی ہے۔ ام سلمہ نے کہا: پیغمبر خدا کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں، بہت جلد تشریف لے آئیں گے۔ وہ عورت رسول خدا کے انتظار میں بیٹھ گئی، جب رسول خدا تشریف لے آئے تو وہ رسول خداؐ سے مخاطب ہوکر عرض کرتی ہے:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے رسول خداؐ! میں نے آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی جانشین ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اور ان کی رحلت کے بعد ان کا جانشین تھا، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام، پس آپ کا جانشین کون ہے؟''

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

---

[1] یہ حدیث اکثر کتب میں یوں نقل ہوئی ہے:

رسول خدا نے فرمایا: میں ترازو عقل ہوں، علیؑ اس کے دو پلڑے ہیں، حسن و حسین علیہم السلام اس کی تنابیں ہیں، فاطمہ علیہا السلام وہ ڈنڈی ہے جو دونوں پلڑوں کو متصل کرتی ہے اور دوسرے آئمہ اس ترازو کے لیے ستون ہیں اس کے ذریعے ہمارے حبداروں اور دشمنوں کے اعمال تولے جائے گے۔

یا ام اسلم ! وصیّی فی حیاتی وبعد مماتی واحدٌ۔

"اے ام اسلم ! میرا وصی میری حیات میں اور وفات کے بعد ایک ہی شخص ہے"

اس کے بعد اپنے دست مبارک میں کچھ سنگریزے لیے اور انہیں آٹے کی طرح نرم کیا، پھر اسے گوندھا اور اس پر اپنی مہر مبارک لگائی، اس کے بعد فرمایا:

یا ام اسلم ! من فعل بعدی مثل فعلی فھو وصیّی فی حیاتی و بعد مماتی۔

"اے ام اسلم ! جو میرے بعد وہی انجام دے گا جو میں دیتا ہوں، وہی میری حیات اور موت کے بعد میرا وصی ہوگا"

ام اسلم رسول اکرمؐ کے پاس سے نکلی، سید مولا امیر المومنین علیؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوکر کہتی ہے: "میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں کیا آپ رسول خداؐ کے وصی اور جانشین ہو؟"

آپ نے فرمایا: "ہاں ! اے ام اسلم"

اس کے بعد آپ نے کچھ سنگریزے اٹھائے، انہیں آٹا بنایا، پھر اسے گوندھا، اور اس کے ذریعے اپنی مہر لگائی اور فرمایا: "اے ام اسلم ! جو بھی ایسا کرے گا وہ میرا جانشین ہے"۔

ام اسلم وہاں سے امام حسن مجتبیٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی درحالانکہ آپ تو جوان تھے، عرض کرتی ہے: "میرے آقا کیا آپ اپنے پدر بزرگوار کے وصی اور جانشین ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "ہاں ام اسلم"

اس کے بعد آپ نے کچھ سنگریزے ہاتھ میں لیے، ان کا آٹا بنایا، اسے گوندھا اور اپنی مہر مبارک لگائی۔ اس کے بعد وہ خاتون حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی درحالانکہ آپ کم سن تھے اور کہا: "میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا آپ اپنے برادر بزرگوار کے جانشین ہیں؟"

آپ نے فرمایا: "ہاں ام اسلم"

اس کے بعد آپؑ نے وہی کام انجام دیا جو آپ کے بھائی امام حسن علیہ السلام نے انجام دیا تھا۔

وہ نیک بخت عورت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب حضرت زین العابدین سید الساجدین علیہ السلام کربلا سے واپس آئے تو آنحضرت کی زیارت کے لیے گئی اور سوال کیا، کیا آپ اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہیں؟

آپ نے فرمایا: "ہاں!"

اس کے بعد آپ نے بھی وہی کام انجام دیا جسے دوسرے بزرگوں نے دیا تھا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۵۷۳، الوافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

رسول خداؐ کی موت وحیات خیر ہے

(۴۰۔۴۳) کتاب بصائر الدرجات میں تحریر کرتے ہیں کہ کئی ایک راویوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا ہے:

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم۔

"میری حیات اور موت آپ لوگوں کے لیے بہتر ہے"

اصحاب نے عرض کیا: اے رسول اللہ! آپ نے جو فرمایا کہ میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے یہ بات تو سمجھ میں آ گئی، لیکن آپ کی موت ہمارے لیے کیوں بہتر ہو سکتی ہے؟

رسول خداؐ نے فرمایا:

واما حیاتی فانّ اللّٰہ یقول: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ، وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ، و امّا وفاتی فتعرض علیّ عِما لکم فاستغفر لکم۔ (سورہ انفال آیہ ۳۳)

"میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"

"اے پیغمبر! جب تک آپ ان لوگوں کے درمیان موجود ہیں اللہ انہیں عذاب سے دوچار نہیں کرے گا، اسی طرح جب تک یہ توبہ استغفار کرتے رہیں گے، خدا انہیں عذاب نہیں دے گا اور میری وفات تمہارے لیے خیر ہے، کیونکہ تمہارے اعمال میرے سامنے لائے جائیں گے تو میں تمہارے لیے طلب مغفرت کروں گا"

عالم بزرگوار سید نعمت اللہ جزائری نے اس حدیث شریف کو کتاب "انوار النعمانیہ" میں نقل کیا ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں:

"میری وفات تمہارے لیے خیر ہے، یعنی آپ لوگوں کے تمام اعمال جمعرات اور جمعہ کو میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، میں تمہارے لیے طلب مغفرت کرتا ہوں اور خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ خدا آپ کو معاف فرمادے"

پیغمبر خداؐ کو غمگین نہ کریں

مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں: راوی کہتا ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

مالکم تسؤ و رسول اللّٰہ

"آپ لوگ پیغمبر خداؐ کو کیوں غمگین کرتے ہو؟"

ایک شخص نے عرض کیا:

"ہم کس طرح رسول خداؐ کو غمزدہ کرتے ہیں؟"

آپ نے فرمایا:

اما تعلمون انّ اعمالکم تعرض علیہ ؟ فاذا اراى فیھا معصیۃ ساءہٗ ذلک فلاتسؤو ارسول اللّٰہ۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہارے اعمال رسول خداؐ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں؟ اگر ان میں کوئی گناہ دیکھیں تو اندوہناک ہوتے ہیں، پس رسول اللہ کو غمگین مت کریں بلکہ آنحضرت کو خوشحال و مسرور کریں"۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۲۵ تا ۴۲۶، الکافی جلد ۱ صفحہ ۲۱۹)

حضرت آدمؑ کی تخلیق کا مقصد محمدؐ و علیؑ کی خلقت ہے

(۴۱ ـ ۲۴۲) قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں: رسول خدا کا فرمان ہے:

"جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو خلق فرمایا، انہیں اپنے پاس رکھا، حضرت آدم علیہ السلام نے چھینک لی تو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ خدا کی حمد و ستائش کرے، پس حضرت آدمؑ نے چھینک مارنے کے بعد خدا کی حمد و ثنا کی"

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے آدمؑ! تو نے میری حمد و ثناء کی ہے، مجھے میری عزت و جلال کی قسم، اگر میرے وہ دو بندے نہ ہوتے جنہیں میں آخری زمانہ میں پیدا کرنا چاہتا ہوں تو تمہیں کبھی خلق نہ کرتا"

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا:

"پروردگار! میں تمہیں ان کے مقام و منزلت کی قسم دیتا ہوں، ان کے نام کیا ہیں؟"

خداوند متعال نے فرمایا:

"اے آدم! عرش کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھو"

حضرت آدمؑ نے آسمان کی طرف دیکھا تو نور کی دو سطریں نظر آئیں۔ پہلے سطر میں لکھا ہوا تھا:

لاالہ الّا اللّٰہ، محمّد نبی الرحمة و علیّ مفتاح الجنة۔

"خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ پیغمبر رحمت ہیں اور علیؑ جنت کی کنجی ہیں"

دوسری سطر میں تحریر تھا:

آلیت علے نفسی ان ارحم من والاھما واعذب عاداھما۔

"میں نے قسم کھائی ہے کہ جو ان دونوں سے محبت کرے گا، اس پر رحم کروں گا اور جو بھی ان کے ساتھ دشمنی کرے گا اسے عذاب دوں گا"

حضرت حواؑ کا مہر یہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود ہے

(۴۲ے۔۲۵) محدث جزائری علیہ الرحمہ کتاب انوار النعمانیہ میں ایک روایت نقل کرتے ہیں:

جس وقت حضرت آدمؑ علیہ السلام نے حضرت حواؑ کو دیکھا تو کہا: "اے پروردگار! اسے میری زوجہ بنا دے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے آدمؑ اس کا حق مہر لاؤ"

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: "خدایا مجھے معلوم نہیں ہے کہ حق مہر کیا ہوتا ہے؟"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آدم صلی علی محمد و آل محمد عشر مرآت

"اے آدمؑ! دس مرتبہ محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجو"

حضرت آدم علیہ السلام نے یہ عمل بجا لایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت حواؑ کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔

جب حضرت حواؑ کا مہر یہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود ہے تو پھر حور العین کا مہر یہ ایسا کیوں کر نہیں ہو سکتا؟ (انوار النعمانیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

فرشتوں کی ڈیوٹی

(۴۳ے۔۲۶) سید بزرگوار کتاب انوار النعمانیہ میں ایک اور روایت نقل کرتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے فرشتے پیدا کیے ہیں، جو زمین پر گردش کرتے ہیں ان کا ہدف صرف یہی ہے کہ وہ ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو محمد وآل محمد علیہم السلام پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ وہ فرشتے رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: یا رسول اللہ! فلاں شخص نے آپ پر درود وسلام بھیجا ہے۔ رسول فرماتے ہیں اس پر درود وسلام ہو۔

اسی طرح وہ زائرین رسول خداؐ کی زیارتیں بھی آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، اس طرح جو آئمہ علیہم السلام پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے ہیں وہ آئمہ علیہم السلام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ (الانوار النعمانیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

تخلیق پیغمبر کیسے ہوئی؟

(۴۴۷-۲۷) جناب مسعودی قدس سرہ اپنی کتاب "اثبات الوصیہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک روایت نقل ہوئی ہے:

جس وقت اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ہمارے آقا ومولا حضرت محمد کو دنیا پر ظاہر کریں تو عرش کے نیچے سے ایک قطرہ زمین کے پھلوں میں سے ایک پھل پر ٹپکایا، ان کے باپ عبداللہ نے وہ پھل کھایا، جب حضرت عبداللہ، حضرت آمنہ کے نزدیک گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس قطرہ کو اس مقام پر رکھا جو اس کے لیے خلق فرمایا تھا۔ چالیس دن گزرنے کے بعد شکم مادر سے ان کی آواز سنائی دی جب انہیں چار ماہ کا عرصہ گزر گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بائیں بازو پر یہ آیہ کریمہ تحریر فرمائی:

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (سورہ انعام آیہ ۱۱۵)

"اور آپ کے پروردگار کا کلمہ صداقت وعدالت کے اعتبار سے بالکل مکمل ہے، اس کا کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے وہ سننے والا اور جاننے والا ہے"

جب وہ دنیا پر ظاہر ہوئے تو ہر شہر میں ان کے نور کا ستون بلند ہوا، جس کے

ذریعہ سے وہ بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۰۹)

پیغمبر اسلام تمام علوم کے مالک

(۴۵ـ۲۸) مذکورہ کتاب میں ایک اور روایت نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اور قیامت تک کا تمام علم اپنے پیغمبر کو تعلیم فرمایا۔ اس کے بعد دین واحکام کا کام ان کے سپرد کر دیا اور فرمایا:

وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (سورہ حشر آیہ ۷)

"اور جو کچھ بھی رسول تمہیں دے اُسے لے لو اور جس سے تمہیں منع کرے باز آ جاؤ"

اس طرح ایک اور جگہ پر آنحضرت کے بارے میں ارشاد ہے،

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ (سورہ نجم آیہ ۳،۴)

"اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا اس کا کام وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے"

ایک اور مقام پر پیغمبر اکرمؐ کے بارے میں ارشاد ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورہ نساء آیہ ۸۰)

"جو رسول خداؐ کی اطاعت کرتا ہے اس نے درواقع اللہ کی اطاعت کی ہے"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی یوں تعریف وتوصیف فرمائی کہ کسی اور نبی کی نہیں فرمائی۔ آنحضرت کے بارے میں ارشاد ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ (سورہ قلم آیہ ۴)

"اور بے شک آپ (اے پیغمبر) عظیم اخلاق کے مالک ہیں"

علیؑ کو پیغمبر کی وصیت

(۴۶ـ۲۹) اس کتاب میں ایک روایت نقل ہوئی ہے: جن موضوعات کے

بارے میں رسول اللہؐ نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی ان میں سے ایک جملہ یہ ہے۔

اذا انامت فغسّلنی وکفّنی وحنّطنی ثمّ اجلسنی فسل عمّا بدالك واکتب۔

"جب میں رحلت کر جاؤں تو مجھے غسل دینا، کفن کرنا اور حنوط لگانا، اس کے بعد مجھے بٹھانا، اس دوران تمہارے لیے جو کچھ آشکار ہوگا وہ پوچھنا اور اسے لکھنا۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۲۲)

پانچ مخصوص نعمتیں جو پیغمبرؐ کو عطا ہوئیں

(۴۷۔۳۰) مذکور کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

أُعطیت ما اعطی النبیّون والمرسلون جمیعاً، واعطیت خمسةً لم یعطها احد: نصرت بالرعب وجعل لی ظهر الارض مساجدا وطهورًا، واعطیت جوامع الکلم وفضلت با الغنیمة واعطیت الشفاعة فی امتی۔

"جو کچھ تمام انبیاء اور رسولوں کو عطا کیا گیا، وہ مجھے بھی عطا کیا گیا، لیکن پانچ نعمتیں ایسی ہیں جو صرف مجھے عطا ہوئی ہیں کسی اور کو نہیں دی گئیں۔"

(۱) میں اس رعب کی وجہ سے کامیاب ہوا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرا لوگوں کے دلوں میں ڈالا دیا ہے۔

(۲) زمین کا ظاہر میری وجہ سے سجدہ گاہ بنا اور اسے پاک و پاکیزہ قرار دیا گیا۔

(۳) جوامع الکلم یعنی تمام امتوں اور ادیان کو ایک جگہ پر اکٹھا کرنے کا اعزاز مجھے حاصل ہے۔

(۴) غنیمت کی وجہ سے مجھے فضیلت دی گئی ہے۔

(۵) امت کی شفاعت کرنے کا اعزاز مجھے دیا گیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو آیات معجزات تمام انبیاء کو عطا کیے وہ آنحضرت کو بھی عطا کیے گئے۔ ان کے علاوہ آنحضرت کو کچھ ایسے فضائل بھی عطا کیے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کیے گئے۔

جب پروردگار نے اپنے نبی پر یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ -

''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ''

اس آیہ شریفہ کے نازل ہونے کے بعد پاک پیغمبرؐ نے اولاد ہاشم کے چالیس بزرگوں اور روٴسا کو اکٹھا کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کے لیے گوسفند کی ایک ران کا سالن تیار کروائیں اور ایک صالح گندم کی روٹیاں پکوائیں۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو دو شخص رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا کھا کر چلے گئے، اس کے بعد دس دس افراد کی ٹولی آتی رہی اور کھانا کھا کر جاتی رہی، جبکہ کھانا پھر بھی ختم نہ ہوا، حلانکہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو ایک وقت میں ایک پورا گوسفند کھاتے اور ایک مشک پانی پی جاتے تھے۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۱۵)

رسول خداؐ کے پاس (۷۲) اسماء اعظم کا علم

(۴۸۔۷۔۳۱) ان مذکورہ کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے:

خدا کے اسماء اعظم ستر (۷۰) حروف ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے صرف ایک حرف آصف بن برخیا کو عطا کیا، جس کے بل بوتے پر انہوں نے تخت بلقیس والا واقعہ انجام دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو حروف عطا کیے، جن کی طاقت سے انہوں نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار حروف عطا کیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آٹھ حروف عطا فرمائے، حضرت نوح علیہ السلام کو پندرہ حروف دیے گئے اور حضرت محمدؐ کو بہتر (۷۲) حروف عطا کیے،

جبکہ ایک حرف خدا نے اپنی ذات کے ساتھ مخصوص رکھا ہے"

اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو جو کچھ عطا کیا یا نہیں کیا وہ پیغمبر خدا کو تعلیم دیا گیا۔ (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۴۰)

پیغمبر اکرمؐ کی عمر چار دن اور سواد بن قارب کا ایمان لانا

(۳۹ / ۷ ـ ۳۳۲) کتاب بحار الانوار میں واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

جب رسولؐ خدا کو دنیا پر تشریف لائے ہوئے چار دن گذر گئے تو سواد بن قارب عبد المطلب کے پاس آیا، اس وقت حضرت عبد المطلب دروازۂ بیت اللہ کے نزدیک تشریف فرماتے اور بنی ہاشم نے ان کے اردگرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ سواد بن قارب نزدیک آ کر کہتا ہے:

"اے ابا الحارث! میں نے سنا ہے کہ عبد اللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، ان کے بارے میں عجیب وغریب واقعات سننے میں آتے ہیں، میں کچھ وقت کے لیے ان کے چہرے کی زیارت کرنا چاہتا ہوں"

چونکہ سواد بن قارب اثر ورسوخ رکھنے والا شخص تھا جو راست گو بھی تھا لہٰذا اس کی بات کو اہمیت دی گئی۔ عبد اللہ کھڑے ہوئے اور سواد بن قارب کو اپنے ہمراہ لے کر بی بی آمنہ کے دروازے پر آئے۔ جس وقت گھر میں داخل ہوئے تو رسول خداؐ اپنے گہوارے میں محوخواب تھے۔ جب وہ گھر میں داخل ہونے لگے تو عبد المطلب نے کہا: "یا سواد! خاموش رہو، کہیں وہ بیدار نہ ہو جائیں" وہ بھی خاموش رہا۔ آہستہ آہستہ کمرے میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خداؐ گہوارے میں سو رہے ہیں۔ سواد نے آنحضرتؐ کے جسم مبارک پر نظر ڈالی تو اس نے ان میں پیغمبروں کی سی ہیبت وجلالت کا مشاہدہ کیا، جب ان کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا تو ان کے چہرے سے ایک نور بلند ہوا جو کمرے کی چھت کو پھاڑتا ہوا آسمان تک جا پہنچا حضرت عبد المطلب اور سواد نے نور کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنی آستینیں آنکھوں پر رکھ لیں۔

یہ وہ واقعہ تھا جب سواد نے اپنے آپ کو پیغمبر کے اوپر گرایا اور عبدالمطلب سے کہا:

''گواہ رہنا کہ اس بچے اور جو کچھ یہ خدا کی طرف سے لے کر آیا ہے
میں اس پر ایمان لاتا ہوں''

پھر اس نے پیغمبر اکرمؐ کے رخساروں کا بوسہ لیا، اس کے بعد دونوں حضرات اس کمرہ سے باہر نکل گئے۔ سواد اپنے گھر چلا گیا اور عبدالمطلب خوش حال ہو گئے۔

واقد کہتے ہیں۔ جب پیغمبر ایک ماہ کے ہو گئے، اگر انہیں کوئی دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ ان کی عمر ایک سال ہو گئی ہے۔ ان کے گہوارے سے خدا کی حمد و ثنا اور تسبیح و تحلیل کی صدائیں آتی تھیں۔ (الفضائل ابن شاذان ۲۳، بحار الانوار جلد ۵ صفحہ ۳۲۵)

حضرت ابو طالب پیغمبر اکرمؐ کے نگہدار

(۵۰۔۳۳) کتاب مناقب میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں: حضرت ابو طالب علیہ السلام نے اپنے بھائی سے کہا:

''اے عباس! میں آپ سے محمدؐ کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں کہ میں
کئی دنوں سے ان سے علیحدہ نہیں ہوا ہوں، ہمیشہ ان کے ساتھ رہا ہوں،
کیوں کہ مجھے کسی پر کوئی اعتبار نہیں تھا، یہاں تک کہ میں انہیں اپنے
کمرے میں سلاتا ہوں''

حضرت ابو طالبؑ دسترخوان پر پیغمبرؐ کے انتظار میں

صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ زمزم کے پاس جاتے اور اس سے پانی نوش فرماتے، بعض اوقات حضرت ابو طالب آپ کو کھانے پر دعوت دیتے تو آپ فرماتے:

"مجھے بھوک نہیں ہے"

جب حضرت ابو طالب علیہ السلام اپنے بچوں کے ساتھ ناشتہ یا شام کا کھانا کھانے بیٹھتے تو انہیں فرماتے: "تھوڑا انتظار کرو تا کہ میرا بیٹا تشریف لے آئے

پس جب رسول خداؐ تشریف لے آتے تو باہم بیٹھ کر کھانا تناول کرتے۔

حلیمہ سعدیہ کے گھر میں رسول خداؐ کے معجزات

(۶۴۲-۷۵۱) مرحوم علامہ حلی قدس سرہ کے برادر بزرگوار جناب شیخ رضی الدین کتاب "العدديہ" میں رقم طراز ہیں کہ حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں:

قبیلہ بنی سعد کا ایک درخت خشک ہو چکا تھا، جو عرصہ دراز سے کوئی پھل وغیرہ نہیں اٹھاتا تھا، ایک دن میں رسول خداؐ کو اپنی بغل میں لیے ہوئے اس درخت کے نیچے بیٹھ گئی، ابھی وہاں سے اٹھی نہیں تھی کہ وہ درخت سرسبز و شاداب ہو گیا اور اس نے پھل بھی اٹھا لیے۔

وہ کہتی ہیں کہ کوئی ایسا مقام نہیں ہے کہ جہاں پر میں اس مولود کو لے کر بیٹھی ہوں اور وہ مقام

برکت وجود کی وجہ سے منافع بخش نہ ہوا ہو۔

ایک دن آنحضرت کو اپنے ہمراہ لے کر طائفہ بنی سعد کی ایک خاتون بنام ام مسکین کے گھر گئی، وہ خاتون بدحال، کمزور اور ضعیف تھی۔ جب ہم اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اچانک اس میں طاقت آ گئی اور اس کی حالت بہت اچھی ہو گئی۔ وہ خاتون بلاناغہ میرے گھر آتی رہی اور آنحضرت کے سر کے بوسے لیتی تھی۔

حلیمہ سعدیہ مزید فرماتی ہیں کہ جس وقت آنحضرت میرے پاس تھے اس دوران میں جس چیز کی آرزو کرتی تھی، اگلے دن تک وہ پوری ہو جاتی تھی۔

ایک دن میری بکری کا بچہ بھیڑیا اٹھا کر لے گیا، جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوئی۔ میں اچانک متوجہ ہوئی کہ رسول خداؐ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا، میں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ بھیڑیا بکری کا بچہ اپنی پشت پر لادے ہوئے واپس لا رہا ہے جبکہ بچہ بالکل صحیح سالم ہے اسے خراش تک نہیں آئی۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں۔ میں جب بھی انہیں باہر دھوپ میں لے کر نکلتی تو فوراً بادل آپ کے سر پر سایہ کرنے کے لیے حاضر ہو جاتے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ میرے خیمے سے ہمیشہ زمین سے نور کا ایک ستون آسمان کے ساتھ متصل رہتا، عام لوگ سردی اور گرمی کی وجہ سے بہت پریشان ہوتے، لیکن جب تک آنحضرت میرے پاس تشریف فرما رہے، کبھی بھی گرمی یا سردی نے مجھے پریشان نہیں کیا۔

ایک دن میں نے ارادہ کیا کہ ان کا سر اقدس دھوؤں، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کا سر مبارک دھلا ہوا ہے، اور عطر سے معطر ہے۔

میں نے کبھی بھی ان کا لباس نہیں دھویا، میں نے جب بھی آنحضرت کا لباس دھونے کا ارادہ کیا، تو کیا دیکھتی کہ وہ لباس پہلے سے دھلا ہوا ہے ان کے لیے ہمیشہ نیا لباس آمادہ پایا۔

حلیمہ کہتی ہیں: میں جب بھی انہیں دودھ پلانے کے لیے اپنے پستان باہر نکالتی تھی تو ایک خوبصورت آواز میرے کانوں سے ٹکراتی، وہ جب بھی دودھ پیتے تھے تو کچھ پڑھا کرتے تھے۔ میں اس وجہ سے بہت حیران و پریشان تھی۔ جب آپ نے بولنا شروع کیا تو کھانا تناول کرتے وقت فرماتے "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ "بنام خدا پروردگار محمدؐ اور کھانا تناول کرنے کے بعد فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ "سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پروردگار محمدؐ ہے۔ (العدد القویہ صفحہ ۱۲۲، بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۲۱)

نبی اکرمؐ کا ایک شخص سے وعدہ

(۵۲-۷۳۵) کتاب بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن امام الانبیاء حضرت محمدؐ نے ایک شخص کے ساتھ ایک جگہ ملاقات کا وعدہ کیا اور فرمایا: "آپ کی واپسی تک میں یہاں پر آپ کے انتظار میں کھڑا ہوں"

آفتاب اپنے جوبن پر پہنچ گیا، گرمی کی حدت اذیت کر رہی تھی، آپ کو اصحاب نے کہا:

"یارسول اللہ! اگر آپ دھوپ سے سائے میں تشریف لائیں تو اس اذیت ناک گرمی سے محفوظ ہو جائیں گے"

آپ نے فرمایا:

وعدته الی هاهنا، وان لم یجی کان منه المحشر۔

"میں نے اس کے ساتھ اسی جگہ کا وعدہ کیا ہے، جب تک وہ نہیں آئے گا، میں اسی جگہ کھڑا رہوں گا" (بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۲۳۹، علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۷۸)

حضرت عائشہؓ رسول خدا کے بیت الخلاء میں

(۵۳-۷۳۶) حضرت عائشہ کہتی ہیں ایک دن میں نے رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا:

"اے رسول خداؐ! جس وقت آپ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے

ہیں، آپ کے فوراً بعد وہاں گئی ہوں لیکن میں نے وہاں پر مشک کی خوشبو کے علاوہ کوئی چیز نہیں دیکھی" آنحضرت نے فرمایا:

یا عائشة ! إنّا معشر الانبیآء یبت اجسادنا علی ارواح اهل الجنة فما خرج منّا من شئ إلّا ابتلعته الارض۔

"اے عائشہ! بے شک ہم انبیاء کے پیکر، بہشتی ارواح کی مانند خلق کیے گئے ہیں، ہم سے جو چیز بھی نکلتی ہے زمین اسے جذب کر لیتی ہے"

(بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۶۲۹، المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

رسول خدا نے کبھی گندم کی روٹی نہیں کھائی

(۵۴۔۳۷) کتاب "روضۃ الواعظین" میں لکھتے ہیں کہ عیص بن قاسم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ کے بزرگوں سے روایت نقل ہوئی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

لا ما أکل رسول اللهؐ خبز بر قط ولا شبع من خبز شعیه قط۔

"رسول خداؐ نے کبھی بھی گندم کی روٹی نہیں کھائی، اور نہ ہی جو کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر کھائی ہے" (روضۃ الواعظین صفحہ ۴۵۶، بحار الانوار جلد ۷۰ صفحہ ۷۱، امالی صدوق صفحہ ۳۹۸)

محمد مصطفیؐ کا پتھر کو حکم

(۵۵۔۳۸) کتاب "المناقب" میں حدیث نوح کے ضمن میں مذکور ہے:

حضرت نوح علیہ السلام کے اشارے سے کشتی نوح پانی کے سینے پر تیرنے لگی، کشتی ہر مومن وکافر کو اٹھا کر پانی پر تیرتی ہے۔ لیکن حضرت خاتم الانبیاء کے حکم سے پتھر نے پانی کی سطح پر تیرنا شروع کر دیا۔

عکرمہ بن ابوجہل کہتا ہے:

"اے محمدؐ! اگر تم سچے پیغمبر ہو تو حکم دو کہ ان پتھروں میں ایک پتھر اپنی جگہ

سے چلے اور پانی میں آ کر ہمارے لیے راستہ بنا دے، تاکہ ہم یہاں سے عبور کر سکیں"

آنحضرت نے پتھر کو حکم دیا۔ حکم سنتے ہی پتھر اپنی جگہ سے چلا اور سطح آب پر جا کر آنحضرت کے روبرو رُکا، اس کے بعد آپ نے اسے اپنی جگہ پر واپس جانے کا حکم دیا، حکم پاتے ہی پتھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ (المناقب جلد ا صفحہ ۲۱۴، بحار الانوار صفحہ ۴۰۳)

اعضاء پیغمبرؐ کے معجزات

(۷۵۶۔۳۹) جناب راوندی کتاب "الخرائج" میں نقل کرتے ہیں:

پیغمبر خداؐ کے اعضاء شریفہ میں ہر عضو کا کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور تھا۔ سر اقدس کا معجزہ یہ تھا کہ بادل ہمیشہ ان کے سر پر سایہ فگن رہتا تھا۔ ان کی مبارک آنکھوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ اپنی پشت مبارک سے اسی طرح دیکھ سکتے تھے کہ جیسے سامنے سے دیکھتے۔

کانوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ نیند میں بھی ویسے ہی سنتے تھے جیسے بیداری کی حالت میں سنتے تھے۔

آپ کی زبان مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ نے سوسمار سے فرمایا:

"میں کون ہوں؟" تو اس نے کہا: "آپ رسول خدا ہیں"

آپ کے مبارک و مقدس ہاتھوں کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ٹپکتا تھا۔ آپ کے پاؤں کا معجزہ یہ تھا کہ جابر کا ایک کنواں تھا، جس کا پانی کڑوا تھا، اس نے آنحضرت سے اس بارے میں گلہ شکوہ کیا، آنحضرت نے پاؤں ایک طشت میں دھوئے اور اسے حکم دیا کہ یہ دھون کنویں میں گرا دے جب دھون کا پانی کنویں میں ڈالا گیا تو اس کا پانی شیریں ہو گیا۔ آپ ختنہ شدہ دنیا پر تشریف لائے تھے۔

آپ کے بدن مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کے بدن کا سایہ کبھی بھی زمین پر نہیں پڑا، کیونکہ آنحضرت نور تھے اور نور کا کبھی سایہ نہیں ہوا کرتا۔

آپ کی پست مبارک کا معجزہ یہ تھا کہ آپ کی پست مبارک پر مہر نبوت کندہ تھی۔

آپ کے شانوں پر یہ تحریر تھا " لا اله الا الله محمد رسول الله "

(الخرائج صفحہ جلد ۲ صفحہ ۷۰۵، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۹، قصص الانبیاء صفحہ ۳۶۴)

کعبہ میں بتوں کی سرنگونی

(۷۵۷۔۴۰) کتاب "عیاشی" میں سعید بن جبیر سے روایت ہے:

آپ کہتے ہیں کہ کعبہ شریف میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے۔ عرب کے جتنے بھی قبائل تھے ہر ایک قبیلہ نے اپنے اپنے ایک یا دو بت رکھے ہوئے تھے۔ جب آیہ شریفہ:

شهد الله انه لا اِله اِلّا هُوَ العزيز الحكيم۔ (سورۂ آل عمران آیہ ۱۸)

"اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں"

نازل ہوئی، تو کعبہ میں جتنے بھی بت موجود تھے سجدہ ریز ہو گئے۔

(تفسیر عیاشی جلد ۱ صفحہ ۱۶۶، بحار جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۶، تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

محمد عربی کا درختوں کو حکم

(۷۵۸۔۴۱) کتاب "الخرائج" میں لکھتے ہیں کہ عمار یاسر کہتے ہیں:

میں رسول اللہؐ کے کئی ایک سفروں میں ان کے ہمراہ تھا، ایک دن ہم ایسے صحرا میں تھے، جہاں پر درخت بہت ہی کم تھے، رسول خدا نے دو چھوٹے چھوٹے پودوں کی طرف نگاہ فرمائی اور عمار یاسرؓ سے فرمایا:

يا عمار اصرالى شجر تين فقل لهمايامر كما رسول الله! ان تلتقيا حى يقصد تحدكما۔

"اے عمارؓ! ان دو درختوں کے قریب جائیں اور کہیں رسول خدا تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ، تا کہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ سکوں"

عمارؓ کہتے ہیں۔ میں نے وہاں پہنچ کر درختوں کو رسولؐ خدا کا پیغام پہنچایا۔ پیغام

سنتے ہی وہ دونوں درخت ایک دوسرے کے ساتھ یوں ملے کہ ایسے لگتا تھا جیسے ایک درخت ہوں، رسول خداؐ ان کے نیچے تشریف لے گئے اور ان کی آڑ میں قضاء وحاجب فرمائی، جب واپس ہونے لگے تو حکم دیا کہ تم اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ یہ حکم سنتے ہی وہ واپس پلٹ گئے۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۱۵۵ بحار الانوار جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۴)

رسولؐ اسلام اور رکانہ کے درمیان کشتی

(۷۵۹۔۴۲) بزرگ عالم قطب راوندی "قصص الانبیاء" میں تحریر کرتے ہیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن ایک عربی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہتا ہے ہم کس دلیل پر قبول کریں کہ آپ رسول خداؐ ہیں؟

آنحضرت نے فرمایا:

أرایت ان دعوت هذا العذق من هذا النخلة فاتانی أتشهد أنی رسول الله ﷺ۔

"اگر تم یہ دیکھو کہ میں کھجور کی بعض شاخوں کو حکم دوں اور وہ میرے پاس چل کر آجائیں تو تم اس وقت گواہی دو گے کہ میں پیغمبر خدا ہوں؟"

اس عربی نے کہا: "ہاں"

رسول خدا نے کھجور کی کچھ شاخوں کو حکم دیا، وہ شاخیں اپنے درخت سے جدا ہو کر زمین پر گریں اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ واپس اپنی جگہ پر پلٹ جاؤ۔ حکم سنتے ہی وہ واپس اپنی جگہ پر پلٹ گئیں۔ جب اس عرب نے یہ معجزہ دیکھا تو وہ کہتا ہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں"

اس طرح سے وہ آنحضرت پر ایمان لے آیا۔ وہ شخص رسول خداؐ کی خدمت سے رخصت ہوا اور اپنے خاندان والوں کے پاس گیا اور جا کر کہتا ہے:

''اے بنی عامر بن صعصہ! خدا کی قسم! میں کبھی کسی چیز میں انہیں نہیں جھٹلاؤں گا''

بنی ہاشم میں ایک شخص بنام رکانہ تھا، وہ کافر اور جسور ترشخص تھا، اس کے پاس بھیڑ بکریوں کا گلہ تھا، جسے ''صحرائے اضم'' میں چراتا تھا۔ایک دن رسول خدا کا اس صحرا سے گذر ہوا،تو رکانہ کی آنحضرت سے ملاقات ہوئی، وہ کہتا ہے:

''اگر ہمارے درمیان خونی رشتہ نہ ہوتا تو بات چیت کرنے سے پہلے تمہیں قتل کر دیتا، کیا تم ہمارے خداؤں کو سب وشتم کرتے ہو؟ اب اپنے خدا کو پکارو، تا کہ وہ میرے ہاتھ سے تجھے نجات دلائے''

پھر کہتا ہے:''میرے ساتھ کشتی کرو، اگر تم میرے اوپر غالب آ گئے تو میری بھیڑوں میں دس بھیڑیں تمہاری ہو جائیں گی''

رسول خداؐ نے اسے گریبان سے پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اس کے سینے پر سوار ہو گئے۔

رکانہ کہتا ہے: یہ تمہارا کام نہیں ہے، یہ تمہارا خدا ہے جس نے مجھے زمین پر پٹخا ہے۔ پھر رکانہ کہتا ہے دوبارہ کشتی لڑتے ہیں، اگر تم نے مجھے چت گرا دیا تو میری بھیڑوں سے دس بھیڑیں اور تمہاری ہو جائیں گی۔

رسول خداؐ نے اس کے ساتھ دوبارہ کشتی لڑی اور اسے زمین پر دے مارا۔

وہ پھر کہتا ہے: یہ تمہارے خدا کا کام ہے کہ وہ مجھے زمین پر گرا سکے وہ کہتا ہے کہ اب تیسری دفعہ کشتی لڑتے ہیں، اگر تم غالب آ گئے تو دس بھیڑیں اور تمہاری ملکیت ہو جائیں گی۔رسول خداؐ نے تیسری مرتبہ بھی اسے زمین پر پٹخا۔

رکانہ کہتا ہے: لات و عزیٰ نے میری طرف سے رخ پھیر لیا ہے۔میرے گلے میں سے تیس (۳۰) بھیڑیں چن کر نکال لو۔

آنحضرت نے فرمایا:

"اے رکانہ! میں تجھ سے گوسفند نہیں لیتا ہوں، بلکہ تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ وائے ہو رکانہ پر کہ وہ جہنم کی جانب بڑھ رہا ہے؟ اگر تم آج اسلام قبول کر لیتے تو آتش جہنم سے محفوظ ہو جاتے"

رکانہ نے کہا: "میں ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا، مگر یہ کہ کوئی نشانی یا معجزہ دکھاؤ"

رسول خدا نے فرمایا: "کیا تم خدا کو اپنا گواہ بناتے ہو؟ اگر میں ابھی اپنے خدا کو پکاروں اور تمہارے لیے معجزہ انجام دوں تو کیا پھر میری دعوت کا مثبت جواب دو گے؟" اس نے کہا: "ہاں"

ان کے نزدیک ایک پھل دار درخت تھا، آنحضرت نے اس کی طرف اپنا رخ انور کیا اور فرمایا: "خدا کے حکم سے میرے نزدیک آ جا"

وہ درخت درمیان سے دو حصے ہوا، اوپر والا حصہ اپنی شاخوں سمیت آنحضرت کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔

رکانہ نے کہا: آپ نے مجھے بہت عظیم معجزہ دکھایا ہے، اب اسے حکم دیں کہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔

رسول خداؐ نے اس سے فرمایا: "کیا خدا کو گواہ بناتے ہو کہ اگر میں چاہوں کہ پلٹ جا اور وہ پلٹ جائے تو وہ چیز جس کی میں نے تمہیں دعوت دی ہے اس کا جواب مثبت دو گے؟"

اس نے کہا: "ہاں"

آنحضرت نے درخت کو حکم دیا، وہ درخت واپس لوٹا اور اپنے باقی آدھے حصے کے ساتھ جا کر متصل ہو گیا۔

پیغمبر اسلام نے اسے فرمایا: "کیا اسلام لے آئے ہو؟"

رکانہ نے کہا: "مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ مدینہ کی عورتیں مجھے طعنے دیں کہ میں نے آپ کے ڈر کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا ہے اور آپ پر ایمان لے آیا ہوں لیکن

آپ اپنے تئیں گوسفند انتخاب کریں اور ساتھ لے جائیں"

رسول خدا نے فرمایا: "جب تم اسلام قبول کرنے سے منکر ہو گئے ہو تو پھر مجھے تمہارے گوسفندوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

(قصص الانبیاء صفحہ ۲۹۸، بحار جلد ۶ صفحہ ۳۶۸)

عالم بزرگوار ابن شہر آشوب نے بھی ایسی ہی روایت اپنی کتاب المناقب میں کچھ اضافے کے ساتھ نقل فرمائی ہے روایت میں ہے:

"رسول خداؐ نے درخت کی بعض ٹہنیوں کو اپنی طرف آنے کا حکم دیا، وہ ٹہنیاں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے سجدہ بجا لانے کے بعد آپ سے گفتگو کی" (المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)

خاتم الانبیاءؐ کے لعاب دہن کا اثر

(۶۰ ۔ ۴۴) کتاب کافی میں مہدی سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کان رسول اللہ ﷺ یمص النوی بفیہ و لغیر سہ فیطلع من ساعتہ

"رسول خدا نے اپنے آب دہن میں ایک دانے کو ملایا پھر اسے بویا، وہ اسی وقت سرسبز ہو گیا"

دعثور بن حارث کا تلوار سے رسول خداؐ پر حملہ

(۶۱ ۔ ۴۴) جناب واقدی آیہ شریفہ "انھم قوم "سورۂ مائدہ آیہ ۱۱" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

رسول خداؐ قبیلہ بنی ذبیان اور محارب کے ساتھ جنگ لڑنے کی غرض سے سرزمین "ذی امر" کی طرف گئے، ان لوگوں نے پہاڑوں پر پناہ لے رکھی تھی۔ رسول خداؐ نے ان لوگوں سے اتنی دور پڑاؤ ڈالا جہاں سے انہیں دیکھ سکتے ہوں۔

آنحضرت قضائے حاجت کے لیے وہاں سے ایک طرف تشریف لے گئے، اچانک بارش برسنا شروع ہوگئی، آنحضرت کا لباس گیلا ہو گیا۔آپ نے اپنا لباس اتار کر خشک ہونے کے لیے درخت پر ڈال دیا اور خود درخت کے نیچے استراحت کے لیے لیٹ گئے، سارے عرب یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ان کا بزرگ "دعثور بن حارث" آگے بڑھا، ننگی تلوار لے کر آنحضرت کے سر پر جا کر چنگاڑا اور کہا:

"اے محمدؐ! آج کون ہے جو تجھے بچائے گا؟"

آپ نے فرمایا: "میرا خدا"

اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے دعثور کے سینہ پر مکہ مارا، تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری۔رسول خداؐ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا:

من یمنعک منّی الیوم۔

"کون ہے جو تجھے آج مجھ سے بچائے گا؟"

اس نے کہا: کوئی بھی نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں اس کے بعد مذکورہ آیہ شریفہ نازل ہوئی:

(مجمع البیان جلد ۳ صفحہ ۱۶۹، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۴۷، المناقب جلد ۱ صفحہ ۷۰)

ابوجہل کی ہتھیلی سے پتھر کا چپٹنا

(۶۲۷۔۴۵) کتاب مناقب اور خرائج میں روایت نقل کی گئی ہے۔

ابوجہل اس تاڑ میں تھا کہ رسول خداؐ کو غافل پا کر ان پر حملہ کردے۔ایک دن اس نے دیکھا کہ رسولؐ خداؐ سجدہ میں ہیں، اس نے ارادہ کیا کہ پتھر سے رسول خدا پر حملہ کرے لیکن اللہ تعالی نے وہ پتھر اس کی ہتھیلی کے ساتھ چپٹا دیا۔

جب ابوجہل نے دیکھا کہ حضرت محمدؐ کے ساتھ توسل کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں تو اس نے آنحضرت سے دعا کی التماس کی۔رسول خداؐ نے دعا کی تو وہ پتھر اس کے ہاتھوں

سے جدا ہوا، اس نے وہ پتھر دور پھینک دیا۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۳، المناقب جلد ۱ صفحہ ۷۸)

جنوں کا رسول خداؐ پر ایمان لانا

(۲۳ـ۷۔۳۶) کتاب امالی شیخ صدوق میں مذکور ہے کہ سہیل بن عزوان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"جنوں میں سے ایک عورت رسول خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوئی اور آنحضرت کی گفتگو سنی، اس نے واپس جا کر وہ گفتگو اپنے قریبی جنوں کے سامنے نقل کی، اس طرح جنات اس جن عورت کے ہاتھوں رسول خدا پر ایمان لے آئے"

کچھ عرصہ تک رسول خداؐ نے اسے نہ دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا، جبرئیل نے جواب دیا:

"وہ اپنی اس بہن کی زیارت کے لیے گئی ہوئی ہے، جس کے ساتھ وہ خدا کے لیے محبت کرتی ہے"

اس وقت رسول خداؐ نے فرمایا:

طوبیٰ للمتحابین فی اللہ، ان اللہ تبارک و تعالیٰ خلق فی الجنۃ عموداً من یاقوتۃ حمراء علیہ سبعون الف قصر، فی کل قصر سبعون الف غرفۃ، خلقھا اللہ عزّوجلّ للمتحابین والمتزاورین فی اللہ۔

"بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بہشت میں ایک سرخ یاقوت کا ستون خلق کیا ہے، جس پر ستر ہزار محلات ہیں، ہر محل میں ستر ہزار کمرے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ محلات اور کمرے ان لوگوں کے لیے بنائے ہیں، جو

ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اور خدا کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کے لیے جاتے ہیں"

کچھ عرصہ گذرنے کے بعد وہ عفراء نامی جنی آئی، رسول خدا نے پوچھا:

اے عفراء! اتنے دن کہاں غائب تھی؟"

اس نے کہا: "میں اپنی خواہر کی زیارت کے لیے گئی ہوئی تھی"

آپ نے فرمایا: "بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں اور زیارت کے لیے جاتے ہیں"

پھر فرمایا: "اے عفراء! تم نے کیا دیکھا ہے؟"

اس نے کہا: "میں نے بہت سی حیران کن اشیاء دیکھی ہیں"

آپ نے فرمایا: "سب سے حیران کن کون سی چیز تھی؟"

اس نے عرض کیا: "میں نے شیطان کو سبز دریا میں سفید پتھر پر بیٹھا ہوا دیکھا، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کہ کہہ رہا تھا"

الهی اذا بررت قسمکَ وارخلتنی نار جهنم فاسلك بحق محمد وعلی وفاطمه والحسن و الحسین علیهم السلام وخلصتنی منها وحشرتنی معهم۔

" اے میرے معبود! جب اپنی قسم کی وفا کرتے ہوئے مجھے جہنم میں ڈالوگے، تو میں تجھے محمدؐ، علیؑ ، فاطمہؑ، حسن اور حسین علیہم السلام کے حق کی قسم دوں گا کہ مجھے اس سے نجات دے اور ان کے ساتھ محشور فرما"

میں نے کہا: "اے حارث! جن اسماء کا واسطہ دے کر دعا کر رہے ہو یہ کون ہستیاں ہیں؟"

اس نے کہا: "میں نے یہ اسماء حضرت آدمؑ کی خلقت سے سات ہزار قبل عرش

پر لکھے ہوئے دیکھے ہیں ۔ میں یہ سمجھا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ اور پسندیدہ ترین مخلوق ہیں، لہٰذا میں ان کی قسم دے کر التماس کرتا ہوں"

رسول خدا نے فرمایا:

واللہ لو اقسم اهل الارض بهذا الاسماء الاجابهم ۔

"خدا کی قسم! زمین پر بسنے والے تمام لوگ اگر ان اسماء کی خدا کو قسم دیں، تو خدا انہیں ضرور جواب دے گا"

(الخصال، جلد ۲ صفحہ ۶۳۸، بحار الانوار جلد ۶۸ صفحہ ۸۳، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۴۶۵)

سانپ کی رسول خداؐ سے گفتگو

(۶۴۔۷۴) کتاب المناقب میں تحریر کرتے ہیں: رسول خداؐ اپنے لشکر کے ساتھ جب جنگ حنین کے لیے روانہ ہوئے۔ اچانک لشکر کے محافظ دستے واپس لوٹ آئے اور پرچم دار آگے بڑھنے سے رک گئے۔

رسول خداؐ نے فرمایا: "اے لوگو! کیا ہوا کیوں رک گئے ہو؟"

انہوں نے کہا: "راستے میں ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا ہے جو پہاڑ کی طرح ہے، اس نے سارا راستہ روکا ہوا ہے، وہاں سے عبور کرنا ممکن نہیں ہے"

رسول خداؐ آگے تشریف لائے، اس سانپ کے سر پر جا کر کھڑے ہوئے،

سانپ نے اپنا سر اوپر اٹھایا، اور بولا:

"اے رسول خداؐ! آپ پر سلام ہو"

اس نے کہا: "میں "ہیثم بن طاح بن ابلیس" ہوں۔ میں آپ پر ایمان لایا ہوں، اور اپنے قبیلہ کے دس ہزار افراد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، تاکہ اس جنگ میں آپ کی مدد کر سکوں"

رسول خدا نے فرمایا:

انعزل عناً وسر باھلك عن ایماننا۔

"ہم سے کچھ فاصلے پر رہو اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دائیں طرف ساتھ ساتھ چلتے رہو"

اس نے حکم کی اطاعت کی اس طرح راستہ کھل گیا اور مسلمانوں نے اپنا سفر شروع کیا۔

مولیٰ علیؑ رسول خدا کی خدمت میں

(۶۵۷-۴۸) کتاب قصص الانبیاء میں لکھتے ہیں: ابو ہریرہ کہتا ہے:

ایک دن رسول خدا تشریف فرما تھے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک گروہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں شرف یاب ہوئے، جب آنحضرت نے انہیں دیکھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا:

"آپ مجھ سے کچھ پوچھنے آئے ہو، جو کچھ آپ پوچھنا چاہتے ہو اگر چاہو تو میں بیان کرتا ہوں اور اگر خود بیان کرنا چاہتے ہو تو پوچھیں"

انہوں نے فرمایا: ہاں یا رسول اللہ! آپ خود بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا:

جئتم تسالونی عن الصنائع لمن تحق، فلا ینبغی ان یصنع الّالذی حسب اودین و جئتم تسألونی عن جهادا المرأة فانّ جهاد المرأة حسن التبعل لزوجها، وجئتم تسألونی عن الارزاق من این؟ ابی عبدالله ان یرزق عبده إلّا من حیث لایعلم، فان العبد اذالم یعلم وجه رزقه كثر دعاوه۔

آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ عطایا کرامت کس کے لیے سزاوار ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عطیہ اور کرامت صاحب حسب اور صاحب دین کے لیے سزاوار ہیں۔ آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ عورت کا جہاد کیا ہے؟ اس کا

جواب یہ ہے کہ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور
اس کی خدمت کرنا ہے۔ آپ یہ پوچھنے آئے ہو کہ رزق کہاں سے ملتا
ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ
بندے کو روزی کہاں سے ملتی ہے، کیونکہ جب اسے معلوم نہیں ہوگا کہ
روزی کہاں سے مل رہی ہے تو وہ دعا زیادہ کرے گا"

(قصص الانبیاء صفحہ ۲۹۳، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۶)

دو صحابی رسول اللہ کے حضور

(۴۹۔۷۶) کتاب شریف "کافی" میں محمد بن قیس سے روایت ہے: وہ کہتے ہیں میں نے مکہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک گروہ سے گفتگو کرتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا:

ایک دن رسول خداؐ نے نماز صبح بجالائی۔ نماز کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں تشریف فرما رہے، اصحاب آپ کے ارد گرد دائرے کی صورت میں بیٹھ گئے، آہستہ آہستہ ایک ایک کر کے اٹھنا شروع ہو گئے، آخر میں دو صحابی ایک انصاری اور دوسرا ثقفی باقی رہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا:

"مجھے معلوم ہے کہ تم لوگوں کی کوئی حاجت ہے، تم یہ چاہتے ہو کہ وہ
حاجت میں خود بیان کروں اگر میں بیان نہ کروں تو پھر خود بیان کرو گے"

انہوں نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! ہمارے سوال کرنے سے قبل آپ خود بتائیں، کیونکہ یہ اس کے لیے جو بصیرت نہیں رکھتا روشن تر ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور صاحب ایمان کے لیے مستحکم تر ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا:

"اے برادر ثقفی! تم نماز اور وضوء کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو کہ

اس کام کا ثواب کس قدر ہے؟"

اما وضوئكَ فانّك اذا وضعت يدك فى انائك ثمّ قلت بسم الله تناثرت منها ماكتسبت من الذنوب فاذا غسلت وجهك تناثرت الذنوب الّتى اكتسبتُها عيناك بنظر ها وفوك فاذا غسلت ذراعك تناثرت الذنوب عن يمينك وشمالك فاذا مسحت رأسك وقدميك تناثرت الذنوب الّتى مشيت اليها علٰى قدميك فهذا لك فى وضوئكَ

"تیرا وضوء اور اس کا اجر وثواب یہ ہے جب تم اپنے ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالتے ہوئے کہتے ہو بسم اللہ ہاتھوں سے کیے ہوئے تمام گناہ جھڑ جائیں گے، جس وقت چہرے کو دھوؤ گے تو آنکھوں اور منہ سے جو گناہ کیے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے، جب ہاتھ کہنیوں تک دھوؤ گے تو دائیں اور بائیں طرف سے جتنے بھی گناہ کیے ہوں گے دھل جائیں گے اور جب سر اور پاؤں کا مسح کرتے ہو تو جو گناہ پاؤں سے چل کر انجام دیے ہیں وہ جھڑ جائیں گے۔ پس یہ تمہارے وضو کا اجر خیر ہے"

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۷۱، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۱۱۹)

شب معراج خاتم المرسلین، انبیاء کے امام جماعت

(۵۰۔۶۷) عالم جلیل القدر جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی دونوں کتابوں "علل الشرائع اور عیون اخبار الرضا" میں ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے۔ رسول خدا نے ایک رات چشم زدن میں اپنے گھر سے مسجد اقصیٰ تک کا فاصلہ طے کیا، اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اپنے دائیں کان میں اور بائیں کی بائیں کان میں ڈالی، اذان دی، اقامت پڑھی اور اقامت

کے آخر میں کہا "قد قامت الصلوٰۃ ، قد قامت الصلوٰۃ" اس دوران آسمان سے ایک نور اترا، جس کے سبب پیغمبروں کی قبریں کھلیں، انہوں نے اطراف و اکناف سے جبرئیل کی آواز پر لبیک کہا، پس چار ہزار چار سو چودہ (۴۴۱۴) انبیاء آئے، انہوں نے صفیں بنائیں، مجھے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ حضرت جبرئیل ہم سے مقدم ہیں، جب صفیں منظم ہو گئیں تو جبرئیل علیہ السلام نے میرا بازو پکڑا اور فرمایا:

"اے محمدؐ آگے کھڑے ہو جائیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں (یعنی پیغمبروں کو نماز باجماعت پڑھائیں) کیونکہ خاتم مختوم پر فضیلت رکھتا ہے"

رسول خداؐ نے نماز پڑھی۔ آپ کے دائیں طرف حضرت ابراہیمؑ ہیں جنہوں نے دو سبز رنگ کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہیں، جبکہ ان کے بائیں ہوائیں اور دو فرشتے دائیں طرف اور دو فرشتے بائیں طرف کھڑے ہیں، جنہوں نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا ہے، اور چار فرشتے ان کے دائیں بائیں کھڑے ہیں۔

جب نماز ختم ہوئی تو پیغمبر اسلام اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت ابراہیمؑ کی طرف بڑھے، جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پاک پیغمبر کی طرف بڑھے۔ دونوں نے مصافحہ کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت کا دست مبارک اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور کہا:

"شائستہ پیغمبر پر آفرین، جو شائستہ فرزند کا فرزند ہے اور جسے بہترین زمانے میں بھیجا گیا ہے"

اس کے بعد امیر خیبر گیر حضرت علی علیہ السلام کی طرف بڑھے، ان سے معانقہ کیا اور آپ کے دائیں ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور کہا:

"اے بہترین شخص کے فرزند، بہترین پیغمبر کے جانشین، اے ابا الحسن! آپ پر آفرین ہو"

رسول خداؐ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"آپ نے انہیں ابو الحسن کہہ کر مخاطب کیا ہے حالانکہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے؟"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

وجدت فی صحفی ، وعلم غیب ربّی باسمه علی وکنیته ، بابی الحسن و الحسین ، ووصی خاتم انبیآء ربیّ ۔

"میں نے اپنے صحیفہ میں یوں پڑھا ہے کہ میرے پروردگار کے علم غیب میں ان کا اسم علیؑ اور کنیت ابا الحسنؑ والحسینؑ ہے اور وہ میرے پروردگار کے آخری نبی کے جانشین ہیں"

(سعد السعود صفحہ ۱۰۰، بحار جلد ۱۸ صفحہ ۳۱۷، مستدرک الوسائل جلد ۴ صفحہ ۴۳)

مولف کتاب میں کہتے ہیں: سید بن طاوس فرماتے ہیں: شاید معراج کی یہ سیر اس معراج کے علاوہ ہو جو مشہور و معروف ہے، کیونکہ آنحضرت کی معراج کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔اس روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا ایک مستحب کام ہے جو سنت حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔

رسول ثقلین ایسے مقام پر جہاں جبرئیل نہ جا سکے

(۶۸۔۵۱) شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "توحید" میں تحریر کرتے ہیں۔ برقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

لمّا اسری بی الی السمآء بلغ بی جبرئیل مکاناً لم یطأه جبرئیل قطّ فکشف لی فارانی الله عزوجلّ من نور عظمته ما احبّ۔

"جس وقت معراج کے لیے مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو جبرئیل علیہ

السلام مجھے ایک ایسے مقام تک لے گئے، جہاں پر اس نے آج تک قدم نہیں رکھا تھا۔ اس مقام پر میرے لیے پردہ اٹھایا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے جس مقدار میں چاہا، مجھے اپنے نور کی عظمت کا مشاہدہ کروایا"

(التوحید صفحہ ۱۰۸، بحار جلد ۳ صفحہ ۳۸، الکافی جلد ا صفحہ ۹۸)

ہر شب جمعہ اولیاء کے لیے سرور

(۶۹۔۵۲) کتاب "بصائر الدرجات" میں رقمطراز ہیں کہ یونس بن الوالفضل کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مامن لیلة جمعة الّا و لاولیآء اللّٰه فیها سرور۔

"کوئی بھی شب جمعہ ایسی نہیں ہے جس میں اولیاء کے لیے سرور نہ ہو"۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں کس طرح؟

آپ نے فرمایا: "شب جمعہ رسول خداؐ اور آئمہ معصومین علیہم السلام عرش الٰہی پر حاضر ہوتے ہیں، میں بھی عرش الٰہی پر جاتا ہوں، میں وہاں سے مفید علم و دانش لیے بغیر نہیں لوٹتا ہوں، اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کچھ میرے پاس ہے ختم ہو جاتا"۔ (بصائر الدرجات، صفحہ ۱۳۱، بحار الانوار جلد ۲۲، صفحہ ۵۵۲)

حضرت امام جعفر صادقؑ سے قبر زیارت کے بارے میں سوال

(۷۰۔۵۳) کتاب وافی میں لکھتے ہیں کہ جعفر بن مثنیٰ خطیب کہتے ہیں:

جس وقت میں مدینہ میں تھا ان دنوں مرقد مطہر پیغمبرؐ کے سر کی طرف سے مسجد کی چھت خراب ہو گئی تھی، کاریگر حضرات مسلسل اوپر نیچے آجا رہے تھے، میں نے اپنے رفقاء سے کہا کہ آپ میں سے کس نے عہد کیا ہوا ہے کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوگا؟

مہران بن ابی نصر اور عمار صیرفی کہتے ہیں "ہم نے عہد کیا ہوا ہے"

جعفر بن خلیب ثمی کہتے ہیں: "میں نے بھی یہی عہد کیا ہوا ہے"

پھر میں نے ان دونوں سے کہا: "امام صادق علیہ السلام سے پوچھیں، کیا ہمارے لیے جائز ہے کہ اوپر سے جا کر قبر کی زیارت سے مشرف ہوں؟"

جب اگلا دن ہوا، ان سے ملاقات ہوئی، ہم باہم مل بیٹھے۔ اسماعیل نے کہا کہ جو کچھ آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھنے کو کہا تھا وہ ہم نے پوچھا ہے حضرت نے فرمایا ہے۔

ما احب لاحدمنهم ان يعلو فوقه ولاآ منه ان يرى شيئاً يذهب منه بصره، اويراه قائماً يصلى، اويراه مع بعض ازواجه.

"میں اس بات کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ کوئی شخص قبر پیغمبرؐ کے اوپر جائے، اور اس چیز کی ضمانت نہیں دیتا ہوں کہ کوئی وہاں پر کچھ دیکھے اور اس کی بینائی سالم رہے، یا آنحضرت کو نماز کی حالت میں دیکھے یا انہیں اپنی ازدواج کے ساتھ دیکھے۔ (الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۵۲، بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۵۵۲)

قبر پیغمبر سے خوشبو

(۷۷۱۔۵۴) کتاب "امالی" شیخ ابی علی بن شیخ طوسی میں مذکور ہے کہ ابی الجارود کہتے ہیں:

"پہلی مرتبہ جب پیغمبر اسلام کی قبر مطہر سر اور پاؤں کی طرف سے کھودی گئی تو اس سے مشک کی خوشبو نکلی، اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے"

(امالی شیخ طوسی صفحہ ۳۲۳، طبع قدیم، بحار جلد ۲۲ صفحہ ۵۵۳)

معاویہ نے رسول خداؐ کا منبر اکھاڑنے کا حکم دیا

(۷۷۲۔۵۵) کتاب کافی میں رقم طراز ہیں: معاویہ بن وہب کہتے ہیں:

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

سنہ ۴۱ ہجری کا واقعہ ہے کہ معاویہ عازم حج ہوا، اس نے ایک ترکھان کو آلات و وسائل دے کر مدینہ بھیجا اور حاکم مدینہ کو حکم دیا کہ منبر رسول خدا کو اکھاڑ دیا جائے اور اس جیسا منبر شام میں بنایا جائے۔

جس وقت ان لوگوں نے وہاں سے منبر کو اکھاڑنا چاہا تو سورج گرہن لگ گیا اور زمین تھرتھرانے لگی، یہ ماجرا دیکھ کر وہ رک گئے اور واقعہ معاویہ کو لکھ کر بھیجا۔

معاویہ نے جواب میں لکھا کہ میں نے کام کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہوا ہے لہٰذا اس کو ہر حال میں انجام دینا ہوگا، ان لوگوں نے وہ کام دیا۔ پس رسول خدا کا منبر اسی مقام پر ہے، جہاں آپ نے دیکھا ہے۔

محبت اہل بیتؑ کو رسول خدا کی بشارت

(۳۔۷۷۔۵۶) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مرقوم ہے: رسول خداؐ کا غلام ثوبان ایک دن عرض کرتا ہے:

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے رسول خداؐ! قیامت کب برپا ہوگی؟"

رسول خداؐ نے فرمایا: "تم نے قیامت کے لیے کون سی چیز آمادہ کی ہے کہ اس کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟"

اس نے کہا: "یا رسول اللہؐ! میں نے قیامت کے لیے کوئی زیادہ اعمال تو انجام نہیں دیئے ہیں، صرف اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں"

رسول خدا نے فرمایا: "تم پیغمبر خدا سے کس قدر محبت کرتے ہو؟"

اس نے کہا: "مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا، میرے دل میں آپ کی محبت اس قدر ہے کہ اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کردیں، آری سے چیر پھاڑ دیں، قینچی سے ریزہ ریزہ کردیں، مجھے

آگ میں جلا دیں اور چکی میں ڈال کر پیس دیں، یہ میرے لیے کہیں بہتر ہے کہ میرے دل میں آپ یا آپ کے اہل بیت اور اصحاب کے بارے میں بغض و دشمنی ہو۔

آپ کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین وہ شخص ہے جس سے آپ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور دشمن ترین شخص وہ ہے جو آپ کو دوست نہ رکھتا ہو یا آپ کے اہل بیت اور اصحاب میں سے کسی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو۔

یا رسول اللہ! آپ اور آپ کے دوستوں کے ساتھ میری اس قدر محبت اور دشمنوں کے ساتھ اس قدر دشمنی ہے (جو بیان کر چکا ہوں) اگر اس مقدار میں میری محبت اور علاقہ مندی قبول کی جائے، تو خوش نصیب اور سعادت مند ہوں، اگر اس کے کسی اور عمل کا مجھ سے مطالبہ کیا جائے تو میرے دامن میں کچھ بھی نہیں ہے کہ جس پر اعتماد کر سکوں، میں آپ کے اہل بیت اور اصحاب سے محبت کرتا ہوں، اگرچہ ان کی طرح کے اعمال بجا لانے کی طاقت و توانائی نہیں رکھتا ہوں"

رسولؐ خدا نے فرمایا:

أبشروا فانّ المرءَ یوم القیامة مع من احبّه۔

"میں تمہیں بشارت دیتا ہوں، کیونکہ روز قیامت ہر کوئی اسی کے ساتھ محشور ہوگا جسے دوست رکھتا ہوگا"

"اے ثوبان! اگر تمہارے گناہ اس قدر زیادہ ہوں کہ زمین اور عرش الٰہی کے درمیان ڈھیر لگ جائے، یہ اس محبت اور دوستی کی وجہ سے اس قدر جلدی مٹ جائیں گے، جس طرح پتھر پر سورج پڑنے سے سایہ صاف ہو جاتا ہے اور جس طرح پتھر سے غروب آفتاب کے وقت اس کا نور غائب ہو جاتا ہے" (تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ ۳۷۰، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۰۰)

حضرت موسیٰؑ کی اُمت محمدؐ میں ہونے کی خواہش

(۵۷۔۷۷۳) کتاب "عیون اخبار الرضاؑ" میں تین سلسلہ سندوں کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ حضرت نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں:

انّ موسیٰ سال ربّه عزوجلّ فقال: یارب! اجعلنی من امۃ محمدؐ
فاوحی اللّٰہ تعالیٰ الیه یا موسیٰ! انّک لاتصلّ الی ذالک۔

"بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے التماس کی اور کہا: اے میرے پروردگار! مجھے امت محمدؐ میں سے قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی: اے موسیٰؑ! تو اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا"

مولف کہتا ہے کہ ایسی روایت کتاب "صحیفۃ الرضاؑ" میں بھی نقل ہوئی ہے۔

معصومینؑ کے غسل وکفن میں فرشتے شریک ہوئے

(۵۸۔۷۷۵) کتاب "بصائر الدرجات" میں مرقوم ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے ایک صحابی نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا:

جس وقت رسول خداؐ نے رحلت فرمائی تو حضرت جبرئیل فرشتوں اور روح (جو شب قدر نازل ہوتی ہے) کے ہمراہ زمین پر اترے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس دوران امیر المومنین علی علیہ السلام نے دیکھا کہ آسمان کے بلند ترین مقام سے لے کر زمین تک فرشتے ان کے ہمراہ پیغمبرؐ خدا کو غسل دینے میں مصروف ہیں، نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں اور ان کی قبر مبارک کھود رہے ہیں۔

خدا کی قسم! ان کے علاوہ کسی نے بھی آنحضرت کی قبر نہیں کھودی، جس وقت آنحضرت کو لحد میں اتارنے لگے تو فرشتے ان کے ساتھ قبر میں اترے اور آنحضرت کو قبر میں اتارا۔

اس دوران رسول خداؐ نے کچھ گفتگو فرمائی۔ حضرت علیؑ سن رہے ہیں کہ فرشتوں کو آپ کے بارے میں کچھ وصیت فرمائی۔ امیر المومنین علیہ السلام گریہ فرما رہے ہیں اور سن رہے ہیں کہ فرشتے خداوند متعال سے فرما رہے ہیں، کہ ہم لحہ بھر کے لیے بھی وصی رسول کی مدد کرنے سے غفلت نہیں برتیں گے، بے شک آپ کے بعد وہی ہمارے مولی ہیں، لیکن آج کے بعد وہ ہمیں اپنی ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکیں گے۔

جب امیر المومنین علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی، حضرت امام حسن مجتبیٰؑ اور امام حسین علیہما السلام نے واقعہ کا مشاہدہ فرمایا، انہوں نے پیغمبرؐ اسلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی ان امور میں مدد کر رہے ہیں جن امور میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی مدد کی تھی۔

جس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام زہر قاتل سے شہید ہوئے تو حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نے ہو بہو انہی واقعات کا مشاہدہ کیا، انہوں نے رسول خداؐ اور علی مرتضیٰ کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ہمراہ انہی کاموں میں مشغول ہیں جو فرشتوں نے آنحضرت کے لیے انجام دیئے تھے۔

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے انہی واقعات کا مشاہدہ فرمایا جو پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنین علی علیہ السلام اور امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر پیش آئے، کہ وہ فرشتوں کی غسل و کفن اور دفن جیسے امور میں مدد کر رہے ہیں۔

جس وقت سید الساجدین حضرت امام سجاد علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ان تمام واقعات کا مشاہدہ فرمایا، انہوں نے پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اور حضرت امام سید الشہداء علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ تمام امور میں فرشتوں کی مدد فرما رہے ہیں۔

جس وقت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام نے مشاہدہ فرمایا کہ رسول خدا، امام علیؑ امام حسنؑ، امام حسینؑ، اور امام سجاد علیہم السلام فرشتوں کی مدد فرما رہے ہیں۔

جس وقت میں درجہ شہادت پر فائز ہوں گا تو میرے فرزند حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تمام مذکورہ واقعات کا مشاہدہ فرمائیں گے۔یہی سلسلہ آئمہ کے آخری فرد تک جاری رہے گا۔(بصائر الدرجات صفحہ ۲۲۵، بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳)

فرشتوں کی خوراک

(۷۷۶۔۵۹) کتاب "الاربعین عن الاربعین" میں ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

"خداوند متعال نے چوتھے آسمان پر چار لاکھ، پانچویں پر تین لاکھ اور چھٹے آسمان پر دو لاکھ فرشتے خلق فرمائے ہیں"

وخلق فی السماء السابعة ملکا رأسه تحت العرش ورجلاہ تحت الثری، وملائکة اخر لیس لھم طعام ولاشراب الاالصلوٰۃ علی رسول اللّٰہ وعلی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیه السلام والا ستغفار لمحبیه وشیعته و موالیه۔

"اور ساتویں آسمان پر ایسا فرشتہ خلق فرمایا جس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں زمین کے نیچے تک ہیں، کچھ اور فرشتے پیدا کیے، جن کا کھانا پینا فقط محمد مصطفیٰ اور امیر المومنین علیہ السلام پر صلوات بھیجنا اور ان کے دوستوں کے لیے طلب مغفرت کرنا ہے"(بصائر الدرجات صفحہ ۲۲۵ بحار جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۳)

حضرت سلمان فارسیؓ کی دعا

(۷۷۷۔۶۰) کتاب "عدۃ الداعی" میں لکھتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! کیا اس طرح نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام میں تمہارا محتاج ہو تو اس کی وہ احتیاج اس وقت تک پوری نہیں کرتے ہو جب تک وہ درمیان میں کسی ایسے شخص کو واسطہ قرار نہ دے، جو تمہارا محبوب ترین ہو؟ آگاہ ہو جاؤ! اور جان لو! میرے نزدیک تمام لوگوں میں سب سے زیادہ گرامی قدر اور بہترین محمدؐ، ان کے بھائی علیؑ اور ان کے بعد میں آنے والے امام ہیں۔ یہ ہستیاں میرے تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں"

ألا فليد عني من همّته حاجة يريد نفعها او دهته داهية يريد كشف ضررها بمحمد وآله الطيّبين الطاهرين اقضها له احسن ما يقضيها من تستشفعون باعز الخلق عليه۔

"آگاہ ہو جاؤ! جو شخص کوئی بھی حاجت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ پوری ہو جائے، یا کوئی کسی سخت مشکل میں پھنسا ہوا ہے جس کی وجہ سے بہت بڑے نقصان کا خطرہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ برطرف ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ مجھے محمدؐ اور ان کے پاک و پاکیزہ خاندان کا واسطہ دے کر پکارے تاکہ میں اس کی مشکل بہترین طریقے سے حل کروں جس طرح وہ چاہتا ہے"

اس دوران مشرکین اور منافقین کا ایک گروہ سلمان فارسیؓ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے:

"اے ابا عبداللہ! تم ان کا واسطہ دے کہ خدا سے کیوں نہیں کہتے ہو کہ وہ تمہیں مدینہ کا مال دار ترین شخص بنا دے؟"

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے خداوند متعال سے اس چیز کی درخواست کی ہے جو پوری دنیا سے عظیم تر، منافع بخش تر اور بہترین ہے۔ میں نے ان بزرگ ہستیوں ان پر خدا

کے درود وسلام ہوں اور ان کے وسیلہ سے خداوند متعال سے ایسی زبان مانگی ہے جو اس کی حمد وثناء کرے، ایسا دل مانگا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور ایسے بدن کی التماس کی ہے جو مشکلات ومصائب پر صبر کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور جو کچھ میں نے مانگا ہے وہ کچھ مجھے عطا کیا ہے، یہ مقام ومرتبہ، اس دنیا کی بادشاہت اور آرائش وآسائش سے لاکھوں درجے بہتر ہے۔ (عدۃ الداعی، صفحہ ۱۵۱)

فرشتے کو باتیں سننے کی اجازت

(۷۷۸۔۶۱) جابر کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایک فرشتے نے درخواست کی کہ مجھے بندوں کی باتیں سننے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست منظور فرمائی۔

یہ فرشتہ روز قیامت تک کھڑا رہے گا اور جو مومن بھی کہے گا "صلی اللّٰہ علی محمد واهل بیته وسلم" محمدؐ اور اس کے اہل بیت پر خدا کا درود وسلام ہو تو وہ فرشتہ رسول خداؐ کے حضور پیغام لے کر حاضر ہوگا اور کہے گا:

"اے رسول خداؐ! فلاں شخص نے آپ پر درود بھیجا ہے"

رسول خداؐ فرمائیں گے: "اس پر بھی سلام ہو" (بحار الانوار جلد ۱۰۰، صفحہ ۱۸۱)

قبر رسول پر صلصال فرشتے کی ڈیوٹی

(۷۷۹۔۶۲) محدث حتبر جناب سید نعمت اللہ جزائری کتاب "انوار النعمانیہ" میں لکھتے ہیں ابوسعید اپنی کتاب "الوفالشرف المصطفیٰ" میں حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا فرماتے ہیں:

اکثر و اعلیّ الصّلوٰۃ "میرے اوپر زیادہ درودوسلام بھیجو"

میں نے عرض کیا:

"جب آپ ہم سے جدا ہو جائیں گے تو کیا درود آپ تک پہنچے گا؟"

آپ نے فرمایا: "ہاں! یا علی! اللہ تعالی نے میری قبر پر صلصال نامی فرشتے کی ڈیوٹی لگائی ہے، جو ایک مرغ کی شکل میں ہے، اس کی قلغی عرش الٰہی کے نیچے اور اور پاؤں ساتویں آسمان تک ہیں اس کے تین پر ہیں، جب وہ انہیں پھیلاتا ہے تو ایک مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا زمین پر پھیل جاتا ہے، جب بندہ کہتا ہے:

اللّٰھمّ صلِّ علی محمّدٍ وآل محمّدٍ کما صلّیتَ و بارکت و ترحّمت علی ابراھیم و آل ابراھیم انّک حمید مجید۔

"اے میرے معبود! محمدؐ اور ان کی آل پر اس طرح سے درود بھیج جس طرح سے ابراہیمؑ اور آل محمدؐ پر درود بھیجا ہے اور انہیں برکت دے اور رحم کر کیونکہ تو حمید بھی ہے اور مجید بھی"

وہ فرشتہ اس درود کو اپنے پروں پر ایسے اٹھائے گا جیسے پرندہ زمین سے دانے چگتا ہے، اس کے بعد اپنے پر میری قبر پر پھیلاتے ہوئے کہے گا: اے محمدؐ فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

پس یہ صلوات کتاب نور میں مشک کی خوشبو سے لکھی جائے گی اور اس کے لیے بیس ہزار (۲۰۰۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور بیس ہزار (۲۰۰۰۰) گناہ محو کر دیے جائیں گے اور بہشت میں اس کے لیے بیس ہزار درخت لگائیں جائیں گے" (الانوار النعمانیہ، جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

اُمت کے لیے رسول خداؐ کی دعا

(۸۰۔۷ـ۶۳) جناب شیخ صدوق قدس سرہ کتاب "خصال" میں لکھتے ہیں: انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

لکلّ نبیّ دعوۃ قد دعا بھا وقد سأل سوالًا وقد أخبأت دعوتی لشفاعتی لامتی یوم القیامۃ۔

"ہر پیغمبر کی ایک مخصوص دعا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہے، لیکن میں نے اپنی دعا روز قیامت اپنی کرامت کی شفاعت کے لیے ذخیرہ کر رکھی ہے۔

(الخصال صفحہ ۱ تا ۲۹، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۳۴)

گناہ گاروں کے لیے پیغمبر کی شفاعت

(۷۸۱۔۶۴) جناب شیخ ابی علی بن شیخ طوسیؒ کتاب "امالی" میں لکھتے ہیں کہ محمد ابن ابراہیم کہتے ہیں:

ابو نواس حسن بن ہانی حالت احتضار میں تھے، ہم کچھ لوگ مل کر ان کی عیادت کے لیے گئے، عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی نے ان سے کہا:

"اے ابو علی! آج آپ دنیا سے واپس جا رہے ہیں، آخرت میں یہ تمہارا پہلا دن ہوگا، آپ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کچھ گناہ کیے ہیں ان سے توبہ کر لیں"۔

ابو نواس کہتے ہیں: مجھے اٹھا کر بٹھا دیں۔ جب وہ اٹھ کر بیٹھ گئے تو کہتے ہیں: کیا تم مجھے خدا سے ڈرا رہے ہو؟ یہ سچ بات ہے کہ حماد بن سلمہ نے مجھے کہا تھا: ثابت بنانی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا کا فرمان ہے:

لکلّ نبیّ شفاعۃ وانا خبأت شفاعتی لاھل الکبائر من امتی یوم القیامۃ۔

روز قیامت شیعوں کا حساب کتاب محمد و آل محمدؐ کے سپرد ہوگا

(۷۸۲۔۶۵) شیخ صدوقؒ کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں تحریر کرتے ہیں:

داؤد بن سلیمان، حضرت امام رضا علیہ السلام سے اور آپ اپنے اجداد سے اور

انہوں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیامه ولّینا حساب شیعتنا فمن کانت مظلمته فیما بینهٔ و بین الله عزّوجلّ حکمنا فیها فأجابنا ومن کانت مظلمته فیما بینه وبین النّاس استوا هبنا ها فوهبت لنا، ومن کانت مظلمته فیما بینه، وبیننا کنّا احق من عفا و صفح۔

"روز قیامت ہمارے شیعوں کا حساب و کتاب ہمارے سپرد کیا جائے گا، خدا کی بارگاہ میں ان کا جو بھی گناہ ہوگا ہم اس کا فیصلہ کریں گے، اور ہم ان کا جو بھی فیصلہ کردیں گے وہ قبول کیا جائے گا۔ اگر لوگوں کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے (یعنی حقوق العباد کا مسئلہ) اور انہیں کیا یعنی اس کا گناہ ہمارے اور اس کے درمیان ہے تو ہم اس کو معاف کرنے کا سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور بخش دیں گے" (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۵۸ تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۴۵۵)

سب سے پہلی مخلوق نور محمدؐ ہے

(۸۳۔۲۶) شہید ثانی کے استاد، ابو الحسن بکری اپنی کتاب "الانوار" میں لکھتے ہیں:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"فقط خدا تھا اور کچھ نہ تھا، پس سب سے خدا تعالیٰ حضرت محمدؐ کی جبین مبارک کا نور خلق کیا، یہ چیز پانی، عرش، کرسی، آسمان، زمین لوح، قلم، بہشت، دوزخ، فرشتے اور حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی خلقت سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال (۴۲۴۰۰۰) پہلے تھی"

خداوند متعال نے جب پاک پیغمبر محمد مصطفیٰؐ کا نور خلق فرمایا تو یہ نور ایک ہزار سال بارگاہ الٰہی میں اس کی تسبیح و تقدیس کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور پر رحمت کی نظر کرتے

ہوئے فرمایا:

یا عبدی ! انت المراد و المرید ، وانت خیرتی من خلقی ، وعزّتی و جلالی لولاك ماخلقت الافلاك ، من احبّك احببته و من ابغضك ابغضته

"اے میرے بندے! آپ ہی میرے مرید یعنی اطاعت گزار اور مراد یعنی مقصود و مطلوب ہیں، آپ ہی میری مخلوق سے برگزیدہ ہیں، مجھے میری عزت وجلالت کی قسم، اگر آپ نہ ہوتے تو افلاک کو پیدا نہ کرتا، جو بھی آپ سے محبت کرتا ہے، میں بھی اس سے پیار کرتا ہوں، اور جو آپ سے بغض رکھتا ہے میں بھی اسے دشمن سمجھتا ہوں"۔

نور محمدؐ سے بارہ حجابوں کی تخلیق

جب نور پیغمبرؐ چمکا اور اس کی شعاعیں بلند ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے اس نور سے بارہ (۱۲) حجاب خلق کیے۔

پہلا حجاب قدرت اس کے بعد حجاب عظمت، اس کے بعد عزت پھر ہیبت، پھر حجاب جبروت، اس کے بعد حجاب رحمت، اس کے بعد حجاب نبوت، پھر حجاب کبریاء، پھر حجاب منزلت، پھر حجاب رفعت، پھر حجاب سعادت اور اس کے بعد حجاب شفاعت وکرامت خلق فرمائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول خداؐ کے نور کو حجاب قدرت میں داخل ہونے کا حکم دیا، جب آنحضرت کا نور اس میں داخل ہوا تو کہہ رہا تھا" سبحان اللّٰہ العلیّ الا علیٰ "" بلند مرتبہ خدا پاک ومنزہ ہے" یہ نور بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔

اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے حکم دیا کہ حجاب عظمت میں چلا جا، اس حجاب میں داخل ہوتے وقت یہ کہہ رہا تھا" سبحان عالم السرّ والخفی "پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو ظاہر و باطن سے آگاہ ہے، یہ نور اس حجاب میں گیارہ ہزار سال (۱۱۰۰۰) رہا۔

اس کے بعد حجاب عزت میں داخل ہوا تو یہ کہا" سبحان الملک المنّان "
پاک ومنزہ ہے بخشنے والا بادشاہ، یہ نوردس ہزار (۱۰۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔

اس کے بعد حجاب ہیبت میں وارد ہوا تو یہ کہا" سبحان من ھو غنیّ لا یفتقر"" پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جو غنی ہے اور کسی کا محتاج نہیں" یہ نور نو ہزار (۹۰۰۰) سال اس حجاب میں رہا۔

اس کے بعد حجاب جبروت میں داخل ہوا تو یہ کہہ رہا تھا سبحان الکریم الا کرم " منزہ ہے وہ خدا جو کریم اور بزرگوار ہے" یہ نور آٹھ ہزار سال پردہ جبروت میں رہا۔

اس کے بعد حجاب رحمت میں داخل ہوا تو یہ کہہ رہا تھا سبحان رب العرش العظیم "عرش عظیم کا پروردگار پاک ومنزہ ہے" یہ نور سات ہزار سال اس حجاب میں رہا۔

پھر حجاب نبوت میں وارد ہوا تو یہ کہا سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون " تمہارا پروردگار اور عزت کا رب پاک ومنزہ ہے اس سے جس کی توصیف کرنے والے توصیف کرتے ہیں یہ نور چھ ہزار (۶۰۰۰) سال یہاں پر رہا۔

اس کے بعد حجاب کبریائی میں وارد ہوا، درحالانکہ یہ کہا! سبحان اللہ العظیم الاعظم " پاک ومنزہ ہے جو عظیم اور بزرگ تر ہے" یہ نور پانچ ہزار سال یہاں پر رہا۔

پھر یہ نور حجاب منزلت میں داخل ہوا درحالانکہ یہ کہا سبحان العلیم الکریم " پاک ومنزہ ہے وہ خدا جو دانا وکریم ہے" یہ نور چار ہزار (۴۰۰۰) سال ادھر رہا۔

اس کے بعد حجاب رفعت میں داخل ہوا تو یہ کہا! سبحان ذی الملک و الملکوت " پاک ہے وہ خدا جو صاحب ملک ملکوت ہے" تین ہزار سال یہ نور اس حجاب میں رہا۔

پھر یہ نور حجاب سعادت میں داخل ہوا تو یہ کہا السبحان من یزیل الاشیآء و لا یزال " پاک ہے وہ خدا جو ہر چیز کو ختم کردے گا لیکن خود باقی ہے" یہ نور دو ہزار سال (۲۰۰۰) اس حجاب میں رہا۔

پھر یہ حجاب شفاعت میں داخل ہوا اور یہ کہا! سبحان اللہ العظیم و بحمدہ سبحان اللہ العظیم "پاک و منزہ ہے وہ خدا جو عظیم ہے اور ہم جس کی حمد و ثناء کرتے ہیں، پاک و منزہ ہے وہ خدا جو عظیم ہے" یہ نور ایک ہزار سال اس حجاب میں رہا۔

نور محمدؐ سے نور کے بیس (۲۰) سمندر خلق کیے

امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے نور سے بیس (۲۰) نور کے سمندر پیدا کیے، ہر سمندر میں ایسے علوم تھے، جن سے خدا کی ذات کے علاوہ کوئی بھی آگاہ نہیں"

پھر خداوند متعال نے حضرت محمدؐ کے نور سے فرمایا:

"عزت کے سمندر میں داخل ہو جاؤ، پس وہ داخل ہو گئے"

پھر فرمایا: "صبر کے سمندر میں داخل ہو جاؤ پس وہ داخل ہوئے"

پھر فرمایا: "خضوع کے سمندر میں داخل ہو جاؤ"

اس کے بعد تواضع اس کے بعد رضاء و خوشنودی، اس کے بعد وفا، پھر حلم و بردباری کے سمندر میں داخل ہونے کا حکم پھر تقویٰ و پرہیزگاری پھر خشیت الٰہی، پھر توبہ اس کے بعد عمل، اس کے بعد اضافہ و افزونی، پھر ہدایت کے سمندر میں وارد ہونے کا حکم ہوا، اس کے بعد حفاظت الٰہی پھر حیا کے سمندر میں داخل ہونے کا حکم ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نور محمدؐ بیس سمندروں میں داخل ہوا۔ رسول خداؐ کا نور جب آخری سمندر سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے میرے حبیب! اے پیغمبر کے آقا و سردار! اے میری سب سے پہلی مخلوق! اور اے میرے آخری پیغمبر! تم روز محشر شفاعت کرنے والے ہو"

حبیب خداؐ کا نور سجدہ میں

جب یہ سنا تو اس وقت رسول خداؐ کا نور سجدہ ریز ہوا، جب سجدے سے سر اٹھایا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) نور کے قطرے آپ کے بدن مبارک سے گرے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے نور کے ہر قطرے سے پیغمبر پیدا کیے۔

جب تمام انوار کی تخلیق مکمل ہو گئی تو تمام انوار نے نور محمدؐ کا اس طرح سے طواف کیا، جیسے لوگ مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ یہ سب انوار اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور حمد و ثناء میں مصروف ہو گئے اور یہ کہتے:

سبحان من هو عالم لا يجهل ، سبحان من هو حليم لايعجل ،سبحان من هو غنىٌ لا يفتقر۔

"پاک و منزہ ہے وہ خدا جو عالم ہے جاہل نہیں، پاک و منزہ ہے وہ خدا جو بردبار ہے، اسے ہرگز کوئی جلدی نہیں، پاک و منزہ ہے وہ جو بے نیاز ہے وہ ہرگز کسی کا محتاج نہیں"

اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کیا مجھے جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟

حضرت محمدؐ کے نور مقدس نے سب سے پہلے کہا:

انت الله الّذى الّا انت ، وحدك لاشريك لك رب الارباب وملك الملوك۔

"فرمایا: تو خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور تو ارباب کا پروردگار اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے"

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی:

"تو میرا منتخب شدہ ہے، تو میرا حبیب ہے اور میری مخلوق میں سے سب

سے افضل ہے، تیری امت ساری امتوں سے بہترین امت ہے"

نور محمدؐ سے گوہر کی تخلیق

اس کے بعد اللہ تعالی نے نور محمدؐ سے ایک گوہر خلق فرمایا اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا، پھر ایک حصے پر اپنی نگاہ ہیبت ڈالی تو وہ ٹھنڈے میٹھے پانی میں تبدیل ہو گیا، پھر دوسرے حصے پر نظر شفقت ڈالی تو اس سے عرش پیدا کیا، یہ عرش پانی پر قائم ہوا، نور عرش سے کرسی کو خلق کیا اور کرسی کے نور سے لوح پیدا کی، لوح سے نور قلم کو وجود بخشا اور قلم سے کہا:

"میری توحید و یکتائی کو لکھ"

قلم بے ہوش ہو گیا

قلم نے جب کلام الٰہی سنا تو ہزار سال بے ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو اللہ تعالی نے فرمایا: "لکھ"

قلم نے عرض کیا پروردگار کیا لکھوں؟ حکم ہوا لکھو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں"

جونہی قلم نے حضرت محمدؐ کا نام سنا تو سجدے میں گر پڑا اور کہا:

سبحان الواحد القھار سبحان العظیم الاعظم۔

"پاک و منزہ ہے وہ جو یکتا و قہار ہے پاک و منزہ ہے وہ جو عظیم و بزرگ تر ہے"

اس کے بعد قلم نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا اور لکھا:

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد کہا: "اے پروردگار! یہ محمدؐ کون ہیں جس کے نام کو اپنے نام اور یاد کو اپنی یاد کے ساتھ متصل کیا ہوا؟"

اللہ تعالی نے فرمایا:

یا قلم ! فلولاہ لما خلقتک ولا خلقت خلقی الا لاجلہ ، فھو بشیر

و نذیر و سراج منیر، وشفیع و حبیب۔

"اے قلم! اگر وہ نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا، اور نہ ہی اپنی مخلوق کو پیدا کرتا، یہ سب کچھ انہیں کی خاطر پیدا کیا ہے، وہ بشارت دینے والے، ڈرانے والے، روشن چراغ، شفاعت کرنے والے اور حبیبؐ ہیں"

یہ وہ وقت تھا جب قلم نے یادِ محمدؐ کی شیرین کھل کھلائی اور کہا:

"اے رسول خدا! آپ پر سلام ہو"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تمہارے اوپر میرا سلام، رحمت اور برکت ہو، اسی وجہ سے سلام کہنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہو گیا ہے"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ قلم سے فرماتا ہے:

"قضاء وقدر اور روز قیامت تک جو کچھ میں پیدا کروں گا اسے لکھ"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا کہ وہ روز محشر تک محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجتے رہیں اور ان کی امت کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں۔

بہشت کی تخلیق

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے نور سے بہشت کو خلق فرمایا اور اسے چار چیزوں سے مزین فرمایا (۱) تعظیم (۲) جلالت (۳) سخاوت (۴) امانت یہ چیزیں اولیاء کرام اور اطاعت گزار بندوں میں رکھی گئیں، پھر گوہر کے باقی ماندہ حصے پر نگاہ ہیبت ڈالی تا آخر حدیث مولف کہتا ہے یہ روایت مفصل اور طولانی ہے، ہم نے یہاں پر اپنی ضرورت کے مطابق ذکر کی ہے۔ (بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۲۸ و جلد ۵۷ صفحہ ۱۹۸)

محمدؐ و علیؑ کا نور نور خدا ہے

(۶۷۔۷۸۴) کتاب کافی میں لکھتے ہیں: احمد بن علی کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

صرف خدا کی ذات تھی اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ما کان اور نور الانوار کو پیدا کیا، تمام انوار نے اس سے نور حاصل کیا، اور اپنے نور (جس سے تمام انوار نے نور حاصل کیا) کو ان انوار میں جاری کیا۔

وھو النّور الّذی خلق منہ محمدًا و علیاً علیھما السلام فلم یزالا نورین الاولین ، اذلاشیٔ کوّن قبلھافلم یزالا یجریان طاھرَین مطھرین فے الا صلاب اطاھر حتی اذا افترقا فی اطھر طاھرین ، فی عبداللّٰہ و ابی عبداللّٰہ۔

"یہی نور ہے جس سے محمد و علی علیہما السلام کو خلق فرمایا پس محمد و علی علیہما السلام ایسے دو نور ہیں جو سب سے پہلے تھے کیونکہ ان سے قبل کوئی بھی چیز موجود نہ تھی۔

یہ دونوں بزرگ ہستیوں کا نور باہم پاک و پاکیزہ صلبوں میں رہا ہے پھر یہ دونوں نور دو پاکیزہ ترین صلبوں یعنی عبداللہ اور ابو طالبؑ میں آ کر جدا ہوئے"

مولف کہتا ہے یہ فرمان کہ اس وقت کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی اس سے مراد یہ ہے کہ ممکنات میں سے کوئی چیز خلق نہیں ہوئی تھی۔ گویا کان، قیل و قال کی مانند مصدر بمعنی کائن یعنی فاعل استعمال ہوا ہے۔ شاید نور الانوار سے مراد محمد مصطفیٰؐ کا نور ہو، کیونکہ وہی ذات ہے جس نے ارواح خلائق کو علوم، کمالات، ہدایات اور معارف سے روشناس کروایا، بلکہ انہی کی ذات موجودات کی تخلیق کے لیے علت نمائی ہے۔

یہ جو کہا کہ اپنا نور نور الانوار میں جاری کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی ذات مقدس نے اپنا نور ان پر جاری کیا۔ پس سب سے پہلے نور الانوار کو خلق کیا اور اس کو اپنے نور سے نورانی کیا۔ یہ جو کہا کہ ان سے قبل کوئی چیز موجود نہیں تھی، اس سے مراد یہ ہے کہ جو چیزیں ان کے نور سے پیدا کی گئی ہیں ان سے قبل یہ چیزیں نہیں تھیں

ارواح موجودات روح محمدؐ کے طفیل ہیں

(۸۵۔۶۷) روایت میں مذکور ہے۔

لمّا خلق اللّٰہ مُحمّدً ا ً سراجاً منیرًا اشرق نورہ حتی ملأ العمق الاکبر یعنی بہ عالم الامکان۔

"جب اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کے نور کو روشن چراغ کی مانند خلق کیا تو اس نور کی چمک نے پورے عالم امکان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا"

اسی مطلب کو اشعار میں یوں بیان کیا گیا ہے

وقد کان مجلی الذات نور محمدً
علیہ سلام اللّٰہ فی کل لحظۃ
وقد فتق اللّٰہ المھیمن نورہٗ
لیظھر کل اسم و کل حقیقۃ
وجلی صفات اللّٰہ روح محمدً
وکان بہ ارواح کل البریّۃ

"درحقیقت نور محمدؐ کو اس ذات نے جلوہ عطا کیا ہے، ہر لحظہ ان پر خدا کا سلام ہو۔ سچ بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو شاہد و نگہبان ہے اس نے ان کے نور کو پھیلایا تا کہ ہر نشانی اور ہر حقیقت کو اس کے ذریعے ظاہر کرے۔ حضرت محمدؐ کی روح نے صفات خدا کو جلوہ عطا کیا، تمام موجودات کی ارواح انھیں کے روح کے صدقے میں ہیں"

آیہ اُدخُلوُ البابَ سُجّدًا کی تفسیر حسن عسکریؑ سے

(۸۶۔۶۹) آیہ کریمہ:

وَاِذ قُلنَا ادخُلُوا ھٰذِہِ القَریَۃَ فَکُلُوا مِنھَا حَیثُ شِئتُم رَغَدًا وَادخُلُوا البَابَ سُجَّدًا وَقُولُو احِطَّۃٌ نَغفِر لَکُم خَطَایا کُمُ وَ

سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ۔ (سورہ بقرہ آیہ ۵۸)

"اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ کہتے ہوئے داخل ہو جاؤ کہ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیک عمل کرنے والوں کی جزا میں اضافہ کر دیتے ہیں"

کے ضمن میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بنی اسرائیل اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تمہارے آباؤ اجداد سے کہا کہ شام کے قریہ اریحا میں داخل ہو جاؤ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ تیہ نامی صحرا سے نکلنا چاہتے تھے "فکلوا منھا" اس قریہ نعمتوں سے استفادہ کرو اور جو چاہو کھاؤ "حیث شئتم رغدا" جہاں سے چاہو بغیر کسی زحمت کے کھاؤ" وادخلوا الباب سجدا "خضوع وخشوع کرتے ہوئے قریہ میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس قریہ کے دروازے پر محمد وعلی علیہما السلام کی تمثال مبارک نصب کی ہوئی تھیں اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ ان تمثال کے احترام میں خدا کو سجدہ کرو اور اپنی بیعت کی تجدید کریں، ان دونوں ہستیوں کو ہمیشہ یاد کریں اور انہیں ان کا وہ عہد و پیمان یاد دلائیں جو ان دو بزرگ ہستیوں کے لیے لیا گیا تھا "وقولوا حطة"

یعنی کہو:

ان سجود نا للہ تعالی تعظیما لمثال محمد و علی علیهما السلام و اعتقاد نا لولا یتھما حطة لذنوبنا و محو لسیئاتنا۔

"بے شک ہمارا خدا کی بارگاہ میں سجدہ کرنا محمد وعلی علیہما السلام کی تعظیم

میں ہے اور ان کی ولایت پر ہمارا اعتقاد ہے کیونکہ یہ چیزیں ہمارے گناہوں کی بخشش کا سبب ہیں"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" نغفر لکم خطایاکم " یہ کام کرنے سے ہم تمہارے تمام گذشتہ گناہ معاف کردیں گے اور ان کے آثار تک ختم کریں گے" وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ " نیک لوگوں کو اس کا اجر بہت عطا کریں گے"

کتاب خدا محمدؐ و آلؑ کی میراث

(۷۸۷۔۷۰) کتاب "تفسیر فرات" میں تحریر کرتے ہیں کہ احمد بن عتاب کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ما بعث اللّٰہ نبیاً الّا اعطاہ من العلم بعضہ ،ماخلا النبیؐ فانّہ اعطاہ من العلم کلّہ۔

"اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو خلق نہیں فرمایا مگر یہ کہ اسے علم کا کچھ حصہ عطا فرمایا، سوائے نبی اکرمؐ کے کیونکہ انہیں پورے کا پورا علم عطا کیا ہے"

نبی اکرمؐ کے بارے میں فرمایا" تبیا ناًلکلّ شیٔ" (سورہ نحل آیہ ۹۸)

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ۔ (سورہ اعراف آیہ ۱۴۵)

"ہم نے الواح میں سب کچھ ان کے لیے لکھ دیا ہے"

۔آصف بن برخیا کے بارے میں فرمایا:

الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ ۔ (سورہ نمل آیہ ۴۰)

"وہ جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے" یہ نہیں فرمایا کہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے، بلکہ یہ فرمایا جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے لیکن پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ

کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۔(سورہ فاطر آیہ ۳۲)

"پھر ہم نے یہ کتاب اپنے برگزیدہ بندوں کو بطور میراث عطا کی"

آپ نے فرمایا:

" اس سے مراد تمام کتاب کا علم ہے۔ اس آیہ کریمہ میں جو برگزیدہ خاندان کا ذکر ہوا ہے وہ ہم ہیں"

پیغمبر خداؐ کی بارگاہ رب العزت میں یہ دعا کرتا کہ "رَبِّ زِدْنِي عِلْماً"

"پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما" (سورہ طٰہٰ آیہ ۱۱۴)

اس سے مراد " فهي الزيادة التي عندنا من العلم الذي لم يكن عند احد من الانبياء والاوصياء ولا ذرية الانبياء غيرنا، فهذا العلم علمنا المنايا و البلايا وفصل الخطاب "ہے۔

(تفسیر فرات صفحہ ۱۴۵، بحار الانوار ۲۶ صفحہ ۶۴، تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۳۶)

" پس یہ وہی اضافہ ہے جو ہمارے پاس ہے، یہ ایسا علم ہے جو ہمارے علاوہ دوسرے انبیاءؑ واوصیا اور ان کی ذریت میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔ پس موت، بلاؤں اور فصل الخطاب یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کا علم ہمارے پاس ہے"

رسول خداؐ کی رحلت پر اللہ کی طرف سے پیغام تعزیت

(۷۸۸۔۱۷) کتاب شریف کافی میں لکھتے ہیں: ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب رسولؐ خدا نے رحلت فرمائی تو وہ رات اہل بیت السلام پر انتہائی سخت گزری غم واندوہ کی وجہ سے انہیں نہ تو آسمان کی خبر تھی جو ان کے سروں پر سائبان تھا اور نہ ہی

زمین کا کوئی پتہ تھا، جو انہیں اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئی تھی۔ کیونکہ رسول خداؐ نے اپنوں اور بیگانوں سب کو خدا کی طرف ہدایت فرمائی۔

اس دوران ایک ایسا شخص ان کے پاس آیا، جس کی آواز تو سنائی دے رہی تھی، لیکن وہ نظر نہیں آ رہا تھا، اس نے کہا:

"خاندان رسول خداؐ پر اللہ کے درود و سلام اور رحمات و برکات ہوں، خداوند متعال کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت کو تحمل کیا جا سکتا ہے اور ہر قسم کے فقدان کا جبران ہو سکتا ہے"

اس کے بعد درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۷۵)

"ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تم کو تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے پس جو شخص آتش جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ یقیناً کامیاب ہو گیا اور یہ زندگانی دنیا صرف دھوکے کی جگہ ہے"

"بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کر لیا، آپ کو بزرگی عطا فرمائی، پاک و پاکیزہ کیا، اپنے پیغمبر کے خاندان سے قرار دیا، اپنا علم آپ کے حوالے کیا اپنی کتاب آپ کے لیے میراث قرار دی، آپ کو اپنے علم کا خزانہ اور اپنی عزت کا روشن مینارہ قرار دیا، نیز آپ کو اپنے نور سے تشبیہ دی ہے۔ آپ کو لغزش سے محفوظ اور فتنہ و فساد سے مامون رکھا، پس اللہ تعالیٰ آپ کی دل داری کرتا ہے، لہٰذا مطمئن رہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی رحمت کی بارش بند نہیں کی اور نہ ہی اپنی نعمتوں کا نزول روکا ہے۔

فانتم اهل الله عزّوجلّ الّذين بهم تمت النّعمةُ واجتمعت الفرقة، وائتلعف الكلمة ، و انتم اوليآؤهٗ ، فَمن تولّاكم فاز ، ومن ظلم حقّكم زاهق ، مودّ تكم من الله واجبهٌ فى كتاب على عباده المؤمنين ـ

''پس آپ اہل خدا ہیں، پس آپ اولیاء خدا ہی ہیں جس کی وجہ سے نعمتیں تمام ہوئیں، باہمی یگانگت وجود میں آئی اور اختلافات ختم ہوئے، جوکوئی آپ سے محبت کرتا ہے وہ کامیاب ہے اور جس نے آپ پر ظلم و ستم کیا وہ برباد و ہلاک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے مومن بندوں پر آپ کی محبت فرض قرار دی ہے''۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ جب بھی آپ کی مدد کرنا چاہے وہ اس پر قادر ہے پس آپ ہر کام پر صبر و شکیبائی سے کام لو، کیونکہ ہر کام کا انجام اور اس کی انتہا خدا کی طرف سے ہے۔

فانتم الامانة المستودعة، ولكم المودةُ الواجبة ، والطّاعة المفروضة ، وقد قبض رسول اللهؐ و قداكمل يكم الدين ، وبيّن لكم سبيل المخرج ، فلم يترك لجاهل حجّة، فمن جهل او تجاهل اور انكراونسى او تناسى فعلى الله حسابه، والله من وّراء حوائجكم ، واستود عكم الله والسلام عليكم۔

''پس آپ ایسی امانت ہیں جو سپرد کی گی، آپ سے دوستی رکھنا لوگوں پر واجب ہے اور آپ کی اطاعت کرنا ان پر فرض ہے۔ رسول خداؐ دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں درحالانکہ دین مکمل کر چکے، نجات کا راستہ تمہارے لیے آشکار کر چکے اور کسی بھی نادان کے لیے کوئی بہانہ باقی نہیں

چھوڑا۔ اس کے باوجود اگر کوئی جاہل رہے تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے، یا اگر فراموش کردیتا یا انکار کرتا ہے یا بھولے پن کا اظہار کرتا ہے تو اس کا حساب کتاب خدا کے حوالے ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے، آپ سب کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، آپ پر درود وسلام ہو۔

راوی کہتا ہے: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

"یہ تسلیت و دل داری کس کی طرف سے کی گئی تھی؟"

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"خدا کی طرف سے" (الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۴۵، بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۵۴۷)

شان پیغمبر میں قصیدہ

کتاب کے اس حصّہ کے آخر میں دو مطالب کو ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پہلا مطلب قصیدہ ہمزیہ ہے، جسے ابوعبداللہ محمد سعید دلاصی (بوصیری) نے لکھا ہے، البتہ یہ قصیدہ زیادہ طولانی ہے، ہم نے اس کے آخری کچھ اشعار حذف کر دیئے ہیں۔ یہ قصیدہ پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کی شان میں لکھا گیا ہے۔

اشعار کا ترجمہ

☆ (اے محمدؐ!) تمام پیغمبروں میں سے کوئی بھی پیغمبر آپ کے مقام و منزلت تک کیسے پہنچ سکتا ہے، اے وہ آسمان جس کی بلندی تک کوئی نہیں پہنچ سکتا؟

☆ نہ صرف یہ کہ وہ آپ کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے، بلکہ آپ کے مقام والا اور ان کے مرتبہ کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے۔

☆ دوسرے انبیاء لوگوں کے درمیان آپ کا عکس تھے، بالکل ایسے ہی جیسے پانی ستاروں کو منعکس کرتا ہے۔

☆ (اے رسول خدا!) آپ پر فضیلت و برتری کا چراغ فیروزاں ہے، جتنی بھی روشنیاں موجود ہیں وہ آپ کے انوار درخشاں کا پرتو ہیں۔

☆ عالم غیب کے علوم کے مالک آپ ہیں، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام نے فقط آپ کے اسماء مبارکہ سے استفادہ کیا ہے۔

☆ حقیقت ہستی میں سے صرف آپ کے لیے پاک و پاکیزہ ماؤں اور باپوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔

☆ پیغمبروں کی پیغمبری کے دوران کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا جس میں انہوں نے اپنی کتب کو آپ کے آنے کی خوش خبری نہ سنائی ہو۔

☆ زمانے اور اوقات آپ کے وجود مبارک کی وجہ سے فخر کرتے ہیں، اور آپ کے مقام والا کی وجہ سے تکامل کے مدارج طے کرتے ہیں۔

☆ اس جہان ہستی کا آغاز آپ سے ہوا، آپ اپنے بزرگوار اجداد کے ذریعے جہان ہستی پر قدم رنجا ہوئے۔

☆ آپ کا بلند و بالا نسب دیکھ کر یوں گمان ہوتا ہے جیسے ستارے آسمان کے وسط میں ستارۂ جوزا کا احاطہ کیے ہوتے ہوں۔ (کہتے ہیں ستارہ جوزا ایسا ستارہ ہے جو آسمان کے وسط میں مستقر ہے)(مترجم)

☆ آفرین ہو آپ پر! کہ آپ سروری و افتخار کے ہار میں ایسا گوہر بے بہا ہیں، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی

☆ آپ کا درخشندہ چہرہ آفتاب عالمتاب کی طرح ایسا چمکا، کہ آپ کی آمد سے تاریک شب روشن ہوگئی۔

☆ آپ کی شب میلاد ایسی شب تھی کہ جس کے دن کا آغاز انتہائی پر مسرت انداز میں ہوا۔

☆ اس رات بشارت دینے والے مسلسل خوش خبری دیتے رہے کہ اے لوگو! محمدؐ دنیا پر تشریف

لا چکے ہیں لہٰذا ایک دوسرے کو تبریک و تہنیت کہنا مناسب ہے۔

☆ اس رات ایوان کسریٰ کے کنگرے ٹوٹ گئے اگر یہ آپ کی ولادت کا معجزہ نہ ہوتا تو پھر شکوہ تعمیر شدہ کنگرے کبھی نہ ٹوٹتے۔

☆ اس رات آتش کدے ٹھنڈے پڑ گئے، ان لوگوں نے آتش کدے خاموش ہونے کی وجہ سے اپنے دن کا آغاز مصائب و مشکلات سے کیا۔

☆ جس رات اہل فارس کے چشموں کا پانی اتر گیا، کیا ان کے آتش کدوں کی آگ اسی پانی سے خاموش ہوئی ہے؟

☆ یہ ایسا مولود ہے جس کے طلوع ہونے سے کفر کے ماتھے پر ذلت و خواری اور بے چارگی و نابودی رقم ہو گئی۔

☆ پس حضرت آمنہ علیہا السلام کو وہ فضیلت مبارک ہو جو اس مولود مسعود کی وجہ سے حضرت حوا علیہا السلام پر عزت و شرف کا موجب بنی۔

☆ حضرت حوا علیہا السلام نے کون سا فرزند پیدا کیا؟ درحالانکہ حضرت آمنہ علیہا السلام نے احمد (مصطفیؐ) کو اپنے شکم میں اٹھائے رکھا اور انہیں دنیا میں لایا۔

☆ ہاں وہ کتنا اچھا دن تھا جب دختر وہب کو اس تولید سے ایسی عزت و کرامت ملی، جو آج تک کسی خاتون کو نصیب نہیں ہوئی۔

☆ انہوں نے اپنی قوم کو ایسا فرزند عطا کیا جو حضرت مریم عذرا علیہا السلام کے فرزند سے بہتر و افضل تھا جو انہوں نے ان سے قبل پیدا کیا تھا۔

☆ جب ان کے ہاں یہ مولود پیدا ہوئے تو فرشتوں نے انہیں مبارک باد دی اور ہمیں بھی اس سے سکون ملا۔

☆ مولود مبارک نے ولادت کے بعد اپنا سر بلند کیا، یہ خدا کی بزرگی، عظمت اور سربلندی کی طرف اشارہ تھا۔

☆ ان کی آنکھیں آسمان کی طرف تھیں اور اپنے اطراف میں دیکھ رہے تھے، یہ چیز اس کی سربلندی اور منزلت والا کی طرف اشارہ ہے۔

☆ ستاروں کی روشنی نے ان کا استقبال کیا، اس طرح سے نور سے ہر جگہ روشن و منور ہو گئی۔

☆ یہاں تک کہ قیصر روم کے محلات نظر آنے لگے اور جن کے گھر سرزمین بطحا پر تھے انہوں نے بھی نظارہ کیا۔

☆ انہیں دودھ پلانے سے ایسے ایسے حیران کن معجزات ظاہر ہوئے جو کسی سے بھی ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔

☆ اس وقت دودھ پلانے والی عورتیں یتیم ہونے کی وجہ سے انہیں قبول کرنے پر تیار نہ تھیں، وہ کہتی تھیں اس یتیم سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

☆ یہاں تک کہ خاندان سعد کی ایک خاتون آگے بڑھی، وہ حالانکہ ان کی زبوں حالی اور غربت کا یہ عالم تھا کہ کسی نے بھی اپنا بچہ دودھ پلانے کے لیے انہیں نہیں دیا۔

☆ انہوں نے اس مبارک بچہ کو دودھ پلایا، اس کی وجہ سے وہ خود اور ان کے بچے، بھیڑ بکریوں کے دودھ سے سیراب ہوئے۔

☆ صبح کے وقت بھوک کی وجہ سے ان کے شکم کمر کے ساتھ لگے ہوئے تھے، لیکن شام کے وقت جیسا کہ انہوں نے اس مولود کو اپنی تحویل میں لیا تو فقر و فاقہ ان کے گھر سے رخصت ہو گیا۔

☆ جس وقت سے پیغمبر اکرمؐ نے ان کا دودھ پیا، ان کی زندگی بابرکت اور نعمتوں سے مالا مال ہو گئی۔

☆ یہ عظیم نعمت کس قدر اچھی ہے، جس کا اجر و ثواب برابر دیا گیا۔

☆ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو کسی نیک اور خوش بخت شخص کی خدمت کا حکم دیتا ہے تو وہ تمام کے تمام خوش حال و خوش بخت ہو جاتے ہیں۔

☆ ہاں! یہ ایسا بیج ہے جس سے بہت زیادہ خوشے نکلتے ہیں اور اس کے بیجوں سے ناتوان لوگ شرف و بزرگی کی منزل پالیتے ہیں۔

☆ حلیمہ سعدیہ ان کا دودھ چھڑوانے کے بعد انہیں ان کے جد بزرگوار کے پاس لے آئیں اور ان کا دودھ چھڑوانے کے بارے میں کئی حکایات نقل کیں۔

☆ کیونکہ اس وقت خدا کے فرشتوں نے اس مولود مبارک کے گرد یوں گھیرا ڈالا ہوا تھا کہ حلیمہ سعدیہ نے یہ خیال کیا کہ وہ اس مولود مبارک کے ساتھ ہیں۔

☆ پیغمبر اکرمؐ نے ان کی مسرت و شادمانی کو محسوس کیا، اس خوشی سے ان کے وجود میں حرارت پیدا ہوئی جس وجہ سے ان کا وجود مبارک گرم ہو گیا۔

☆ حلیمہ اس خوبصورت بچے سے بڑی مشکل اور ناراحتی کے ساتھ جدا ہوئیں کیونکہ جب تک یہ مولود مبارک ان کے ساتھ رہا، وہ کبھی محزون و مغموم نہ ہوئیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیغمبری پر مبعوث کیا تو ان کی نگہبانی کے کئی شہاب نازل فرمائے، جو ان کا اطراف سے احاطہ کیے ہوئے تھے۔

☆ تاکہ وہ جنوں کو استراق سمع اور تجسس سے روکیں اور انہیں اس طرح سے دور کریں جیسے گلہ بان بھیڑیوں کو گلے سے دور بھگاتا ہے۔

☆ اس بناء پر آیات اور علامات وحی (جو زوال پذیر نہیں) نے جادو ٹونے کی علامات کو ختم کر دیا۔

☆ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ان کا اس حال میں دیدار کیا کہ وہ عفت و حیا اور تقویٰ و پرہیزگاری جیسی صفات حمیدہ سے مزین تھے۔

☆ جس وقت وہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کو دیکھنے کے لیے گئے تو ابر ان کے اوپر سایہ کیے ہوئے تھے جو انہیں سورج کی حدت سے محفوظ رکھے ہوئے تھے۔

☆ وہ احادیث جو رسول خداؐ کی بعثت کو بیان کرتی ہیں ان کے پورا ہونے کا وقت

پہنچ چکا ہے۔

☆ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے انہیں ازدواج کے لیے پیش نہاد کی، کس قدر اچھا ہے کہ نیک لوگ اپنی اس آرزو کو پالیتے ہیں۔

☆ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں تھے کہ جبرئیل آنحضرت کی زیارت کے لیے آیا، در حقیقت ان امور میں خردمندوں کے لیے غور وفکر کی منزل ہے۔

☆ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں تھے کہ جبرئیل آنحضرت کی زیارت کے لیے آیا، در حقیقت ان امور میں خردمندوں کے لیے غور وفکر کی منزل ہے۔

☆ رسول خداؐ پر وحی الٰہی نازل ہو رہی تھی کہ آپ نے اپنے اوپر چادر اوڑھی ہوئی تھی حضرت خدیجہؑ نے ان کے چہرہ اقدس سے چادر ہٹائی تا کہ دیکھیں کہ وحی الٰہی دریافت کر رہے ہیں یا عالم بے ہوشی میں ہیں؟

☆ جب انہوں نے آنحضرت کے چہرے سے چادر ہٹانی چاہی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کی آنکھوں سے پنہاں ہو گئے اور آپ نے دوبارہ ان کے چہرۂ اقدس پر چادر ڈال دی۔

☆ اس بناء پر حضرت خدیجہ علیہا السلام سمجھ گئیں کہ یہ وحی خزانہ اور نایاب چیز ہے جس کی تلاش میں وہ تھیں۔

☆ اس کے بعد رسول خداؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دی، یہ اس وقت کی بات ہے جب کفار انتہائی مضبوط تھے انہوں نے اس دعوت کو سختی سے رد کر دیا۔

☆ وہ لوگ ایسی امت تھے جن کے دلوں میں کفر کی مہریں لگی ہوئی تھیں اور گمراہی نے ان کے پورے وجود میں اپنی جڑیں پھیلا رکھی تھیں۔

☆ ہم نے اپنی آنکھوں سے ان کے معجزات دیکھے اور راہ حق کے راہی بنے، جب

حق آ جائے تو ہر قسم کا نزاع و جدال رخت سفر باندھ لیتا ہے۔

☆ اے میرے پروردگار! سچ بات تو یہ ہے کہ ہدایت وہی ہے جو تیری طرف سے ہوتی ہے، آپ کی آیات اور نشانیاں ایسا نور ہیں کہ جس کے ذریعے تو جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

☆ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بعض غیر عاقل لوگوں کو ایسی چیز کا الہام ہوتا ہے، جسے صاحب عقل و خرد لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں۔

☆ جس وقت اصحاب فیل خانہ خدا کو گرانے کے لیے آئے تو ہاتھی آگے بڑھنے سے رک گئے، جبکہ اصحاب فیل نہ سمجھ سکے اور ان کی ہوشیاری و چالاکی نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

☆ بعض اوقات جمادات اور بے جان اشیاء نے بڑی فصیح زبان میں گفتگو کی اور پیغمبر اکرمؐ کی شان میں ایسی سخن گوئی کی کہ نامی گرامی فصحاء اسے بیان کرنے سے عاجز آ گئے تھے۔

☆ بربادی ہو ایسی قوم کے لیے کہ جس سرزمین کے ہرن اور سوسمار پیغمبرؐ کے ساتھ انس رکھتے ہوں لیکن لوگوں نے ان پر ظلم و ستم کیا۔

☆ لوگوں نے ان کا فراق برداشت کر لیا، درحالانکہ درخت کا تنہ آنحضرت کی جدائی برداشت نہ کر سکا اور ان لوگوں نے انہیں اپنے آپ سے دور کیا، لیکن غرباء کے دلوں میں ان کی مہر و محبت بیٹھ چکی تھی۔

☆ ان لوگوں نے انہیں اپنی سرزمین سے نکال دیا، انہوں نے غار میں پناہ لی اور چاندی کی مانند سفید کبوتر نے ان کی حمایت کی۔

☆ عنکبوت نے جالا بن کر ان کی حفاظت کی، ایسی حفاظت جس کی کبوتر میں طاقت و قوت نہیں تھی۔

☆ پس وہ ان آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، درحالانکہ ان کی آنکھوں کے سامنے تھے، یعنی ظاہر و بظاہر ہونے کے باوجود مخفی و پوشیدہ تھے۔

☆ اس طرح سے جب حضرت محمد مصطفیؐ مدینہ کے نزدیک پہنچے تو ادھر سے شہر مکہ کے دیدار کا شوق ہوا۔

☆ جنوں نے ان کی مدح سرائی میں ایسی آوازیں نکالیں کہ انسان ان کی آوازیں سن کر وجد و سرور میں آ گئے۔

☆ سراقہ نے آپ کے پاؤں کے نشانات تلاش کر لیے، لیکن بے آب و گیاہ سر زمین نے اسے غرق کر لیا۔

☆ اس سرزمین نے جب اسے باہر اگلا تو اس شخص نے آنحضرت کو ایسے پکارا، جیسے کوئی غرق شدہ نجات حاصل کرنے کے لیے کسی کو پکارتا ہے۔

☆ اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے اس سرزمین کو انتہائی سرعت سے طے کیا، ان کے پاس ان آسمانوں کی طرف سیر کرنے کی قوت ہے جو زمین کے اوپر ہیں۔

☆ پس اس رات کی تعریف و توصیف بیان کرو جس رات میں منتخب شدہ پیغمبرؐ براق پر سوار ہوئے۔

☆ اس کے ذریعے وہ بلندیوں پر گئے اور قاب قوسین کی منزل پر پہنچے جو سیادت و بزرگی کی علامت تھی۔

☆ یہ ایسے مقامات ہیں جہاں تک آرزو کرنے والے نہیں پہنچ سکتے ایسی آرزو کرنے والے ہمیشہ مایوس و ناامید رہتے ہیں۔

☆ جب رسول خداؐ زمین پر واپس آئے تو شکرانے کے طور پر لوگوں کو وہ نعمتیں عطا فرمائیں جو پروردگار عالم کی طرف سے آپ کو عطا کی گئیں۔

☆ آپ نے لوگوں کو یہ معجزہ دکھایا اور قاطعیت کے ساتھ بیان فرمایا، پس یقین نہ

کرنے والوں کا شک و تردید ایسے آشکار ہو گیا جیسے پانی کے اوپر جھاگ اور میل کچیل ظاہر ہوتی ہے۔

☆ انہوں نے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دی، اگرچہ اہل کفر نے ان کی سخت مخالفت کی اور ان کی اہانت کی۔

☆ انہوں نے لوگوں کو خدا کی توحید کی طرف راہنمائی فرمائی کہ لوگوں کو خدا تک پہنچانے کا یہی روشن راستہ ہے۔

☆ خدا کی طرف سے انہیں جو نرمی اور رحمت عطا کی گئی، اس کی وجہ سے سخت ترین پتھر بھی ان کے سامنے نرم پڑ گئے۔

☆ پس اس کے بعد زمین اور نیلگوں آسمان نے ان کی دعوت کی، ان کی مدد کی اور ان کو کامیابی بطور ہدیہ پیش کی۔

☆ اسی وسیلہ سے اجمل عربوں نے نادانی و جہالت کے باوجود ان کی اطاعت کی۔

☆ محمد مصطفیؐ پر مسلسل آیات الٰہی نازل ہوتی رہیں، اس طرح سے کہ انہوں نے تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

☆ جس وقت وہ کتاب خدا سے آیات الٰہی کی تلاوت فرماتے تو فرشتے ان کی حمایت کرتے۔

☆ انہیں مسخروں کے شر سے محفوظ رکھتے، بہت سی قومیں تھیں جنہوں نے آپ کا مذاق اڑایا۔

☆ پیغمبر خداؐ نے بارگاہ الٰہی میں ان پر لعنت بھیجی تا کہ ظالم و ستم گر نابود ہو جائیں۔

☆ وہ پانچ افراد جو آنحضرت کو اذیت کرتے تھے ان میں کچھ مرض کی وجہ سے بیمار پڑ گئے اور کچھ موت کے منہ میں چلے گئے۔

☆ پس اسود بن مطلب اسی مصیبت میں مبتلا ہوا کہ اگر وہ تمام مخلوقات پر نازل ہوتی

تو انہیں ہلاک و برباد کر دیتی۔

☆ اسد بن عبدیغوث پر ایسی مصیبت نازل ہوئی کہ اسے موت کا جام گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا گیا۔

☆ ولید اسے تیر کا ہدف ٹھہرا کہ اگر وہ بڑے سے بڑے سانپ کو مارا جاتا تو وہ بھی موت کے گھاٹ اتر جاتا۔

☆ عاص کی پیشانی پر ایسا کانٹا پیوست ہوا کہ اس کا حال صرف خداوند قدوس ہی جانتا ہے۔

☆ صرت کے سر پر شمشیر کی ایسی کاری ضرب لگی کہ اس کا سر بدن سے جدا ہو گیا۔

☆ اس طرح سے زمین ان کے شر سے پاک ہوئی اور ان کے فلج شدہ ہاتھ ازار واذیت دینے سے رک گئے۔

☆ ایسے پانچ نفر پانچ صحیفوں کے مقابلے میں قربان ہوئے، اگر کریم افراد سے ہو سکے تو ایسا مقابلہ کریں۔

☆ ایسے جوان مرد جو نیک کام انجام دینے کے لیے شب و روز اس طرح بیدار ہیں کہ صبح و شام ان کا کام تعریف کریں۔

☆ کتنا اہم کام تھا جو زمعہ نے ہشام کے بعد انجام دیا، سچ بات تو یہ ہے کہ وہ ایک بہت زیادہ کام کرنے والا شخص تھا۔

☆ اس طرح زہیر، مطعم بن عدی اور ابوالبختری کون سا اہم کام انجام دینا چاہتے ہیں۔

☆ ہاں! انہوں نے اس صحیفہ کو پارا پارا کر دیا جس میں دشمنوں نے آپس میں گٹھ جوڑ کا پکا وعدہ کیا ہوتا تھا۔

☆ پیغمبر خداؐ نے وحی کے ذریعے اس بات کی اطلاع دی اس طرح سے اور بھی بہت سے ایسے غیبی واقعات پیش آئے جس کے بارے میں آنحضرت نے مطلع کیا۔

☆ یہ گمان نہ کرو کہ جب ان لوگوں نے آنحضرت کی شان میں بے ادبی کی تو پیغمبر کی طرف سے بھی ان پر کوئی ستم ہوا ہو۔

☆ پیغمبروں کا حسن مسائل سے بھی واسطہ پڑا، چاہے وہ تنگی وسختی ہو یا رفاہ آسائش، سب کے سب قابل ستائش اور پسندیدہ ہیں۔

☆ کیونکہ اگر سونے کو آگ سے کوئی نقصان پہنچتا تو اسے ہرگز کوئی بھی آگ میں نہ ڈالتا۔

☆ بہت سے ایسے لوگ تھے جو ہمیشہ پیغمبر خداؐ کو اذیت دینے کے درپے رہے لیکن خداوند متعال مانع ہوا، اس طرح کے بہت سے لوگ تھے جو ایسا کرنا چاہتے تھے

☆ اس وقت جب وہ تنہا تھے انہوں نے لوگوں کو حق کی دعوت دی، یہ دعوت دشمنوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھتی۔

☆ یہاں تک ایک گروہ نے ارادہ کیا کہ آنحضرت کو قتل کر دیا جائے، لیکن ان کی تلوار نے ان کا ساتھ نہ دیا اس طرح سے سکون پلٹ آیا۔

☆ جب ابو جہل آنحضرت کو اذیت دینا چاہتا تھا تو اس نے ایک ہولا دیکھا جو اسے نگل جانا چاہتا تھا۔

☆ ابو جہل نے خرید وفروش میں ایک شخص کے ساتھ دھوکہ کیا اور اس کا قرض ادا نہیں کر رہا تھا، پیغمبر خداؐ نے اس سے قرض کا مطالبہ کیا۔

☆ جس وقت اس نے دیکھا کہ پیغمبرؐ اس شخص کی خاطر آئے ہیں تو اس نے مجبور ہو کر اس کا قرض ادا کیا۔

☆ البتہ ابو جہل نے اس سے قبل پیغمبر اکرمؐ سے کئی ایک معجزات دیکھے تھے، لیکن ایسے شخص سے ایسا کام اس کی خطا شمار نہیں ہوگا۔

☆ نبی اکرمؐ کو اذیت کرنے والوں میں سے ایک حمالۃ الحطب تھا، وہ پتھر اٹھائے ہوئے بھوکے بھیڑیے کی طرح پیغمبر کی تلاش میں تھا۔

☆ جس روز سورہ "تبّت" اس کے بارے میں نازل ہوئی تو غصے کی حالت میں پیغمبر کے پاس آیا اور کہا کیا کوئی شخص میری طرح احمد کی توہین کرتا ہے؟

☆ وہ جتنا پھرا، پیغمبر کو نہ دیکھ سکا، بینائی سے محروم آنکھیں کس طرح سے سورج کو دیکھ سکتی ہیں؟

☆ جب یہودی عورت نے آنحضرت کو گوسفند کے گوشت میں زہر ملا کر مسموم کیا، اس وقت اشقیاء کی طرف سے آنحضرتؐ پر کس قدر مصیبت نازل ہوئی؟

☆ پس گوشت کا ٹکڑا حکم خدا سے گویا ہوا اور ان کے راز کو فشاء کر دیا۔

☆ چونکہ پیغمبر اکرم خلق عظیم کے مالک تھے، انہوں نے قصاص کا مطالبہ نہ کیا۔

☆ جنگ "ہوازن" میں انہیں فضیلت عطا کی کیوں کہ اس سے قبل ان کی تربیت انہیں میں ہوئی تھی۔

☆ جب اسیروں کو آپ کی خدمت میں لایا گیا تو ان میں ایک آپ کی رضاعی بہن تھی کہ کفار نے جس کا مقام و مرتبہ کم کیا اور انہیں اسیر بنالیا۔

☆ جب اسے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو آپ نے اس کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اسے آپ کے لیے بطور ہدیہ لایا گیا ہے۔

☆ ہاں! حضرت محمدؐ نے اس کے لیے اپنا پیراہن بچھایا، یہ اس عورت کے بلند مرتبہ ہونے پر دلیل ہے۔

☆ جب وہ پراہن پر بیٹھ گئی تو عورتوں کی سردار بن گئی، جبکہ عظیم المرتبہ خواتین اس کے مقابلے میں کنیزیں بن گئیں۔

☆ ہاں آنحضرتؐ کے اوصاف سن اور ان کے معانی سمجھ کر اپنی روح کو شاد کرو، ان کی حقیقت کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔

☆ آنحضرت کے صفات جو شعر اور نثر کی صورت میں بیان کیے گئے انہیں سن کر

اپنے کانوں میں رس گھولیں۔

☆ کیونکہ ہر اچھی صفت کا آغاز انہی سے ہوتا ہے، تمام اچھی صفات ان کا احاطہ کیے ہوئے ہیں، کائنات کا آغاز انہی سے ہوا۔

☆ وہ ایسی بزرگوار ہستی ہیں جن کی مسکراہٹ تبسم ہے، راستہ چلنا باوقار طریقے سے ہے اور ان کی نیند بہت کم ہے۔

☆ ان اخلاق حسنہ نسیم سحر کی طرح ہے اور ان کی زندگی پر ثمر باغ کی مانند ہے۔

☆ ان کا پورا وجود مہر و محبت، حزم و عزم، حدیث و وقار اور عصمت و حیا سے سرشار تھا۔

☆ وہ اس قدر بزرگوار اور کریم ہیں کہ کسی قسم کی برائی ان کے قلب پاک میں خطور نہیں کرتی ہے۔

☆ اللہ تعالٰی نے انہیں ایسی عظیم نعمت سے نوازا ہے کہ بڑے بڑے سردار ان کے سامنے حقیر و ناچیز ہو گئے۔

☆ آنحضرتؐ کی قوم نے ان کے ساتھ بے وقوفانہ برتاؤ رکھا، لیکن انہوں نے چشم پوشی اور درگزر سے کام لیا، کیونکہ وہ صبر و شکیبائی کے حامل تھے اور ان کا طریقہ کار چشم پوشی تھی۔

☆ ان کے علم و حلم نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، کیونکہ وہ ایسا بحر بے کراں ہیں جس میں کبھی بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔

☆ تمہاری دنیا اس قدر چھوٹی اور بے ارزش ہے کہ جس کی طرف امساک کی نسبت دے سکتے ہیں، جو اس کی عطا ہے۔

☆ آفتاب فضیلت انہی کے وجود میں متحقق ہے، درواقع وہی خورشید درخشاں و تاباں ہیں۔

☆ جس وقت وہ آشکار ہوتا ہے تو اس کے نور کا پرتو تمام سائے ختم کر دیتا ہے، سچ بات تو یہ ہے کہ وہ سایوں کو ایسی چمک و روشنائی عطا کرتا ہے جو ثابت و مستحکم

ہوتی ہے۔

☆ وہ ایسی ہستی ہیں کہ جن کے اوپر بادل سایہ کناں ہوتے ہیں، کون ہے جس کے اوپر بادل سایہ کرتے ہیں؟

☆ تمام فضیلتیں اور اچھائیاں ان کی بارگاہ میں اکٹھی پڑ گئیں، انہی کے سبب سے ہوا وہوس ہماری عقلوں سے دور ہو گئے ہیں۔

☆ جب صبح کی روشنی ہو جائے تو کیا ستارے آشکار ہو سکتے ہیں یا آفتاب کے سامنے تاریکی مقاومت کر سکتی ہے؟

☆ ان کا کردار و گفتار معجزنما ہے، وہ اخلاق حسنہ کے مالک ہیں، وہ سب کے ساتھ عادلانہ طور پر پیش آتے ہیں۔

☆ پیغمبر اکرمؐ کے فضل وشرف سے ہرگز کسی کا مقائسہ نہ کرو، کیونکہ وہ بحر بے کراں ہیں اور لوگ ان کے پرتو کے علاوہ کچھ نہیں ہیں۔

☆ دنیا جہاں میں جتنی بھی فضیلتیں اور شرافتیں پائی جاتی ہیں وہ پیغمبر اکرمؐ کے فضل و شرف کے صدقے میں ہیں، بلکہ تمام اچھے لوگوں نے سارے فضائل آنحضرت سے عاریۃً لیے ہیں۔

☆ تمام فضائل انہی کے سینہ سے ظاہر ہوئے، چاند انہی کی خاطر دو ٹکڑے ہوا، اور ہر شرط کے لیے جزا ہوتی ہے۔

☆ انہوں نے لشکر کفار کی طرف سنگریزے پھینکے، جس کی وجہ سے وہ منتشر ہو گئے اور ایک دوسرے کے سامنے نہ ہوئے۔

☆ جس سال لوگ خشک سالی کا شکار ہوئے تھے تو انہوں نے بارش کی دعا کی۔

☆ ان کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی جس کی وجہ سے خشک سالی ختم ہو گئی۔

☆ یہاں تک کہ حیوانات کی چراگاہیں سیراب ہوگئیں، جو جگہ بھی تشنگی کا احساس کر رہی تھی وہ بھی سیراب ہوگئی۔

☆ اس قدر بارش برسی کہ لوگوں نے آپ کے حضور شکوہ کیا کہ وہ سیلاب کی وجہ سے تنگ آچکے ہیں۔

☆ آنحضرتؐ نے دعا کی تو آسمان سے بادل چھٹ گئے، پس اس بارش کی تعریف میں کیا کچھ کہوں، جس نے سیراب کیا۔

☆ جب زمین بارش سے سیراب ہوگئی تو آنکھیں روشن ہوگئیں اور لوگ زندہ ہو گئے۔

☆ زمین کو آسمان کی طرف دیکھو کہ جس کے ستاروں سے تاریکیاں روشنی میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

☆ وہ درّ اور یاقوت جنہوں نے ان کے نور سے سفیدی و سرخی جذب کی، ان کے سامنے شرمندہ ہیں۔

☆ اے کاش! ایک دفعہ میں ان کے خوبصورت چہرے کا دیدار کر سکتا، یہ ایسا بابرکت چہرہ ہے جو بھی اس کا دیدار کرے گا، اس سے شقاوت ختم ہو جائے گی۔

☆ یہ ایسا مبارک چہرہ ہے کہ اگر تھکاوٹ سے بے حال لشکر اس چہرے کا دیدار کرتا تو اس کی تھکاوٹ دور ہو جاتی۔

☆ وہ ایسی ہستی ہیں کہ جن کے لیے زمین کو سجدہ گاہ قرار دیا، جس وقت وہ غار حرا میں نماز میں مشغول تھے تو زمین خوشی سے اپنے اوپر فخر کرنے لگی۔

☆ ان کے چہرے کی درخشندگی اور روشنی ایسی ہے جیسے چاند کی روشنی زمین پر ہوتی ہے۔ ان کے حسن و جمال کے سامنے ہر طرح کا حسن و جمال ماندہ پڑ گیا اور ہر قسم کا حسن و جمال ان کا حسن و جمال دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔

☆ وہ اس شگوفے کی مانند ہیں جو گھاس کے درمیان سے نکلتا ہے وہ ایسا حد ہیں

جس سے تخت نیا ہوتا ہے۔

☆ قریب ہے کہ ان کے نور کی چمک آنکھوں کو خیرہ کردے، یہ اس راز کی وجہ سے ہے جو صاحب عقل و ہوش لوگوں نے بتایا ہے۔

☆ ان کے چہرے کی خوبصورتی اور وقار نے سختیوں کے آشکار ہونے کو محفوظ رکھا۔

☆ جب لوگوں کے چہرے ان کے روبرو ہوتے تو وہ خیال کرتے کہ آنحضرت کے نور کی روشنی سے ان کے تن بدن پر حرباء پرندہ (جو سورج کے سامنے جاتے تو کئی رنگ بدلتا ہے) کی مانند گونا گوں رنگ چمک رہے ہیں۔

☆ جس وقت ان کے بدن کی خوشبو سونگھتے ہو تو اس وقت ان کے انوار تمہارے اوپر چمکتے ہیں۔

☆ یا جس وقت تم ان کی دست بوسی کرتے ہو تو وہ ہاتھ خدا کی خاطر پکڑتا ہے اور نیکی کرتا ہے۔

☆ یہ ایسا ہاتھ ہے جس سے بادشاہ ڈرتے ہیں اور بے سہارا لوگ تونگری و بے نیازی کے امیدوار ہوتے ہیں۔

☆ اس ہاتھ کی جود وسخا ہمیشہ سیلاب کی مانند جاری ہے، یہ تمہارے لیے دوسرے ہاتھوں کی نسبت کافی ہے۔

☆ جب یہ ہاتھ اس گوسفند کے پستانوں سے مس ہوا، جن سے دودھ خشک ہو چکا تو اس حیوان کے تھنوں میں دودھ اتر آیا اور اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

☆ جس سال یہ ہاتھ خشک شدہ چشمے کے ساتھ مس ہوا تو اس سے پانی ابلنے لگے، کھجور کے درخت نے پھل اٹھالیا اور سنگریزوں نے تسبیح شروع کردی۔

☆ چشمہ میں پانی جاری ہونے سے لوگوں نے شدت پیاس کی موت سے نجات حاصل کی، وہ قوم جو فقر و فاقہ کی زندگی گذار رہی تھی، اس سے زادو توشہ اور پانی ذخیرہ کیا۔

☆ یہ انہی کا معجزہ ہے کہ ایک صاع یعنی تین کلو غذا سے ہزار افراد کا شکم پر ہوا اور تین کلو پانی سے ایک ہزار لوگ سیراب ہوئے۔

☆ سلمان کا وہ قرض ادا کیا جو مرغی کے انڈے کے برابر تھا، ان کی آبرو محفوظ کی، جب قرض چکانے کا وقت آن پہنچا۔

☆ جس وقت کھجور کی گٹھلی ایک گھنٹے میں بلند قامت درخت بن گیا، اس طرح سلمان نے غلامی سے نجات حاصل کی اور آزاد ہو گیا۔

☆ کیا سلمان کا عذر قبول نہیں کرتے جس وقت انہیں غلامی سے آزاد کیا گیا؟

☆ ہاں! ایسا شدید درد کہ جس کا معالجہ کرنے سے ڈاکٹر عاجز آ چکے تھے، جس وقت آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک اس مریض پر رکھا تو اسے شفا مل گئی۔

☆ کئی لوگ جو آشوب چشم میں مبتلا تھے، جب آنحضرتؐ اپنا ہاتھ ان کی آنکھوں سے مس کرتے تو انہیں شفا مل جاتی اور ان کی نظر اس قدر قوی ہو جاتی کہ وہ رات میں دن کی طرح دیکھ سکتے تھے۔

☆ قتادہ کی آنکھ جب دوران جنگ معیوب ہو گئی تو آنحضرتؐ نے ان کی آنکھ کو شفاء عطا کی، شفا بھی ایسی کہ آخری عمر تک اس کی آنکھیں نور کی طرح چمکتی رہیں۔

☆ ان کے قدموں کی خاک چومنے کی وجہ سے چلنے میں وقار اور حیا آتا ہے۔

☆ ان کے پاؤں کی جگہ قلب ہے جس وقت وہ زمین پر قدم رکھتے ہیں۔

☆ یہ وہ قدم ہیں جو مسجد الحرام کی طرف اٹھے اور علی علیہ السلام نے ان کے قدموں کو کبھی فراموش نہیں کیا۔

☆ جب ہر جگہ پر رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو امید رکھتے ہوئے زمین پر چلتے ہیں اور عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

☆ یہ پاؤں جنگ میں خون آلودہ ہو گئے تو شہداء نے ان کے خون سے کسب عطر کیا۔

☆ یہ پاؤں محراب میں عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور میدان جنگ میں ڈٹ جاتے ہیں۔ عبادت اور آسائش میں کس قدر راستے طے کیے۔

☆ میں انھیں اس حال میں دیکھتا ہوں کہ اگر وہ غار حراء میں آرام نہ فرماتے تو وہ اپنے پاؤں سے صحراؤں میں ہیجان پیدا کر دیتے۔

☆ کفار پر تعجب ہے کہ جن کی وجہ سے عقلاء ہدایت کرتے ہیں ان کی گمراہی میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ وہ لوگ آنحضرتؐ سے آسمانی کتاب کی درخواست کرتے ہیں درحالانکہ قرآن کریم اپنی پوری عظمت کے ساتھ نازل ہو چکا ہے۔

☆ کیا قرآن ان کے لیے کافی نہیں ہے جو ذکر خدا ہے اور اس میں لوگوں کے لیے رحمت اور شفاء ہے؟

☆ ایسی کتاب کہ جن و انس جس کی ایک آیت کے مقابلے میں کوئی آیت لانے میں سے بے بس و ناتوان ہیں! کیا بلغاء و فصحاء میں ایسی توانائی و طاقت ہے؟

☆ یہ ایسی کتاب ہے جو سامعین کو ہر روز ایک معجزہ بطور ہدیہ عطا کرتی ہے، بہترین الفاظ کے ذریعے۔

☆ یہ ایسی کتاب ہے جس کے سننے سے کانوں اور پڑھنے سے منہ مزین کیا جاتا ہے کیونکہ یہ کتاب تمام کی تمام بہترین زینت ہے۔

☆ یہ ایسی کتاب ہے جس کے الفاظ لطیف اور معانی لطیف تر ہیں یہ ایسی خوبصورت دلہن ہے جو زیورات سے مزین ہو کر آئی!

☆ یہ ایسی کتاب ہے جس نے ہمیں فضیلت کے رموز سکھلائے جو صاف و روشن تھے۔

☆ سچ بات تو یہ کہ یہ کتاب ہمارے چہروں کو اس وقت نورانی کرے گی، جس وقت چہروں کے رنگ اڑے ہوئے اور غبار آلودہ ہوں گے۔

☆ اس کی سورتیں ہماری زندگی کی تصویروں اور دیکھنے والے کی آنکھوں کی مانند ہیں۔

☆ لوگوں نے نزدیک اس کی گفتگو جسموں کی طرح ہے، پس مضبوط ترین خطیب حضرات بھی تمہیں شک و وہم میں نہیں ڈال سکتے۔

☆ اس کا حروف ہجاء جو آیات سے علیحدہ ہوتے ہیں انہوں نے کن علوم کو آشکار کیا ہے۔

☆ اس کی آیات اس بیج کی مانند ہیں، جس سے طلائی رنگ کونپلیں نکلتی ہیں، جس سے زاوج خوش حال ہوتے ہیں۔

☆ لیکن کفار انہیں سنتے تو شک و تردید میں پڑ جاتے اور کہتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے، جو جادو کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

☆ جب واضح نشانیاں اور دلیلیں انہیں بے نیاز نہ کریں، پس ان سے ہدایت کی التماس کرنا خستگی آور اور گمراہی ہے۔

☆ جس قوت علم و آگاہی کی وجہ سے عقلیں گمراہ ہو جائیں تو اس وقت نصیحت کرنے والے کیا کہہ سکتے ہیں؟

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دین و مذہب کے ساتھ وہی سلوک کیا جو تم لوگوں نے دین حنیف کے ساتھ کیا ہے۔ مزید کہتے ہیں:

وعلیّ صنو النبیّ ومن دیہ
بن فوادی و دادہ والولاء
ووزیرا بن فی عمر المعالی
ومن الأھل تسعد الوزراء
لم یزدہ اکشف الغطاء یقیناً
بن ھو الشمس ما علیہ غطاء

"حضرت علی علیہ السلام پیغمبر اکرمؐ کے بھائی ہیں کہ میرے دل کی عطا ان

کی محبت وولایت ہے"

وہ ان کے وزیر اور چچا زاد بلند و بالا مقام کے مالک تھے۔ ان کی لیاقت و شائستگی کی وجہ سے وزراء سعادت تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو ان کے یقین میں ذرا برابر اضافہ نہیں ہوگا بلکہ آفتاب عالم تاب میں جس کے اوپر کسی قسم کا کوئی حجاب نہیں ہے"

مزید کہتے ہیں:

قد تمسکت من ودادك بالحب
هل الذی استمسك شابه الشفاء
وابی الله ان یمسّنی السوء
بحال ولی الیك الجاء

"سچ بات تو یہ ہے کہ آپ کی دوستی کے ذریعے میں نے ایسی رسی پکڑی ہے جسے شفاعت طلب کرنے والے پکڑتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے برائی کو میرے تک پہنچنے سے روکا ہوا ہے، کیونکہ میں نے پناہ حاصل کرنے کے لیے تیری طرف رخ کیا ہے"

مزید کہتے ہیں

کیف یستوعب الکلام سجایا
کوهل تنزح بحار الانوارالو کاء؟
لیس من غایة لمدحك ابغیر
ها وللعقول غایة و انتها ء
فسلام علیك تتری من الله
وتبقی به ن لك البأ واء
وسلام علیك منك فماخیه

رك منه لك السلام كفاء
وسلام من كل ماخلق الله
لتحيا بذكرك الاملاء
وصلاة كالمسك تحمله منه
منسى شمال - إليك اونكباء
وسلام على ضريحك تخضد
ل به منه تربه وعساء
وثناء قدمت بين يدى نجه
واى اذلم يكن لدى ثراه
ما اقام الصلاة من عبد الله
وقامت بربها الاشياء

☆ ان الفاظ میں اتنی گنجائش کہاں ہے جو آپ کے فضائل کو سمجا و مکمل کر سکیں، کیا پیالے میں سمندر سمو سکتا ہے؟

☆ آپ کی مدح وثناء کی کوئی انتہا نہیں ہے، حالانکہ ہر کلام اور گفتگو کی اخیر ہوتی ہے۔

☆ اس بناء پر آپ پر ہمیشہ خدا کے درود وسلام ہوں اور آپ کی یاد ہمیشہ زندہ و پائندہ رہے۔

☆ آپ پر سلام ہو آپ کی طرف سے، کیونکہ آپ کے علاوہ کسی اور پر سلام کافی نہیں ہے۔

☆ تمام مخلوق خدا کا سلام ہے کہ تمام مکانات آپ پر تحیت وسلام کی وجہ سے پر ہوں۔

☆ ہم آپ پر ایسا درود بھیجتے ہیں جو مشک سے پر ہو اور نسیم شمال سے ہو، جو صبا شمال کے درمیان سے چلتی ہو۔

☆ آپ کی ضریح مطہر پر سلام ہو، ایسا سلام جس کے ذریعے ریتلی نرم زمین میں طراوت وشادابی آجائے۔

☆ میں نے جتنی بھی مدح وثناء کی اور میرے جتنے بھی مناجات ہیں آپ کی خدمت میں تقدیم کردیے ہیں، کیوں کہ ان کے علاوہ میرا اور کوئی سرمایہ نہیں ہے۔

☆ وہ درود وسلام جو بندگان خدا کی طرف سے ہیں، وہ تمام کے تمام اس پروردگار کی طرف سے ہیں جو حی وزندہ ہے۔

❁❁❁

علوی سادات کی فضیلت

ہم نے کتاب دریائے فضائل اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک قطرہ کی پہلی جلد علوی سادات کے کچھ فضائل بطور اختصار نقل کیے ہیں، اس جلد میں بھی بعض دوستوں کی فرمائش اور رب ذوالجلال کے فرمان " وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ "

" اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو برابر بیان کرتے رہنا" (سورہ ضحیٰ آیہ ۱۱)

کے مطابق بطور مفصل ان بزرگ ہستیوں کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

ظاہری بات ہے کہ اس بارے میں جو روایات یہاں پر بیان کی جائیں گی، وہ ان کے علاوہ ہوں گی، جو جلد اول میں نقل ہو چکی ہیں۔

قوت سماعت بینائی میں اضافہ

(۷۸۹۔۷۲) کتاب جامع الاخبار میں آیا ہے کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں:

من رأی اولادیؑ فصلّ علیّ طاهراً راغباً زاده الله فی السمع و البصر (جامع الحکمہ، جلد ۳ صفحہ ۲۴۰)

" اگر کوئی میری اولاد میں سے کسی کو دیکھے اور مجھ پر کھلے دل اور رغبت کے ساتھ درود و سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس کی قوت سماعت و بصارت میں اضافہ فرماتا ہے"

خاندان پیغمبرؐ کی تعظیم و تکریم

(۷-۹۰-۳) کتاب "روضہ" اور فضائل" میں رقمطراز ہیں کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں: "اے لوگو! کیا تم میری شفاعت کی توقع رکھتے ہو، لیکن میں اپنے خاندان والوں کی شفاعت سے ناتواں ہوں؟"

"اے لوگو! جو بھی کل روز قیامت خداوند کریم سے حالت ایمان بدون شرک میں ملاقات کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں جگہ عنایت فرمائے گا، اگرچہ اس کے گناہ مٹی کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"

"اے لوگو! میں قیامت کے دن بہشتی دروازے کا کنڈا پکڑوں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے جلوہ فرمائے گا اس وقت میں اس کے سامنے سجدہ ریز جاؤں گا، پھر مجھے اذن شفاعت دیا جائے گا، پس میں اپنے خاندان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں بھولوں گا"

ایھا النّاس ! عظّموا اھل بیتی فی حیاتی وبعد مماتی ، واکرموھم وفضّلوھم ملایحلّ لأحدان یقوم لأحد غیر اھل بیتی۔

"اے لوگو! میری زندگی میں اور میری رحلت کے بعد میرے خاندان والوں کی تعظیم و تکریم کریں اور انہیں عزت دیں، میرے اہل بیت کے احترام کے علاوہ کسی اور کے احترام میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے"

(الفضائل صفحہ ۱۱۵، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۲۹۵)

(۷-۹۱-۴) کتاب "جامع الاخبار" میں لکھتے ہیں کہ رسول خداؐ فرماتے ہیں:

من رأی اولادی ولم یقم بین یدیه فقد جفانی و من جفانی فھو منافق۔

"جو کوئی میری اولاد میں سے کسی کو دیکھے اور اس کے احترام میں کھڑا نہ ہو، دروازہ قع اس نے میرے ساتھ بدسلوکی کو جائز سمجھا اور جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کو جائز سمجھا، وہ منافق ہے"

ایک اور حدیث میں مذکور ہے:

من رأى اولادی ولایقوم قیاماتا مّا ابتلاہ اللّٰہ تعالی ببلاء لا دواء لہ۔

"جو کوئی میری اولاد کو دیکھے اور ان کے احترام میں مکمل طور پر کھڑا نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کے اوپر ایسی مصیبت نازل کرے گا، جس کا کوئی دارو نہیں ہوگا۔ (ینابیع المودۃ جلد ۳ صفحہ ۴۰، نقل از جامع الاخبار)

(۹۲-۷۵) کتاب "مقتل خوارزمی" میں ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

یقوم الرّجل للرجل الّا بنی هاشم ،فانّهم لایقومون لأحد۔

"لوگ ایک دوسرے کے احترام میں کھڑے ہوتے ہیں، سوائے بنی ہاشم کے کہ وہ کسی کے احترام میں کھڑے نہیں ہوتے ہیں۔ (مقتل خوارزمی صفحہ ۱۰۰)

(۹۳-۷۶) کتاب "فضائل السادات میں لکھتے ہیں کہ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:

من أکرم اولادی فقد اکرمنی وأهانهم فقدأ هاننی -

"جس نے میری اولاد کی عزت و تکریم کی اس نے مجھے عزت دی اور جس نے اس کی توہین کی، اس نے در واقع میری اہانت کی ہے۔

(المستدرک جلد ۱۲ صفحہ ۳۷۶ ینابیع المودۃ جلد ۳ صفحہ ۴۰ نقل از فضائل السادات)

(۹۴-۷۷) کتاب "کشف الغمہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ برزون سیف نہدی (جس کا نام جعفر ہے) کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

احفظوا فینا ما حفظ العبد الصالح فی الیتیمین۔

"جس طرح عبد صالح نے دو یتیموں کے ساتھ رعایت کی ہے اسی طرح تم ہمارے بارے میں رعایت کرو"

قرآن میں ارشاد ہے:

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً۔

"ان کا باپ ایک صالح شخص تھا" (سورہ کہف آیہ ۸۲)

جو بیان کیا گیا ہے ان کے باپ سے مراد ان کی ساتویں پشت ہے جو نیک و صالح تھے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ امالی طوسی صفحہ ۳۰۲ مجلس ۱۰)

(۴۹۵ ـ ۷۸) شیخ طوسیؒ کتاب "المصباح" اور جناب شیخ کفعمیؒ کتاب "جنۃ الامان" میں نماز عصر کی تعقیبات میں نماز عصر کے سجدہ شکر کی دعا نقل کرتے ہیں کہ آخر میں مذکور ہے:

وصلّ علی ذرّیّۃ نبیّک۔

"اور آپ کے پیغمبر کی ذریت پر درود ہو" (مصباح کفعمی صفحہ ۵۵ بحار الانوار جلد ۸۶ صفحہ ۴۲)

البتہ جملہ دعائے کامل جو کہ دعائے حریق کے نام سے معروف ہے میں بھی مذکور ہے۔ (مصباح المتہجد صفحہ ۱۰۷ صحیفہ مہدیہ صفحہ ۳۱۰)

دعائے تسبیح جو ماہ رمضان المبارک میں پڑھی جاتی ہے اس میں بھی جملہ مذکور ہے۔ (بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۱۱۰)

اسی طرح دعائے سمات میں مذکور ہے۔

وبارکت لحبیبک محمّدٍ وعترتہ وذرّیّتہ علیهم السلام۔

"تو نے مبارک قرار دیا ہے اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ، ان کی عترت اور ان کی ذریت کو" (صحیفہ مہدیہ صفحہ ۵۰۰، بحار الانوار جلد ۹۰ صفحہ ۹۹)

محمد و آل محمدؐ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت

(۷۹-۷۹۶) کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں مذکور ہے:

خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت، ماں باپ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت، قرآن کی طرف نگاہ کرنا عبادت، عالم دین کو دیکھنا عبادت اور آل محمد علیہم السلام کے چہروں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔(من لا یحضرہ الفقیہ جلد۲ صفحہ۲۰۵)

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "عیون اخبار الرضاؑ" میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

النظر الی جمیع ذرّیۃ النبیؐ عبادۃ مالم یفارقوا منہا جہ ولم یتلوّثوا بالمعاصی ۔(عیون اخبار الرضا جلد۲ صفحہ۱۵ بحار جلد۹۶ صفحہ۲۱۸)

"نبی اکرمؐ کی تمام ذریت کی طرف دیکھنا اس وقت عبادت ہے جب وہ ان کے طریقہ کار اور راہ وروش سے منحرف نہ ہو اور گناہوں کا ارتکاب نہ کرے"

حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت

(۸۰-۷۹۷) مجلسی نے اپنی کتاب "نکت" میں روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے۔

النظر إلی وجہ علی علیہ السلام عبادۃ۔

"حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے"

(امالی طوسی صفحہ۲۵، مجلس ۱۲، بحار الانوار جلد۳۸ صفحہ۱۹۵، المناقب صفحہ۳۶۱)

علیؑ اور اولاد حسینؑ کے چہرے کی طرف دیکھنے کا اجر

ابی امامہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

من نظر إلی علیؑ علیہ السلام کتب اللہ لہ بہا الف الف حسنۃ ، ومحی عنہ الف الف سیّئہ ورفع لہ با ضعافہا درجۃ ، ومن نظر إلی احد اولاد الحسن و الحسین علیہما

السلام کتب اللہ لہ بہا مائۃ حسنۃ ومحی عنہ مائۃ سیئۃ ورفع

لہ مائۃ درجۃ۔

"جو شخص علی علیہ السلام کی طرف دیکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھ دے گا، اس کے ایک لاکھ گناہ ختم کر دے گا اور اس کا مقام و مرتبہ پانچ سو درجے بلند ہو گا۔

جو شخص اما حسن یا امام حسین علیہما السلام کی اولاد میں سے کسی کو دیکھے گا، اس کے لیے سو(۱۰۰) نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے نامہ اعمال میں سے سو(۱۰۰) گناہ معاف ہو جائیں گے اور اس کا مقام و مرتبہ سو(۱۰۰) درجہ اونچا ہو جائے گا"

مؤلف کہتا ہے کہ روایت میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں رسول خداؐ کی تمام ذریت شامل ہے۔ پس یہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

پیغمبرؐ کا اہل بیتؑ پر درود

(۹۸ـ۸۱) ثقۃ الاسلام جناب محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کتاب "الکافی" باب نوادر میں حدیث معراج سے یوں نقل کرتے ہیں:

یا محمد ! صلّ علی نفسك وعلی اھل بیتك۔

"اے محمدؐ! اپنے نفس اور اپنے خاندان والوں پر درود بھیج"

آپ نے فرمایا:

صلّ علیّ وعلی اھل بیتی۔

"خداوندا! مجھ اور میرے خاندان والوں پر درود بھیج"

جب آپ یہ کام انجام دے چکے تو فرشتوں اور پیغمبروں کی صفیں دیکھتے ہیں، اس

وقت کہا جاتا ہے کہ "اے محمدؐ! ان پر سلام بھیجو"۔

آپ نے فرمایا:

السلام علیکم ورحمة الله و برکاته۔

"آپ پر خدا کا سلام اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں"

خداوند متعال نے وحی فرمائی:

إنّی انا السلام، والتحیّةُ والرحمة والبرکات انت وذریتك۔

"بے شک میں سلام ہوں، تو اور تیری ذریت رحمت اور برکات ہے"

(الکافی جلد ۳ صفحہ ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۶۰)

بنی ہاشم کو صدر محفل قرار دو

(۹۹۔۸۲) شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب "مکارم الاخلاق" میں لکھتے ہیں:

فضل بن یونس کہتے ہیں ایک دن میں گھر میں تھا کہ میرا خادم میرے پاس آیا اور کہتا ہے کہ دروازہ پر ایک شخص کھڑا ہے جس کی کنیت ابوالحسن اور نام حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ہے۔

میں نے خوشی کے عالم میں کہا: "اے غلام! اگر وہ وہی شخص ہیں جو میرے خیال میں ہیں تو تم راہ خدا میں آزاد ہو"

اس کے بعد میں جلدی سے باہر گیا۔ اچانک میری آنکھیں میرے مولا کے جمال سے روشن ہو گئیں، میں نے عرض کیا: "میرے آقا تشریف لائیں"

آنحضرت اپنی سواری سے نیچے اترے اور کمرے میں داخل ہوئے، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ آگے تشریف لے چلیں، حضرت مجھے فرماتے ہیں۔

یافضل! صاحب المنزل احق بصدر البیت الّا ان یکون فی القوم رجل یکون من بنی هاشم۔

"اے فضل! صاحب خانہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ گھر میں آگے جا کر بیٹھے، مگر یہ کہ اگر ان میں کوئی بنی ہاشم ہو۔" (یعنی لوگوں میں اگر کوئی بنی ہاشم ہو تو صدر محفل قرار دو)"

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، آپ تو ہیں

(مکارم الاخلاق صفحہ ۱۴۸، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۳)

اہل بیتؑ کے اوپر ظلم کرنے والے پر جنت حرام

(۸۰۰۔۸۳) ابو حسین یحییٰ بن حسن بن محمد اپنی کتاب "عمدہ صحاح الاخبار فی مناقب الائمۃ الابرار" میں اسدی حلی کے واسطہ سے لکھتے ہیں۔

احمد بن عامر کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد کرام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا، رسول خداؐ کا ارشاد ہے۔

حرّمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی و آذانی فی عترتی ومن صنع صنیعة إلی احدٍ من ولد عبدالمطّلب ولم یجازه علیها فانا اجازیه غدًا إذا یقینی یوم القیامة۔

"جو شخص میرے خاندان پر ستم کرے اور میری عترت کو اذیت دے، اس پر بہشت حرام ہے۔ جو کوئی بھی اولاد عبدالمطلب میں سے کسی ایک کا کوئی اچھا کام کرے اور اسے اس کا عوض نہ لے تو جس وقت روز قیامت اس کی میرے ساتھ ملاقات ہوگی تو میں اس کی تلافی کروں گا"

(العمدۃ المجالس صفحہ ۲۵ بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۳)

جناب سیدہ گناہگاروں کی شفاعت کریں گی

(۸۰۱۔۷۴) کتاب علل الشرائع میں تحریر کرتے ہیں کہ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"روز قیامت شافعہ محشر بنت پیغمبر حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام جہنم کے دروازے کے پاس تشریف فرما ہوں گی اس دن ہر شخص کی دو آنکھوں کے درمیان لکھا جائے گا کہ وہ مومن ہے یا کافر پس آپ کا وہ محب جس کے گناہ زیادہ ہوں گے، حکم دیا جائے گا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اس کی آنکھوں کے درمیان اس کا محب ہونا پڑھیں گیں تو فرمائیں گیں:

الهی وسیدی! سمّیتنی فاطمة، وفطمت بی من تولّا نی وتولّی ذرّیّتی من النّار وعدك الحق وانت لاتخلف المیعاد

"اے میرے معبود! اے میرے آقا! تو نے میرا نام فاطمہ رکھا ہے اور میرے وسیلہ سے میرے محبوں اور ذریت کو آتش جہنم سے جدا کیا ہے، تیرا وعدہ حق ہے تو اپنے وعدے کی مخالفت نہیں کرتا"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

صدقت یا فاطمه! إنّی قد سمّیتك فاطمه، وفطمت بكَ من احبّك ولولّاك وأحب ذرّیّتكَ ولولّا هم من النّار، ووعدی الحق وأنا لااخلف المیعاد، وانّما أمرت بعهدی هذا الی النّار لتشفعی فید فأشفَعكَ فلیتبیّن لملائكتی و انبیائی ورسلی واهل الموقف موقفك منی ومكانتك عندی، فمن قرأت بین عیعیه مؤمناً مخذی بیده وادخلیه الجنّة۔

"اے فاطمہ! آپ نے سچ کہا ہے کہ آپ کا نام میں نے فاطمہ رکھا ہے، آپ کے وسیلہ سے میں اس شخص کو جو آپ کو دوست رکھتا ہے، آپ کی اطاعت کرتا ہے، آپ کی ذریت کو دوست رکھتا ہے اور پیروی کرتا ہے، آتش جہنم سے علیحدہ کردیا ہے۔ میرا وعدہ حق ہے اور میں کبھی بھی اپنے وعدہ

کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہوں۔ اس بندہ کو میں نے صرف اس لیے آگ میں پھینکنے کا حکم دیا ہے کہ تو اس کے حق میں شفاعت کرے اور میں تیری شفاعت کو قبول کروں، تا کہ فرشتوں، پیغمبروں، رسولوں اور اہل محشر کے لیے میری بارگاہ میں آپ کا مقام و منزلت آشکار ہو سکے، پس جس شخص کی آنکھوں کے درمیان آپ نے پڑھو کہ وہ مومن ہے، اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بہشت میں بھیج دو۔ (علل الشرائع جلد ۱ صفحہ ۱۷۹، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۵۰)

حضرت علیؑ کو رسول خداؐ نے بشارت دی

(۸۰۲۔۸۵) کتاب "الصواعق المحرقہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک حدیث میں رسول خداؐ نے فرمایا:

یا علی ! ان اللّٰه قد غفرلك ولذرّيتك ولولدك وأهلك ولشيعتكَ ولمحبّي شيعتك ، فأبشر فانّكَ الانزع البطن ـ

"اے علیؑ! بے شک خداوند متعال نے آپ کو، آپ کی ذریت، آپ کی اولاد، آپ کے خاندان، آپ کے شیعوں اور آپ کے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے، پس آپ کو بشارت ہو، بے شک آپ انزاع بطین یعنی شرک سے پاک اور علم سے مملو ہیں"

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ۲ صفحہ ۴۷، بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۷۹، امالی طوسی صفحہ ۹۷، ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۳)

ایک لوہار کا قصہ

(۸۰۳۔۸۶) عالم بزرگوار شہید ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: ابی الفراج بن جوزی کتاب "المدہش" میں تحریر کرتے ہیں۔

ایک صالح شخص کہتا ہے کہ میں شہر بصرہ میں داخل ہوا، میں نے وہاں پر ایک لوہار کو دیکھا جو جلتی ہوئی بھٹی سے گرم لوہا اپنے ہاتھ سے پکڑ کر رکھتا اور ہاتھ کے ذریعے ہی

اسے الٹ پلٹ کرتا ہے لیکن ہاتھ جلنے کا اسے بالکل احساس نہیں ہوتا، میں نے اپنے دل میں کہا یہ کوئی نیک شخص ہے جس پر آگ بھی کوئی اثر نہیں کرتی ہے۔ میں اس کے قریب گیا اسے سلام بلایا اور عرض کی:

"اے میرے آقا! میں تجھے قسم دیتا ہوں جس نے تمہیں یہ کرامت عطا کی ہے کہ میرے لیے دعا کریں" اس نے گریہ کرتے ہوئے کہا:

"اے میرے بھائی! خدا کی قسم جو کچھ تم نے میرے بارے میں گمان کیا ہے میں اس طرح سے نہیں ہوں"

میں نے کہا: اے میرے بھائی! جو کام آپ نے انجام دیا ہے، یہ صرف خدا کے صالح اور نیک افراد ہی کر سکتے ہیں۔

اس نے کہا: "سنو! یہ ایک حیران کنندہ واقعہ ہے"

میں نے کہا: "اگر مناسب سمجھو تو یہ واقعہ میرے سامنے بیان کرو"

اس نے کہا: ایک دن میں اسی دکان پر بیٹھا ہوا تھا، میری دکان پر لوگوں کا آنا جانا زیادہ ہو گیا، اچانک ایک انتہائی حسین وجمیل اور خوبصورت عورت آئی، میں نے آج تک اس جیسی خوبصورت عورت نہیں دیکھی ۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" اے بھائی! کیا خدا کے لیے میری کچھ مدد کر سکتے ہو؟"

میں نے جونہی اسے دیکھا تو اس کا دیوانہ ہو گیا، اور اس سے کہا: "کیا تم میرے ساتھ میرے گھر آ سکتی ہو کہ میں اتنا مال دوں کہ ایک مدت تک تمہارے لیے کافی ہو؟"

اس نے کہا: "خدا کی قسم میں ایسی نہیں ہوں"

میں نے کہا۔ "جا سکتی ہو"

وہ وہاں سے چلی گئی۔ کافی عرصہ گذرنے کے بعد وہ دوبارہ آئی اور کہتی ہے کہ مجھ

بات یہ ہے کہ مجبوری نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ آپ کی خواہش پوری کروں۔

میں نے دوکان کا دروازہ بند کیا اور اسے ہمراہ لے کر گھر کی طرف چل پڑا، جب گھر پہنچا تو اس نے کہا:

"اے فلاں شخص! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، جو بھوکے ہیں، اگر مناسب سمجھو تو مجھے کچھ دے دیں تا کہ انہیں کھانے کو دوں، میں دوبارہ واپس آ جاؤں گی"

میں نے اس سے عہد و پیمان لیا کہ ہر صورت میں آنا ہو گا، میں نے اسے کچھ درہم دیئے، وہ گئی اور تھوڑی بعد واپس لوٹ آئی جب وہ کمرے میں داخل ہوئی میں نے دروازہ بند کر دیا اور پردے گرا دیئے۔

اس نے کہا: "ایسا کیوں کر رہے ہو؟"

میں نے کہا: "لوگوں سے ڈر لگتا ہے"

اس نے کہا: "لوگوں کے خدا سے کیوں نہیں ڈرتے ہو؟"

میں نے کہا: وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

میں اس کی طرف بڑھا تو وہ ایسے کانپنے لگی جیسے سخت طوفان میں کھجور کی خشک شاخ کانپتی ہے اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔

میں نے کہا: "تم مضطرب و پریشان کیوں ہو؟"

اس نے کہا: "اے فلاں شخص خدا سے ڈرتی ہوں"

پھر اس نے کہا: "اے فلاں شخص! اگر مجھ سے کوئی غرض نہ رکھو تو میں اس بات کی ضمانت دیتی ہوں کہ خدا تجھے دنیا اور آخرت میں عذاب آتش سے محفوظ رکھے گا"

اس کی بات سن کر میں ہوش میں آیا، اٹھ کر کھڑا ہوا اور جتنے پیسے وغیرہ

تھے، اسی کو دیتے ہوئے کہا: "اے فلاں! یہاں سے چلی جاؤ میں نے خدا
سے خوف کھاتے ہوئے تجھے معاف کر دیا"

جب وہ چلی گئی تو میرے اوپر نیند نے غلبہ کیا۔ میں نے خواب میں ایک ایسی بزرگوار خاتون دیکھی کہ آج تک ایسی کوئی خاتون نہیں دیکھی تھی، اس کے سر پر یاقوت کا بنا ہوا تاج ہے اس نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

"اے فلاں شخص! خداوند متعال تمہیں ہماری طرف سے اجر عظیم عطا فرمائے"

میں نے عرض کیا: "آپ کون ہیں"

اس نے فرمایا: "میں اس لڑکی کی ماں ہوں جو تیرے پاس آئی تھی اور تو نے خدا کا خوف کھاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تھا، خداوند کریم تجھے دنیا اور آخرت میں آتش جہنم سے محفوظ رکھے"

میں نے عرض کیا: "خدا تمہارے اوپر رحمت کرے، وہ کون تھی"

اس نے فرمایا: "وہ رسول خداؐ کی نسل سے تھی"

میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کے بعد میں نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت کی:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ (سورہ احزاب آیہ ۳۳)

"خداوند متعال فقط یہ چاہتا ہے کہ پلیدی کو آپ سے اور آپ کے اہل بیت سے دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے"

اس کے بعد مجھے آگ نے نہیں جلایا، امید رکھتا ہوں کہ آخرت میں بھی نہیں جلائے گی۔ (الاثنا عشریہ صفحہ ۲۱۵ فضائل السادات صفحہ ۲۴۰)

فاطمہؑ کی زیارت علیؑ کی زیارت ہے

(۸۰۴۔۷۸) طبری قدس سرہ کتاب "بشارۃ المصطفیٰ" میں رسول خداؐ سے ایک مفصل حدیث نقل کرتے ہیں کہ حدیث کے آخر میں رسول خداؐ نے فرمایا:

فمن زارنی بعد وفاتی فکانّما زارنی فی حیاتی ومن زار فاطمه علیها السّلام فکانّما زارنی ، ومن زار علی ابن ابی طالب علیهما السّلام فکانّما زار فاطمه علیهما السّلام ومن زار الحسن و الحسین علیهما السّلام فکانّما زار علیًا علیه السلام ومن زار ذرّیّتهما فکانمازارهما۔

"پس جو کوئی بھی میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گا، گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی ہے جو کوئی بھی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی زیارت کرے گا، گویا اس نے میری زیارت کی ہے۔ جو کوئی بھی علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کرے گا گویا اس نے فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی زیارت کی، جس کسی نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی زیارت کی، گویا اس نے حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کی ہے اور جو کوئی بھی حضرت امام حسن اور حسین علیہما السلام کی اولاد کی زیارت کرے گا گویا اس نے ان دونوں ہستیوں کی زیارت کی ہے" (بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳۹، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۵۷)

اولاد ہاشم کی زیارت کرنا مستحب ہے

(۸۰۶۔۷۹) کتاب ثواب الاعمال میں لکھتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

من زارنی زارا احدًا من ذرّیّتی زرته یوم القیامه فانقذ ته من اهوالها۔

"اگر کوئی میری یا میری اولاد میں سے کسی کی زیارت کرے گا تو میں روز قیامت اس کی زیارت کروں گا اور اس دن کی وحشت وہلاکت سے اسے نجات بخشوں گا" (کامل الزیارہ صفحہ ۴۱)

اولادِ پیغمبرؐ کی زیارت گویا خود پیغمبرؐ کی زیارت

کتاب جامع الاخبار میں مذکور ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

من زار واحداً من اولادی فی الحیاۃ وبعد الممات فکانّما زارنی ، غفر له الجنة۔

"جس کسی نے بھی میری اولاد کی زیارت کی ان کی زندگی میں یا مرنے کے بعد، وہ اس شخص کی طرح ہے، جس نے میری زیارت کی ہو، بہر حال اسے بخش دیا جائے گا"

شفاعت پیغمبرؐ کیسے حاصل ہوگی؟

(۷-۸-۹۰) کتاب " تحفۃ النجباء من مناقب اهل العبا" اور اسی طرح کتاب "الصواعق المحرقه" میں آیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

من ارادا التوصّل الیّ وان اکون له عندی یدا شفع له بها یوم القیامة فلیصلّ مع ذرّیّتی ویدخل السرور علیهم۔

"جو کوئی بھی چاہتا ہے کہ ایسا عمل انجام دے تاکہ میرے نزدیک مقرب ہو اور اس عمل کی وجہ سے میرے اوپر حق رکھتا ہو کہ میں روز قیامت اس کی شفاعت کروں، پس اسے چاہیے کہ میری ذریت کی خدمت اور ان کے دلوں کو مسرور کرے"۔ (امالی شیخ صدوق صفحہ ۲۱۰، امالی طوسی صفحہ ۲۲۳، سعد السعود صفحہ ۱۷۲)

اولادِ پیغمبرؐ کے ساتھ کھانے والے پر آگ حرام

(۹۱-۸۰۸) کتاب "جامع الاخبار" میں مذکور ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

من اکل الطعام مع اولادی الصالحون حرّم اللّٰہ جسدہٗ علی النّار۔

"جو بھی میرے نیک اور صالح فرزندوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے گا،

اللہ تعالیٰ اس کا بدن آگ پر حرام کردے گا"

(۸۰۹۔۹۲) مذکورہ کتاب میں ہی رسول اکرمؐ سے حدیث منقول ہے:

اکرموا اولادی الصّالحون للّٰہ و الطّالحون لی۔

"میری نیک اور صالح اولاد کا احترام اللہ کی خاطر کرو اور میری غیر صالح اولاد کی

عزت میرے لیے کرو" (جامع الاخبار صفحہ ۲۹۳؛ مستدرک الوسائل جلد۱۲ صفحہ ۳۷۶)

امام محمد باقرؑ اور امام حسنؑ کے درمیان اختلاف

(۸۱۰۔۹۳) ثقۃ الاسلام کلینی قدس سرہ اپنی کتاب "روضۃ الکافی" میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور اولاد امام حسن علیہ السلام کے درمیان اختلاف ہو گیا، میں نے جب یہ واقعہ سنا تو میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا تاکہ میں آپ سے اس بارے میں گفتگو کر سکوں۔ جب میں نے اپنی بات کا آغاز کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا:

مہ لاتدخل فیما بیننا۔

"خاموش ہو جاؤ! ہم سے مربوط معاملات میں مداخلت مت کرو"

بے شک میری اور میرے چچا زادوں کی بات بنی اسرائیل کے اس شخص جیسی ہے، جس کی دو بیٹیاں تھیں، ایک کا نکاح کاشتکار اور دوسری کا لوٹے بنانے والے شخص کے ساتھ کر دیا گیا تھا۔ وہ ایک دن اپنی بیٹیوں کو ملنے کی غرض سے گیا، تو پہلے وہ اپنے کاشتکار داماد کے گھر گیا اور بیٹی سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟

بیٹی نے کہا کہ میرے شوہر نے بہت کاشتکاری کی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے بارش برسا دی تو ہماری حالت تمام بنی اسرائیل سے بہتر ہو جائے گی۔

پھر دوسری بیٹی کے گھر گیا جس کا شوہر لوٹے بناتا تھا اور اس سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میرے شوہر نے اس سال بہت زیادہ لوٹے بنائے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے بارش نہ برسائی اور ہمارے لوٹے خشک ہو گئے تو ہماری حالت تمام بنی اسرائیل سے بہتر ہو جائے گی۔ وہ شخص اپنی بیٹی کے گھر سے نکلا تو کہتا ہے:

"خدایا! تو میری دونوں بیٹیوں کا پروردگار ہے (تو بہتر جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا کرنا ہے)"

میرا معاملہ میرے چچازادوں کے ساتھ بھی ایسے ہی ہے۔ (الکافی جلد ۸ صفحہ ۸۵)

علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد سے محبت کا ثمرہ

(۸۱۱۔۹۴) سید نور اللہ قاضی کی کتاب "مجالس المومنین" کے حوالے سے کتاب "خلاصۃ المناقب" میں لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

انّ اللہ لہ الحمد عرض حبّ علیؑ و فاطمہ علیہما السلام وذریتہما علی البریّۃ ، فمن بادر منہم بالاجابۃ جعل منہم الرسل ، ومن اجاب بعد ذلک جعل منہم الشیعۃ و من اجاب بعد ذلک منہم الاصفیآء ، وانّ اللہ جمعہم فی الجنّۃ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ کی تمام حمد اسی کے ساتھ مخصوص ہے خدا نے علیؑ فاطمہؑ اور ان کی اولاد کی محبت لوگوں کے سامنے رکھی، ان میں سے جنہوں نے جلدی مثبت جواب دیا انہیں رسول بنا دیا گیا، جنہوں نے بعد میں اقرار کیا، انہیں شیعہ بنا دیا گیا، اور جنہوں نے ان کے بعد اقرار محبت کیا، انہیں اصفیاء کے طور پر منتخب کر لیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بہشت میں اکٹھا کیا ہے" (المناقب المرتضویہ صفحہ ۹۷، احقاق الحق جلد ۹ صفحہ ۱۹۱)

کلمہ خدا نور میں تبدیل

(۹۱۲_۹۵) صاحب کتاب "منتخب البصائر" حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

انّ الله تبارك و تعالى أحد واحدٌ، تفرّد في وحدانيته ،ثمّ تكلّمَ بكلمة فصارت نورًا ، ثمّ خلق من ذالك النّور محمّدًا وخلقني وذرّيّتي -

"خداوند متعال یکتا واحد ہے، وہ اپنی وحدانیت و یکتائی میں بے مثال ہے۔ پھر اللہ تعالی نے کسی کلمہ کے ذریعے تکلم فرمایا، تو وہ نور بن گیا، اللہ تعالی اس کے بعد اس نور سے محمدؐ، مجھے اور میری اولاد کو خلق فرمایا"

(مختصر البصائر صفحہ ۳۲، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۹۱، تفسیر برہان، جلد ۱ صفحہ ۲۹۴)

منافق کی پہچان

(۸۱۳_۹۶) آیت اللہ داماد اپنی کتاب "تقویم الایمان" میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیعہ اور اہل سنت کی بہت سی کتابوں میں روایت نقل ہوئی ہے کہ زید بن ارقم بیان کرتے ہیں:

ماكنّا نعرف المنافقين ونحن مع النبيّ إلّا ببغضهم عليًا وولده۔

"ہم پیغمبر اکرمؐ کے زمانہ میں حضرت علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد پاک کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے منافقین کی شناخت کر سکتے تھے" (المناقب صفحہ ۳۲۲)

(۸۱۴_۹۷) معروف و مشہور کتاب "العیون الرضویہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

بغض عليّ عليه السلام كفر، وبغض بني هاشم نفاق -

"حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے اور بنی ہاشم کے ساتھ کینہ رکھنا نفاق ہے" (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۶۱، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۳۰۲)

اولادِ پیغمبرؐ کا محب جنتی ہے

(۸۱۵ـ۹۸) بہترین کتاب "جامع الاخبار" میں مذکور ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

علیکم بحبّ اولادی یدخلکم الجنّة لامی له وایّا کم بغض اولادی یدخلکم النّار۔

"میری اولاد کے ساتھ محبت کرنا تم پر واجب ہے، اس عمل کا انجام بہشت بریں ہوگا اور میری اولاد کے ساتھ بغض رکھنے سے بچیں، کیوں کہ اس کا انجام دوزخ ہوگا"

چھپکلیاں اولاد بنی اسرائیل میں

(۸۱۶ـ۹۹) جناب شیخ صدوق قدس سرہ اپنی مشہور و معروف کتاب "علل الشرائع" میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام مسخ ہونے والوں کی وجہ بیان فرماتے ہیں:

انّ الوزغ کان سبطا من من اسباط بنی اسرائیل یسبّون اولاد انبیاء ویبغضونهم، فمسخهم الله اوزاغاً۔

"بے شک چھپکلی اولاد بنی اسرائیل میں سے ہے جو پیغمبروں کی اولاد کو گالیاں دیتے تھے اور ان کے ساتھ دشمنی رکھتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ کر کے چھپکلیاں بنا دیا" (علل الشرائع، جلد ۲ صفحہ ۱۲۷، بحار الانوار، جلد ۹۵ صفحہ ۲۲۲)

پیغمبرؐ مقام محمود پر گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے

(۸۱۷ـ۱۰۰) شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی بلند پایہ کتاب "امالی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

اذقمت المقام المحمود تشفعت فی اصحاب الکبائرمن امتی فیشفعنی الله فیهم الله لاتشفعت فمن آذی ذری۔

(امالی شیخ صدوق صفحہ ۲۷۰، بحار الانوار جلد ۹۶ صفحہ ۳۱۸)

"روز قیامت جب میں مقام محمود پر کھڑا ہوں گا تو اپنی امت کے ان لوگوں کی شفاعت کروں گا، جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائے گا، خدا کی قسم، جن لوگوں نے میری ذریت کو اذیت دی، ان کی شفاعت نہیں کروں گا"

مولف فرماتے ہیں ان روایات کے مقابلے میں کچھ ایسی روایات نقل ہوئی ہیں جو مذکورہ روایات کے ظاہری معنی سے منافات رکھتی ہیں، یہاں پر ہم ان میں سے بعض روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور پھر ان کے درمیان جمع بندی کرتے ہوئے صحیح معنی ذکر کریں گے، البتہ یہ روایات بھی دو طرح سے وارد ہوئی ہیں۔

بعض ایسی روایات ہیں جو بطور تعلیق وارد ہوئی ہیں یعنی ان کا معنی سمجھنا کسی پر موقوف ہے ان میں سے کچھ روایات وہ ہیں جنہیں شیخ صدوقؒ اپنی مایہ ناز کتاب اعتقادات میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام "معطر" کا معنی بیان فرماتے ہیں:

فمن خالف و جازه فاهروا امنه وان كاعلويا فاطمياً۔

"جو کوئی بھی آپ کی مخالفت کرتا ہے اور حد سے تجاوز کرتا ہے (یعنی دائیں بائیں ہو جاتا ہے) اس سے دوری اختیار کریں، اگرچہ وہ علوی یا فاطمی ہی کیوں نہ ہو" (معانی الاخبار صفحہ ۲۰۴، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۷۹)

حمران کا سوال اور امام صادقؑ کا جواب

حضرت امام صادق علیہ السلام ایک حدیث میں حمران سے فرماتے ہیں:

فمن خالفك فی هذا الامر فهو زنديق ۔

"جو کوئی بھی اس معاملہ میں آپ کی مخالفت کرے گا وہ زندیق ہے"

حمران سوال کرتا ہے اگرچہ وہ فاطمی یا علوی ہی کیوں نہ ہو؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وان کان محمدیاً علویاً فاطمیاً۔

"اگر چہ وہ محمدؐ، علیؑ یا فاطمہؑ کی نسل سے ہی کیوں نہ ہو"۔

(معانی الاخبار، صفحہ ۲۰۲، بحار الانوار، جلد ۴۶، صفحہ ۱۷۹)

اطاعت گذار کا مقام بہشت

ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ سید الساجدین حضرت امام سجاد علیہ السلام اصمعی سے فرماتے ہیں:

یا اصمعی ! ان اللہ تعالیٰ خلق الجنۃ لمن اطاعہٗ ولوکان عبداحبشیاً، وخلق النار لمن عصاہ ولو کان شریفاً قرشیاً۔

"اے اصمعی ! بے شک اللہ تعالیٰ نے بہشت کو اس کے لیے خلق کیا ہے، جو اطاعت گذار ہے، اگر چہ وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو اور جہنم کو گناہ گار اور نافرمان کے لیے پیدا کیا ہے اگر چہ اس کا تعلق قریش سے ہی کیوں نہ ہو"

(بحار الانوار، جلد ۴۶، صفحہ ۸۲)

مولف کا نظریہ

(۱) یہ تمام احادیث بطور تعلیق وارد ہوئی، ظاہری بات ہے کہ قضیہ تعلیقیہ ذاتی طور پر وقوع یا عدم وقوع پر معلق نہیں ہوتا ہے پس اسی وجہ سے معلق علیہ میں کسی کی وکاستی کا موجب نہیں ہوگا۔

(۲) وہ چیز جو مفہوم کے اعتبار سے گذشتہ روایات کے ساتھ منافات رکھتی ہیں۔ من جملہ ان میں سے ایک یہ آیہ شریفہ ہے:

فَلَآ أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَآءَلُونَ۔ (سورہ مومنون آیہ ۱۰۱)

"پس اس دن نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے

کے حالات پوچھے گا"

اس آیہ کے مفہوم کے جواب میں یہ کہیں گے کہ مسند فاطمہ سلام اللہ علیہا میں اس کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیہ شریفہ حضرت قائمؑ اوراحنا فداہ کے قیام اور ظہور سے مربوط ہے کہ اس دن برادران دینی تو ایک دوسرے سے میراث پائیں گے لیکن برادران نسبی ایک دوسرے سے میراث نہیں لیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْن۔ (سورہ مومنون آیہ ا)

"یقیناً صاحبان ایمان کامیاب ہو گئے"

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْن۔

"پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے حالات پوچھیں گے"۔(سورہ مومنون آیہ ۱۰۱)

اس بناء پر مذکورہ آیہ شریفہ کا ہماری بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ روایت جو مفہوم کے اعتبار سے گذشتہ روایات کے ساتھ منافات رکھتی ہے ان میں سے ایک وہ روایت ہے جو پیغمبر اکرمؐ سے نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ اور زوجہ خدیجہؑ بنت خویلد سے فرمایا:

یا فاطمة ابنة محمدؐ! لا اغنی عنك من الله شیئًا ویا خدیجة ابنة خویلد! لا اغنی عنك من الله شیئًا۔

"اے فاطمہؑ بنت محمدؐ! کوئی بھی چیز آپ کو اللہ سے بے نیاز نہیں کرتی اے خدیجہ بنت خویلد! کوئی بھی چیز آپ کو اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہیں کرتی"

ان روایات میں سے من جملہ ایک روایت وہ ہے جو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب معروف "معانی الاخبار" میں اس روایت کے معنی و تشریح کے باب سے نقل فرمائی ہے، کہ "جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عفت و پاک دامنی کو اپنایا، تو اللہ تعالیٰ نے

آگ کو ان کی اولاد پر حرام کر دیا"۔

حضرت امام رضاؑ کا اپنے بھائی زید کو نصیحت کرنا

حسن ابن وشاء بغدادی کہتا ہے:

میں خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں موجود تھا، وہاں پر حضرت زید بن موسیٰ بھی تشریف فرما تھے، جو لوگوں کے سامنے فخریہ انداز میں گفتگو فرما رہے تھے کہ ہم ایسے ہیں ہم ویسے ہیں۔

ادھر ثامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ السلام بھی کچھ لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے، اسی دوران آپ نے زید کی گفتگو سنی تو اپنا رخ مبارک اس کی طرف کر کے فرمایا:

"اے زید! کیا تمہیں شہر کوفہ کے سبزی فروشوں کی باتوں نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں۔

انّ فاطمة علیها السلام أحصنت فرجها فحرّم الله ذریتها علی النّار، والله ماذالك إلّا للحسن و الحسین وولد بطنها خاصة۔

"بے شک چونکہ فاطمہ سلام اللہ علیہا پاک دامن تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو آگ پر حرام کر دیا ہے، (کیا خیال کرتے ہو کہ تم بھی اس میں شامل ہو؟) خدا کی قسم، یہ روایت حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام اور ان کی بلافصل اولاد کے ساتھ مخصوص ہے۔

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ موسیٰ بن جعفر علیہ السلام خدا کے مطیع ہوں، دن کو روزہ رکھیں اور رات کو عبادت خدا میں گذاریں، اور تم معصیت خدا کرو۔ اس کے باوجود روز قیامت خدا کی بارگاہ میں آپ دونوں برابر ہوں، یعنی تم خدا کی بارگاہ میں ان سے زیادہ عزت و مقام پاؤ؟!

یقیناً زین العابدین امام سجاد علیہ السلام کا فرمان ہے:

لمحسنتا کفلان من الاجر و لمسیئنا ضعفان من العذاب۔

"ہمارے خاندان والوں کی نیکی کا اجر دو برابر ہوگا، اسی طرح انہیں گناہ کا عذاب بھی دو برابر ملے گا"

حسن وشاء کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام رضا علیہ السلام نے اپنا رخ انور میری طرف کیا اور فرمایا:

"اے حسن! اس آیت کریمہ کو کیسے پڑھتے ہو":

قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوحؑ! وہ تیرے اہل سے نہیں ہے وہ عمل غیر صالح ہے"۔ (سورہ ہود آیہ ۴۶)

میں نے عرض کیا: بعض لوگ اسے "إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ" پڑھتے ہیں اور بعض " إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ "تلاوت کرتے ہیں، وہ درواقع حضرت نوحؑ کو اس کا باپ نہیں سمجھتے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

کلّا لقد کان ابنہ ، لکن لمّا عصی اللہ عزّوجلّ نفاہ اللہ عن ابیہ کذا من کان منّا لم یطع اللہ عزّوجلّ فلیس منّا، وانت اذا اطعت اللہ فانت منّا اھل البیت۔

"ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اس کا بیٹا تھا، لیکن جب وہ معصیت خدا کا مرتکب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا باپ ہونے کی نفی کردی ہے، اسی طرح ہمارے خاندان میں سے جو بھی خدا کی نافرمانی کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے خدا کی اطاعت کی تو ہمارے اہل بیت میں سے ہو جاؤ گے"۔ (معانی الاخبار صفحہ ۱۰۶، عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

گناہ کی سزا ضرور ملے گی

من جملہ ان روایات میں ایک روایت ہے جو عیون اخبار الرضاؑ میں نقل ہوئی ہے:

امامت و ولایت کے چھٹے تاج دار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: بابا جان! ہمارے خاندان والوں اور دوسرے گناہ گاروں کی سزا میں کس قدر فرق ہے؟

حضرت نے جواب میں درج ذیل آیہ شریفہ تلاوت فرمائی:

لَیۡسَ بِاَمَانِیِّکُمۡ وَلَاۤ اَمَانِیِّ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِہٖ۔

"یہ برتری آپ کی آرزووں اور اہل کتاب کی آرزووں پر موقوف نہیں ہے، جو کوئی بھی برا عمل انجام دے گا اسے سزا دی جائے گی" (نساء:۱۲۳)

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ۲ صفحہ ۲۳۶، بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۷۶)

روایات کے جوابات

مولف فرماتے ہیں: ان دونوں روایات کا جواب دیا گیا ہے کہ امام علیہ السلام نے جو فرمایا "اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی ذریت کو آگ پر حرام قرار دیا ہے" اس سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ہیں۔ پس اس روایت سے آنحضرت کی تمام اولاد پر حرمت آتش ثابت نہیں ہوتی ہے۔

اسی طرح وہ روایت، جس میں بیان ہوا ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام اور پیغمبر اکرم کی اولاد میں سے دوسرے گناہ گار افراد روز قیامت جزاء و سزا میں برابر نہیں ہو گئے، یہ ثابت نہیں کرتی ہے کہ امام علیہ السلام کے علاوہ دوسروں کو آتش کے ذریعے سزا دی جائے گی۔

حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ ہمارے خاندان والوں کے گناہوں کی سزا دو برابر ہو گی یہ دنیاوی و اخروی دونوں سزاؤں کو شامل ہے۔

حضرت کا یہ فرمانا کہ ہمارے خاندان میں سے جو کوئی بھی خدا کی اطاعت نہیں کرے گا وہ ہم سے نہیں، اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ انہیں گناہ کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اگر وہ گناہ کریں گے تو تادم مرگ اسی حال میں رہیں گے۔

دوسری طرف سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "مَن یّعمل سوءً یجزبہ" جو کوئی بھی برا کام کرے گا اسے اس کی سزا دی جائے گی" سے تفسیر ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

أبشروا وقاربوا وسدّدوا انّہ لایعیب احدًا منکم مصیبتہ الّا کفّر اللّٰہ بھا خطیئتہ حتّی الشوکۃ لشاکھا احدکم فی قدمہ۔

"تمہیں بشارت ہو تم اپنے امور میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنے کام صحیح طور پر انجام دو، تم میں سے کسی پر کوئی بھی مصیبت نازل نہیں ہوگی مگر یہ کہ اس مصیبت کی وجہ سے خداوند قدوس تمہارے گناہ معاف فرمادے گا یہاں تک کہ اگر کسی کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے گا تو وہ تمہارے گناہوں کا کفارہ ہوگا"

اللہ تعالیٰ اپنے گناہ گار بندے کی کیسے تکریم کرتا ہے؟

ان اللّٰہ تعالی اذا کان من امرہ أن یکرم عبدًا ولہ ذنب ابتلاہ بالسقم، فان لم یفعل ذلک لہ ابتلاہ بالحاجۃ، فان لم یفعل ذلک بہ شدّد علیہ الموت لیکا فیہ بذلک الذنب۔

"یقیناً جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی گناہ گار بندے کی عزت وتکریم کرنا چاہتا ہے تو اسے بیماری میں مبتلاء کر دیتا ہے، اگر ایسا نہ کرے تو اسے فقر میں مبتلا کر دیتا ہے اور اگر ایسا بھی نہ کرے تو اس پر موت کے لحات سخت کر دیتا ہے، تاکہ اس کے گناہوں کا جبران کر دے" (الکافی جلد۲صفحہ۴۴۴)

روایات آئمہؑ میں ذریت پیغمبر کی توہین کرنے سے روکا گیا

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس بناء پر بعید نہیں ہے کہ آپ کی ذریت اگر چہ موت سے بہت کم مدت قبل ہی سہی توبہ کرنے پر موفق ہو جائے گی اسی طرح آیہ شریفہ "فلا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنتُم مُسلِمُون" (سورہ بقرہ آیہ ۱۳۲)۔

"پس اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ" کی تفسیر میں بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہوا ہے، یہ سب کچھ پیغمبر خداؐ کی عزت وتکریم کی وجہ سے ہے۔

اسی وجہ سے آئمہ معصومین علیہم السلام سے منقول روایات میں ذریت پیغمبر کی توہین وتحقیر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

مھلاً! لیس لکم ان تدخلوا فیما بیننا اِلَّا بسبیل الخیر۔

"خاموش ہو جائے! تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہمارے خاندان کے امور میں مداخلت کرو، سوائے خیر وخوبی کے" (بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۱۷۸)

ذریت رسولؐ کے بعد شیعہ جنت میں جائیں گے

ابن بطریق اپنی کتاب "العمدہ" میں تفسیر ثعلبی سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت زید بن علی بن الحسینؑ اپنے اجداد کرام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: میں نے اپنے بارے میں لوگوں کے عشق اور حسد کے بارے میں رسول خدا سے شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا:

أماترضى ان تكون رابع اربعه، اول من يدخل الجنة انا وانت والحسن و الحسين وازواجنا عن أيماننا وعن شمائلنا، وذرّيّاتنا خلف ازواجنا، وشيعتنا خلف ذرّيّاتنا۔

"کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان چار میں سے ایک ہو، جو سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے؟ میں، تم، حسنؑ وحسینؑ اور میری بیویاں

جو میرے دائیں بائیں ہوں گی اور میری ذریت میری ازواج کے پیچھے
ہوگی اور میرے شیعہ میری ذریت کے پیچھے ہوں گے"

(العمدہ صفحہ ۲۶۲، تاریخ ابن عساکر جلد ۴ صفحہ ۳۱۸، کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۲)

تتمہ!

اس حصہ کے آخر میں کچھ امور ذکر کرتے ہیں۔

(اول) ابو بکر احمد بن علی خطیب اپنی کتاب "مختار المختصر من تاریخ بغداد" میں تحریر کرتے ہیں:

یحییٰ بن معاذ ابو ذکریا رازی ایک علوی سید کی زیارت کے لیے شہر بلخ گئے اور ان کی خدمت میں سلام عرض کیا۔

علوی سید نے اس سے کہا: اے استاد! خداوند متعال آپ کا موید ہو، ہم اہل بیتؑ کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

یحییٰ نے کہا: میں ان کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جن کا خمیر آب وحی سے گوندھا گیا ہو اور آب رسالت سے پروان چڑھا ہو، ان سے صرف مشک جیسی ہدایت اور عنبر جیسی پاکیزگی کی خوشبو آتی ہے۔ علوی سید نے اس کا یہ خوبصورت کلام سنا تو اس کا دامن لعل و جواہر سے بھر دیا، اگلے روز بھی علوی سید، استاد یحییٰ بن معاذ کی زیارت کے لیے گیا، یحییٰ نے علوی سید سے کہا کہ اگر آپ ہمیں دیکھنے کے لیے آئیں تو یہ آپ کی بزرگواری ہے اور اگر ہم آپ کی زیارت کرنے کے لیے جائیں تو یہ بھی آپ کی بزرگواری وفضیلت ہے پس ہر طرح سے فضیلت آپ کے لیے ہے، خواہ آپ زائر ہوں یا آپ کی زیارت کی جائے۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۴ صفحہ ۲۱۱)

(دوم) کتاب "مناقب القاضی" میں مذکور ہے کہ خداوند کریم فرماتا ہے،

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ۔

(سورہ طور: آیہ ۲۱)

"جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت کو بھی انہیں سے ملا دیں گے اور کسی کے عمل میں سے ذرہ برابر بھی کمی نہیں کریں گے۔ ہر شخص اپنے اعمال کا گروی ہے"

مفسرین اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت ان مومنین کی شان میں نازل ہوئی ہے جو بلند درجات پر فائز ہیں اور جو اپنے اعمال کی پاداش میں بہشت میں جائیں گے۔ ان کی اولاد ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے مقام و مرتبہ پر نہیں پہنچ سکتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتا ہے کیونکہ درواقع خداوند ذوالجلال نے مومنین کے مقام و مرتبہ کو بلندی عطا کی ہے، اس سے کوئی چیز کم نہیں کی ہے کیونکہ ان کا درجہ ان کی ذریت کے درجہ کے برابر کیا ہے، اسی وجہ سے مومن کی فضیلت و بزرگی میں اضافہ کرتا ہے۔

ذریت پیغمبرؐ سے مراد علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد ہے

بعض مفسرین کہتے ہیں: جب مومنین بلند مقام و منزلت پر فائز ہوں تو پھر رسول خداؐ کے لیے ایسا مقام و مرتبہ سزاوار تر ہے اس بناء پر مومنین وہ لوگ ہوں گے جو آنحضرتؐ کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور زمانے میں ان کے سامنے سر تسلیم خم ہوں گے، یہی لوگ آنحضرت کے درجہ پر فائز ہوں گے۔ ذریت پیغمبر سے مراد حضرت علیؑ اور فاطمہ زہراء علیہا السلام کی اولاد ہے کتاب "مہیج الاحزان" میں مذکور ہے کہ رسول خدا سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان اللّٰہ یرفع درجة المومن فی درجہ وان کانوا دونہ لتقر بھم عنہ۔

"یقیناً اللہ مومن کی ذریت کا درجہ مومن کے درجہ کی طرح بلند کرے گا اگرچہ ان کا درجہ پائیں تر ہی کیوں نہ ہو یہ فقط اس وجہ سے ہے کہ وہ مومن کے قریب ہیں"

راہ خدا میں انفاق کا ثمرہ

(سوم) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ایک شخص کے اہل خانہ بھوکے تھے، وہ گھر سے باہر گیا کہ ان کے کھانے کے لیے کوئی چیز لے کر آئے تا کہ ان کی بھوک ختم ہو سکے اور ان میں رمق حیات باقی رہے۔

اسے ایک درہم کہیں سے ملا، اس نے روٹی اور سالن خریدا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا، راستے میں اس کی ملاقات ایک ایسے مرد اور عورت سے ہوئی جن کا تعلق محمدؐ اور علیؑ کے خاندان سے تھا، اس نے دیکھا کہ دونوں بھوکے ہیں۔

اس نے اپنے آپ سے کہا کہ یہ دونوں میرے خاندان کی نسبت اس کھانے کے زیادہ مستحق ہیں، پس اس نے روٹی اور سالن انہیں دے دیا اور خود خالی ہاتھ اپنے گھر کی طرف چل پڑا، لیکن اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ اپنے گھر والوں کو جا کر کیا کہے گا؟ اور انہیں کس طرح قانع کرے گا؟ اسی خیال سے آہستہ آہستہ گھر کی طرف چلتا رہا اور سوچتا رہا کہ اپنے اہل خانہ کے سامنے کون سا عذر پیش کرے، درہم کے بارے میں کیا بتائے گا کہ میں نے اسے کیا کیا ہے۔

وہ حیران و پریشان تھا کہ اچانک ایک شخص اسے ملا جو اس کے گھر کی تلاش میں تھا اس نے اپنا تعارف کروایا اور کہا میں مصر سے آیا ہوں، یہ تمہارا خط ہے اور اس تھیلی میں پانچ سو دینار ہیں آپ کا چچازاد دنیا سے رحلت کر گیا ہے، اس کے ترکہ میں سے پانچ سو دینار آپ کے لیے ہیں، اس کے علاوہ مکہ و مدینہ کے تاجروں کے پاس اس کا بہت سا مال و متاع ہے۔

اس شخص نے پانچ دینار لیے اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا، جب رات ہوئی تو وہ سو گیا، خواب میں رسول خداؐ اور علی مرتضیٰؑ کی زیارت کرتا ہے۔ ان دونوں ہستیوں نے اس کی طرف نگاہ کی اور فرمایا:

"آپ نے ہمارے خاندان کے لیے جو قربانی دی ہے، آپ نے دیکھا

ہم نے آپ کو کس طرح بے نیاز اور غنی کر دیا ہے؟"

اس کے بعد یہ دونوں ہستیاں مکہ و مدینہ کے تاجروں کو خواب میں ملیں اور فرمایا:

"فلاں شخص جو دنیا سے رخصت کر گیا ہے، تم فلاں مقدار دینار اس کے مقروض ہو، کل یہ رقم اس کے وارث تک پہنچا دو، ورنہ ہلاک اور نابود ہو جاؤ گے، تمہاری نعمتیں ختم ہو جائیں گی اور تم اپنے رشتے داروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاؤ گے"

جب صبح ہوئی تو ان میں ہر کسی نے اتنی مقدار میں دینار اٹھائے اور جا کر اس کو ادا کیے۔ اس طرح وہ شخص ہزار دینار کا مالک بن گیا۔ اسی طرح جہاں کہیں جس کے پاس بھی مرنے والے کی کوئی جائیداد وغیرہ تھی، یہ دونوں ہستیاں اس کے خواب میں گئیں اور فرمایا کہ یہ املاک اس شخص کے حوالے کرو۔ اس کے بعد رسول پاکؐ اور مولا مشکل کشا علیؑ اس ایثار گر شخص کے خواب میں آئے اور فرمایا:

"تم نے اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو کیسے محسوس کیا ہے؟ ہم نے حکم دیا کہ مرحوم کے مصر میں جتنے اموال تھے سب حاکم وقت کی تحویل میں دے دیے جائیں، کیا تم چاہتے ہو کہ مصر میں جو کچھ ہے، حاکم شہر اسے بیچ کر اس کی رقم تیرے پاس بھیج دیں تا کہ اس کے عوض مدینہ میں کچھ خرید سکو" اس نے کہا: "ہاں میں ایسا کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت محمدؐ اور حضرت علی علیہ السلام حاکم مصر کے خواب میں آئے اور حکم دیا کہ فلاں شخص کے اموال بیچ کر پیسے فلاں شخص کے پاس بھیج دو، جب اس نے انہیں بیچا تو وہ تین لاکھ دینار کی مالیت میں فروخت ہوا، حاکم مصر نے وہ ساری رقم مدینہ میں اس شخص کے پاس بھیج دی پس وہ مدینہ کا ثروت مند ترین شخص بن گیا تھا۔ اس کے بعد رسول خداؐ اس کے خواب میں آئے اور فرمایا:

یا عبداللہ ھذا جزاؤك فی الدنیا علی ایثار قرابتی علی

قرابتك ولأعطينّك في الآخرة بكل حبّة من هذا المال في الجنة ألف قصر، أصغرها أكبر من الدّنيا، مغرز كلّ إبرة منها خير من الدنيا وما فيها۔

"اے عبدِ خدا! یہ صرف دنیا میں اس ایثار و قربانی کی پاداش ہے جو تو نے اپنے رشتہ داروں کی میرے قرابت داروں پر کی ہے، البتہ آخرت میں اس مال کے ہر دانہ کے عوض تمہیں بہشت میں ایک ہزار محل عطا کیا جائے گا، ان میں سب سے چھوٹا محل اس دنیا سے بہت بڑا ہوگا"

(تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام صفحہ ۳۲۷)

دوسرا حصّہ

گزشتہ پیغمبروںؑ کے پیشوا، پاکیزہ رہبروں کے
پدر بزرگوار موحدین کے آقا و سردار، برادر رسول پروردگار جہان

امیرالمومنین علیؑ

بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ وآلہ الطاہرین
کے بحر بیکراں فضائل سے ایک

قطرہ

مولا علیؑ کا عجیب وغریب فیصلہ

(۸۱۸ـ۱) مشہور ومعروف کتاب "الرحمۃ فی الفضائل" میں مذکور ہے کہ جناب عمار یاسر اور زید بن ارقم کہتے ہیں کہ بروز پیر صفر کی انیس تاریخ تھی، ہم امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک ایک بلند آواز ہمارے کانوں میں پڑی کہ مجسمہ عدل و انصاف حضرت علی علیہ السلام مسند قضاوت پر تشریف فرما ہیں۔ مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

یا عمار! ائتنی بذی الفقار۔

"اے عمارؓ! شمشیر ذوالفقار لے آؤ"

ذوالفقار کا وزن 7½13 من کی تھا۔

میں نے جب حضرت کی شمشیر ان کی خدمت میں حاضر کی، آپ نے اسے نیام سے نکال کر زانو پر رکھا اور فرمایا:

یا عمار! ھذا یوم اکشف فیہ لاھل الکوفہ جمیعا الغمۃ لیزداد المؤمن وفاقا و المخالف نفاقا۔

"اے عمارؓ! آج میں کوفہ کا غم واندوہ دور کروں گا اور ایسا کام انجام دوں گا جو مومنین کے درمیان اتفاق اور مخالفین کے درمیان نفاق کا موجب بنے گا"

اس کے بعد فرمایا:

"اے عمارؓ! دروازے کے پیچھے جو کوئی بھی ہے اسے اندر لے آؤ"

عمار کہتے ہیں کہ میں باہر گیا تو میں نے دروازے کے پیچھے ایک عورت دیکھی، جو اونٹ کے کجاوے میں بیٹھی گریہ وفریاد کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔

اے بے سہاروں کی فریاد سننے والے! اے تلاش کرنے والوں کے ملجا و ماوی! اے رغبت رکھنے والوں کے خزانہ! اے صاحب طاقت! اے اسیروں کو آزاد کرنے والے! اے بوڑھوں پر مہربانی کرنے والے! اے بچ[illegible] کو رزق دینے والے! اے بے سہاروں کے سہارا! اے بے یار و مددگاروں کے مددگار، [illegible] کی پناہ گاہ! اے تہی دستوں کے ذخیرہ! اے بے محافظوں کے محافظ! اے کمزوروں کے مددگار! اے فقیروں کے گنجینے! میں آپ کی طرف آئی ہوں اور آپ سے متوسل ہوتی ہوں کہ مجھے کامیاب فرما، مشکل کام میں میری گرہ کشائی فرما اور میرے غم واندوہ کو دور فرما۔

عمار کہتے ہیں! اس محترمہ کے اردگرد ایک ہزار نوجوان اپنی اپنی تلواریں نیام سے کھینچ کر کھڑے تھے، بعض لوگ اس کے حامی تھے اور بعض مخالفین۔

میں نے ان لوگوں کی طرف منہ کر کے کہا: تم سب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بات سنو، علم نبوت کے وارث کی بات سنو وہ عورت اونٹ سے نیچے اتری، اس کے اردگرد والے بھی اپنے گھوڑوں سے نیچے اترے اور مسجد میں داخل ہو گئے۔

وہ عورت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے سامنے کھڑی ہو کر کہتی ہے! اے علیؑ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، میری وہ مشکل دور کر جس کی وجہ سے میں غم واندوہ میں مبتلا ہوں، کیونکہ صرف آپ ہی کی ذات گرامی ایسا کر سکتی ہے۔

اس دوران حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے عمار! کوفہ کے لوگوں کے درمیان اعلان کر دو کہ آج مسجد کوفہ میں آئیں اور امیر المومنین کی قضاوت کا مشاہدہ کریں"

عمار کہتے ہیں میں نے کوفہ کے لوگوں کے درمیان اعلان کردیا کہ اے لوگو! تم میں سے جو کوئی بھی اس چیز کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے برادر رسول حضرت علی علیہ السلام کو عطا کی ہے تو وہ مسجد کوفہ میں پہنچ جائے۔

لوگ جوق در جوق مسجد کوفہ کی طرف چلے آئے، مسجد لوگوں سے بھر گئی اس وقت وصی رسول حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ لوگ جو شام سے یہاں آئے ہیں اپنی مشکل بیان کریں"

اس دوران ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا، جس نے برد یمنی اور حلہ عدنی زیب تن کیا اور سر پر عمامہ رکھا ہوا تھا وہ کہتا ہے:

سلام ہو آپ پر اے گنج فقیراں، اے بے پناہوں کی پناہ گاہ! اے میرے مولا و آقا! آپ کی یہ کنیز جو آپ کی خدمت میں حاضر ہے یہ میری بیٹی ہے، اس نے ابھی تک شوہر نہیں کیا، لیکن حاملہ ہوگئی ہے، اس نے میرے خاندان میں میری عزت خاک میں ملادی ہے، میں اپنے خاندان میں دلیری، بہادری سطوت، کمال اور عقل مند ہونے کے اعتبار سے معروف و مشہور ہوں۔ میں "طلیس بن عفریس" اس غضبناک شیر کی مانند ہوں، جس کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا، ہمسائے کبھی بھی مجھ پر غالب نہیں آئے۔ عرب دنیا میں میری طرح کے دلیر، شجاع اور بڑھ چڑھ کر حملہ کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔

اس کے باوجود اے علیؑ! میں اس مشکل میں حیران و سرگردان ہوں، میری اس مشکل کو حل فرمائیں اور میرے غم و اندوہ کو دور کریں، آپ اس امت کے امام و رہبر ہیں۔ میں بہت بڑی مشکل میں پھنس چکا ہوں، آج تک اتنی بڑی مشکل سے میرا واسطہ نہیں پڑا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس لڑکی سے فرمایا:

"اے لڑکی! تمہارے باپ نے جو کچھ کہا ہے، اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

اس نے کہا کہ میرے والد نے جو فرمایا ہے کہ میں دوشیزہ ہوں بالکل ٹھیک فرمایا ہے، لیکن یہ جو کہا کہ میں حاملہ ہوں، خدا کی قسم میں ہرگز خیانت کی مرتکب نہیں ہوئی ہوں۔

اے امیرالمومنین! آپ رسول خداؐ کے جانشین اور وصی ہیں، آپ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، آپ کے علم میں ہے کہ میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔ اے ان مشکلوں کے مشکل کشا جو غم واندوہ کا موجب بنتی ہے میری مشکل حل فرمائیں اور مجھے غم واندوہ سے نجات دلائیں۔ اس وقت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے فرمایا:

"اللہ اکبر، اللہ اکبر" اور آپؑ کے درج ذیل آیہ شریفہ کی تلاوت فرمائی۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (سورہ اسراء آیہ ۸)

"حق آیا اور باطل نابود ہو گیا، بے شک باطل نابود ہونے والا ہے"

اس کے بعد فرمایا:

"یہ فیصلہ میرے اوپر ڈالا گیا ہے"

آپ نے حکم دیا کہ شہر کوفہ سے دائی کو بلایا جائے۔

دائی بنام خولاء (لبنا) کو حاضر کیا گیا، حضرت نے اس سے فرمایا:

"اپنے اور لوگوں کے درمیان ایک پردہ حائل کرو اور اس لڑکی کو دیکھو کہ حاملہ ہے یا نہیں؟"

اس دائی نے آپ کے حکم پر عمل کیا اسے دیکھنے کے بعد کہتی ہے یہ لڑکی کنواری ہے لیکن حاملہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام اپنا رخ انور لوگوں کی طرف کر کے فرماتے ہیں:

یا اهل الکوفة ! این الائمة الّذین ادّعوا منزلتی این من یدعی فی نفسه انّه له مقام الحق فیکشف هذه الفتنة۔

"اے اہل کوفہ! کہاں ہے وہ رہبر و رہنما جو میرے مقام و منزلت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ کہاں ہے وہ جو اس مقام کا دعویٰ کرتے ہیں تا کہ وہ آ کر اس مشکل مسئلہ کو حل کریں؟"

عمرو بن حریث مسخرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

"اے فرزند ابو طالب! یہ مسئلہ فقط آپ ہی حل کر سکتے ہیں، آج آپ کی امامت ہمارے لیے ثابت ہو جائے گی"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے لڑکی کے باپ کی طرف اپنا رخ انور کرتے ہوئے فرمایا:

"ای ابا الغضب! کیا تم شہر دمشق کے رہنے والے نہیں ہو؟"

اس نے کہا: "ہاں یا امیر المومنین"

"کیا تمہارے گاؤں کا نام "اسعار" نہیں ہے؟"

اس نے کہا: "ہاں امیر المومنین"

آپ نے فرمایا: کیا آپ میں سے کوئی ایسا شخص ہے، جو اس وقت برف کا ایک ٹکڑا لے آئے؟ اس نے کہا کہ ہمارے شہر میں برف تو بہت ہے لیکن اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر کرنے سے قاصر ہوں۔

آپ نے فرمایا:

"ہمارے اور تمہارے شہر کے درمیان فاصلہ ساڑھے سات سو میل ہے"

اس نے کہا: "ہاں میرے مولی اتنا ہی فاصلہ ہے"

آپ نے فرمایا:

ایھا النّاس! انظروا الی ما اعطی اللہ علیا من العلم النبوی الّذی اودعہ اللہ ورسولہ من العلم الربانی۔

"اے لوگو! اس چیز کی طرف نگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم نبوی علیؑ کو عطا فرمایا ہے یہ وہی علم ربانی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے علیؑ کو ودیعت کیا ہے"

عمار کہتا ہے: مولی الموحدین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ شہر کی جامع مسجد کے منبر پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ دراز کیا اور برف کا ایک ٹکڑا حاضر کیا، درحالانکہ اس ٹکڑے سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ اس دوران لوگوں نے ایسا نعرہ بلند کیا، جو پوری مسجد میں گونج اٹھا، حضرت نے اپنا رخ انور لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اسکتوا ! ولو شئت اتیت بجبالہ

"خاموش ہو جاؤ! اگر تم چاہو تو برف کا پہاڑ حاضر کر سکتا ہوں"

اس کے بعد آپ نے کوفہ کی دائی سے فرمایا کہ برف کا یہ ٹکڑا لے لو اور مسجد سے باہر چلی جاؤ اس لڑکی کو ایک طشت میں بٹھا کر برف کا یہ ٹکڑا اس کے رحم کے نزدیک رکھ دو، اس کے رحم سے ایک جونک نکلے گی، اس کا وزن ستاون (۵۷) مثقال و دو انق یعنی درہم کا چھٹا حصہ ہوگا۔

اس دائی نے برف کا ٹکڑا لیا اور اس لڑکی کو اپنے ہمراہ لے کر مسجد سے باہر نکل گئی اور حضرت نے جیسے فرمایا تھا اس پر عمل کیا، اچانک ایک بہت بڑی جونک طشت میں گر گئی، اس کا وزن کیا گیا تو وہی نکلا جو حضرت نے فرمایا تھا۔

وہ دائی اس لڑکی کے ہمراہ مسجد میں آئی، اور وہ جونک حضرت کے سامنے رکھ دی۔

حضرت نے فرمایا: "کیا تم نے اس کا وزن کیا ہے؟"

اس نے کہا:

"میرے آقا میں نے اس کا وزن کیا ہے جو ستاون (۵۷) مثقال اور دو انق ہوا ہے"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں" اور درج ذیل آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ۔

(سورہ انبیاء آیہ ۴۷)

"اگر خردل کے دانے کے برابر (نیکی یا بدی) کی ہوگی تو ہم اسے حاضر کریں گے اور کافی ہے کہ میں حساب کرنے والا ہوں"

اس کے بعد فرمایا: "اے اباالغضب! تمہاری لڑکی نے زنا نہیں کیا ہے بلکہ یہ دس سال کی عمر میں تھی کہ پانی میں گھسی تھی جہاں سے یہ جونک اس کے شکم میں چلی گئی اور اس وقت سے لے کر آج تک اس کے پیٹ میں بڑھتی رہی ہے"

اس دوران لڑکی کا باپ کھڑا ہو گیا اور کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جانتے ہیں رحموں میں کیا ہوتا ہے۔ (فضائل ابن شاذان، صفحہ ۱۵۵، نوادر المعجزات صفحہ ۲۶، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۲۷۳)

مولف کہتا ہے: جناب بحرانی نے مذکورہ روایت سید مرتضیٰ سے کچھ تفاوت کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ (عیون المعجزات صفحہ ۲۱، مدینۃ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۵۳)

حضرت علیؑ نے باذن اللہ مردہ کو زندہ کیا

(۲-۸۱۹) مناقب عتیق میں مذکور ہے:

امیر المومنین علیؑ کے باوفا دوست میثم تمار کہتے ہیں: میں اپنے آقا و مولیٰ امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، جبکہ وہاں پر بہت سے لوگ بھی حضرت کے اردگرد موجود تھے، اچانک ایک لمبا تڑنگا شخص سلام کیے بغیر وارد ہوا جس نے خاکی رنگ کی قبا پہنی ہوئی تھی اور زرد رنگ کا عمامہ سر پر رکھا ہوا تھا، جبکہ دو برہنہ تلواروں سے مسلح تھا۔

وہاں پر موجود لوگوں نے گردنیں اٹھا اٹھا کر اس کی طرف دیکھنا شروع کیا، لیکن

میرے مولیٰ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اسے دیکھنے کے لیے سر بلند نہیں کیا۔

جب تمام لوگ سکون و آرام سے بیٹھ گئے تو اس شخص نے شمشیر برندہ کی مانند زبان کھولی اور کہا: آپ میں سے وہ کون ہے جو شجاعت کے لیے منتخب ہو چکا ہے، جس نے فضل وکمال کا تاج سر پر رکھا ہوا ہے اور قناعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا ہے؟ آپ میں سے کون ہے جو حرم خدا میں متولد ہوا اور بہترین اخلاق وصفات کا مالک ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جس کے سر پر بال کم ہیں جو جنگجو پہلوان، دشمنوں کے لیے زمین تنگ کرنے والا اور قصاص لینے والا ہے؟

آپ میں سے وہ کون ہے جو خاندان ابو طالب کا چشم و چراغ ہے؟ آپ میں سے کون ہے جس نے حضرت محمدؐ کی ہر موڑ پر مدد فرمائی ہے اور اس کی حکومت وسلطنت کو محکم اور ان کی شان وعترت کو بلند وبالا کیا ہے؟

آپ میں سے وہ کون ہے جو دو عمروں کا قاتل اور دو کو اسیر کرنے والا ہے؟

جناب میثم بن تمار کہتے ہیں، جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے سعد بن فضل بن ربیع بن مدرکہ بن طیب بن اشعث بن ابی سمع بن احبل بن فزارہ بن دعبل بن عمرو دوبنی!"

اس نے کہا: "لبیک یا علیؑ!"

امیر المومنین نے فرمایا:

مس ان بذالك فانا كنز ملهوف ، وأنا امو صوف بالمعروف أنا الذى قرعنى الصم الصلاب وهطل بامرى السحاب ، وأنا المبعوث بالكتاب ، أنا الطور والا سباب ، أنا" ق" والقرآن أنا النبأ العظيم۔ انا الصراط المستقيم أنا البارع ، انا العسوس أنا القلمس والعفوس ، أنا المد اعس ، أنا ذو النبوة

والسطوة، أنا العليم، انا لحليم ، انا الحفيظ ، انا الرفيع ، وبفضلی نطق كل كتاب وبعلمی شهدوا ذوو الالباب، أنا علیؑ اخو رسول الله ،ذوج ابنته وابو نبيه۔

”آپ جو سوال کرنا چاہتے ہو کرو، کیونکہ میں ختم نہ ہونے والا خزانہ ہوں، میں اچھائی اور نیکی کے ساتھ موصوف ہوں، میں وہ ہوں جس کی وجہ سے سرسخت زمین قائم ہے اور میرے حکم سے بارش برستی ہے، میں وہ ہوں جس کی توصیف ہر کتاب میں بیان کی گئی ہے، میں طور اور اسباب ہوں، میں ”قٓ“ اور قرآن مجید ہوں، میں ایک نباء یعنی عظیم خبر ہوں، میں سیدھا راستہ ہوں، میں صاحب کمال ہوں، میں ہوں شکار کی تلاش میں، سرور بزرگوار میں ہوں، بہادر اور جنگ جو میں ہوں، صاحب نبوت وسطوت میں ہوں، دانائی وعقل میرے پاس ہے، صابر میں ہوں، حفاظت کرنے والا میں ہوں، بلند مرتبہ کا مالک میں ہوں میرے فضل کی وجہ سے ہر کتاب گویا ہے اور میرے علم کی وجہ سے تمام صاحب عقل وخرد لوگ گواہی دیتے ہیں، میں علیؑ ہوں، رسول خدا کا بھائی ہوں، ان کی بیٹی کا شوہر ہوں اور ان کے بچوں کا باپ میں ہوں۔

اس دوران اس عرب نے کہا: ہمیں معلوم ہے کہ آپ زمین پر مردوں کو زندہ کرتے اور زندوں کو مارتے ہیں لوگوں کو فقیر، غنی اور ان کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔

مولا مشکل کشاء حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اپنی مشکل بیان کرو۔

اس نے کہا: میں قبیلہ ”عقیمہ“ کے ساتھ ہزار افراد کا نمائندہ ہوں، کچھ عرصہ قبل ایک شخص مر گیا تھا، اب وہ لوگ اس کی موت کے سبب کے بارے میں اختلاف کا شکار ہیں ان لوگوں نے اس کا جسد میرے ہمراہ بھیجا ہے، جو اس وقت مسجد کے دروازے پر ہے، اگر

آپ اس کو زندہ کردیں گے تو ہم سمجھ لیں گے کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچا ہونے کے علاوہ شریف ونجیب بھی ہیں، اس پر یقین کرلیں گے کہ آپ زمین پر حجت خدا ہیں اور اگر آپ اس زندہ نہ کرسکے تو میں اسے قبیلہ کی طرف واپس لے جاؤں گا اور یہ سمجھوں گا کہ آپ اپنے وعدہ میں سچے نہیں ہیں اور اس چیز کا دعویٰ کرتے ہو، جسے انجام نہیں دے سکتے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنا رخ انور میثم تمار کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

"اے ابا جعفر! گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور کوفہ کی گلی وکوچوں میں با آواز بلند ندا کرو:"

من اراد ان ینظر الی ما اعطاہ اللّٰہ علیاً اخا رسول اللّٰہ وبعل فاطمۃ الزہراء علیہا السلام فی الفضل والعلم فلیخرج الی النجف غداً۔

"جو کوئی بھی اس فضیلت وبرتری کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے علیؑ برادر رسولؐ اور شوہر بتولؑ کو عطا کی ہے تو کل نجف کے صحرا میں چلا آئے"

جس وقت جناب میثم اپنی ڈیوٹی انجام دے کر واپس آئے تو امیر المومنین علی علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اس عرب کو اپنا مہمان بنائیں۔

میثم تمار کہتے ہیں: میں نے اسے اس تابوت کے ہمراہ جو اس کے ساتھ تھا اپنے گھر لے گیا اور اس کی خدمت ومدارت کی۔

اگلے روز صبح جب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نماز صبح پڑھ کر صحرائے نجف کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا، کوفہ میں نیک وبد کوئی بھی باقی نہیں رہا، تمام کے تمام صحرائے نجف کی طرف چلے آئے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے ابا جعفر! اس عرب کو اس میت کے ہمراہ لے آؤ جو اس کے ساتھ ہے"

جناب میثم کہتے ہیں: میں نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان دونوں کو صحرائے نجف میں حاضر کر دیا۔ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ اپنا چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یا اهل الکوفة قولوا فینا ماترونه منّا، وانزووا عنّا ماتسمعونه.

"اے کوفہ کے رہنے والو! ہمارے بارے میں وہی کچھ کہو، جس چیز کا ہم سے مشاہدہ کرو اور جو کچھ ہم سے سنو وہ دوسروں تک پہنچاؤ"

اس کے بعد فرمایا:

"اے اعرابی! اپنے اونٹ کو بٹھاؤ اور کچھ دوستوں کی مدد سے اپنے مردہ کو تابوت سے باہر نکالو"

جناب میثم تمار کہتے ہیں: اس عرب نے تابوت میں سے ایک زرد رنگ کا کپڑا نکال کر کھولا، اس کے نیچے سبز رنگ کا کپڑا تھا، اسے کھولا تو اس کے نیچے ایک موتیوں کا تھیلا تھا، جس کے درمیان ایک نوجوان تھا جس کے گیسو عورتوں کی طرح خوبصورت تھے، برادر رسول جناب علی علیہ السلام اس اعرابی سے پوچھتے ہیں:

"اس نوجوان کو مرے ہوئے کتنے دن گذر چکے ہیں؟"

اس نے کہا: "اکتالیس دن ہو گئے ہیں"۔

آنحضرت نے پوچھا: "اس کے مرنے کی کیا وجہ ہے؟"

اعرابی نے کہا: اس کا خاندان یہ چاہتا ہے کہ آپ اسے زندہ کریں، تا کہ یہ خود بتائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے، کیونکہ رات کو جب یہ سویا تھا تو صحیح و سالم تھا، لیکن جب صبح اسے دیکھا تو اسے ایک کان سے دوسرے کان تک کاٹا ہوا تھا، آنحضرت نے فرمایا:

"اس کے خون کا بدلہ کون لینا چاہتا ہے؟"

اس نے کہا: اس کے پچاس رشتہ داروں نے آپس میں اتحاد کیا ہے کہ اس کے خون کا ضرور بر ضرور بدلہ لیں گے۔

اے برادر رسول خدا! شک وشبہ کو ختم کریں اور اس بات کو آشکار کریں کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

"اسے اس کے چچا نے قتل کیا ہے، کیونکہ اس نے اپنی لڑکی کا اس کے ساتھ نکاح کیا اور اس نے اسے طلاق دے دی تھی، جبکہ کسی دوسری عورت سے نکاح کرلیا تھا، اس کے چچا نے حسد و کینہ کی وجہ سے اسے قتل کر دیا ہے"

اعرابی نے کہا: آپ کی یہ بات ہمارے لیے قانع کنندہ نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ نوجوان خود گواہی دے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تا کہ ان کے درمیان میں سے فتنہ وفساد کی آگ ٹھنڈی ہو سکے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے۔ خدا کی حمد و ثناء اور پیغمبر خداؐ پر درود بھیجنے کے بعد فرماتے ہیں:

یا اهل الكوفة! ما بقرة بنی اسرائيل بأجلّ عند الله تعالیٰ من علیّ اخی رسول الله، انها احیی الله بها میّت بعد سبعة ایّام

"اے کوفہ کے رہنے والو! سچ بات تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی گائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک علیؑ برادر رسولؐ سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے مردہ کو سات دن کے بعد زندہ کر دیا تھا"

اس کے بعد مردے کے نزدیک گئے اور فرمایا:

"بے شک بنی اسرائیل نے گائے کے گوشت کا ٹکڑا مردہ کو مارا تو وہ زندہ

ہو گیا تھا، میں اپنے بدن کا ایک عضو اس میت کو مارتا ہوں، کیوں کہ میرے بدن کا عضو خداوند قدوس کے نزدیک گائے کے عضو سے بہتر ہے"

اس کے بعد اپنے دائیں پاؤں کے ساتھ اسے ہلاتے ہوئے فرمایا:

اے مدرکہ بن حنظلہ بن غسان بن بحر بن فہم بن سلامہ بن طیب بن مدرکہ بن اشعب بن اخرص بن واهلہ بن عمر بن فضل بن حباب! کھڑے ہو جاؤ کہ علیؑ نے تمہیں اذن خدا کے ساتھ زندہ کر دیا ہے"

وہ نوجوان اٹھ کر تابوت میں کھڑا ہو گیا، اس کا چہرہ چاند سے زیادہ خوبصورت اور سورج سے زیادہ درخشندہ تھا، حضرت علی علیہ السلام کی طرف اپنا چہرہ کر کے کہتا ہے:

"لبیک لبیک اے ہڈیوں کو زندگی بخشنے والے! اے لوگوں پر حجت خدا! اے فضل و احسان میں بے نظیر و بے مثال، اے امیر المومنین! اے رسول خداؐ کے جانشین اور اے علی بن ابی طالب علیہما السلام!"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے نوجوان! تجھے کس نے قتل کیا ہے؟"

اس نے کہا "مجھے میرے چچا حریث بن زمعہ بن ایکال بن اہم نے قتل کیا ہے"

اس کے بعد امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس نوجوان سے فرمایا:

"اپنے خاندان کی طرف چلے جاؤ"

اس نوجوان نے کہا: مجھے اپنے رشتہ داروں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت نے پوچھا: "کیوں؟"

اس نے کہا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ دوبارہ مجھے قتل نہ کر دیں اور شاید آپ اس وقت اس دنیا میں موجود نہ ہوں، پس اس وقت کون مجھے زندہ کرے گا؟

حضرت نے اعرابی کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

"تم اپنے خاندان کی طرف چلے جاؤ"

اعرابی نے کہا میں جب تک زندہ ہوں، آپ اور اس نوجوان کے ہمراہ رہوں گا۔

وہ دونوں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس رک گئے۔ بالآخر وہ دونوں جنگ صفین میں شہید ہو گئے، ان پر خدا کی رحمت ہو۔

اہل کوفہ بھی اس حیران کن واقعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے اور آنحضرت کے بارے میں طرح طرح کی باتیں شروع کر دیں۔

(نوادر المعجزات صفحہ ۳۱ عیون المعجزات صفحہ ۴۳، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۲۲۷، بحار جلد ۴۰ صفحہ ۱۲۷)

پتھر پر صاحب شریعت انبیاء کے اسماء

عمار یاسر کہتے ہیں: میں امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کے ہمراہ تھا جب کوفہ سے چھ میل کے فاصلے پر سرزمین نخیلہ سے گذرے تو اچانک نخیلہ سے پچاس یہودی نکل آئے اور انہوں نے کہا:

"اے علی بن ابی طالبؑ! کیا آپ امام ہیں؟"

آنحضرت نے فرمایا: "ہاں"

انہوں نے کہا ہماری کتاب میں مذکور ہے کہ ایک پتھر ہے جس پر چھ انبیاء کے اسماء تحریر ہیں، اب ہم اس پتھر کی تلاش میں ہیں، لیکن وہ ہمیں مل نہیں رہا ہے، اگر آپ امام ہیں تو وہ پتھر ہمارے لیے تلاش کریں۔

حضرت نے فرمایا: "آپ لوگ میرے ساتھ آئیں"

عمار کہتے ہیں: وہ لوگ آنحضرت کے پیچھے چل پڑے، جب ایک صحرا میں پہنچے تو وہاں پر ایک ریت کا بہت بڑا ٹیلہ دیکھا، امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:-

ایتھا الریح! انسفی الرمل عن الصخرة۔

"اے ہوا! اس پتھر سے ریت کو صاف کر دے"

تھوڑا سا وقت گذرنے کے بعد ہوا چلی جس سے ریت پراگندہ ہو گئی اور پتھر نظر آنے لگے، آنحضرت نے فرمایا:

"یہ وہی پتھر ہے جس کی تلاش میں آپ تھے۔

ان لوگوں نے کہا: جیسا کہ ہم نے سنا اور اپنی کتاب میں پڑھا ہے، اس پتھر پر چھ انبیاء کے نام لکھے ہوئے، لیکن اس پر ہمیں وہ اسا نظر نہیں آرہے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ اسماء پتھر کے اس طرف پر مرقوم ہیں جو زمین کے ساتھ لگی ہوئی ہے،
اسے پلٹا کر دیکھیں تو وہ نظر آجائیں گے"

اس دوران ایک گروہ آگے بڑھا کہ اس پتھر کو الٹ کر دیکھے لیکن اسے الٹ نہ سکے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"پیچھے ہٹ جاؤ"

آپ نے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنا ہاتھ بڑھایا اور پتھر کو الٹ دیا تو اس پتھر پر چھ انبیاء کے اسماء نظر آئے جو مندرجہ ذیل تھے۔ حضرت آدمؑ، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ۔

اِسی وقت یہودیوں کا ایک گروہ آنحضرت کے دست مبارک پر ایمان لے آیا، اور کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اے علیؑ آپ امیر المومنین، رسول خداؐ کے جانشین اور زمین پر خدا کی حجت ہیں جس کسی نے آپ کو پہچان لیا وہ کامیاب وکامران ہوگا اور نجات پا جائے گا۔ جس نے آپ کی مخالفت کی، وہ گمراہ بھٹکا ہوا ہوگا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ آپ کے مناقب وفضائل بے حد وحساب ہیں اور آپ کی نعمتوں کے آثار شمار نہیں کیے جاسکتے۔

(فضائل ابن شاذان، صفحہ ۷۳، بحار جلد ۳۱ صفحہ ۲۱۵، نوادر المعجزات صفحہ ۴۰)

علیؑ نے دشمن کو نوک نیزہ پر بلند کیا

(۸۲۱۔۴) کتاب مناقب کا ایک انتہائی قدیم نسخہ جو تقریباً تین سو سال پرانا ہوگا، اس میں تحریر ہے۔

اشتم کوفی جو مولیٰ کے دشمنوں سے تھا وہ کہتا ہے: جنگ صفین میں ایک شامی مرد مبارزہ کرتا ہوا میدان میں اترا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے شامی! پلٹ جاؤ، کہیں یہ جگر خور ہندہ کا بیٹا تمہیں واصل جہنم نہ کروے"

شامی نے کہا: ابھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون کس کو واصل جہنم کرتا ہے۔

پس امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے نوک نیزہ پر بلند کیا اور ہوا میں لٹکا دیا، اس لعین نے فریاد بلند کی:

"یا امیرالمومنین! میں نے آتش جہنم کا نظارہ کر لیا ہے اور اپنے آپ پر پشیمان ہوں"

حضرت نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:

آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ (سورہ یونس آیہ ۹۱)

"تو آواز آئی کہ جبکہ تو پہلے نافرمانی کر چکا ہے اور تیرا شمار مفسدین میں ہو چکا ہے" (نوادر المعجزات جلد ۲۶ صفحہ ۶۲)

علیؑ خدا کا شیر ہے

(۸۲۲۔۵) معروف کتاب "مصباح الانوار" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

ماعصانی قوم من المشرکین الّا رمیتهم بسهم الله تعالیٰ۔

''مشرکین کے کسی گروہ نے میری نافرمانی نہیں کی، مگر یہ کہ میں نے شیر خدا کے ذریعے اسے نشانہ بنایا ہے''

پوچھا گیا: اے رسول خدا! خدا کا شیر کون سا ہے؟

آپ نے فرمایا:

هُوَ عَلِيّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ ما ابرزته فی طلب ثار، والابعثته فی سریّه اِلّا رأیت جبرئیل السلام عن یمینه، ومیکائیل عن یساره وملك الموت امامه، وسحابة تظلّه حتّی یعطیه الله خیر النصر والظفر۔

''وہ علی بن ابی طالب علیہما السلام ہے، میں نے کسی خون خواہی میں اسے آشکار نہیں کیا، اور کسی جنگ میں اسے نہیں بھیجا، مگر یہ کہ میں نے مشاہدہ کیا اس کے دائیں سمت حضرت جبرئیل، بائیں طرف میکائیل اور ملک الموت اس کے آگے آگے چلتے ہیں، جبکہ بادل اس کے اوپر سایہ کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے بہترین نصرت اور کامیابی عطا فرماتا ہے''

مولف علیہ الرحمہ کہتے ہیں: ایسی ہی روایت صاحب کتاب ''الثاقب فی المناقب'' نے بھی نقل کی ہے۔ (الثاقب نے المناقب صفحہ ۱۲۱، امالی طوسی صفحہ ۵۰۵، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۳۶)

اللہ تعالیٰ علیؑ پر فخر و مباہات کرتا ہے

(۸۲۳۔۶) مذکورہ کتاب میں جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

انّ الله یباهی بعلیّ کلّ یوم الملائکة المقربین۔

''بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ ہر روز علیؑ کی وجہ سے اپنے مقرب فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے'' (المناقب جلد ۳ صفحہ ۲۶۶، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۸۲)

اس حدیث کو ابن شیرویہ دیلمی نے بھی اپنی بہترین کتاب "الفردوس" میں نقل کیا ہے۔

علیؑ کے فضائل شمار نہیں کیے جا سکتے

(۸۲۴۔۷) مذکورہ کتاب میں ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

لوان البحرمدادو الغياض اقلام، والانس كتّاب والجنّ حسّاب ما احصوا فضائلكم يا ابا الحسن ؑ۔

"اے ابا الحسنؑ! اگر تمام سمندر روشنائی تمام جنگل قلمیں تمام انسان لکھنے والے اور تمام جن حساب کرنے والے ہو جائیں تو آپ کے فضائل شمار نہیں کر سکتے"

(مصباح الانوار صفحہ ۱۱۱ مناقب خوارزمی صفحہ ۳۲ تا ۲۲۸ طرائف صفحہ ۱۳۹)

شکم مادر میں شیطان دشمن علیؑ کے ساتھ

(۸۲۵۔۸) تفسیر فرات میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

ایک دن میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا، اچانک آنحضرتؐ کی نگاہ سانپ پر پڑی جو شتر کی مانند تھا، حضرت علی علیہ السلام اسے عصا کے ساتھ مارنا چاہتے تھے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

انه ابليس ،وانّي قداخذت عليه شروطا ما يبغضك مبغض الّاشاركه في رحم امّه۔

"وہ شیطان ہے، بے شک میں نے اس سے کچھ شرطوں کا وعدہ لیا ہوا ہے کہ کوئی بھی دشمن تمہارے ساتھ دشمنی نہیں کرے گا، مگر وہ کہ جس کی ماں کے رحم میں شیطان اس کا شریک ہو اللہ تعالیٰ کے فرمان

وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ۔ (سورہ اسراء آیہ ۶۴)

"اور ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جاؤ"

کا بھی یہی معنی ہے۔" (تفسیر فرات صفحہ ۱۳۲، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۱۷۲)

محبت علیؑ کا نتیجہ بخشش

(۸۲۶_۹) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

یا علی ! قد غفر الله تعالی لك ولاهلك و لشيعتك و محبی شيعتك ، و محبی محبی شيعتك ،فابشر فانّكَ الا نزع البطين ، نزوع من الشرك ، بطين من العلم۔

"اے علیؑ ! بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے، اسی طرح تمہارے خاندان، شیعوں، شیعوں سے محبت کرنے والوں اور شیعوں سے محبت کرنے والے سے محبت کرنے والوں کو بھی بخش دیا ہے، پس آپ کو بشارت ہو کہ آپ شرک سے پاک اور علم و دانش سے سرشار ہیں"

(مناقب خوارزمی صفحہ ۲۹۴، امالی شیخ طوسی صفحہ ۲۹۳ بحار الانوار جلد ۶۸ صفحہ ۱۰۱)

مبارزہ علیؑ امت کے اعمال سے افضل

(۸۲۷_۱۰) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

لمبارزة علی بن ابی طالب لعمرو بن عبدود افضل من عمل امتی الی یوم القیامه۔

"علی بن ابی طالبؑ کا عمرو بن عبدود کے ساتھ مبارزہ میری امت کے قیامت تک کے اعمال سے بہتر ہے"

(مصباح الانوار صفحہ ۱۲۹ ت، تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۶۹۰ بحار ۳۶ صفحہ ۱۶۵)

من پسند غذا سائل کو عطا کردی

(۸۲۸_۱۱) مذکورہ کتاب میں مرقوم ہے کہ انس کہتے ہیں:

ہمیں معلوم ہوا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا دل چاہتا ہے کہ ہر روز

بھونا ہوا جگر نرم روٹی کے ساتھ تناول فرمائیں، ان کی یہ پسند مسلسل ایک سال تک رہی، ایک دن آپ روزے سے تھے، اپنے فرزند ارجمند امام حسن علیہ السلام سے اپنی دل پسند غذا آمادہ کرنے کے لیے کہا۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے لیے غذا تیار کی۔

جس وقت آنحضرتؑ نے روزہ افطار کرنا چاہا تو ایک سائل نے دروازے پر دستک دی، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

یا بنیّ ! احملها الیه الایقرء صحیفتنا غدًا " اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا" (سورہ احقاف آیہ ۲۰)

"اے میرے لال ! یہ طعام اس سائل کو دے دو، تا کہ کل روز قیامت میرے بارے میں یہ آیہ نہ پڑھ سکے کہ" اپنی زندگی میں تم نے طیبات سے استفادہ کیا اور ان سے بہرور ہوئے"

(۸۲۹۔۱۲) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ ابی مغنم مسلم بن اوس اور جاریہ بن قدامہ سعدی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی محفل میں موجود تھے، آنحضرت منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے:

سلونی من قبل ان تفقدونی ، فانّی لا اسئلُ اِلّا اُجیب عمّا دون العرش لایقولها بعد الّا کذّابٌ او مفتری۔

"قبل اس کے کہ میں دنیا سے چلا جاؤں، مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو، کیونکہ اگر اس کے بارے میں پوچھا جائے جو کچھ عرش کے نیچے ہے تو میں اس کا جواب دوں گا، میرے بعد کوئی بھی ایسا دعویٰ نہیں کرے گا ،مگر وہ شخص جو جھوٹا اور افتراء پرداز ہوگا"

یہ سن کر مسجد کے گوشے سے ایک شخص کھڑا ہوا، اس کی گردن میں قرآن کی مثل ایک کتاب لٹک رہی تھی، اس کا چہرہ گندمی، قد لمبا اور بال تھے گویا ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ

کوئی عرب یہودی ہے، اس نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے بلند آواز سے کہا:

"اے وہ شخص! جو اس بات کا دعویٰ کر رہے ہو، جو جانتے نہیں اور اس بات میں آگے بڑھ رہے ہو، جسے تم سمجھتے نہیں ہو، اب تم سے سوال کرتا ہوں، اور تم اس کا جواب دو"

مسجد کے گوش و کنار سے محبان علی علیہ السلام اس پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے، لیکن امیر المومنین علی علیہ السلام نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا:

"اسے چھوڑ دو اور جلدی نہ کرو، کیونکہ جلدی اور کم عقلی سے خدا کی حجتیں اور دلیلیں قائم نہیں ہوتی ہیں اور نہ خدا کی براہین آشکار ہوتی ہیں، اس کے بعد اس شخص کی طرف دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں: تم جس زبان میں چاہو، اپنی فہم و فراست کے ساتھ سوال کرو انشاء اللہ میں ضرور جواب دوں گا"

اس شخص نے پوچھا: مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

آنحضرت نے فرمایا: "ہوا کی مسافت جتنا"

اس نے پوچھا: ہوا کی مسافت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: فلک کا گھومنا؟

اس نے پوچھا: فلک کتنی دیر میں چکر کاٹتا ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ چکر سورج ایک دن کی مسافت میں کاٹتا ہے۔

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ قیامت کب برپا ہوگی؟

آپ نے فرمایا: جس وقت موت اور اجل کا وقت پہنچ جائے گا۔

اس نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا ہے اب یہ بتاؤ کہ دنیا کی زندگی کتنی ہے؟

آپ نے فرمایا: کہا گیا ہے کہ سات دن ہے، اس کے بعد اس کی انتہا نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا: آپ نے سچ فرمایا ہے اب یہ بتائیں کہ بکہ و مکہ کہاں پر ہیں۔

آپ نے فرمایا: اطراف حرم کو مکہ اور کعبہ کے مقام کو بکہ کہتے ہیں۔

اس شخص نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا ہے۔اب یہ بتائیں کہ مکہ کو مکہ کیوں کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو نیچے سے شروع کیا ہے۔

اس نے پوچھا: بکہ کیوں کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: کیونکہ اس مقام پر ستم گروں کی گردنیں خم ہوتی ہیں اور گناگاروں کی آنکھیں گریہ کرتی ہیں۔

اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔اب یہ بتائیں کہ عرش کو خلق کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں پر تھا؟

آپ نے فرمایا:

سبحان الّذی لایدرك كنه صفته حملة عرشه على قربهم من كرسى كرامته ولا الملائكة المقربين من انوار سبحات جلاله ، ويحك ! لايقال لِلّٰه ! لين ،ولابم ،ولاقهم، ولانّى ولاحيث ،ولاكيف۔

"پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جس کا عرش اٹھانے والے اس کی کنہ اور ذات کا ادراک نہیں کر سکتے ، باوجود اس کے کہ وہ اس کی کرسی کرامت کے نزدیک ہیں، اس کے مقرب فرشتے بھی اس کے انوار کے ادراک کی طاقت نہیں رکھتے ، ہلاکت ہو تیرے لیے! اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کہاں پر ہے؟ کس چیز سے ہے؟ کس طرح سے ہے ؟کس چیز میں تھا؟ کس جگہ پر ہے؟ کیونکہ وہ تو زمان و مکان کا خالق ہے ،وہ زمان و مکان میں ہرگز مقید نہیں ہوسکتا"

اس شخص نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ زمین و آسمان کو خلق کرنے سے قبل عرش خدا کتنا عرصہ پانی پر رہا تھا۔؟

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: کیا تم اچھی طرح حساب کر سکتے ہو؟

اس نے کہا: ہاں! میں اچھی طرح سے حساب کرنا جانتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

''اگر تمام زمین کو آسمان تک رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے، اس کے بعد تیرے ضعف کے باوجود تجھے اتنی طولانی عمر کے ساتھ یہ طاقت بھی عطا کی جائے کہ صرف ایک ایک دانہ اٹھا کر مشرق سے مغرب تک جاؤ، تو ان کو اٹھا کر لے جانا اور شمار کرنا آسان ہے اس کی نسبت کہ زمین و آسمان کو خلق کرنے سے پہلے عرش خدا کتنی مدت تک پانی پر رہا ہے، بے شک جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے یہ انتہائی قلیل مدت ہے، میں اس چیز کو کسی مدت میں محدود کرنے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں''

راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے اپنے سر کو جھٹکا دیا اور کہا:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں'' اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

حزت أقاصی العلوم فما
تبصر أن نوظرت مغلوبًا
وانت اصل العلم یا ذالهدی
تجلو من الشک الغیا هیبا
لاانثنی عن کلّ اشکوله
تبدی اذا حلّت اعاجیبنا

"آپ علم و دانش کے اعلیٰ ترین مرتبہ پر فائز ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ مناظرے میں کسی سے شکست کھائیں۔

اے ہدایت کے رہنما آپ علم و دانش کا سرچشمہ ہیں اور بے شک وتردید کے اندھروں کو برطرف کردیتے ہیں۔

آپ کسی بھی علمی مشکل میں مات نہیں کھاتے اور جس وقت آپ مشکل کشائی کرتے ہیں تو اس وقت حیران کن واقعات رونما ہوتے ہیں"

(ارشاد القلوب جلد۲صفحہ ۲۵۷، بحارالانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۶، جلد ۵۷ صفحہ ۲۳۱)

(۸۳۰-۱۳) عبدالوحد بن زید کہتے ہیں: میں خانہ خدا کی زیارت سے شرف یاب ہوا، میں طواف میں مشغول تھا کہ اچانک میری نظر دو کنیزوں پر پڑی، جو رکن یمانی کے پاس کھڑی تھی، ان میں سے ایک نے اپنی خواہر سے کہا! حق اور سچ یہ ہے کہ جانشنی اور نیابت کے لیے منتخب کیے گئے ہیں، وہ عدل و مساوات سے حکم کرتے ہیں، وہ مسند قضاوت پر بیٹھ کر منصفانہ فیصلہ کرتے ہیں، ان کے پاس محکم براہین ہیں، ان کی نیت ہے اور وہ فاطمہ مرضیہ علیہا السلام کے شوہر نامدار ہیں، وہ ایسے ویسے نہیں تھے۔

میں نے اس کی آواز سنی اور اس سے پوچھا تم جس کی صفات بیان کررہی تھی، وہ کون ہیں؟

اس نے کہا: خدا کی قسم! وہ آقاؤں کے آقا، احکام معلوم کرنے کا ذریعہ، جنت وجہنم کے تقسیم کرنے والے، کفار و فجار کو قتل کرنے والے، امت کی پرورش کرنے والے، پیشواؤں کے پیشوا امیر المومنینؑ، امام المسلمینؑ، ہمیشہ کامیاب ہونے والے شیر غالب ابوالحسن علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں"

میں نے عرض کیا کہ تم حضرت علی علیہ السلام کو کیسے جانتی ہو؟

اس نے کہا: میں انھیں کیسے نہ پہچانوں کہ جنگ صفین میں جن کے ہمرکاب

میرے والد شہید ہوئے ہیں۔ایک دن وہ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

کیف اصبحت یا امّ الایتام۔

"اے یتیموں کی ماں!تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟"

میری ماں نے کہا:اے امیر المومنین بالکل ٹھیک ہوں۔

اس کے بعد مجھے اور میری اس بہن کو حاضر کیا، میں اس وقت چیچک کے مرض میں مبتلا تھی، خدا کی قسم، اس مرض نے مجھے اس قدر متاثر کیا تھا کہ میری آنکھیں ضائع ہو چکی تھیں، جب آنحضرت نے مجھے اس حال میں دیکھا تو ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

ما ان تاوّهت من شی ذریت به
کما تاوّهت للاطفال فی الصغر
قد مات والدهم من کان یکفلهم
فی النائبات وفی الاسفاره الحضر

"میں نے اس لیے آہ نہیں بھری کہ اس مشکل میں مبتلا ہو جاؤں بلکہ میں نے ان بچوں کی کم سنی کی وجہ سے آہ بھری ہے۔
ان بچوں کا باپ تو دنیا سے جا چکا ہے، سفر، حضر اور دیگر مشکلات میں کون ان کی دیکھ بھال کرے گا"

اس کے بعد اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرا تو اسی وقت میری آنکھیں کھل گئیں۔خدا کی قسم اے میرے بھتیجے! میری آنکھیں اچھی ہو گئیں کہ میں رات کی تاریکی میں اونٹ کی دوڑ دیکھ سکتی ہوں، یہ سب کچھ امیر المومنین علی علیہ السلام کی برکت سے ہے اس کے بعد میرے آقا و مولا علی علیہ السلام نے ہمیں بیت المال سے کچھ عطا فرمایا اور ہمارے دلوں کو خوش و خرم کر کے واپس چلے گئے۔

عبدالواحد کہتا ہے: جب میں نے اس لڑکی سے یہ ساری باتیں سنیں تو میں نے

اپنے سفری اخراجات سے کچھ درہم اسے دیے اور کہا: اے لڑکی کچھ درہم ہیں، یہ لے لو اور انہیں ضرورت کے وقت خرچ کرنا۔

اس نے کہا: آپ کی طرف سے ہمیں مل گئے یہ اپنے پاس رکھیں، کیونکہ کائنات کے بہترین انسانوں سے بہترین ارث پائی ہے۔ خدا کی قسم! اس وقت ہم ابا محمد حسن بن علی علیہم السلام کے خاندان کا حصہ ہیں۔

پس اس شخص نے اپنا رخ پھیر لیا اور مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

مانيط حبّ علی فی خناق فتی
إلّاله شهدت بالنعمة النعم
ولاله قدم زلّ الزّمان به
الّاله اثبت من بعد ها قدم
ماسرنی أن أكس من غير شيعته
لو أنّ لی ماحوته العرب والعجم

"علی علیہ السلام کی محبت کسی جوان کی گردن پر نہیں مگر یہ کہ اس کے ذریعہ بہترین نعمتوں کی گواہی دی جاتی ہے۔

اس کے پاؤں میں کبھی بھی زمانے کی وجہ سے لغزش پیدا نہیں ہوئی، مگر یہ کہ اس کے بعد اس کے پاؤں محکم واستوار ہو گئے۔

اگر میں ان کا شیعہ نہ ہوتا اور عرب وعجم کی پوری ثروت میری ملکیت ہوتی تو وہ کبھی بھی مجھے اتنا مسرور اور خوشحال نہ کر سکتی"

(الخرائج جلد ۲ صفحہ ۵۴۲، المناقب جلد ۲ صفحہ ۳۴۳، الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۰۴)

(۱۴۔۸۳۱) اعمش کہتے ہیں:

ایک سال میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوا تھا، دوران سفر ایک مقام پر قیام کیا، وہاں

پر ایک نابینا عورت دیکھی جو یہ کہہ رہی تھی اے وہ ذات جس نے چمکتے ہوئے سورج کو غروب ہونے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی خاطر واپس پلٹایا تھا، میری آنکھیں واپس کر دیں۔

اعمش کہتے ہیں میں اس کی فریاد سن کر حیران و پریشان ہو گیا اور اپنی جیب سے دو دینار نکال کر اسے دینے چاہے تو اس نے دیناروں کو ہاتھوں سے مس کیا اور میری طرف پھینکتے ہوئے کہا: اے مرد تم نے مجھے فقر و بے سہارا ہونے کی وجہ سے خوار کیا ہے، افسوس تیرے اوپر بے شک جو کوئی آل محمد علیہم السلام سے محبت کرتا ہے، وہ کبھی بھی ذلیل و خوار نہیں ہوتا۔

اعمش کہتا ہے: میں نے حج بجالانے کے لیے اپنا سفر جاری رکھا، مناسک حج بجا لانے کے بعد اپنے گھر کی طرف واپس ہوا، اس وقت میری سوچ وفکر کا محور وہی خاتون تھی، واپسی پر جب میں اس مقام پر پہنچا تو اچانک اسی خاتون کو دیکھا، جس کی آنکھیں ٹھیک ہو چکی تھیں، میں نے اس سے کہا: اے کنیز خدا! علی بن ابی طالب علیہما السلام کی محبت نے تجھے کیا فائدہ دیا ہے؟

اس نے کہا: اے مرد! میں نے صرف چھ راتوں میں اللہ تعالیٰ کو آنحضرتؐ کی قسم دی ہے، ساتویں رات جو شب جمعہ تھی میرے آقا و مولیٰ میرے خواب میں آئے اور مجھے فرمایا: کیا علی بن ابی طالب کو دوست رکھتی ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں دوست رکھتی ہوں۔

انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھو، اس کے بعد کوئی دعا پڑھنے کے بعد فرمایا: "خداوندا! اگر یہ عورت سچے دل کے ساتھ علی بن ابی طالبؑ سے محبت کرتی ہے تو اس کی بینائی واپس پلٹا دے"

اس کے بعد فرمایا: اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں سے اٹھا لو۔

میں نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں سے اٹھایا تو اچانک اپنے سامنے ایک مرد کو دیکھتی ہوں، میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں کہ جن کے وسیلہ سے خداوند متعال نے مجھ پر احسان

فرمایا؟ آپ نے فرمایا:

أنا الخضر ، احبّی علی بن ابی طالب علیهما السلام فان حبّه فی الدنیا یصرف عنك الآفات وفی الآخرة بعید ذك من النّار

''میں خضرؑ ہوں، تم علی بن ابی طالب علیہ السلام سے محبت رکھو، کیونکہ ان کی دوستی تمہیں دنیاوی آفات سے محفوظ رکھے گی اور آخرت میں تمہیں آتش جہنم سے نجات بخشے گی''

(''الاربعون حدیث'' شیخ منتجب الدین صفحہ ۷۷، بحار جلد ۹۴ صفحہ ۹ تفسیر فرات صفحہ ۲۲۸)

(۸۳۲_۱۵) شیخ منتجب الدین علی بن حسین حاتی اپنی کتاب ''اربعون حدیث'' میں تحریر کرتے ہیں کہ قتادہ کہتے ہیں

ایک دن حارث بن عبدالمطلب کی دختر ''اروی'' مدینہ میں معاویہ کے پاس آئی ۔وہ بوڑھی ہو چکی تھی، جب معاویہ نے اسے دیکھا تو کہا: اے خالہ! خوش آمدید، میرے بعد آپ کا کیا حال ہے، کیسی گذر رہی ہے؟

اروی نے کہا: اے خواہر زادے تم کیسے ہو؟ سچ بات تو یہ ہے کہ تم نے کفران نعمت کیا اور اپنے چچا زاد کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، تم نے اپنے آپ کو غیر کے اسم سے موسوم کیا ہے اور وہ چیز جو تمہارا حق نہیں تھا، اس پر قابض ہو گئے ہو۔

معاویہ نے جواب میں کہا اے خالہ جان! گذشتگان کے افسانے مت دہراؤ، اپنی حاجت بیان کرو۔

اروی نے کہا: کیا مجھے دو ہزار، دو ہزار اور دو ہزار دینار دو گے؟

معاویہ نے پوچھا: پہلے والے دو ہزار دینار سے کیا کرو گی؟

اس نے کہا: ان دو ہزار دینار سے پانی کا ایک چشمہ خرید کر حارث بن عبدالمطلب کے ضرورت مندوں کو بخش دوں گی۔

معاویہ نے کہا: یہ دو ہزار تمہیں دیتا ہوں۔ پھر کہا: دوسرے دو ہزار سے کیا کرو گی؟

اروی نے کہا: ان دو ہزار دیناروں سے حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں جو غرباء ہم کفو ہوں گے، ان کی باہم ازدواج کرواؤں گی۔

معاویہ نے کہا: وہ بھی تمہیں دیتا ہوں اور اب یہ بتاؤ کہ تیسرے دو ہزار دینار سے کیا کرو گی؟

اروی نے کہا: مشکلات کے وقت انہیں خرچ کروں گی اور خانہ خدا کی زیارت کے لیے جاؤں گی۔

معاویہ نے کہا: یہ بھی تمہیں دیتا ہوں

اس کے بعد معاویہ مزید کہتا ہے: خدا کی قسم اگر تمہارے چچا زاد علیؑ زندہ ہوتے تو وہ تم پر کبھی بھی ایسی نیکی نہ کرتے۔

اروی نے کہا: تم نے سچ کہا ہے بے شک علیؑ امانت خدا کی حفاظت کرتے تھے جبکہ تم ضائع کر رہے ہو اور خدا کے مال میں خیانت کر رہے ہو۔

اس کے بعد اروی نے معاویہ سے ناراض ہوتے ہوئے کہا کہ کیا تم علی علیہ السلام کے بارے میں منہ کھولتے ہو اللہ تعالیٰ تمہارا منہ توڑے اور تیری مشکل کو مشکل تر کرے۔

اس کے بعد اروی نے بلند آواز کے ساتھ آہ و فریاد بلند کی اور روتے ہوئے ابو اسود دوئلی کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے (البتہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اشعار اروی کے اپنے ہیں)۔

ألا يا عين ويحك اسعدينا
ألا فابكى اميرالمؤمنينا
رزئنا خير من ركب المطايا
وجربها ومن ركب السفينا
ومن لبس النعال و من حذاها

ومن قرأ المثانی والمئینا
اذا استقبلت وجه ابی حسین
رأیت البدر راق الناظرینا

"آگاہ ہوجا! اے میری آنکھ! تیرے اوپر افسوس ہے، میرا ساتھ دو آگاہ ہوجا اور امیر المومنین علی علیہ السلام پر گریہ کر۔
ہم اس کے دکھ اور غم میں مبتلا ہیں جو مرکب پر سوار ہونے والوں میں سے سب سے بہتر ہے اور اسے جولا نگاہ میں ڈوراتا اور شتر بیابان پر سوار ہوتا تھا۔ جس وقت تمہاری نگاہیں ابو حسینؑ کے چہرہ اقدس پر پڑیں تو گویا تم نے ماہ کامل کو دیکھا، جو آنکھوں کو روشن کر دیتا ہے"

ألا فابلغ معاویة بن حرب
فلاقرّت عیونا الشّامِتینَا
أفی الشهر الحرام فجعتمونا
بخیر النّاس طرًا اجمعینا
نعی بعد النبی فدتهٔ نفسی
ابو حسن وخیر صالحینا
کانّ النّاس فقد واعلیًا
نعام ضلّ فی بلاعرینا

"آگاہ ہوجا! اور معاویہ بن حرب تک پہنچا دو کہ ظلم و شماتت کرنے والوں کی آنکھیں کبھی بھی روشن نہیں ہوں گی۔
کیا تم نے ماہ حرام میں سب سے بہترین کی مصیبت میں ہمیں مبتلا کیا ہے؟ قربان جاؤں اس پر جو پیغمبر اکرمؐ کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے، وہ ابو حسنؑ ہیں صالحین میں سب سے بہتر تھے۔

گویا امیر المومنین علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد لوگ ان چار پائیوں کی طرح ہیں، جو اپنے شہر میں حیران و پریشان مارے مارے پھرتے ہیں"

فلا واللّٰہ لا انسی علیّا
وحسن صلوتہ فی الرکعینا
لقد علمت قریش حیث کانت
بانّک خیرھم حسباً ودیناً
فلا یفرح معاویۃ بن حرب
فانّ بقیّۃ الخفاء فینا

"خدا کی قسم ہرگز علی علیہ السلام اور نماز گذاروں میں سے اس کی بہترین نماز کو کبھی نہیں بھول سکیں گے۔

(اے علیؑ) جب سے قریش نے اپنے آپ کو پہچان لیا تو اس وقت وہ سمجھ گئے کہ آپؑ خاندان اور دین کے اعتبار سے سب سے بہتر ہیں۔

بنا برایں اے معاویہ بن حرب! تو زیادہ خوش نہ ہو، کیونکہ باقی خلفاء اور جانشین ہم میں سے ہیں"

راوی کہتا ہے یہ سن کر معاویہ نے گریہ کرنا شروع کیا اور کہا:

اے خالہ! خدا کی قسم! ابوالحسنؑ ایسے ہی تھے، جیسے تم نے بیان کیا ہے، اس کے بعد حکم دیا کہ اروی جو کچھ چاہتی ہے اسے دیا جائے۔

("الاربعون حدیث) شیخ منتجب الدین صفحہ ۸۹، المنتخب الطریحی، صفحہ ۷۶، بحار جلد ۴۲ صفحہ ۱۱۸)

(۸۳۳_۱۶) محمد بن سلیمان کہتے ہیں! میرے والد بزرگوار جنہوں نے رسول خداؐ کے سب سے پہلے اصحاب کو دیکھا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ذر بن جیش سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں: جس وقت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی، تو جب قاصد

ان کی شہادت کی خبر لے کر مدینہ پہنچا، جونہی یہ شہر لوگوں یہ دردناک خبر سنی تو پورے شہر سے نالہ وگریہ کی صدائیں بلند ہوئیں تو دوبارہ رسول خداؐ کی رحلت کا منظر زندہ ہو گیا لوگ جلدی جلدی حضرت عائشہؓ کے گھر پہنچے جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ خبر حضرت عائشہ کو مل چکی ہے تو لوگ واپس لوٹ آئے۔

جب اگلے دن کی صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ حضرت عائشہ رسولؐ کی مرقد کی طرف روانہ ہونے والی ہے۔لوگ خبر ملتے ہی اس کے گھر گئے، وہ گریہ کرتے کرتے اس قدر لاغر اور کمزور ہو چکی تھی کہ اس میں لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کی سکت نہیں تھی، لوگوں نے اسے اردگرد سے گھیرے میں لیا ہوا ہے، وہ اسی حال میں رسول خداؐ کی قبر اطہر پر آئی، وہاں پہنچ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھ دروازے پر رکھے اور فریاد بلند کی:

"اے پیغمبروں کے آقا! آپ پر سلام ہو، اے شفاعت کرنے والوں کے سردار آپ پر سلام ہو، آپ پر سلام ہو اے سب سے بہترین مخلوق خدا! جو بدن پر پیراہن اور ردا پہنتے تھے، بزرگ ترین ہستی جو نعلین پہنتی تھی آپ اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام، خدا کی قسم میں سب سے بہترین شخص کی موت کی خبر لے کر آپ کے پاس آئی ہوں اور اس شخص پر گریہ وزاری کرتی ہوں جو سب سے زیادہ آپ کے نزدیک تھا، خدا کی قسم! آپ کے چچازاد کے فضائل ہرگز فراموش نہیں ہوسکیں گے، خدا کی قسم! تیرا محبوب مرتضیٰ قتل ہو گیا ہے، خدا کی قسم! فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا شوہر مارا گیا ہے، اے رسول خداؐ! اگر آپ کی قبر سے پتھر اٹھا لیا جائے تو آپ مجھے حیران و پریشان اور گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھیں گے"

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے کلمہ استرجاع " اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ " پڑھا اس کے بعد حکم دیا کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ لگا دیا جائے، اس کے بعد کہا:

"اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ آپ لوگ کیوں یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں؟ تم لوگ کیا کہتے ہو؟"

لوگوں نے کہا: اے زوجہ رسول! حضرت امام علی بن ابی طالب کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟

حضرت عائشہؓ نے کہا: "اے لوگو! تم چاہتے ہو کہ علیؑ کے بارے میں کچھ کہوں۔ خدا کی قسم! وہ پیغمبروں کے آقا کا جانشین اور خاتم الانبیاء کا چچا زاد تھا، وہ پرہیز گاروں اور منتخب شدہ لوگوں کا پیشوا تھا، وہ زہراء بتولؑ کا شوہر تھا اور دشمنوں کے سر پر چمکتی ہوئی تلوار تھا، وہ نیکو کاروں کا امیر اور کفار کو قتل کرنے والا تھا، وہ اصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھا، وہ جہاد اور سعی و کوشش کرنے والوں کا پیش رو تھا، وہ شب زندہ دار اور فکر کی کان تھا، وہ دین کو استوار کرنے والا اور مومنین کا مولا تھا، وہ کفر و شرک سے پاک اور ایمان سے مملو تھا، وہ عقل سلیم، دین خدا میں مضبوط اور حکم خدا کو برپا کرنے والا تھا"

"اے لوگو! بے شک میرے اور علیؑ کے درمیان بصرہ کے محلوں کی تاریک راتوں میں مشکلات پیدا ہوئی تھیں، کاش وہ پلٹ آئے۔ آج تک کون واپس آیا ہے؟"

نیند نے اسے سکون دیا ہے، میں شتر پر سوار ہو کر ٹیلوں کے پاس سے گذری حتیٰ کہ لشکر کے درمیان پہنچ گئی، میں نے دو سرخ ٹیلوں کے بعد اسے دیکھا کہ لمبے سفر کی تھکاوٹ بھی اس کے لیے شب زندہ داری سے مانع نہ ہوئی، میں اس کے نزدیک تر ہوئی، حتی کہ میں اس کے برابر کھڑی ہو گئی، اس نے اپنا چہرہ خاک پر رکھا ہوا ہے اور گریہ کر رہا ہے، اس عورت کی طرح بلند آواز سے گریہ کر رہا تھا جس کا کوئی جوان مر گیا ہو اور کہہ رہا تھا:

سجد لك وجهي، وخضع لك قلبي، واستسلم لامرك نفسي، فكيف المضرّ غدًا من أليم عذابك وشديد عقابك۔

"میرا چہرہ آپ کے لیے خاک پر ہے، میرا دل آپ کے لیے خاضع ہے،
میری جان آپ کے امر کے سامنے حاضر ہے، پس کل روز قیامت آپ
کے سخت عذاب اور شدید عقاب سے کس طرح فرار ممکن ہے۔؟

حضرت عائشہ کہتی ہیں، میں اس کے نزدیک ہوئی اور اس کے برابر کھڑی ہوگئی ، میں نے اس کا سر اپنے دامن میں لیا اور اس کے رخسار سے خاک صاف کی ، اس کے بعد میں وہاں سے چلی گئی ، حالانکہ میرے نزدیک وہ خدا کے بہترین بندوں میں سے تھا۔

زر بن جیش کہتے ہیں: اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے اپنے آپ کو رسول اکرمؐ کی قبر پر گرا دیا اور نالہ وفریاد کرتے ہوئے کہا:

"اے ہدایت کے پیامبرؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ، خدا کی
قسم! کل روز قیامت آپ کا پرچم اٹھانے والا قتل کردیا گیا ہے"

اس کے بعد لوگوں کی طرف دیکھا ، تمام کے تمام لوگ گریہ وزاری کر رہے ہیں، ان سے کہا:

اے لوگو! زور سے گریہ کرو خدا کی قسم! آج گریہ وزاری کرنا بہت قدر و
قیمت ہے، آج محمد مصطفیٰؐ اور فاطمۃ الزہراء نے وفات پائی ہے"

جب دیکھا کہ لوگ آہ و بکاہ میں مشغول ہیں تو اس نے ایک گہری سانس لی اور خود کو رسول خداؐ کی قبر پر گرا دیا ، خدا کی قسم میں نے خیال کیا کہ اس (عائشہ) کی روح پرواز کرگئی ہے، پس قریش کی عورتیں اسے اس کے گھر لے گئیں ، اس نے کہا:

عجبت لقوم یسألونی عن الذی
فضائله شهورة فی المشاهد
فجدد حزنی واستهلّت مدامعی
لوجهك یا من یرتجی للشدائد

''میں اس گروہ پر حیران ہوں جو مجھ سے اس کے بارے میں پوچھتا ہے
،جس کے فضائل مشہور و معروف ہیں پس حزن وغم تازہ ہو گیا ہے اور
تیرے چہرے پر اشک بہہ چلے، اے وہ کہ جس کی طرف سختیوں اور مشکلوں
میں دست امید دراز کرتے ہیں۔ (الاربعون حدیث شیخ منتجب الدین، صفحہ ۹۲)

(۸۴۴۔۱۷) صاحب کتاب فرماتے ہیں: میں نے کتاب کی جلد اول کے صفحہ نمبر ۸۴۹ میں فضائل سادات کے بارے میں ایک حکایت نقل کی ہے، لیکن جلد اول ختم ہونے کے بعد حکایت بطور مفصل میسر آ گئی ہے، اب یہاں پر تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہوں، امید ہے سودمند ہو گا۔

ابراہیم بن مہران کہتے ہیں: شہر کوفہ میں ہمارا ہمسایہ ایک سبزی فروش تھا، اس کی کنیت ابوجعفر تھی، وہ معاملات کرنے میں اچھا شخص تھا، جب بھی کوئی علوی اس سے کوئی چیز خریدنے کے لیے جاتا تو وہ سودا سلف دے دیتا اگر اس کے پاس پیسے ہوتے تو لے لیتا اور اگر نہیں ہوتے تو اپنے نوکر سے کہتا کہ اسے علی بن ابی طالبؑ کے حساب میں لکھ دو۔

وہ ایک مدت تک اس طرح سے کرتا رہا، کچھ عرصہ گذرنے کے بعد اس کی اقتصادی حالات خراب ہو گئی اور وہ شخص فقیر ہو گیا، اس نے مجبور ہو کر دکان بند کر دی اور خانہ نشین ہو گیا وہ ہر روز حساب کی کاپی کی جانچ پڑتال کرتا رہا، اگر مقروض شخص زندہ ہوتا تو کسی کو اس کی طرف بھیجتا اور اپنے ادھار کا مطالبہ کرتا، اور جس کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ دنیا سے جا چکا ہے تو اس کا نام کاٹ دیتا۔

ایک دن دروازے پر بیٹھا حساب والی کاپی کی بررسی کر رہا تھا کہ اچانک وہاں سے ایک ناصبی شخص گزرا، وہ مسخرا کرتے ہوئے کہتا ہے: اپنے سب سے بڑے مقروض علی کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا ہے؟

وہ دوکان دار اس ناصبی کی بات سن کر غمگین ہو گیا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر میں

چلا گیا، رات کے وقت سو گیا، عالم خواب میں پیغمبر اکرمؐ کو دیکھتا ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ان کے ہمراہ چل رہے تھے۔ رسول خداؐ نے دونوں سے فرمایا:

''تمہارے پدر بزرگوار کہاں ہیں؟''

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جو پیغمبر اکرمؐ کے عقب میں کھڑے تھے فرماتے ہیں۔''یا رسول اللہ میں یہاں پر ہوں''

رسول خدا نے فرمایا:''اس شخص کا قرض کیوں ادا نہیں کرتے ہو؟''

حضرت علیؑ نے عرض کی:''ا۔ '' تھیلا دنیا میں اس کا حق ہے لہٰذا وہ میرے ہمراہ ہے''

رسول خدا نے فرمایا:''یہ تھیلا اس شخص کو دے دو''

ابو جعفر کہتا ہے: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے پشم سے بنا ہوا ایک تھیلا مجھے دیا اور فرمایا کہ یہ تمہارا حق ہے، لہٰذا لے لو۔

رسول خداؐ نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

خذه والاتمنع من جاء ك من ولدية يطلب من عندك والفض لايفقر عليك بعد هذا اليوم۔

یہ تھیلا لے لو اور میری اولاد میں سے کوئی بھی تمہارے پاس سودا سلف لینے آئے تو اس کو دے دو آج کے بعد تم ہرگز فقیر اور نادار نہیں ہو گے۔

ابو جعفر کہتا ہے: جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میرے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا، میں نے اپنی بیوی کو آواز دی اور کہا کہ سو رہی ہو یا بیدار ہو؟

اس نے کہا: میں بیدار ہوں

میں نے کہا: چراغ جلاؤ

وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے کمرے میں چراغ جلایا، میں نے وہ تھیلا اسے دیا،

اس نے دیکھا اس تھیلے میں ایک ہزار دینار ہیں۔

میری بیوی نے کہا: اے مرد! کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تم فقیری سے تنگ آ کر کسی تاجر کو دھوکہ دے کر یہ مال چھپا لائے ہو؟

میں نے کہا: خدا کی قسم ایسا نہیں ہے، لیکن واقعہ کچھ اس طرح سے ہے اس کے بعد اپنی کتاب والی کاپی دیکھی حساب کیا تو اس میں علی ابن ابی طالبؑ کے نام پر اتنی ہی رقم لکھی ہوئی تھی، جتنی اس تھیلے میں تھی۔ ("الاربعون حدیث" شیخ الدین صفحہ ۹۵ فضائل السادات صفحہ ۳۴۳)

(۱۸_۸۳۵) کسی اہل سنت کی کتاب "الاربعین" میں مذکور ہے کہ ابن الفتح اسدی امیر المومنین علی علیہ السلام کا ایک غلام ہے، وہ کہتا ہے: میں لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ حضرت امام علی علیہ السلام کے ہمراہ ایک بے آب علف صحرا میں تھا، وہاں پر رات ہو گئی، حضرت کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے کہ جہاں قیام کیا جاسکے، آنحضرت ایک مقام پر قیام پذیر ہوئے تو لوگ وہاں پر اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے۔

میں نے بھی اپنے خچر کی رسی پکڑی ہوئی تھی، تھوڑا وقت ہی گزر نہ پایا تھا کہ میرا خچر ڈر گیا، اس نے اپنے کان اوپر کر لیے، پاؤں زمین پر مار رہا ہے اور مجھے بھی کھینچ رہا تھا۔

جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس حرکت کا احساس کیا تو آپ نیند سے بیدار ہو گئے اور فرمایا: "کیا بات ہے؟"

میں نے عرض کیا: مولا! خچر ڈر گیا ہے، لہٰذا اب بے قرار کر رہا ہے۔

حضرت نے فرمایا: "یوں محسوس ہوتا ہے اس نے نزدیک کسی درندے کو دیکھا ہوگا"

اس کے ساتھ آنحضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی تلوار حمائل کی اور دیکھنا شروع کیا، آنحضرت نے ایک درندے کو دیکھا اور فریاد بلند کی، وہ درندہ رک گیا۔ آنحضرت اس کے نزدیک گئے، جب آپ نزدیک ہوئے تو اس درندے نے آنحضرت کے پاؤں یوں

چاٹنا شروع کیے جیسے بلی پتیلے کو چاٹتی ہے۔ حضرت اس کے قریب کھڑے ہو کر فرماتے ہیں:

"اس طرف کیا لینے آئے ہو؟"

میں نے اس کا صرف ہمہمہ سنا، لیکن اس کی کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی، آنحضرت نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

"کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؟"

میں نے عرض کیا: میں نہیں سمجھ سکا۔

آپ نے فرمایا: وہ ابھی اسی رات قادسیہ جا کر سنان بن وائل کو کھانے کی مجھ سے اجازت مانگ رہا تھا اس درندے نے یہ بھی کہا کہ محمد وآل محمد علیہم السلام کے دشمنوں پر مسلط ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب سنان وعدہ خلافی کرتے ہوئے میرے خلاف جنگ کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے درندے سے فرمایا تم جاؤ اور اپنا کام انجام دو"۔

وہ درندہ وہاں سے چلا گیا، ہم نے رات وہاں پر ہی بسر کی اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام واپس آ گئے۔ بعد میں قادسیہ سے خبر ملی کہ گذشتہ رات درندہ سنان کو چیر پھاڑ کر کھا گیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے ہم سفر آپ کے ہمراہ قادسیہ گئے اور اہل قادسیہ کو درندے کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام کی گفتگو سے مطلع کیا، یہ سارا واقعہ دیکھ کر میں بہت حیران ہوا۔

امیر المومنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

ممّا تعجب ؟ هذا أعجب أم الشمس أم العين أم الكواكب؟
فوالّذی فلق الحبّة وبرء النسمة لواجبت ان اری النّاس
ممّا علمنی رسول اللّٰہؐ من الايات والمعجزات والعجائب
لكان يرجعون كلّهم كفّارًا۔ (الحدیث)

"کس چیز کی وجہ سے تعجب کر رہے ہو؟ کیا یہ حیران کن ہے یا سورج، چاند اور ستارے؟ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ایک زندہ وجود کو پیدا کیا۔ اگر میں لوگوں کو وہ نشانیاں، معجزات اور عجائبات دکھاؤں جو رسول اللہؐ نے مجھے یاد کروائے ہیں تو لوگ کم ظرف ہونے کی وجہ سے کفر کی طرف پلٹ جائیں گے"

(الجواہر السنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶، الفضائل ابن شاذان، صفحہ ۱۷۰)

مذکورہ کتاب میں مذکور ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

یا علی! اذا کان یوم القیامة اخذت بحجزة اللّٰه عزّوجلّ واخذت انت بحجزتی، واخذ ولدك بحجزتك، واخذت شیعته ولدك بحجزتهم، فتری أین یؤمر بنا؟۔

"اے علی! میں روز قیامت خدا کے دامن لطف و کرم میں پناہ لوں گا، آپ میرے دامن میں اور آپ کی اولاد آپ کے دامن اور آپ کی اولاد کے شیعہ ان کے دامن میں پناہ لیں گے، پس آپ یہ بتائیں کہ ہمیں کہاں جانے کا حکم ہوگا؟" (بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۶۳، مقتل الحسین صفحہ ۱۹۰، بحار جلد ۳۰ صفحہ ۷۹)

(۸۳۶-۱۹) مذکورہ کتاب کی پہلی جلد میں مناقب و فضائل امیر المومنین علیؑ کے حصے میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو انس نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے، اس حدیث پر جو اشکال کیا جاتا ہے اسے دور کرنے کے لیے بریدہ سے ایک حدیث نقل کرتا ہوں، جو اس نے رسولؐ خدا سے نقل کی ہے، اس حدیث کو حسن بن ابی الحسن دیلمی نے بھی اپنی کتاب مناقب میں بریدہ سے نقل کیا ہے۔

بریدہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

حبّ علی بن ابی طالب علیه السلام حسنة لا یضرّ معها سیّئة مع

اداء الفرائض ، وبغضه سيئة لا ينفع معها حسنة ولو اذّى الفرائض۔

"علیؑ کی محبت ایسی نیکی ہے کہ فرائض کو انجام دینے کی صورت میں کوئی بھی گناہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا اور علیؑ کے ساتھ بغض و دشمنی ایسا گناہ ہے کہ کوئی بھی نیکی اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتی اگرچہ فرائض کو انجام دیا جائے۔

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۴۸، الفردوس جلد ۲ صفحہ ۱۴۲، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۹۲، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۲۴۸)

(۸۴۸_۲۰) مذکورہ ماخذ میں مرقوم ہے کہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

حبّ عليّ حلقة معلّقة بباب الجنّة ، من تعلّق بها دخل الجنة

"علی علیہ السلام کی محبت ایسا حلقہ یعنی کنڈا ہے جو بہشت کے دروازے پر آویزاں ہے، جو کوئی بھی اس کے آویزاں ہوگا، وہ جنت میں جائے گا"

(مناقب خوارزمی صفحہ ۳۲۲، مناقب ابن شہر آشوب، جلد ۲ صفحہ ۱۶۱، بحار جلد ۳۹ صفحہ ۲۰۶)

(۸۴۸_۲۱) مذکورہ ماخذ میں تحریر ہے کہ ابن عباسؓ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں کہتے ہیں:

عورتیں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی مثل پیدا کرنے سے بانجھ ہیں، خدا کی قسم! میں نے کسی حال میں بھی ان کی طرح کا کوئی دیکھا ہے نہ سنا ہے، سچ بات تو یہ ہے کہ میں نے انہیں جنگ صفین میں سر پر سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا تھا، ان کی آنکھیں روشن چراغ کی طرح درخشندہ تھیں، آنحضرت اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ کھڑے تھے، میں لوگوں کے درمیان کھڑا تھا۔ وہ میرے پاس تشریف لائے، اس کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے فرماتے ہیں۔

يا معاشر المسلمين ! استشعروا الخشية وغضوا الاصوات ، وتجلببوا السكينة وأكملوا اللّامة واقلقوا السيوف قبل السلّة ، ونافحوا بالظبا وصلوا بالخطى ، والرماح بالنبال فانكم

يعين الله ومع ابن عمّ رسولِ الله ؐ وعاودوا الكرّ ، واستحيوامن الفر،فانّه عار باق فی الاعقاب ، ونارحا میہ یوم الحساب طیّبوا عن انفسکم نفسًا ، واطووا عن الحیا ۃ کشحًا ، وامشوا الی الموت شیاً سجحاً۔

وعلیکم بھذا السواد الاعظم ، والرواق المطنب فاضر بوا ثبجه فان الشیطان کامن فی کسرہ، قد نفج حضنیہ مفترشًا ذراعیه ، قدقدّم للوثبة یدا واخّر للنکوب رجلا، فصمدًا صمدًا حتی ینجلی لکم عمود الحق وانتم الاعلون ، والله معکم ولن یترکم اعمالکم۔

"اے گروہ مسلمین! خدا خوفی کو اپنا شعار قرار دو، لباس وقار زیب تن کرو، جنگی اسلحہ بطور کامل آمادہ رکھو، اپنی تلواروں کو نیام سے نکالنے سے پہلے ہلاتے جاؤ تاکہ انھیں نکالتے وقت آسانی سے نکال سکو حملہ کرتے وقت تیزی کے ساتھ شمشیر کو دائیں بائیں چلائیں، اس کام کے لیے اپنے قدموں سے مدد حاصل کرو، اگر تمہارے نیزے دشمن تک نہ پہنچ پائیں تو تیروں سے استفادہ کرو"

"کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ آپ بارگاہ ایزدی میں حاضر ہیں اور رسول خدا کا چچا زاد تمہارے ہمراہ ہے، اس بناء پر ڈٹ کر جنگ کریں اور راہ فرار اختیار کرنے سے شرم کریں، کیونکہ جنگ سے فرار ذلت ہے، جو تمہاری نسل کے لیے ہمیشہ باقی رہے گی اور قیامت کے دن جلانے والی آگ ہے، اپنی جان کو شاد وخوش حال رکھو، تن آسانی کی زندگی سے ہاتھ اٹھا لو اور راضی خوشی موت کی سمت قدم بڑھائیں، دشمن کی اس ٹڈی دل فوج اور اس کے

خیموں پر حملہ کردو، پس دشمن کے قلب لشکر میں حملہ کرو اور انہیں ناکارہ بنادو کہ ان کے اردگرد شیطان ان کی کمین گاہ میں بیٹھا ہوا ہے، غرور وتکبر کی وجہ سے اس نے سینہ تان رکھا ہے اور اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہے، سچ بات تو یہ ہے کہ آپ پر حملہ کی غرض سے اس نے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں اور راہ فرار اختیار کرنے کے لیے پاؤں آمادہ کیے ہوئے ہے، اگر آپ لوگ کامیاب ہو گئے تو وہ فرار کرنے کے لیے تیار ہے۔ پس مستحکم ہو جاؤ، یہاں تک کہ حق کا روشن ستون تمہارے لیے آشکار ہو جائے، آپ لوگ برتر و بہتر ہیں، اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہے اور آپ کے اعمال کی جزاء میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔

جناب موئف کہتے ہیں: جنگ نہروان اور شجاعت علیؑ کے بارے میں صفدی شافعیؒ کہتے ہیں کہ مورخین لکھتے ہیں: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے جنگ نہروان میں دشمن کے دو ہزار افراد کو قتل کیا، یہاں تک کہ تلواریں ٹیڑھی ہو گئیں لہٰذا آپ میدان جنگ سے باہر نکل آئے اور فرماتے ہیں:

لاتلومونی ولوموا هذ۔

"مجھے ملامت نہ کریں اس تلوار کو ملامت کریں"

اس شمشیر کو سیدھا کرتے ہیں، آنحضرت کی ضربات میں سے وہ ضرب مشہور و معروف ہے جو آپ نے مرحب کو لگائی، کیونکہ آپ نے اس کی آہنی ٹوپی پر حملہ کر کے اس کے بدن کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

مدح علیؑ بزبان علیؑ

(۲۲۰۸۳۹) معروف کتاب "معانی الاخبار" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جنگ نہروان ختم ہونے کے بعد جب شہر کوفہ میں واپس لوٹ آئے تو آنحضرت کو اطلاع دی گئی کہ معاویہ آپ پر لعنت کرتا ہے، آپ کو گالیاں دیتا ہے اور آپ کے دوستوں کو قتل کر دیتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک انتہائی کاٹ دار خطبے کا آغاز کیا۔ پس انہوں نے خدا کی حمد و ثنا اور محمدؐ پر درود بھیجنے کے بعد کچھ ان نعمتوں کا ذکر کیا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر اور انہیں عطا فرمائیں۔ اس کے بعد یوں گویا ہوئے:

لولا آية فى كتاب الله ماذكرت ما انا ذكراه فى مقامى هذ يقول الله عزّوجلّ " وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ " اللّهم لك الحمد على نعمك الّتى لاتحصىٰ وفضلك الّذى لاينسى يا ايّهاالنّاس ! انّه بلغنى مابلغنى ، وأنى أرانى قد اقترب اجلى ، وكانّى بكم وقد جهلتم امرى ، وانا تاركٌ فيكم ماتركه رسول اللهؐ كتاب الله وعترتى ، وهى عترة الهادى الى النجارة خاتم الانبيآء و سيد النجباء والنبىّ المصطفى يا يّها النّاس ! لعلّكم لا تسمعون قائلاً يقول مثل قولى بعدى الّا مفتر، انا اخو رسول اللهؐ وابن عمه، وسيف نقمته ، وعماد نصرته، وبأسه وشدّته ، انا رحى جهنّم الدائرة اضراسها الطاحنه، انا مؤتم النبين والبنات ، انا قابض الارواح و بأس الله الّذى لايردّه عن القوم المجرمين، اناامجدل الا بطال وقاتل الفرسان ، و مبير من كفربا لرحمٰن ، وصهر خير الانام۔

أنا سيد الاوصيآء ووصى خير الانبياء ، اناباب مدينته العلم و خازن علم رسول اللهؐ ووارثهٗ، واناز وج البتول سيدة نسآء العالمين فاطمة التقية لازكية البرّة المهد يّة ، حبيبة

حبيب الله وخير بناته وسلالته وريحانة رسول اللهؐ سبطاه خير الاسباط وولداي خير الاولاد،هل احد ينكر ما أقول؟ اين مسلموا اهل كتاب ! أنا اسما في الانجيل " اِليا" و في اتوارة" بريح" وفي الزبور "اری " وعند الهند "کبکرة " وعند الروم "بطريسا" ، وعند الفرس" جبتر" ، وعندالترك" بثير" وعند الزنج" حيثر" وعند الكهنة" بويی" وعند الحبشة "بثريك " وعند أمّی " حيدرة" وعند ظثرى " ميمون" عند العرب " على " وعند الارمن" فريق " وعند ابی "ظهير"۔

ألا وانّی مخصوص في القرآن باسماء، احذروا ان تغلبوا عليها فتضلّو في دينكم ،يقول الله عزّوجلّ " اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّادِقِين" أنا ذلك الصادق ، وانا المؤذن فی الدنيا والآخرة، قال الله عزّوجلّ ! فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ على الظَّالِمِينَ ۔ (سورہ اعراف آیہ۴۴)

انا ذلك المؤذن ، وقال عزّوجلّ " وَاَذَانٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ (سورہ توبہ آیہ۳) فانا ذلك الاذان۔

وانا المحسن يقول الله عزّ جلّ " اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُحسِنِينَ" (سورہ عنکبوت آیہ۶۹) وانا ذوالقلب يقول الله عزّوجلّ : " اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ "(سورہ ق آیہ۳۷) وانا الذاكر يقول الله "اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِم "(سورہ آل عمران آیہ۱۹۱)ونحن اصحاب الاعراف ، أنا وعمّی واخی وابن عمّی ، والله قال الحبّ والنوى لايلج

النار لنا محبٌّ ولا یدخل الجنۃ لنا بغض ، یقول اللہ عزّوجلّ "وَعَلَی الاعراف رِجَالٌ یُعرَفُونَ کُلًّا بِسِیمَاھم" (سورہ اعراف آیہ ۴۶) وانا الصھر یقول اللہ " عزّوجلّ ! وَھُوَالَّذِی خَلَقَ مِنْ اکماءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَباً صِھرًا "(سورہ فرقان آیہ ۵۴) وأنا أذن الواعیۃ یقول اللہ عزّوجلّ :" وَتَعِیَھَا اُذُنٌ وَاعِیَۃٌ" (سورہ حاقہ آیہ ۱۲) وانا السّلم لرسولہ یقول اللہ عزّوجلّ :" وَرَجُلًا سَلَماً لِرَجُلٍ " (سورہ زمر آیہ ۲۹) ومن ولدی مھدی ھذہ الامۃ۔

ألا وقد جُعلت محبتکم ، ببغضی یعرف المنافقون ، وبمحبّتی امتحن اللہ المؤمنین ، ھذا عھد النّبی الامی اِلیّ انّہ یحبّک الا مؤمن ولا یبغضک الّا منافق۔

وانا صاحب لوای رسول اللہ فی الدنیا والاخرۃ، ورسول اللہ فرطی ، وانا فرط شیعتی ،واللہ لاعطش محبّتی ولا یخاف ولیّ ، وانا ولی المؤمنین ، واللہ ولیّ وحسب محبّی ان یحبّوا ما احب اللہ وحسب مبغضی ان یبغضواما احب اللہ ألاواِنّہ بلغنی معاویۃ سبّنی ولعننی ، اللھم اشددوطاتک علیہ ،وانزل اللعنۃ علی المستحق آمین یارب العلیمن ،رب اسماعیل و باعث ابراھیم ، انّک حمید مجید۔

"اگر قرآن مجید میں یہ آیت نہ ہوتی جس میں ارشاد ہو رہا ہے کہ" اپنے پروردگار کی نعمتوں کو برابر بیان کرتے رہنا" تو میں ان افتخارات وعنایات کو بیان نہ کرتا، جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے، لیکن فرمان خدا کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں"

"اے میرے معبود! آپ کی بے شمار نعمتوں اور بیکراں فضل کی وجہ سے

سب تعریفیں آپ کے لیے ہیں"

"اے لوگو! جو کچھ میرے تک پہنچ چکا وہ پہنچ چکا، میں اپنی اجل قریب دیکھ رہا ہوں، گویا ابھی میں آپ لوگوں کے درمیان موجود ہوں، یہ حقیقت ہے کہ تم لوگوں نے میری عزت و شان کو بھلا دیا ہے، میں عنقریب جانے والا ہوں، تمہارے درمیان وہی کچھ بطور یادگار چھوڑ کر جاؤں گا جو کچھ رسول اللہ نے چھوڑا تھا۔ ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت، یہ وہی عترت ہے جو خاتم انبیاء برگزیدہ لوگوں کے آقا و سردار، نبی مصطفیٰ اور ہادی نجات کی عترت ہے"

"اے لوگو! شاید آج کے بعد کسی بولنے والے سے میری بات نہیں سنو گے، مگر یہ کہ وہ جھوٹا اور افتراء پرداز ہوگا، میں رسول خداؐ کا بھائی اور ان کا چچازاد ہوں، میں ان کے خشم و غضب کی شمشیر ہوں، میں خوف، شدت اور سختی کے وقت ان کے خیمہ نصرت کا ستون ہوں، میں دشمنوں کے مقابلے میں آسیاب جہنم کے پتھر اور ان کے دانت توڑنے والا تھا (علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اس جملہ کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ میں اس پتھر کا مالک ہوں جو ان پر حاکم تھا اور میں کافروں کو دوزخ میں بھیجتا ہوں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مذکورہ عبارت استعارہ ہو، یعنی میں کفار پر حملہ کرنے میں اس پتھر کی مانند ہوں) میں ان کے بیٹوں اور بیٹیوں کو یتیم کرتا ہوں، میں ان کی روح قبض کرتا ہوں، (علامہ مجلسیؒ اس جملہ کی یوں وضاحت کرتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ میں کفار کو قتل کرتا ہوں، اسی وجہ سے قابض ارواح ہوں، یا یہ مراد ہے کہ میں ان کی موت کے وقت موجود ہوتا ہوں، اور میرے اذن سے ان کی روح قبض ہوتی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں استعارہ نہ ہو، بلکہ حقیقت ہو اور یہی معنی ظاہر ہے) میں خداوند کریم کا وہ سخت عذاب ہوں جو ستم کاروں کو کبھی بھی معاف نہیں کیا جائے گا میں ہی ہوں جس نے بڑے بڑے پہلوانوں کو چت لٹایا اور ان کی

سواریوں کو زمین پر گرا کر ہلاک کردیا، جس نے بھی خداوند متعال سے انکار کیا، میں نے اسے نابود کردیا، میں ہوں لوگوں میں سب سے بہترین کا داماد، میں ہوں پیغمبروں کے آقا و سردار کا جانشین، شہر علم کا دروازہ، اس کے علم کا محافظ اور اس کا وارث میں ہوں، میں ہوں بتول سیدہ نساء العالمین، فاطمہ تقیہ، زکیہ بریہ، مہدیہ کا شوہر، وہ حبیب خدا کی پیاری، سب سے اچھی دختر اولاد ہے، وہ ریحانہ رسول اللہ ہے، ان کے دونوں نواسے بہترین نواسے ہیں جو کہ میرے فرزند ہیں، وہ دونوں سب سے بہترین فرزند ہیں، کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا ہے، جو میری بیان کی ہوئی باتوں کو تسلیم نہ کرتا ہو؟

"اہل کتاب مسلمان اور گذشتہ ادیان کے پیروکار کہاں ہیں؟ انجیل میں میرا نام (ایلیا) توارات میں (بری ء) زبور میں (اری)، ہندوستانیوں میں (کبکر) رومیوں میں (بطریسا) فارسیوں میں (جبتر)، ترکوں میں (شبیر) زنگیوں میں (حیتر) کاہنوں میں (لویی)، حبشیوں میں (شبریک)، میری ماں کے نزدیک (حیدر)، میری دائی کے نزدیک (میمون)، عربوں کے نزدیک (علی) ارمنیوں کے نزدیک (فریق) اور میرے والد گرامی کے نزدیک (ظہیر) ہے"

"آگاہ ہو جاؤ، قرآن مجید میں میرے مخصوص نام ہیں، انہیں اہمیت نہ دینے سے ڈریں، اگر تم نے انہیں اہمیت نہ دی تو اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤ گے"

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "بے شک خدا سچوں کے ساتھ ہے" وہ صادق اور سچا میں ہوں۔ دنیا و آخرت کا موذن اور نداء کرنے والا میں ہوں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "پس اس وقت ان کے درمیان ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ستمگروں پر خدا کی لعنت ہو" وہ ندا دینے والا میں ہوں،

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: "خدا اور رسول کی جانب سے اذان واعلان ہے" اور وہ اذان واعلان میں ہوں"

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "اللہ تعالیٰ محسنین اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے" وہ محسن اور نیکوکار میں ہوں کہ اس صاحب دل سے مراد میں ہوں جس کے بارے میں ارشاد قدرت ہے "اس بات میں میری یاد ہو اس کے لیے جو صاحب دل ہے" وہ ذاکر میں ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل نیند میں ذکر خدا کرتے ہیں" ہم ہیں اصحاب اعراف، میں، میرے چچا، میرے بھائی اور میرے چچازاد، قسم ہے اس خدا کی جو بیج اور کھجور کی گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے دوزخ کی آگ ہمارے محب کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گی اور ہم سے بغض رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اس کی چوٹیوں پر ایسے لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی پیشانیوں سے پہچانتے ہوں گے" وہ داماد میں ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وہی ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو بیٹا (بیٹی اور بہو) اور داماد بنایا"

"وہ گوش شنوا میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور ایک یاد رکھنے والا کان ان کو یاد رکھے گا" میں ہی رسول خداؐ کے لیے خالص ہوں کہ اللہ کا ارشاد ہے۔ "(خدا نے مثل بیان کی ہے) اور ایک شخص کی جو خالص اور سالم ایک ہی شخص کا ہو"۔ اس کا مہدیؑ میری آل واولاد سے ہے"

"آگاہ ہو جاؤ! میں تمہارے امتحان کا وسیلہ قرار پایا ہوں، میرے ساتھ بغض وکینہ رکھنے کی وجہ سے منافقین پہچانے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ میری

محبت سے مومنین کا امتحان لیتا ہے یہ وہی عہد و پیمان ہے کہ پیغمبروں نے میرے بارے میں فرمایا: "بے شک مومن کے علاوہ کوئی بھی آپ سے محبت نہیں کرے گا اور منافقین کے علاوہ کوئی بھی دشمنی نہیں کرے گا"

"میں دنیا و آخرت میں رسول خداؐ کا پرچم دار ہوں، رسول خداؐ میرے رہبر اور اپنے شیعوں کا رہنما ہوں، خدا کی قسم! روز قیامت ہمارے دوست پیاسے نہیں رہیں گے اور نہ ہی کسی سے خوف کھائیں گے، کیونکہ میں مومنین کا ولی و سرپرست اور خداوند کریم میرا سرپرست ہے" میرے حبداروں کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اسے دوست رکھتے ہیں جسے خدا دوست رکھتا ہے اور میرے کینہ توز دشمنوں کے لیے یہی کافی ہے کہ اس سے دشمنی کرتے ہیں، جسے خدا دوست رکھتا ہے"

"آگاہ ہو جاؤ! مجھے بتایا گیا ہے کہ معاویہ مجھے دشنام دیتا ہے اور مجھ پر نفرین کرتا ہے۔ اے میرے معبود! اسے شدت و سختی میں گرفتار کر اور لعنت اس پر نازل کر جو اس کا مستحق ہے، آمین یارب العالمین، اے اسماعیل کے پروردگار اور ابراہیم کو مبعوث کرنے والے، بے شک تو تعریف شدہ اور عظمت کا مالک ہے"

یہ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے، اس کے بعد آپ دوبارہ منبر پر نہیں گئے، یہاں تک کہ آپ ابن ملجم (لعنۃ اللہ) کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

(معانی الاخبار صفحہ ۵۶ جلد ۹، بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۳، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۱۸۲)

تبصرہ: قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس حدیث کے ذیل میں جلیل القدر عالم دین شیخ صدوقؒ نے اس حدیث کی وضاحت بڑے خوبصورت انداز میں بیان کی ہے۔

حضرت عمر سے ناامید ہو کر علیؑ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا

(۸۴۰۔۲۳) کتاب "کافی" اور "اکمال الدین" میں مذکور ہے کہ ابو سعید خدری کہتے ہیں:

جب حضرت ابوبکر دنیا سے چل بسا اور حضرت عمر اس کا جانشین بنا، میں اس وقت موجود تھا۔ ایک بزرگ یہودی شخص جس کے بارے میں یہودی اس بات کے معتقد تھے کہ وہ اپنے زمانے کا عقل مندترین شخص ہے، اس نے حضرت عمر کے روبرو کھڑے ہو کر کہا:

"اے عمر! میں تیرے پاس اس لیے آیا ہوں کہ اسلام قبول کروں۔
اگر تو نے میرے سوالوں کے جوابات دے دیئے تو میں سمجھوں گا کہ تم
اصحاب محمدؐ میں سے کتاب وسنت کے عالم ترین شخص ہو"

حضرت عمر نے کہا: میں ایسا نہیں ہوں، لیکن میں تمہیں ایک ایسے شخص کا پتہ دیتا ہوں جو ہماری امت میں سے کتاب وسنت اور تیرے سوالات کا عالم ترین شخص ہے، اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی طرف ہوتے ہوئے کہتا ہے وہ شخص یہ ہے۔

یہودی کہتا ہے: اگر ایسا ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو پھر لوگ تمہاری بیعت کیوں کر کریں، جبکہ آپ میں سے دانشمندترین شخص وہ ہے؟

حضرت عمر نے اس یہودی کا منہ توڑ جواب سنا تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آیا۔

یہودی وہاں سے اٹھا اور حضرت علی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہتا ہے: کیا آپ ایسے ہی ہو، جیسے عمر نے کہا؟

آپ نے فرمایا: "عمر نے کیا کہا ہے؟"

یہودی نے پورا واقعہ آنحضرت کے گوش گذار کیا اور کہا: اگر آپ ویسے ہی ہیں جیسے اس نے بتایا ہے، میں آپ سے کچھ سوالات پوچھتا ہوں تا کہ معلوم کر سکوں کہ آپ میں سے کوئی ایک تو انہیں جانتا ہے، اور اس بات کو تسلیم کروں کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں کہ آپ تمام امتوں میں سے عقل مندترین امت ہیں اس کے بعد آپ کے دین یعنی

دائرہ اسلام میں آسکوں۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

''ہاں میں ویسا ہی ہوں، جیسا عمر نے تمہیں بتایا ہے، تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، پوچھو، انشاء اللہ میں اس کا جواب دوں گا''

''یہودی نے کہا: میں آپ سے پہلے تین سوال کروں گا اس کے بعد پھر تین سوال اور اس کے بعد صرف ایک سوال کروں گا؟''

حضرت نے فرمایا: ''اے یہودی! تم یہ کیوں نہیں کہتے ہو کہ میں سات سوال پوچھوں گا''

یہودی نے کہا: اگر آپ نے پہلے تین سوالوں کے جوابات دے دیئے تو باقی سوالات پھر پوچھوں گا، ورنہ نہیں پوچھوں گا۔ اگر آپ نے میرے سات سوالوں کے جوابات دے دیئے تو میں سمجھ لوں گا کہ آپ اہل زمین میں سے سب سے زیادہ عقلمند ترین شخص ہیں، اور لوگوں پر حکومت کرنے کا حق صرف آپ کو حاصل ہے۔

سل عما بدالك يا يهودي!

''اے یہودی! جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو''

یہودی نے کہا: سب سے پہلا پتھر جو زمین پر رکھا گیا، سب سے پہلا درخت جو زمین پر لگایا گیا اور سب سے پہلا چشمہ جو زمین پر جاری ہوا وہ کون سا ہے؟

حضرت امیر نے تینوں سوالوں کے جوابات دیئے۔

اس کے بعد یہودی نے کہا: آپ یہ بتائیں کہ اس امت کو ہدایت کرنے والے امام اور ہادی کتنے ہیں؟ یہ بھی بتائیں کہ آپ کے پیغمبر کا گھر بہشت میں کہاں پر ہے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ بہشت میں ان کے ہمراہ کون لوگ ہیں؟

حضرت امیر المومنین علی علیہ لسلام نے فرمایا:

ان لہذہ الامہ اثنٰی عشر اماما ہدی من ذریۃ نبیناؐ وھم منی واما منزل نبینا فی الجنتہ فضی اضفلھا واشر فہا جنۃ عدن ، وامامن معہ فی منزلہ فیہا فھولاء الاثنا عشر من ذریتہ ، وامھم وجد تھم وام امھم وذراریھم ، لایشر کم فیہا (الکافی جلد۱ صفحہ ۵۳۱)

"اس امت کے بارہ امام اور ہادی ہیں جو اولاد پیغمبر سے ہیں اور وہ میری نسل سے ہیں ، ہمارے پیغمبر کا گھر بہشت کے بہترین اور افضل ترین مقام یعنی جنت عدن میں ہے اس مقام پر پیغمبر کے ہمراہ انہی کی ذریت سے بارہ ہادی ، ان کی والدہ ، دادی ، ان کی باعظمت مائیں اور ان کی اولاد ہے کوئی بھی ان کے ساتھ شریک نہیں ہے"

مؤلف کہتا ہے لیکن کتاب "اکمال الدین" میں یوں آیا ہے۔

شیر خدا امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"تمہارے اس سوال کا جواب کہ زمین پر سب سے پہلا درخت کہ جس کے بارے میں یہودی کہتے ہیں کہ زیتون ہے، یہ درست نہیں ہے، بلکہ کھجور کا درخت ہے جس کی گٹھلی حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے اپنے ہمراہ لائے تھے"

"زمین پر جاری ہونے والا سب سے پہلا چشمہ کہ یہودی جس کے قائل ہیں کہ بیت المقدس میں پتھر کے نیچے پھوٹا ، یہ جھوٹ ہے، بلکہ یہ چشمہ حیات ہے، جس کسی نے بھی اسے پیا ، اسے حیات ابدی میسر آگئی ہے، حضرت خضر علیہ السلام جو لشکر ذوالقرنین کے محافظ تھے اس چشمے تک پہنچ گئے تھے اور اس سے پانی پی لیا تھا، لیکن ذوالقرنین کو نہ مل سکا"

"زمین پر سب پہلا پتھر جو رکھا گیا، وہ نہیں ہے جو یہودی کہتے ہیں کہ وہ بیت المقدس میں ہے، بلکہ حجر اسود ہے، جسے آدم علیہ السلام بہشت سے

اپنے ہمراہ لے کر آئے تھے، جو رکن کعبہ میں رکھا ہوا ہے اور لوگ اسے بوسہ دیتے ہیں وہ پتھر بہت ہی سفید تھا، لیکن لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے" (اکمال الدین جلد ۱ صفحہ ۲۹۷۔ بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۳۷۴)

علیؑ نے باذن اللہ مردہ زندہ کیا

(۲۴۔۸۴) کتاب "مدینۃ المعاجز" میں مذکور ہے کہ حذیفہ بن یمان کہتے ہیں:

میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک ایک انتہائی وحشت ناک آواز ہمارے کانوں سے ٹکرائی۔ رسول خدا نے فرمایا:

"آپ دیکھیں، کس وحشت ناک خبر نے آپ کو آ دبوچا ہے، اور کون سی چیز آپ پر نازل ہوئی ہے؟"

وہ کہتے ہیں: میں شہر مدینہ سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چالیس مرد چالیس اونٹوں پر سوار ہیں، ان کے جسموں پر لوہے کی زرہیں اور سروں پر انتہائی قیمتی جواہرات سے مزین ٹوپیاں تھیں، ان کے آگے آگے چاند کی مانند ایک انتہائی خوبصورت نوجوان چل رہا تھا کہ جس کی داڑھی پر ابھی بال نہیں آئے تھے، وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ ایک طرف ہو جائیں! ایک طرف ہو جائیں اور پیغمبر خدا حضرت محمدؐ کی زیارت کے لیے جلدی جلدی آگے بڑھیں جنہیں پوری دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا ہے۔

حذیفہ کہتے ہیں: میں نے واپس آ کر سارا واقعہ رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا:

یا حذیفہ! انطلق الی حجرة کاشف الکرب ، وھازم العرب اللیث العفور و اللسان الشکور ، والعالم الصبور الذی جری اسمه فی التوراة والانجیل والزبور۔

"اے حذیفہ! ایسے شخص کے گھر کی طرف جائیں جو مشکلات کو برطرف

کرنے والا، عرب سورماؤں کو شکست دینے والا، غضب ناک شیر، زبان شکور اور عالم صابر جن کا نام توریت، انجیل اور زبور میں مذکور ہے"

حذیفہ کہتے ہیں: میں فوراً اپنے آقا و مولیٰ علی علیہ السلام کے گھر گیا تا کہ یہ سارا واقعہ ان کی خدمت میں عرض کروں، اچانک آقا و مولیٰ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

یا حذیفۃ جئتنی لتخبرنی بقوم انا بھم عالم منذ خلقوا و ولدوا؟

"اے حذیفہ! تم میرے پاس اس لیے آئے ہو کہ مجھے اس قوم کے بارے میں مطلع کریں، جسے میں پیدا ہونے کے وقت سے جانتا ہوں"

حذیفہ کہتے ہیں: میرے مولیٰ مسجد کی طرف روانہ ہوئے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا، آپ مسجد میں داخل ہوئے، لوگوں نے رسول خداؐ کے اردگرد حلقہ باندھا ہوا ہے، جب ان لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے، رسول اللہ نے فرمایا: اپنی جگہ پر بیٹھو۔ جب سارے لوگ آرام و سکون سے بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک نوجوان کھڑا ہو کر کہتا ہے:

"آپ میں سے کون سی ہستی ہے جو تاریکی چھانے کے بعد عبادت خدا میں مشغول ہو جاتی ہے! آپ میں سے کون ہے جو بتوں کی پرستش سے منزہ و مبراء ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جو خداوند متعال کی نعمتوں کا شکر گزار ہے؟"

"آپ میں سے وہ کون ہے جو دوران جنگ ڈٹ کر لڑتا ہے؟ آپ میں سے وہ کون ہے جو بڑے بڑے پہلوانوں کا قاتل، کفر کی بیخ کنی کرنے والا اور انسانوں اور جنوں کا آقا و مولیٰ ہے؟"

"آپ میں سے کون ہے جو خاندان ابو طالب سے ہے اور ستم گروں کی تاک میں رہتا ہے۔"

اس نوجوان نے جب اپنی گفتگو ختم کی تو رسول ثقلینؐ حضرت علی علیہ السلام
کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں:

''اے علی! اس نوجوان کو جواب دو اور اس کی حاجت پوری کرو''

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

یا غلام! ادن منی فانی اعطك سؤلك واشعی غلیك بعون اللّٰه سبحانه وتعالی ومشیته ، فالطق بحا حتك لابلغك منیغك ولیعلم المسلمون انی سفنیة النجاة، وعصا موسی والكمة الكبری ، والنباء العظیم الذی هم فیه مختلفون ، والصراط المستقیم الّذی من حادعنه ضل وعوی ۔

''اے نوجوان! میرے نزدیک آؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے تمہارے سوال کا جواب دوں اور درد سے بھرے ہوئے تمہارے دل کو شفا بخشوں، اور جو حاجت تو نے بیان کی ہے اس تک تمہیں پہنچاؤں، تا کہ مسلمان جان لیں کہ میں کشتی نجات، عصائے موسیٰ اور اسم اعظم الٰہی ہوں، اور میں ہی وہی عظیم خبر ہوں جس کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اور میں ہی وہی صراط مستقیم ہوں جو بھی اس سے منحرف ہو گیا وہ گمراہ ہوا اور بھٹکتا پھرے گا''

اس نوجوان نے لب کشائی کرتے ہوئے کہا: میرا ایک بھائی ہے، جو شکار کا عاشق ہے۔ ایک دن وہ شکار کے لیے گیا تو اس کا واسطہ وحشی بیلوں سے پڑا، اس نے تیر کے ذریعے ایک بیل کا شکار کیا، اسی وقت اسے فالج ہو گیا ہے، اس دن کے بعد وہ بہت کم گفتگو کرتا ہے حتیٰ کہ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ وہ اشارے کے علاوہ ہمارے ساتھ گفتگو نہیں کر سکتا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کا مالک اس مرض کا علاج کرتا ہے۔ ہمارا تعلق قوم

عادے ہے، ہم بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور آلات قمار کی قسم کھاتے ہیں۔

وہ نوجوان کہتا ہے: اگر آپ کے مالک نے میرے بھائی کو شفا عطا کردی تو ہم اس کے ہاتھ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا قبیلہ نوے (۹۰) ہزار افراد پر مشتمل ہے، ہمارے درمیان ایسے ایسے دلیر اور شجاع افراد موجود ہیں جو انتہائی طاقتور ہیں، ہم سونے اور چاندی کے مالک ہیں اور ہمارے پاس ایسے طاقتور شمشیر زن موجود ہیں جن کے بازو توانا اور تلواریں کاٹنے والی ہیں۔

شیر خدا امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے نوجوان! تمہارا بھائی کہاں ہے؟"

اس نے کہا: بہت جلد ایک اونٹ پر کجاوے میں پہنچ جائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"جب وہ پہنچ جائے گا تو میں اسے بیماری سے شفا دوں گا"

وہاں پر موجود تمام لوگ مریض کے پہنچنے کے منتظر تھے کہ اچانک ایک بوڑھی عورت اونٹ پر کجاوے میں اسے لے کر پہنچی اور مسجد کے دروازے پر ایک طرف اسے اتار دیا۔

نوجوان نے کہا: یا علیؑ میرا بھائی پہنچ گیا۔

مشکل کشاء امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور کجاوے کے نزدیک ہو گئے اس میں ایک خوبصورت نوجوان لیٹا ہوا ہے، جب آنحضرت کی مبارک آنکھیں اس پر پڑیں تو اس نے گریہ کرنا شروع کر دیا اور کمزور و نحیف آواز کے ساتھ کہا:

"اے خاندان رسالت! میں آپ کی پناہ میں آیا ہوں اور اپنے مرض کا آپ ہی سے شکوہ کرتا ہوں"

شافع محشر امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"آج کی رات اسے قبرستان بقیع کی طرف لے جائیں، تا کہ علی سے
حیرت انگیز واقعہ کا مشاہدہ کرسکو"

حذیفہ کہتے ہیں: یہ منظر دیکھنے کے لیے لوگ عصر سے لے کر مغرب تک قبرستان میں اکٹھے رہے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام بقیع کی طرف روانہ ہوئے، آپؑ نے وہاں پہنچ کر لوگوں سے فرمایا:

"میرے پیچھے پیچھے آؤ"

تمام لوگ حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے چل پڑتے، اچانک متوجہ ہوتے ہیں کہ آگ کے دو پھیلے ہوئے شعلے نظر آ رہے ہیں، ایک شعلہ کم ہے اور دوسرا زیادہ ہے۔

حذیفہ کہتے ہیں: میں نے دور سے دیکھا تھا کہ علی علیہ السلام کم شعلے والی آگ میں داخل ہوئے۔ اس وقت ہم نے آسمانی بجلی کی ایک آواز سنی، آنحضرت نے کم شعلے والی آگ کو اٹھا کر بڑے شعلے والی آگ کے اوپر پھینکا اور اس میں داخل ہو گئے، ہم یہ منظر دیکھتے رہے، یہاں تک کہ صبح کی پو پھوٹنے لگی، وہ آگ ٹھنڈی ہو گئی، اس وقت ہم لوگ آنحضرت کے واپس لوٹنے سے ناامید ہو چکے تھے۔ اچانک آپ نے آفتاب کی مانند طلوع فرمایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضرت کے ہاتھوں پر ٹکڑے میں رکھا ہوا ایک سر تھا، جس کی سات انگلیاں اور پیشانی پر ایک آنکھ تھی۔

آنحضرت اس محمل کے پاس گئے جس میں مریض نوجوان پڑا ہوا تھا۔ آپ نے وہاں پہنچ کر فرمایا:

قم باذن اللّٰہ یا غلام ! فمالیک من باس۔

"اے نوجوان ! حکم خدا سے اٹھ جاؤ تم اب مریض نہیں ہو"

وہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا، جبکہ اس کے ہاتھ پاؤں ٹھیک ہو چکے تھے، اس نے اپنے آپ کو آنحضرت کے پاؤں پر گرایا اور ان پر بوسہ دیا۔ اس نے اسی مقام پر ہی آنحضرت

کے ہاتھوں اسلام قبول کیا، اس کی پیروی کرتے ہوئے تمام لوگوں نے بھی آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرلیا۔

لوگوں پر اس قدر سکوت طاری تھا کہ جیسے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور کسی میں بھی بات کرنے کی جرات نہ تھی۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ کر بہت پریشان تھے، حضرت علی علیہ السلام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اے لوگو! یہ عمرو بن اخیل بن لاقیس بن ابلیس کا سر ہے، وہ جنوں کے بارہ (۱۲) ہزار لشکر کا کمانڈر تھا، وہی تھا جس نے اس نوجوان کو اس حالت تک پہنچایا تھا، میں نے ان کے ساتھ اسی نام سے جنگ کی ہے جو عصائے موسیٰؑ پر لکھا ہوا تھا، جو انہوں نے دریائے نیل پر مار کر بارہ حصوں میں تقسیم کردیا تھا، میں نے ان تمام کو ہلاک کردیا ہے، لہٰذا تم لوگ خداوند متعال، اس کے پیغمبر اور جانشین پیغمبر کا دامن مضبوطی سے تھام لو"

(مدینۃ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۵۶، عیون المعجزات صفحہ ۳۲، فضائل شاذان صفحہ ۱۵۹)

علیؑ کی شکل میں فرشتہ

(۸۴۲۔۲۵) انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

شب معراج جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو اچانک میں نے ایک فرشتہ دیکھا، جو نور کے منبر پر براجمان ہے اور دوسرے فرشتے اس کے ارد گرد حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا: اے جبریل یہ کون سا فرشتہ ہے؟"

اس نے کہا: اس کے نزدیک جا کر اسے سلام کریں، میں نے اس کے قریب ہو کر اسے سلام کیا، اچانک متوجہ ہوا کہ وہ میرے چچا زاد بھائی علی بن ابی طالب ہے۔

میں نے جبرئیل سے کہا: اے جبرئیل! کیا علی علیہ السلام مجھ سے پہلے چوتھے

آسمان پر پہنچ گئے ہیں؟

اس نے کہا:

لا یا محمد! ولکن الملائکۃ شکت حبھا لعلی علیہ السلام فخلق اللہ ھذا الملک من نور علی صورۃ علی علیہ السلام فالملائکۃ تزورۃ فی کل لیلۃ جمعۃ ویوم جمعۃ سبعین الف مرۃ ، یسبحون اللہ تعالٰی ویقدسونہ، ویھدون ثوابہ لمحب علیؑ

"نہ، اے محمدؐ! چونکہ فرشتے علی علیہ السلام سے الفت ومحبت رکھتے ہیں، لہٰذا انہوں نے خدا سے علیؑ کا مطالبہ کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو اپنے نور سے علی علیہ السلام کی شکل میں پیدا کیا اسی لیے فرشتے ہر شب جمعہ اور روز جمعہ ستر (۷۰) ہزار مرتبہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور خداوند قدوس کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں اور اس کا ثواب حضرت علی علیہ السلام کے حبداروں کو ہدیہ کرتے ہیں"

(ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۴۷، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۱۳، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۷۶)

فرشتے شیعان علیؑ کے لیے استغفار کرتے ہیں

(۸۴۳۔۲۶) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

ان اللہ خلق فی السماء الرابعۃ الف ملک ، وفی السمآء الخامسۃ ثلاثمائۃ الف ملک ، وفی السمآء السابعۃ ملکاً رأسہ تحت العرش ورجلاہ تحت الثریٰ ، وملائکۃ اکثر من ربیعۃ و مضر، ولیس لہ طعام ولاشراب الاالصلوۃ علی امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ ومحبیہ ،والا ستغفار لشیعتہ المذنبین وموالیہ۔

" بے شک اللہ تعالیٰ نے چوتھے آسمان پر ایک لاکھ اور پانچویں آسمان پر تین لاکھ فرشتے پیدا کیے ہیں، ساتویں آسمان پر ایک ایسا فرشتہ ہے جس کا سر عرش الٰہی کے نیچے اور دونوں پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں اور اتنے فرشتے خلق کیے ہیں جن کی تعداد قبیلہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ ہے، ان کا کھانا پینا صرف حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی اور ان کے دوستوں پر صلوات بھیجنا اور ان کے گناہ گار شیعوں اور دوستوں کے لیے استغفار کرنا ہے"

(مائۃ منقبۃ، صفحہ ۱۶۳ منقبت ۸۸، بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۴۹)

علیؑ کے دوست جنت اور دشمن جہنم میں

(۸۴۴_۲۷) استاد کراجکی کی کتاب " مناقب بن شاذان" میں مذکور ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: رسول خدا نے فرمایا:

" اے علی! جبرئیل آپ کے بارے میں میرے پاس ایک خبر لایا ہے

• جسے سن کر میری آنکھیں روشن اور دل خوش ہو گیا۔ اس نے مجھے کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محمد تک میرا اسلام پہنچاؤ اور اسے کہو علیؑ امام ہدایت، تاریکیوں میں چراغ اور دنیا والوں پر حجت ہے۔ وہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہے"

وانّی آلیت بعزتی ان لا ادخل النار احدًا تولّاہ وسلّم له وللاوصیاء من بعدہ ولا ادخل الجنة من ترك ولایتہ والتسلیم له وللا وصیآء من بعدہ، وحق القول منی لا ملانّ جھنم واطباقھا من اعدائہ، ولا ملانّ الجنة من اولیائہ وشیعتہ۔

" میں نے اپنی عزت وجلالت کی قسم کھائی ہے کہ جو کوئی بھی اسے دوست رکھتا ہے اور اس کے اور اس کے جانشینوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے،

اسے دوزخ میں نہ بھیجوں اور جس کسی نے اس کی ولایت کو ترک کر دیا ہے اور اس کے اور اس کے جانشینوں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا، اسے جنت میں داخل نہ کروں یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے کہا: دوزخ اور اس کے طبقات کو اس کے دشمنوں سے اور جنت کو اس کے دوستوں اور شیعوں سے پر کردوں گا" (مائۃ منقبۃ، منقبت، ۵۶، بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۳)

علیؑ منبر کوفہ پر

(۲۸_۸۲۵) فضل بن شاذان کتاب "قائمؑ" میں لکھتے ہیں کہ حسین بن عبداللہ کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین جناب علیؑ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا:

واللہ انی لدیّان الناس یوم الدین ،وقسیم اللّٰہ بین، الجنۃ والنار، لایدخلھا داخل الّا علی احد قسمیّ۔

وانا الفارق الاکبر ،وقرن من حدید، وباب الایمان و صاحب المیسم وصاحب السنین ، وانا صاحب النشر الاول والنشر الآخر اوصاحب القضا و صاحب الکرّات ودولۃ الدول۔

"خدا کی قسم! روز قیامت لوگوں کو اعمال کی جزا دینے والا میں ہوں، خدا کی طرف سے بہشت و دوزخ کے درمیان تقسیم کرنے والا میں ہوں، کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ میری تقسیم میں واقع ہو، میں فاروق اکبر، لوہے کا سینگ، ایمان کا دروازہ، صاحب میسم اور صاحب سنین ہوں، آغاز و انتہاء کا براہنگیختہ ہونے کا مالک میں ہوں، صاحب قضاوت، صاحب کرات اور حکومتوں کی حکومت میں ہوں۔ اپنے بعد امام میں تھا

اور اپنی طرف سے پہلے والوں کا حق ادا کرنے والا میں ہوں، احمدؐ کے علاوہ کوئی بھی مجھ سے پہلے نہیں ہے، بے شک تمام فرشتے، تمام پیغمبر اور ارواح ہمارے بعد ہیں، وہ رسول خدا سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتے ہیں، وہ مجھ سے بھی بات کرنا چاہتے ہیں، میں بھی انہی کی طرح ان سے بات کرتا ہوں درحقیقت انہوں نے سات چیزیں مجھے عطا کی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، میں کتاب کے راستوں سے بصیرت وآشنائی یکتائی ہوں، میرے لیے اسباب کھول دیئے گئے ہیں، انساب واقوام کو جانتا ہوں اور مجری حساب ہوں"

میں نے اموات، مصیبتوں، وصیتوں اور حق و باطل کے درمیان تمیز دینے کا علم سیکھا ہے، میں نے عالم ملکوت کا مشاہدہ کیا ہے، کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھ سے پنہاں اور مخفی ہو، کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو مجھ سے پہلے تھی اور میری دسترس سے باہر ہو، جس دن گواہوں سے گواہی لی جائے گی، جس بارے میں مجھ سے گواہی لی گئی اس میں کوئی بھی میرا شریک نہیں تھا، میں ان پر شاہد و گواہ ہوں، وعدہ خدا میرے ہاتھ پر انجام پذیر ہوگا اور اس کا کلمہ مکمل ہوگا"

"وہ نعمت میں ہوں جو خدا تعالیٰ نے لوگوں کو عطا فرمائی، وہ اسلام میں ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے منتخب کیا ہے، یہ تمام کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے اوپر اس کا لطف ہے"

(المحتضر صفحہ ۹۷و۹۰، بحارالانوار جلد ۲۶ صفحہ ۱۵۳ و جلد ۳۹ صفحہ ۳۵۰، تفسیر فرات صفحہ ۱۷۸)

علیؑ اور ان کے شیعہ عذاب جہنم سے محفوظ

(۸۴۶_۴۹) کتاب "الاربعین عن الاربعین" میں مذکور ہے کہ ثوبان کہتے ہیں:

میں نے علی بن ابی طالب علیہما السلام کو ایک دن دیکھا کہ وہ رسول خدا کی طرف آ رہے ہیں، اس وقت حضرت جبرئیل پیغمبر اکرم کی دائیں جانب کھڑے تھے، انہوں نے پیغمبر سے کہا:

"اے محمدؐ! یہ جو پروقار طریقے سے چلتے آ رہے ہیں، علیؑ ہیں، وہ امام ہدایت نیک لوگوں کا رہبر اور فاجرین کا قتل کرنے والا ہے، وہ عدل و توحید کا منادی ہے اور وہ حق تعالیٰ کی پاکیزہ درگاہ سے ظلم و ستم کو ختم کرنے والا ہے"

"اے محمدؐ! بے شک علیؑ کے فرشتے دوسرے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے علی علیہ السلام کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں لکھا ہے"

اس دوران پیغمبر اکرم بھی حضرت علیؑ کے استقبال کرنے کے لیے گئے اور حضرت جبرئیل کی گفتگو آپ تک پہنچائی۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر خدا مجھے سزا دینا چاہے تو میں اس کا بندہ ہوں (وہ دے سکتا ہے) اور اگر وہ مجھ پر رحم و کرم کرنا چاہے تو یہ اس کا میرے اوپر فضل و لطف ہے"

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جبرئیل نے مجھے کہا ہے:

لقد آلی ربنا الرحمان علی نفسہ ان لا یعذب علیا بالنار ، ولا شیعتہ ولا احباءہ ابدا۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ وہ ہرگز علی علیہ السلام، ان کے شیعوں اور ان کے دوستوں کو ہرگز عذاب نہیں دے گا۔ (الاربعون حدیثا، صفحہ ۶۱ جلد ۳۱)۔

مامون نے فضیلت علیؑ کا مطالبہ کیا

(۸۴۷۔۳۰) کتاب "مناقب دیلمی میں لکھتے ہیں:

ایک دن مامون نے امام رضا علیہ السلام سے کہا: حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

کی قرآن سے کوئی عظیم ترین فضیلت میرے سامنے کریں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

فضیلتۂ فی المبا ھلہ وانّ رسول اللّٰہ باھل بعلی وفاطمة زوجه والحسن والحسین علیهم السلام وجعله منها أکنفسه وجعل لعنته اللّٰه علی ایکاذبین وقدثبت انه لیس احد من خلق اللّٰه یشبه رسول اللّٰهؐ فوجب له من الفضل فوجب له الّاالنبوة فای فضل و شرف وفضیلة اعلی من هذا؟

"آنحضرت کی بلند ترین فضیلت واقعہ مباہلہ میں ہے، بے شک رسول خداؐ نے علی، فاطمہ زوجہ علی، حسن اور حسین علیہم السلام کے ذریعے (نصاریٰ نجران) سے مباہلہ کیا، آنحضرت کو اپنی جان قرار دیا اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیا، یہ بات ثابت ہے کہ مخلوقِ خدا میں سے کوئی بھی رسول خداؐ کی مانند نہیں تھا، اس بناء پر پیغمبری کے علاوہ حضرت علیؑ کے لیے وہ تمام فضائل ثابت ہیں جو پیغمبر کے لیے لازم وضروری تھے، پس وہ کون سا فضل وشرف ہے جو اس سے افضل واشرف ہے؟"

مامون کہتا ہے: شاید رسول خداؐ نے "النفس" کے ذریعے اپنی جان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ثامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"اس طرح کا اشارہ درست نہیں ہے، کیونکہ رسول خداؐ ان تمام ہستیوں کے ہمراہ نصاریٰ نجران کی طرف نکلے تھے اور ان تمام کو ساتھ لے کر ان سے مباہلہ کیا تھا۔ اگر اپنی جان کا ارادہ کیا ہوتا تو پھر چاہیے یہ تھا کہ حضرت علی کو مباہلہ سے خارج کر دیتے، حالانکہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ان کا حصّہ تھے۔

مامون کہتا ہے جب جواب مل جائے تو بات ختم ہو جاتی ہے۔

(بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۲۵۷، از فصول المختار شیخ مفید نقل کردہ)

مذکورہ کتاب میں ہے کہ بعض شعراء نے اشعار میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے، لہٰذا ہم نے اصلاح کی خاطر بعض مصرعوں میں تصرف کیا ہے، جو یہاں نقل کرتے ہیں۔

ان النبی محمدًا ووصیه
وابنیه والبتول الطاهره
اهل العباء فاننی بولائهم
ارجو السلامة والنجاة فی الاخر

"بے شک نبی اکرم محمد مصطفیٰؐ، ان کے وصی علی مرتضیٰؑ ان کے دونوں بیٹے (حسنؑ و حسینؑ) اور ان کی دختر بتول و پاکیزہ حضرت زہرا علیہا السلام"

"اہل عبا، بغیر کسی شک و شبہ کے میں ان کی ولایت کے ذریعے آخرت میں نجات پانے کی امید رکھتا ہوں"

فهم الّذین الرجس عنهم ذاهب
تطهیرهم کالشمس اذ هی ظاهرة
فنفو سهم وجسارهم وثیابهم
انقی و اطهر من بحار زاخرة

"وہ ایسی ہستیاں ہیں جن سے ہر قسم کا رجس دور کیا گیا ہے اور ان کی طہارت و پاکیزگی سورج کی مانند ظاہر و آشکار ہے۔ ان کے نفوس، جسم اور کپڑے بحر بیکراں سے پاکیزہ تر ہیں"

ما فی القرابة والصحابة مثلهم
ابنائنا وانفسنا هی عامرة
تنبئك عن هذا المباهلة الّتی
فی آل عمران الّتی هی قاهرة

"آنحضرتؐ کے رشتہ داروں اور اصحاب میں ان کی مثل کوئی بھی نہیں ہے، اب خدا تعالیٰ نے قرآن میں انہیں "ابنائنا وانفسنا" سے یاد کیا ہے۔
تمہیں اس مباہلہ سے آگاہ کرتا ہوں، یہ وہ مباہلہ ہے جس کا ذکر سورہ آل عمران میں ہوا اور وہ کامیاب و کامران ہوئے"

ذلت نصاری اهل نجران وقد
جاء ت لمصطفی اذ هی کاضرة
فشهت بآل محمد توحیده
واعطوا الجزاء صاغرین وصاغرة

"اس وقت جب نصاریٰ نجران سرکشی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، ذلیل و خوار ہو گئے، کیوں کہ ان لوگوں نے انکار کیا تھا"
"آل محمدؐ کے مقدس وجود کے ذریعے ان پر اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت ہو چکی ہے، ان لوگوں کو جزیہ ادا کرنے جیسی ذلت کا سامنا کرنا پڑا"

هذا دلیل انهم احبابه
الطاهرین الطیبین عناصرة
بعصمتهم من لم یقر فکافر
وابن الفاجر وامه هی فاجرة

"یہ اس پر بہترین دلیل ہے کہ وہ خدا کے محبوب ترین اور پاکیزہ ترین عناصر ہیں"
جو ان کی عصمت کا معتقد نہ ہو، وہ کافر ہے یا حرام زادہ اور اس کی ماں زناکار ہے"

وهم الحجج من بعد سید خلقه
فهم قوام الدین لا بکوافرة
وعلی النبی وآله صلواته
فهم الشموس هم النجوم الظاهرة

"سید المرسلین کے بعد وہ خدا کی حجتیں ہیں، دین کی پائیداری و مضبوطی انہی کے ذریعے سے ہے نہ کہ کافروں کے وسیلہ سے"

ایک اور شاعر یوں گویا ہے:

لمن باهل الله وكان الرسول بهم ابهلا
فهذا الكتاب واعجاز على من وفى بيت من انزلا

"خدا نے کن کے ساتھ مباہلہ کیا درحالانکہ رسول خداؐ نے ان کے ساتھ مباہلہ کیا، اس کا یہ قرآن معجزہ اس کے لیے ہے جو اس کے گھر میں اترا"

ایک اور شاعر نے یوں کہا:

یامن یقیس به سوا جهاله
دع عنك هذا فالقياس مضيع
لولم يكن فى النص الا انه
نفس النبى كفاه هذا الموضع

"اے وہ شخص! جو اپنی جہالت کی بناء پر ان کا دوسروں پر قیاس کرتا ہے اس باطل قیاس کو ترک کر دو"

"نص و صریح آیہ مباہلہ کہ جس میں علیؑ کو نفس پیغمبر کہا گیا ہے ان کی فضیلت و بہتری کے لیے کافی ہے"

ابن حماد کہتے ہیں:

وسماه رب العرش فى الذكر نفسه
فحسبك هوا القول ان كنت ذاخبر
وقال لهم هذا وصى وارثى
من شدرب العالمين به ازرى
على كزرّى من قميصى اشاره

بان ليس يستغنى عن الزر

" اگر تم اہل اطلاع ہو تو تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ صاحب عرش پروردگار نے قرآن مجید میں انہیں نفس پیغمبر کہا ہے"

" پیغمبر اکرمؐ کا فرمان ہے کہ وہ میرا جانشین اور وارث ہے جسے رب العالمین نے میرا پشت پناہ قرار دیا ہے"

علیؑ کی میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو قمیض کی کپڑے کے ساتھ، قمیض ہرگز کپڑے سے بے نیاز نہیں ہے"

قرآن میں علیؑ کے اسماء

(۳۱_۸۴۸) مناقب دیلمی میں مذکور ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے قرآن مجید میں بہت سے اسماء کا تذکرہ ہوا ہے، ہم یہاں پر ان میں سے سو(۱۰۰) کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ولی

قرآن میں ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۔(سورہ مائدہ آیہ ۵۵)

" (اے ایماندارو) تمہارے مالک سرپرست تو بس یہی ہیں، خدا اور اس کا رسول اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں"

شیعہ وسنی روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ " الذین آمنوا" سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ اس سے مربوط بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب " تاویل الآیات جلد ا صفحہ ۱۵۰ صفحہ ۱۵۴، تفسیر برہان جلد ا صفحہ ۹ تا ۴۸۵۴ اور

بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۳۸۳ اور ۲۰۶ کی طرف رجوع کریں۔

(۲) حسنہ

ارشاد قدرت ہے:

مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ۔

(سورہ نمل آیہ ۸۹)

"جو شخص نیک کام کرے گا اس کے لیے اس کی جزاء اس سے کہیں بہتر ہے اور یہ لوگ اس دن خوف و خطرہ سے محفوظ رہیں گے"

حسنہ ولایت علیؑ کا نام ہے۔

کتاب تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۴۱۱ جلد ۱۹ میں مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حسنہ سے مراد علیؑ کی ولایت ہے۔

(۳) مثل

خدا وحدہ لاشریک کا ارشاد ہے:

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ۔ (سورہ زخرف آیہ ۵۷)

"اور (اے رسول) جب مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰؑ) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تمہاری قوم کے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے"[1]

---

[1] اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں پیغمبر اکرمؐ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے موجود اصحاب سے فرمایا: الان یدخل علیکم نظیر عیسی بن مریم فی امتی "ابھی آپ لوگوں کے درمیان عیسیٰ بن مریم کی کوئی مثل وارد ہوگا" چونکہ علی علیہ السلام داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ وہی شخص ہے، بعض اصحاب کو یہ بات ناگوار گذری تو اس وقت مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر برہان جلد ۸ صفحہ ۵۸۰ جلد ۳)

ابن ابی لیلی کہتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اس امت میں میری مثال حضرت عیسیٰ بن مریم کی ہے۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۶۸ جلد ۴۱)

(۴) کفایہ

اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۔ (سورہ احزاب آیہ ۲۵)

"خدا نے (اپنی مہربانی سے) مومنین کو لڑنے کی نوبت نہ آنی دی"

خداوند کریم نے مومنین کو علی بن ابی طالب علیہ السلام کے توسط سے جنگ سے بے نیاز کر دیا، کیونکہ آپ نے مشرکین کے نامی گرامی جنگجو کو قتل کر دیا اور انہیں شکست فاش دی۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۴۵۰، بحار الانوار جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۳ و ۲۸۰)

(۵) انفاق

رب ذوالجلال کا ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً (سورہ بقرہ آیہ ۲۷۴)

"جو لوگ رات کو یا دن کو چھپا کے یا دکھا کے (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں"

ابن عباس اس آیہ شریفہ کی تفسیر اور اس کی شان نزول کے بارے میں کہتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے، جب انہوں نے ایک درہم دن، ایک رات میں، تیسرا مخفی اور چوتھا درہم آشکار طور پر راہ خدا میں انفاق کیا تو اس وقت مذکورہ آیہ کریمہ آنحضرت کی شان میں نازل ہوئی۔ (تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۹۷)

(۶) خصم

خداوند کریم کا فرمان ہے:

هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۔ (سورہ حج آیہ ۱۹)

"(مومن و کافر) دو فریق ہیں آپس میں اپنے پروردگار کے بارے میں لڑتے ہیں"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"دو گروہوں سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور بنی امیہ ہیں۔"

(تفسیر برہان، جلد ۱ صفحہ ۲۰۶ جلد ۵)

(۷) شاری (نفس کو فروخت کرنے والا)

پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ (سورہ بقرہ آیہ ۲۰۷)

"اور لوگوں میں سے (خدا کے بندے) کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچ ڈالتے ہیں"

ابن عباس کہتے ہیں:

یہ آیہ کریمہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر برہان، جلد ۱ صفحہ ۲۰۶، جلد ۵)

(۸) نسب وصہر

خالق کائنات کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا۔

"اور وہی تو خدا ہے جس نے پانی (منی) سے آدمی پیدا کیا پھر اسے خاندان اور سسرال والا بنایا" (سورہ فرقان آیہ ۵۴)

پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں:

"یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے"

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۳۷۷، جلد ۱۵، تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۷۰، جلد ۶، روضۃ الواعظین صفحہ ۱۰۷)

ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت پیغمبر اکرمؐ اور حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ رسول خدا نے اپنی بیٹی کا نکاح علی علیہ السلام کے ساتھ کیا، درحالانکہ وہ پیغمبر کے چچازاد تھے، "فکان له نسبا وصهرا" پس حضرت علی علیہ السلام پیغمبر کے نسبی رشتہ دار ہیں (تفسیر برہان جلد ۷ صفحہ ۸ جلد ۳)

(۹) ثلّہ

حضرت امام صادق علیہ السلام سورہ واقعہ کی آیت نمبر ۳۹ " ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ " "ان میں بہت سے تو اگلے لوگوں میں سے ہیں" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان سے مراد آل فرعون ہیں اور آیہ ۴۰ " وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ " "اور ان میں بہت سے پچھلے لوگوں میں سے ہیں" سے مقصود امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ ہیں۔

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۴۳، جلد ۸)

(۱۰) لسان

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا (سورہ مریم آیہ ۵)

"اور ان سب کو اپنی رحمت سے کچھ عنایت فرمایا اور ہم نے ان کے لیے اعلیٰ درجے کا ذکر خیر (دنیا میں بھی) قرار دیا"

حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیہ شریفہ "لسان صدق" سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔[1]

(۱۱) دابۃ الارض

خالق ارض وسماں فرماتا ہے:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ۔

(سورہ نمل آیہ ۸۲)

---

[1] اسی مدرک میں مذکور ہے کہ الثلة بمعنی گروہ ہے، یہاں پر آنحضرت کی شان ومنزلت اور قدر وجلالت کی وجہ سے مفرد بمعنی جمع استعمال ہوا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ " إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً " "بے شک حضرت ابراہیم تنہا ایک امت تھے" (سورہ نحل آیہ ۱۲۰)

"اور جب ان لوگوں پر (قیامت کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے واسطے زمین سے ایک چلنے والا نکال کھڑا کردیں گے جو ان سے باتیں کرے گا"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

تكلّمهم ،تستمهم على آنا فهم، وتسمى الكافر با سمه والمومن باسمه۔

"ان سے بات کرے گا، ان کی ناکوں پر نشانی لگائے اور مومن و کافر میں سے ہر ایک کو اس کے نام سے پکارے گا"

حضرت نے فرمایا: دابۃ الارض سے مراد علی بن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔[1]

(۱۲) صالح المومنین

رب ذوالجلال قرآن میں فرماتا ہے:

وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرًا۔ (سورہ مریم آیہ ۴)

"اگر تم دونوں رسول کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اعانت کرتی رہو گی تو کچھ پرواہ نہیں، کیونکہ خدا اور جبرئیل اور تمام ایماندار میں نیک شخص ان کے مددگار ہیں"

ابن عباس اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس میں مومنین سے مراد علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔

---

[1] یونس بن عبدالرحمن کہتے ہیں: میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: بعض لوگ مجھ سے امیرالمومنین علیہ السلام کا نام قرآن سے دکھانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کے سامنے آیہ کریمہ " وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا " "ہم نے ان کے لیے زبان دامت گو اور بلند مقام قرار دیا ہے" پڑھی حضرت نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے وہ ایسے ہی ہیں۔ (تاویل الایات جلد ا صفحہ ۳۰۴، جلد ۱۰)

(۱۳) جنب اللہ

خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ (سورہ زمر آیہ ۵۶)

"(تم میں سے) کوئی شخص کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا (کی بارگاہ) کا تقرب حاصل کرنے میں کی"

حضرت امام علی بن موسیٰ رضاؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جنب اللہ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۱۰ جلد ۲۱ تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۸۰ جلد ۱۵)

(۱۴) ذکر ومسئول عنہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ۔ (سورہ زخرف آیہ ۴۴)

"اور یہ (قرآن) تمہارے لیے اور تمہاری قوم کے لیے نصیحت ہے اور عنقریب ہی تم لوگوں سے (اس کی) باز پرس کی جائے گی"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

نحن اهل الذكر ونحن المسئولون۔

"اہل ذکر ہم ہیں اور ہمارے بارے میں پوچھا جائے گا"

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۶۱ جلد ۱۳، تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ جلد ۱۰)

ایک اور مقام پر ارشاد قدرت ہے:

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ۔ (سورہ صافات آیہ ۲۴)

"انہیں ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے"

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

علی بن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(اصل نسخہ میں یوں ہے کہ علی بن ابی طالب کی محبت کے بارے میں پوچھا جائے گا)

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۴۹۲، جلد ا تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۶۵ جلد ۵)

ایک اور جگہ پر خالق کائنات کا ارشاد ہے:

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (سورہ مومنون آیہ ۷۱)

"بلکہ ہم تو انہی تذکرے (جبرئیل کے واسطے سے) ان کے پاس لے کر آئے تو یہ لوگ اپنے ہی تذکروں سے منہ موڑتے ہیں"

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

ذکر سے مراد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں، کیا تم خداوند کریم کے اس فرمان کی طرف متوجہ نہیں ہو کہ ارشاد ہے:

اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ۔ (سورہ کہف آیہ ۱۰۱)

"جن کی آنکھیں ہماری یاد سے پردے میں تھیں"

اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا۔ (سورہ کہف آیہ ۱۰۱)

"اور رسول سے (دشمنی کی وجہ سے سچی بات) کچھ بھی نہ سن سکتے تھے"

یعنی ان میں آنحضرت کا نام سننے کی طاقت نہ تھی، یہ سب کچھ آنحضرت اور ان کے خاندان کے ساتھ سخت دشمنی کی وجہ سے تھا۔ (تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۴۷، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۷ جلد ۱۰۴)

(۱۵) زلفہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓئَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (سورہ ملک آیہ ۲۷)

"تو جب یہ لوگ اسے قریب سے دیکھ لیں گے تو (خوف کے مارے) کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے"

اس آیت کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

روز قیامت جب کفار خدا کے نزدیک علیؑ کا مقام و مرتبہ دیکھیں گے تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ (تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۷۰۲، جلد ۴، تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۶۵ جلد ۴)

(۱۶) نعمت

امیر المومنین امام المتقین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

أنا واللہ! نعمته اللہ التی أنعم اللہ تعالیٰ علی عبادہ، وبی وباهل بیتی یفوز من فاز یوم القیامۃ

"خدا کی قسم! میں خدا کی وہ نعمت ہوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سامنے رکھی، روز قیامت ہر کوئی میرے اور میرے اہل بیت کے وسیلہ سے مقام سعادت تک پہنچے گا" (تفسیر قمی جلد ۱ صفحہ ۳۷۱، بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۵۱ جلد ۳۰)

(۱۷) ہادی

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:

أنا المنذر وانت الهادی۔

"میں ڈرانے والا ہوں اور آپ ہدایت کرنے والے ہیں"

(تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۲۰۳، جلد ۵، تفسیر برہان، جلد ۲ صفحہ ۲۸۱، جلد ۱۴)

(۱۸) اذن واعیہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ (سورہ حاقہ: آیہ ۱۲)

"اور اسے یاد رکھنے والے کان (سن کر) یاد رکھیں"

اس آیہ شریفہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا کہ "اُذُنٌ وَاعِيَةٌ" سننے والے کان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کے کان ہیں جو خدا اور اس کے رسول کی باتیں سنتے تھے۔

(تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۷۵، جلد ۲)

(۱۹) موذن

آسمان امامت کے ساتویں تاج دار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آیہ شریفہ "فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُم أَن لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ" (سورہ اعراف آیہ ۴۴)

"پس اس وقت ان کے درمیان منادی ندا دے گا کہ ظالمین پر خدا کی لعنت ہو" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

موذن یعنی آواز دینے والے علی بن طالب علیہما السلام ہیں۔ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۱۱ جلد ۲)

(۲۰) اذان

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انّ لامیر المؤمنینؑ اسماء مایعلمها الّا العالمون وان منها الاذان عن اللہ ورسولہ وھو الاذان۔

"بے شک امیر المومنین حضرت علیؑ کے کئی اسماء ہیں جنہیں علماء کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا۔ ان اسماء میں سے ایک نام خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اذان ہے اور حضرت علی علیہ السلام وہی اذان ہیں"

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۱۹۷، جلد ۲)

(۲۱)

خداوند قدوس کے فرمان "يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ" (سورہ نازعات آیہ ۶)

"(ان کی قسم کہ قیامت ہو کر رہے گی) جس دن زمین کو بھونچال آئے" کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں:

"اس سے مراد حسین ابن علی علیہما السلام ہیں"

اور وَتَتبعھا الرَّادِفَہ" پھر اس کے پیچھے زلزلہ آئے گا" (سورہ نازعات آیہ ۷) سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں۔

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۷۶۲، جلد ۱، تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۴۲۴، جلد ۱)

(۲۲) شاہد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

اَفَمَن کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّن رَّبِّہٖ وَیَتلُوہُ شَاھِدٌ مِّنہُ۔ (سورہ ہود ۱۷)

"کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوا اور اس کے پیچھے ہی پیچھے ان کا ایک ہی گواہ ہو"

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

رسول خدا نے فرمایا:

انا علٰی بیّنۃ من ربیّ وعلیٌّ شَاھِدٌ مِنیّ۔

"میں خدا کی طرف سے دلیل و برہان ہوں اور علیؑ میری طرف سے شاہد اور گواہ ہیں"

(۲۳) صدیق

خالق زمین و آسمان کا ارشاد ہے:

وَالَّذِینَ اٰمَنُوا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰئِکَ ھُمُ الصِّدِّیقُونَ وَالشُّھَدَاءُ عِندَ رَبِّھِم۔ (سورہ حدید آیہ ۱۹)

"اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیقوں اور شہیدوں کے درجے پر ہیں"

ابن عباس اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں کہتے ہیں:

صدیق اور شہید سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہا السلام ہیں۔

(۴۴) صاحب علم کتاب

آیہ کریمہ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (سورہ رعد آیہ ۴۳) "کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری رسالت کی) گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا علم ہے" کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

هو علی بن ابی طالب علیہ السلام و ما کان علم الکتاب الا عندہ۔

"اس سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہیں اور ان کے علاوہ کسی کے پاس علم کتاب نہیں ہے"

(۴۵) والد

خالق کائنات کا ارشاد ہے:

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ (سورہ بلد آیہ ۳)

"اور (تمہارے) باپ اور اس کی اولاد کی قسم"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: باپ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اولاد سے مقصود حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ اور ان کے بعد والے آئمہ علیہم السلام ہیں۔

(تاویل الآیات، جلد ۲ صفحہ ۷۹۸، جلد ۲ و ۳، تفسیر برہان جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۲، جلد ۴ و ۵)

(۴۶) مومن

پروردگار کا ارشاد پاک ہے:

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُوْنَ۔ (سورہ سجدہ آیہ ۱۸)

"کیا جو شخص ایمان دار ہے اس شخص کے برابر ہو جائے گا جو بدکار ہے

(ہرگز دونوں) برابر نہیں ہو سکتے"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

آیہ شریفہ میں مومن سے مراد علی بن ابی طالبؑ اور فاسق سے ولید بن عقبی ہے۔

(۲۷) عہد

اللہ رحمن ورحیم اپنی مقدس کتاب قرآن میں فرماتا ہے:

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا۔ (سورہ مریم آیہ ۸۷)

"(اس دن) یہ لوگ شفارش پر (بھی) قادر نہ ہوں گے مگر (ہاں) جس شخص نے خدا سے (شفارش) کا اقرار لے لیا ہو"

صادق آل محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عہد و پیمان سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے آئمہ معصومین علیہم السلام کی ولایت ہے۔ (تاویل للآیات جلد ۱ صفحہ ۳۰۷، جلد ۱۳)

(۲۸) وِدّ و محبت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا۔

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام انجام دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی محبت دلوں میں رکھ دیتا ہے"

اس آیت کی تفسیر میں روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں [1]

پس اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] امام جعفر صادقؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: فما من مومن الا و فی قلبه حب علی "وہ مومن نہیں جس کے دل میں علیؑ کی محبت نہیں۔ (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۲۷۱، جلد ۲۱)

فَاِنَّمَا یَسَّرْنَاہُ بِلِسَانِكَ۔

"ہم نے اس کو آپ کی زبان پر آسان کر دیا ہے" یعنی پیغمبر خدا"

لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ۔

"تاکہ پرہیزگاروں کو اس کے وسیلہ سے بشارت دو" یعنی علی کے چاہنے والے۔

وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا۔ (سورہ مریم آیہ ۹۶ و ۹۷)

"سرسخت دشمنوں کو اس کے ذریعے ڈراؤں" یعنی ان کے دشمن جن کے دلوں میں ان کے بارے میں بغض ہے۔ (تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۲۱)

(۲۹) قانت

خالق لیل و نہار کا ارشاد ہے:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ۔ (سورہ زمر آیہ ۹)

"کیا جو شخص رات کے اوقات سجدہ کر کے اور کھڑے کھڑے (خدا) کی عبادت کرتا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہو ناشکرے کافر کے برابر ہو سکتا ہے؟"

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی فضیلت، عبادت، ان کے علم اور مقام و منزلت کے بلند ہونے کا پتہ دیتی ہے۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۱۱، جلد ۲)

(۳۰) علی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔ (سورہ زخرف آیہ ۴)

"اور بے شک وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں ضرور عالی شان (اور) حکمت والا ہے"

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ (تاویل الآیات جلد۲صفحہ۵۵۷جلد۱)

ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ "الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ" سیدھے راستے سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

(تفسیر قمی صفحہ۲۸، تاویل الآیات جلد۱صفحہ۲۸، جلد۱۳، تفسیر عیاشی، جلد۱صفحہ۲۴، جلد۲۵)

(۳۱) صراط حمید

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ۔ (سورہ حج آیہ۲۴)

"اور انہیں سزاوار حمد (خدا) کا راستہ دکھایا گیا"

روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت فرماتے ہیں:

هم والله، اولياء امير المؤمنين المحبون له والاهل بيته عليهم السلام۔

"خدا کی قسم! وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے چاہنے والے ہیں جو ان سے اور ان کے اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔ (تاویل الآیات جلد۱صفحہ۳۳۵، جلد۵)

(۳۲) سبیل اللہ

رب ذوالجلال کا ارشاد پاک ہے:

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ۔ (سورہ محمد آیہ۱)

"اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو خدا کے راستے سے روکا"

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت صادق آل محمد امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

هم بنو امية صدّ واعن والاية امير المؤمنين وولاية اولاده

وھو سبیل اللہ الذی من تبعہ کفی عذاب الجحیم۔

"ان سے مراد بنو امیہ تھے جو لوگوں کو امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد اطہار کی ولایت سے روکتے تھے، یہ وہی راہ خدا ہے جو بھی اس کی پیروی کرے گا وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہے"

(تفسیر قمی، جلد ۲ صفحہ ۳۰۰، بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۸۶، جلد ۱۳)

(۳۳) نور ارشاد قدرت ہے

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔ (سورہ نساء آیہ ۱۷۴)

"اے لوگو! اس میں تو شک ہی نہیں کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے (دین حق کی) دلیل آ چکی ہے اور ہم تمہارے پاس ایک چمکتا ہوا نور نازل کر چکے ہیں"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

برہان و دلیل سے مراد رسول خداؐ اور نور مبین سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

(تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۱۴۳ جلد ۲۷)

(۳۴) حبل اللہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۰۳)

"اور تم سب کے سب (مل کر) خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو"

اس آیہ کی تفسیر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

حبل خدا سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں، پس آنحضرت کا دامن تھامے رکھو اور ان کی ولایت کو نہ چھوڑو۔

(تفسیر عیاشی، جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ جلد ۱۲۲ بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۱۰، جلد ۱)

(۳۵) ثواب

رسول خداؐ نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:

أنت وانصارك الابرار الّذين يعد كم الله ثواب ماعنده فى قوله تعالىٰ: وَاللهُ عِندَهُ حُسنُ الثَّوَاب۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۹۵)

"آپ اور آپ کے نیک ساتھی وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس سے اجر وثواب دینے کا وعدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اور خدا (ایسا ہی ہے کہ) اس کے یہاں اچھا ہی بدلہ ہے"

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۳۳، جلد ۱۰)

(۳۶) يَهدِى الَى الحَقِّ

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"امیر المومنین علیہ السلام نے کوئی حکم دیا، لیکن وہ لوگ جنہوں نے آپ سے آپ کا مقام چھینا، اس حکم کو قبول نہ کیا۔ اس بارے میں سلمان نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: وہ کون سی چیز باعث بنی ہے کہ آپ نے انہیں حق کی ہدایت فرمائی؟ آپ نے ان لوگوں کو کیوں چھوڑ نہیں دیا کہ وہ اپنی ہی سرکشی اور جہالت میں غوطہ زن ہوتے رہے؟

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

میں صرف اظہار حق کرنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں پر دلیل و حجت تمام ہو سکے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے:

أَفَمَن يَهدِى إِلَى الحَقِّ أَحَقُّ أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَا يَهِدِّى إِلَّا أَن يُهدَىٰ فَمَا لَكُم كَيفَ تَحكُمُون۔ (سورہ یونس آیہ ۳۵)

"جو شخص دین کی راہ دکھاتا ہے کیا وہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کے حکم کی

پیروی کی جائے یا وہ شخص جو (دوسرے کی ہدایت تو درکنار) خود ہی جب
تک دوسرا اس کو راہ نہ دکھائے راہ دیکھ نہیں پاتا تو تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے
تم کیسے حکم لگاتے ہو"؟ (بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۳۰۰، جلد ۴۷)

(۳۷) سابق مقرب

آیہ شریفہ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ (سورہ واقعہ آیہ ۱۱)"
اور جو آگے بڑھنے والے ہیں واہ کیا کہنا وہ آگے ہی بڑھنے والے تھے یہی لوگ خدا کے
مقرب ہیں" کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
مذکورہ آیت شریفہ خصوصاً حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی، کیوں کہ آنحضرت
نے ایمان کا اعلان کرنے میں سب پر سبقت حاصل کی تھی، پس خداوند متعال نے اس آیہ
شریفہ کے ذریعے آپ کی مدح وستائش فرمائی ہے۔ (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۴۲، جلد ۵)

(۳۸) آیت ونشانی

ارشاد قدرت ہے

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ۔
(سورہ شعراء آیہ ۴)

"اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں پر آسمان سے ایسا معجزہ نازل کریں کہ ان
لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائیں"

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مولا امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی
تفسیر کے بارے میں سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

نزلت الشمس مابین زوال الشمس الی وقت العصر، ثمّ
يَظهر رجل يعرف بوجهه وحسبه ونسبه امام الشمس۔

"وسط ظہر کے بعد سورج وقت عصر کی طرف ڈھل رہا تھا اس وقت آفتاب

کے سامنے ایک ایسا شخص ظاہر ہوتا ہے جو چہرے اور حسب ونسب کی وجہ

سے پہچانا جاتا ہے؟"

ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ وہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! امید ہے کہ وہ شخص علی علیہ السلام ہیں اور وہ وہی آسمانی نشانی ہیں۔

اور خداوند قدوس کا اپنے حبیب سے یہ فرمانا کہ لِتُنذِرَ بِهٖ" تاکہ لوگوں کو اس کے ذریعے سے ڈراؤ" (اعراف آیہ ۲) اس سے مراد یہ ہے تاکہ آپ لوگوں کو ان کی پہچان کروائیں اور ان کے مقام ومرتبہ سے آگاہ کریں کہ وہ مخلوق پر خدا کی حجت ہیں۔

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۸۶، جلد ۳، تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۸۰ جلد ۱۰)

(۳۹) کتاب منزل

آیہ شریفہ کِتَابٌ اَنزَلنَاهُ اِلَیکَ مُبَارَکٌ. (سورہ ص آیہ ۲۹)

"(اے رسول) کتاب جو ہم نے تمہارے پاس نازل کی ہے (بڑی) برکت والی ہے"

کی تفسیر میں روایت نقل ہوئی کہ حضرت نے فرمایا:

المُبَارَکُ اَمِیرُ المُؤمِنِین یفسّر القرآن الّذی هو الکتاب المنزل، مبارك علی امّة محمدؐ۔

"مبارک" امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں جو قرآن یعنی اس کتاب کی تفسیر کرتے ہیں جو نازل کی گئی ہے، اور امت محمدؐ کے لیے مبارک اور برکت ہے"

جہاں پر قرآن فرماتا ہے کہ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الاَلبَابِ (سورہ ص آیہ ۲۹) "تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں" وہاں پر صاحبان عقل سے مراد وہ شیعہ حضرات ہیں جو ان کی ولایت کو قبول کرتے اور انہیں دوست رکھتے ہیں۔

(اسی روایت کو مثل روایت تفسیر قمی جلد، صفحہ ۲۲۳ اور تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۲۷ جلد ۱ میں نقل کی گئی ہے)

(۴۰) عروۃ الوثقیٰ

یہ آیہ شریفہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ (سورہ بقرہ آیہ ۲۵۶) "اس نے وہ مضبوط رسی پکڑی" کی تفسیر میں روایت نقل ہوئی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:

"عروۃ الوثقیٰ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد میں سے وہ ہستیاں ہیں جو امام ہیں" (تفسیر برہان جلد ا صفحہ ۲۴۳، جلد ۶ و ۹)

(۴۱) فضل

ارشاد قدرت ہے:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ اِلَّا قَلِيْلاً

"اگر تم پر خدا کا فضل و کرم اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند آدمیوں کے سوا تم سب شیطان کی پیروی کرنے لگتے"۔ (نساء آیہ ۸۳)

اس آیہ کریمہ کی تفسیر حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رحمت سے مراد رسول خداؐ اور فضل سے مقصود امیر المومنین علیہ السلام ہیں"

(تفسیر برہان، جلد ا، صفحہ ۳۹۸ جلد ۲ و ۳)

(۴۲) دونوں ہاتھ کشادہ

آیہ شریفہ بل یداہ مبسوطتان (سورہ مائدہ آیہ ۶۴) "بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں" کی تفسیر میں حضرت امام سجاد زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یعنی محمد وعلی علیهما السلام مبسوطتان فی حقه یدعوان الی اللّٰه تعالی ویامران بالمعروف وینهیان عن المنکر۔

"یعنی بے شک حضرت محمد اور علی علیہما السلام کے ہاتھ فریضہ الٰہی انجام دینے کے لیے کھلے ہیں اور خداوند قدوس کی طرف دعوت دیتے ہیں نیز ا

مر بالمعروف ونہی از منکر کرتے ہیں"

(۴۳) مقام صدوق

اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتا:

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ۔ (یونس آیہ۲)

"اور ایمان داروں کو اس کی خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے ان کے پروردگار کی بارگاہ میں بلند مرتبہ ہے"

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس سے مراد امیر المومنین حضرت علیؑ کی ولایت ہے"

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۲۲، جلد ۰ ۵، تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

(۴۴) احسان

اس آیہ شریفہ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ (سورہ نحل آیہ ۹۰) "بے شک اللہ تعالیٰ انصاف اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے اور قرابت داروں کو کچھ دینے کا حکم کرتا ہے" کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عدل سے مراد خدا کی فضیلت اور محمدؐ کی رسالت کی خلوص کے ساتھ گواہی دینا ہے اور احسان سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت اور ان دونوں ہستیوں کی اطاعت ہے، جبکہ قرابت داروں کو کچھ دینے سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور ان کی اولاد میں سے دیگر تمام آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ (سورہ نحل آیہ ۹۰) "وہ فحشاء، منکر اور ستم کرنے سے روکتا ہے" اس آیہ میں ستم سے مراد ان دونوں کی ہستیوں پر ظلم کرنا، انہیں قتل کرنا ہے اور ان کے حق کو ادا کرنے سے منع کرنا ہے۔ ان کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی

کرنا منکر قبیح کا اکمل ترین مصداق ہے۔ (تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۲۶۱، جلد ۲)

(۴۵) تصدیق کنندہ

خداوند قدوس کا فرمان ہے:

وَالَّذِی جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ۔ (سورہ زمر آیہ ۳۳)

"اور یاد رکھو کہ جو شخص (رسول) سچی بات لے کر آیا وہ اور جس نے اس کی تصدیق کی"

چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا کی طرف سے جو سچائی کے ساتھ آیا وہ رسول خدا تھے اور جس نے اس امر میں ان کی تصدیق کی حضرت علی علیہ السلام ہیں"

(تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۵۱۸، جلد ۱۸، کشف الیقین صفحہ ۱۴۰)

(۴۶) ایثار گر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے فرمایا:

"میرے والد بزرگوار کے پاس تشریف لے جائیں اور ان سے زندگی گزارنے کے لیے کچھ مانگیں"

امیر المومنین علی علیہ السلام پیغمبر خداؐ کی خدمت میں شرف یاب ہوئے، پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو ایک دینار دیتے ہوئے فرمایا:

"اس دینار سے اپنے اہل و عیال کے لیے کوئی غذا مہیا کریں"

امیر المومنین علیؑ وہاں سے روانہ ہوئے تاکہ کچھ خریدیں راستے میں حضرت مقدادؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کے سامنے اپنی بے کسی و محتاجی کا رونا رویا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے وہ دینار انہیں عطا کیا اور خود مسجد کی طرف چل

پڑے، مسجد میں لیٹتے ہی انہیں نیند آ گئی رسول خداؐ نے احساس کیا کہ علیؑ نے تاخیر کر دی ہے، لہٰذا وہ ان کی تلاش میں مسجد میں پہنچے، کیا دیکھتے ہیں کہ آپ محو خواب ہیں۔

جب علی علیہ السلام پر نظر پڑی تو فرمایا: "آپ نے کیا کیا ہے"

آپ نے عرض کیا: "یا رسول اللہؐ! جب میں آپ کے ہاں سے رخصت ہوا کہ کچھ خریداری کروں، راستے میں میری ملاقات مقداد سے ہوئی تو انہوں نے میرے سامنے اپنی بدحالی کا ذکر کیا، لہٰذا وہ دینار میں نے انہیں دے دیا ہے"

رسول خداؐ نے فرمایا: "بے شک حضرت جبرئیل نے ساری سرگذشت مجھے سنائی ہے سچ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ آپ کی شان میں نازل فرمائی ہے:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (سورہ حشر آیہ ۹)

"اور اگرچہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص آپنے آپ کو حرص سے بچائے گا تو ایسے لوگ ہی اپنی دلی مراد پائیں گے" (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۷۹، جلد ۵)

(۴۷) نجویٰ (سرگوشی) کرنے والا

خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ (سورہ مجادلہ آیہ ۱۲)

"اے ایماندارو! جب پیغمبر سے کوئی بات کان میں کہنی چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو، یہی تمہارے واسطے بہتر اور پاکیزہ بات ہے"

آسمان ولایت کے چھٹے تاجدار حضرت امام جعفر صادقؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"یہ آیہ کریمہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ حکم ہوا تھا کہ جو کوئی بھی پیغمبر کے ساتھ سرگوشی کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ راہ خدا میں صدقہ دے"

اسی وجہ سے ثروت مند حضرات اپنے اموال میں بخل اور فقراء فقر وناداری کی وجہ سے رسول خداؐ کے ساتھ سرگوشی کرنے کی ہمت نہ کرسکیں۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس دس درہم اور دو گوسفند تھے، آپ نے دس درہموں سے دس مرتبہ رسول خداؐ کے ساتھ سرگوشی فرمائی اور دونوں گوسفند ذبح کر کے راہ خدا میں بطور صدقہ تقسیم کردیے، آنحضرت کے علاوہ کوئی بھی اس کام پر موفق نہ ہو سکا۔ پس آپ کی شان میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی:

أَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ۔ (سورہ مجادلہ آیہ ۱۳)

"(مسلمانو) کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ (رسول کے) کان میں بات کہنے سے پہلے خیرات کرلو"

پس اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ کو نسخ فرمادیا، نجویٰ کرنے پر فقط حضرت علی علیہ السلام ہی کامیاب ہوسکے تھے۔ (العمدہ صفحہ ۱۸۷، کشف الیقین صفحہ ۲۰۰، تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۰۹، جلد ۷)

(۴۸) منتظر

• قرآن کریم میں خداوند قدوس کا ارشاد پاک ہے:

فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ۔ (سورہ احزاب آیہ ۲۳)

"ان میں سے بعض وہ ہیں جو مرکر اپنا وقت پورا کر گئے اور ان میں سے بعض (حکم خدا کے) منتظر بیٹھے ہیں"

سلسلہ امامت کے پانچویں درخشاں ستارے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یہ آیہ کریمہ حضرت حمزہؓ، حضرت علیؑ اور حضرت جعفر طیارؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے، آیت میں جو آیا ہے کہ بعض نے اپنا وعدہ وفا کیا، اس سے مراد حضرت حمزہؓ اور جعفر طیارؓ ہیں اور بعض منتظر ہیں سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں کہ جو شہادت کے منتظر تھے، اللہ تعالیٰ ان اور ان کے خاندان پر سلام بھیجے اور آنحضرت کے قاتل پر کئی گنا عذاب کرے"

(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۳۰۲، جلد ۴)

(۴۹) سبیل مقیم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ۔ (سورہ حجر آیہ ۷۶)

"بے شک بستیوں کے نشان قائم راستے پر موجود ہیں"

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

نحن المتوسمون وامیر المؤمنین السبیل المقیم۔

"ہم نشانیاں ہیں اور امیر المومنینؑ راہ مستقیم واستوار ہیں"

(تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۵۰، جلد ۷، ۸)

(۵۰) رحمت

خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ۔ (سورہ انسـ

"جس کو ... میں داخل کرے"

اس آیہ کریمہ کی ...یر میں حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں:

ولایۃ امیر المؤمنین علیہ السلام ھو رحمۃ اللّٰہ علےٰ عبادہ، من دخل فیھا کان من النّاجین المقربین و من تخلف عنھا کان من الھالکین

"حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت وہی رحمت خدا ہے جو بندوں پر ہے جو کوئی بھی آنحضرت کی ولایت کو قبول کرے گا وہی نجات پانے والوں اور مقربین میں سے ہوگا اور جو کوئی بھی ان کی ولایت کا منکر ہوگا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا" (تفسیر فرات صفحہ ۵۲۹، جلد ۴)

(۵۱) عدل

خدائے عادل کا فرمان ہے:

فَجَزَاءُ مِثْلُ مَاقَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِنكُم۔

"تو نے جس جانور کو مارا ہے چوپاؤں میں سے اس کا مثل تم سے جو دو منصف آدمی تجویز کردیں اس کا بدلہ دینا ہوگا" (سورہ مائدہ آیہ ۹۵)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس آیت میں خدا کا مقصود رسول خداؐ اور حضرت علیؑ ہیں بے شک رسول خداؐ کے بعد ان کے قائم مقام علیؑ ہیں اور یہ وہ ہستیاں ہیں جو ان کی مثل حکم کرتی ہیں" (تفسیر برہان جلد ا صفحہ ۵۰۳، جلد ۹)

(۵۲) علم

آیہ شریفہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ (زخرف آیہ ۶۱) "اور تو یقیناً قیامت کی ایک روشن دلیل ہے" کے ذیل میں سلسلہ سند کے ساتھ ایک روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے علم سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں"

رسول خداؐ نے علیؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

يا علیؑ! انت علم هذا الامة من اتبعك نجاء ومن تخلف عنك هلك۔

"اے علیؑ! آپ اس امت کے لیے علم و آگاہی کا سبب ہیں، جو کوئی بھی آپ کی پیروی کرے گا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے آپ سے انحراف کیا وہ ہلاک ہو جائے گا" (تاویل الایات جلد۲ صفحہ ۵۷۰، جلد ۲۵)

(۵۳) بلاغ

آیہ شریفہ هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ......... (سورہ ابراہیم آیہ ۵۲) "یہ لوگوں کے لیے ایک قسم کی اطلاع ہے تا کہ لوگ اس کے ذریعے سے (عذاب خدا) سے ڈرائے جائیں" کے ذیل میں نقل ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا:

"بلاغ" سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے تا کہ لوگ اگر اس کے ذریعے سے ڈرائے جائیں" اور" جو لوگ عقل والے ہیں نصیحت حاصل کریں" سے مراد آنحضرت کے شیعہ ہیں، جو صاحب عقل و خرد ہیں"

(۵۴) طور سینین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ، وَطُورِ سِينِينَ ۔ (سورہ تین آیہ ۱،۲)

"انجیر اور زیتون کی قسم اور سینین کی قسم"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"انجیر سے مراد امام حسنؑ ، زیتون سے مقصود امام حسینؑ اور طور سینین سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں" (تاویل الایات جلد۲ صفحہ ۸۱۳، جلد۲)

(۵۵) کلمہ تامہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"بے شک امام شکم مادر میں سنتے ہیں اور جب وہ متولد ہوتے ہیں تو ان کے بازو پر لکھا ہوتا ہے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا (انعام آیہ ۱۱۵)
"اور سچائی اور انصاف میں تو تمہارے پروردگار کی بات پوری ہوگی"
جس وقت وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو اس وقت زمین سے آسمان تک ایک نورانی ستون نصب کیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے بندوں کے اعمال دیکھیں، بے شک حضرت علی علیہ السلام انہیں کلمات تامہ میں سے ایک کلمہ تھے"

(۵۶) حق الیقین

حضرت امام صادق علیہ السلام آیہ شریفہ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ "اور اس میں شک نہیں ہے کہ یقیناً برحق ہے" (سورہ الحاقہ آیہ ۵۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حق الیقین سے مراد
ولاية علی بن ابی طالبؑ فمن كذّب بها كانت عليها حسرة، كان قد كذّب بالحق اليقين من وجوب ولايته۔
"علی بن ابی طالبؑ کی ولایت ہے، جو کوئی بھی اسے جھٹلائے گا وہ پشیمانی و ندامت میں مبتلا ہوگا، اس نے درحقیقت حق الیقین کی تکذیب کی ہے کہ آنحضرت کی ولایت واجب و لازم ہے" (تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۸۰ جلد ۱۳۱)

(۵۷) لسان

خالق کائنات کا ارشاد پاک ہے:
أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ۔ (سورہ بلد آیہ ۸،۹)
"کیا ہم نے اسے دونوں آنکھیں اور زبان اور دونوں لب نہیں دیئے"
اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:
"دو آنکھوں سے مراد رسول خداؐ زبان سے مقصود امیر المومنین علیؑ اور دو ہونٹوں سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں" (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۷۹۸ جلد ۲)

(۵۸) قول مختلف

سورہ ذاریات میں ارشاد قدرت ہے:

اِنَّكُم لَفِی قَولٍ مُختَلِفٍ ۔(آیہ ۸)

"(اے اہل مکہ) تم لوگ ایک ایسی مختلف بات میں پڑے ہو"

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس سے مراد یہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں مطلع کیا تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا"

(ایسی ہی ایک روایت تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۲۳۱ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے نقل ہوئی ہے)

سورہ ملک کی آیت نمبر ۱۳ وَاَسِرُّوا قَولَكُم اَوِ اجهَرُوا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ "اور تم لوگ اپنی بات چھپا کر کہو یا کھلم کھلا وہ تو دل کے بھیدوں تک سے واقف ہے" کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یعنی خداوند متعال تمہارے باطن سے آگاہ ہے کہ تم نے آنحضرت کے بارے میں کینہ اور دشمنی دلوں میں چھپا کر رکھی ہوئی ہے"

آیہ شریفہ وَلَقَد وَصَّلنَا لَهُمُ القَولَ "ہم نے ان کے لیے یکے بعد دیگر قرآن کی آیات بھیجیں (قصص آیہ ۵۱) کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ایک کے بعد ایک امام بھیجا"

(۵۹) انسان

خداوند قدوس کا ارشاد ہے:

الرَّحمٰنُ عَلَّمَ القُرآنَ خَلَقَ الاِنسَانَ ۔(سورہ رحمٰن آیہ ۱ تا ۳)

"بڑا مہربان (خدا) اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا"

ثامن الائمہ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آیت میں انسان سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے لوگوں کی احتیاجات انہیں سکھائی ہیں"

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۳۰ جلد ۲ کے ضمن میں)

(۶۰) حیات و زندگی

پروردگار عالم کا فرمان ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اسْتَجِیبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیكُمْ

"اے ایمان دارو! جب تم کو (ہمارا) رسول (محمدؐ) ایسے کام کے لیے پکارے جو تمہاری حیات و زندگی کا باعث ہو تو خدا کے رسول کا حکم دل سے قبول کرو" (سورہ انفال آیہ ۲۴)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ آیت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بے شک آنحضرت کی ولایت حیات ابدی اور سعادت دائمی کا موجب ہے" (الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۴۸ جلد ۳۴۹)

(۶۱) تجارت

خداوند متعال کا فرمان ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِیكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِیمٍ۔

"ایمان دارو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی طرف راہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات بخشے"۔ (سورہ صف آیہ ۱۰)

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

انا التجارة العظمی امربحة المنجیة من عذاب الله الاھم

التی دلّ اللہ تعالیٰ فی کتاب۔

"میں وہ عظیم منافع بخش تجارت ہوں، جس کے ذریعے خدا کے دردناک عذاب سے نجات پاؤ گے، وہ ایسی تجارت ہے جس کی طرف خداوند متعال نے اپنی کتاب میں راہنمائی فرمائی ہے" (تفسیر برہان جلد۴ صفحہ ۳۳۰، جلد۱)

ابن عباس کہتے ہیں کہ آیہ شریفہ وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ "اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کا حکم ماننے اور خدا سے ڈرنے اور اس کی نافرمانی سے بچتا رہے گا" (سورہ نور آیہ ۵۲) حضرت علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر برہان جلد۳ صفحہ ۴۵، جلد۴)

(۶۲) وصیت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

"جس رات مجھے آسمان کی سیر کروائی گئی تو خدا تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مجھے فرمایا":

يا محمد! عليّ وصيّك، يا محمد! أنا الله لا اله إلّا أنا عالم الغيب وَالشهادة، الرحمان الرّحيم، يامحمد! عليّ وصيك وَهُو اول من اخذ ميثاقه من الوصيين، وآخر من اقبض روحه من الاوصياء، وهو الدابة الّتي تكلمهم، وليس لك ان تكتمه شيئاً من علمي، ماخلقت من حلال او حرام الّا وعلي عليم به۔

"اے محمدؐ! علی تمہارا وصی اور جانشین ہے، اے محمدؐ! میں وہ خدا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، غیب وظاہر کا عالم اور بخشنے والا اور مہربان میں ہوں"

"اے محمدؐ! علی تمہارا جانشین ہے، اوصیاء میں وہ سب سے پہلا ہے جس

سے میں نے میثاق و وعدہ لیا ہے اور وہی سب سے آخری ہوگا جس کی میں روح قبض کروں گا۔ وہ وہی جنبش کرنے والا ہے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا، تمہارے لیے سزاوار نہیں ہے کہ میرے عطا شدہ علم میں سے کوئی چیز اس سے پوشیدہ رکھو، میں نے کوئی ایسی حلال یا حرام چیز پیدا نہیں کی ہے جس سے علیؑ آگاہ نہ ہو"

(ایسی ہی روایت بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۷۷، جلد ۸۲ اور جلد ۵۳ صفحہ ۶۷ میں نقل ہوئی ہے)

(۶۴) سلم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً۔ (سورہ بقرہ آیہ ۲۰۸)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"سلم" سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور دیگر آئمہ علیہم السلام کی ولایت ہے جو آنحضرت کی اولاد میں سے ہیں"

اس کے بعد فرمایا:

اقبلوھا کافۃ ولاتنکروھا۔

"تمام کے تمام ان کی ولایت قبول کرو اور اس سے انکار مت کرو"

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۲۰۸، جلد ۲، ۳۰۲، ۱۲۰۶)

آیہ شریفہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ" اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ پرہیز گار ہیں اور جو لوگ نیکوکار ہیں خدا ان کا ساتھی ہے (سورہ النحل آیہ ۱۲۸) کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بعد والے آئمہ ہیں اور آیہ شریفہ سَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ" اور (نعمت ایمان) کے شکر کرنے والوں کو بہت جلد

جزائے خیر دیں گے (سورہ آل عمران آیہ ۱۴۵) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں کہ خداوند متعال نے ان کی عبادت کی وجہ سے ان کا شکریہ ادا کیا" (تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۱۹ جلد ۵)

(۶۴) یمین

کثیر کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ وَاَمَّا ان کَانَ مِن اَصْحَابِ الْيَمِينِ "اور وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے (سورہ واقعہ آیہ ۹۰) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یمین" سے مراد امیر المومنین علیؑ اور اصحاب یمین سے مقصود آنحضرت کے شیعہ ہیں" (تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۱۸۵، جلد ۴)

(۶۵) آسمان

ابو بصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام آیہ کریمہ مَاخَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالاَرْضَ وَمَا بَينَهُماَ بَاطِلًا ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِينَ کَفَرُوا "اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں انہیں بے کار نہیں پیدا کیا۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہو بیٹھے (سورہ ص آیہ ۲۷) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"آسمان سے مراد حضرت علیؑ اور زمین سے مراد فاطمہ علیہا السلام اور "ان دو کے درمیان" سے مراد وہ آئمہ علیہم السلام ہیں جو آپ کی اولاد میں سے ہیں"

(۶۶) ایمان

ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے آیہ مبارکہ وَمَن يَکفُر بِالاِيمَانِ فَقَد حَبِطَ عَمَلُهٗ "اور جس شخص نے ایمان سے انکار کیا تو اس کا سب کیا (دھرا) اکارت ہو گیا"

(سورہ مائدہ آیہ ۵) کے بارے میں اپنے مولا و آقا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"آیہ مجیدہ میں "ایمان" سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں اور آیہ کریمہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِىْ قُلُوْبِكُمْ "لیکن خدا نے تمہیں ایمان کی محبت دے دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں عمدہ کر دکھایا ہے" (سورہ حجرات) کے بارے میں فرمایا:

آیت میں" ایمان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور آیہ کریمہ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ "اور کفر اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے" (حجرات آیہ ۷) سے مراد آنحضرت کے دشمنوں اور ان لوگوں کی ولایت و دوستی ہے جنہوں نے آپ کا حق چھین لیا۔ (تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۲۰۶، جلد ۲، ۶۰۲)

(۶۷) کلمۃ التقوی

مالک کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیہ شریفہ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا "ان کو کلمہ تقوی (پرہیز گاری کی بات) پر قائم رکھا اور یہ لوگ اسی کے سزاوار اور اہل بھی تھے" (سورہ فتح آیہ ۲۶) میں کلمہ تقویٰ کا کیا معنی ہے؟ آپ نے فرمایا:

"آیت مجیدہ میں کلمہ تقویٰ سے مراد ولایت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہے" (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۵۹۵ جلد ۸، بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۱۸۰ جلد ۱۳)

(۶۸) امانت

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سورہ نساء کی آیت نمبر ۵۸ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا "بے شک خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں امانت رکھنے والوں کے حوالے کر دو" کے بارے میں پوچھا تو

آپ نے فرمایا:

هی واللّٰه ولایة امیر المؤمنین علیه السلام وما اخذ علیهم من العهد بالبیعة له والائمة من ولده علیهم السلام۔

"خدا کی قسم! وہ امانت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے، یہ وہی تو ہیں جن کے بارے میں لوگوں سے عہدو پیمان لیا گیا کہ ان کی اور ان کی اولاد میں سے اماموں کی بیعت کریں" (بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۷۶ جلد ۸)

(۶۹) سائق

جابر کہتے ہیں میں نے سورۃ ق کی آیت نمبر ۲۱

وجاءت کل نفس معها سائق و شهید

ہر شخص ہمارے سامنے اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک ہنکانے والا اور اس کے ساتھ ایک گواہ کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آیہ مبارکہ میں سائق سے مراد امیر المومنین حضرت علیؑ اور شہید سے مقصود حضرت محمد مصطفیؐ ہیں۔

(۷۰) ساعت

ابو ساعت کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

انّ اللیل والنهار اثنا عشر ساعة، وانّ علی بن ابی طالب اشرف ساعة من تلک الساعة۔

"بے شک شب و روز بارہ ساعت ہیں اور علی بن ابی طالبؑ ان ساعتوں میں سے بہترین ساعت ہیں"

اور اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ (سورہ فرقان آیہ ۱۱)

"بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا اور ہم نے قیامت کو جھٹلانے والے کے لیے شعلے نکالتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے"(تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۵۷ جلد ۳)

(۷۱) قسط

جناب جابر کہتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ قَائِمًا بِالْقِسْطِ" درحالانکہ عدالت کو قائم کرنے والا ہے (سورہ آل عمران آیہ ۱۸) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"القسط" العدل ، اقامة الله تعالی لامیر المؤمنین علیه السلام عدلًا بین النّاس وقسطا یقیم الحق بینهم وبین الله تعالی ان اطاعوه هداهم۔

"قسط یعنی عدل کہ جسے اللہ تعالی نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے توسط سے برپا کیا تا کہ آنحضرتؑ لوگوں کے درمیان عدل و انصاف فرمائیں، تا کہ لوگوں کے درمیان حق قائم کریں، اگر لوگ آنحضرت کی اطاعت و پیروی کریں گے تو ہدایت یافتہ ہو جائیں گے"

(تفسیر عیاشی جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ جلد ۱۸، بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۴، جلد ۵۱)

(۷۲) صراط سوی (راہ معتدل)

حفص بن کناسی کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ فَسَتَعلَمُونَ مَن اَصحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَ مَنِ اهتَدیٰ "پس عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصحاب میں سے سیدھی راہ والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ہیں؟" (سورہ طہٰ آیہ ۱۳۵) کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر میں فرمایا:

"آیہ مبارکہ میں" صراط سوی" سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور وہ لوگ ہیں جو آپ کی ولایت کے وسیلہ اور پیروی کرنے کے

ذریعہ سے ہدایت یافتہ ہوئے" (تاویل الآیات صفحہ ۳۲۳، جلد ۲۴، ۱۵)

(۷۳) آب گوارہ (خوش ذائقہ پانی)

جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ میں نے سورہ ملک آیہ شریفہ ۳۰ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ " (اے رسول) کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو اگر تمہارا پانی زمین کے اندر چلا جائے تو کون ایسا ہے جو تمہارے لیے پانی کا سرچشمہ بہا لائے" کی تفسیر کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

أرأيتم إن أذهب الله تعالى عنكم امامكم فمن يأتيكم بامام من بعده يبين لكم ما اختلفتم فيه؟۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بھی کسی امام کو اٹھا لیتا ہے تو وہ کون ہے جو آپ کے لیے رہبر، امام اور پیشوا لاتا ہے، تاکہ آپ کے درمیان میں اٹھنے والے اختلافی مسائل کو بیان کرے؟" (تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۷۰۸، حدیث ۱۰)

(۷۴) احسن

ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے آیہ مجیدہ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ" اور جو اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کریں (سورہ زمر آیہ ۵۵) کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

هى ولاية امير المومنين عليه السلام وما علم الله تعالى فيه من مصالح الامة۔

"اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور اس چیز کا اتباع ہے جس میں اللہ تعالیٰ مصلحت رکھتا ہے" (تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

(۷۵) مشہود

عبد الرحمٰن بن کثیر کہتے ہیں: میں نے سورہ بروج کی آیت نمبر ۳ شَاهِدٍ وَ

مَشهُود "قسم ہے گواہ کی اور اس کی جس کی گواہی دی جائے، کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

"آیہ مجیدہ میں شاہد سے مراد حضرت علیؑ اور مشہود سے مراد رسول خداؐ ہیں"

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۲۵ جلد ۶۹، معانی الاخبار صفحہ ۲۸۵، جلد ۷)

(۷۶) امت

حمزہ کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام آیہ شریفہ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ "اور ہماری مخلوقات میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دین حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق ہی (حق) انصاف کرتے ہیں (اعراف آیہ ۱۸۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"آیہ مبارکہ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں کہ خداوند متعال نے انہیں امت کے نام سے یاد کیا ہے، جیسا کہ آیہ شریفہ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ "بے شک حضرت ابراہیم ایک مستقل امت اور اللہ کے اطاعت گزار تھے" (سورہ نحل آیہ ۱۲۰) میں حضرت ابراہیم کو امت کا نام دیا ہے"

(ایسی ہی روایت تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۲، جلد ۱۲۰ اور تفسیر برہان، جلد ۲ صفحہ ۵۳، جلد ۲ میں نقل ہوئی ہے)

(۷۷) عرف

ابو خطاب کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ مبارکہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ "آپ عفو کا راستہ اختیار کریں اور نیکی کا حکم دیں" (سورہ اعراف آیہ ۱۹۹) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عرف یعنی نیکیوں سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے"

اور آیت شریفہ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ "اور جاہلوں سے منہ موڑ لو" کے

بارے میں فرماتے ہیں:

الَّذِینَ تَرَکُوا وِلَایَتَہٗ وَلَم یَقبَلُوھَا مَعَ علمھم انھا حق من اللّٰہ تعالٰی۔

"نادان و جاہل وہ لوگ ہیں، جنھوں نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو ترک کر دیا، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت کی ولایت حق ہے اور خدا کی طرف سے ہے اس کے باوجود انہوں نے ولایت کو قبول نہیں کیا"

(ایسی ہی روایت تفسیر عیاشی جلد ۲ صفحہ ۴۳ میں عبدالاعلی نے حضرت امام جعفرؑ سے نقل کی ہے اور ایسی ہی روایت تفسیر برہان جلد ۲ صفحہ ۵۵، جلد ۱۲ میں نقل ہوئی ہے)

(۷۸) استقامت

جابر کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے اِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہُ وَاستَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیھِمُ المَلَائِکَۃُ اَن لَاتَخَافُوا وَلَاتَحزَنُوا "بے شک جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسی پر جمے رہے، ان پر ملائکہ پیغام لے کر نازل ہوتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور رنجیدہ بھی نہ ہو" (سورہ فصلت آیہ ۳۰) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"یہ آیہ مبارکہ حضرت علی علیہ السلام ان کی اولاد میں آئمہ علیہم السلام اور آپ کے شیعوں کی شان میں نازل ہوئی ہے" (تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۱۱۰، جلد ۸)

(۷۹) استخلاف

عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ کریمہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُو مِنکُم وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَستَخلِفَنَّکُم فِی الاَرضِ کَمَا استَخلَفَ الَّذِینَ مِن قَبلِھِم (سورہ نور آیہ ۵۵) "اللہ تعالیٰ نے تم میں سے صاحبان ایمان اور عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے" کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا: وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (نور آیہ ۵۵) "اور ان کے لیے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لیے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن میں تبدیل کردے گا" اس سے مقصود حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کا زمانہ ہے" (تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۳۶۸، جلد ۲۱)

(۸۰) قلم

محمد بن فضیل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے آیہ مبارکہ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ "ن قلم اور اس چیز کی قسم جو یہ لکھ رہے ہیں" (سورہ قلم آیہ ۱) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"ن سے مراد رسول خداؐ اور قلم سے مراد مقصود حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں" (تاویل الآیات، جلد ۲ صفحہ ۷۰۲، جلد ۱)

(۸۱) فرع، شجرہ

عمر بن یزید کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ شریفہ کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ "بے شک وہ پاکیزہ درخت ہے جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان تک پہنچی ہوتی ہے" (سورہ ابراہیم آیہ ۲۴) کی تفسیر کے متعلق پوچھا تو آنحضرت نے فرمایا:

الشجرة رسول اللّٰه وامير المؤمنين عليه السلام والائمة من ولده عليهم السلام فرعها واغصانها ، وعلمهم ثمرها ، وشيعتهم ورقها ، وان المومن ليموت فيسقط ورقة من تلك الشجرة، وانه ليولد فتورق ورقة فيها۔

''شجرہ (درخت) سے مراد رسول خداؐ ہیں، حضرت امیرالمومنین اوران کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام اس کا تنا اور شاخیں ہیں، اس کا پھل ان کا علم (بحر بیکراں) ہے اور اس کے پتے آنحضرت کے شیعہ ہیں۔ بے شک جب کوئی مومن رحلت کرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتا گرتا ہے اور جب کوئی مومن بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس درخت سے ایک پتا نکل آتا ہے۔اور فرمایا کہ آیہ شریفہ تُؤتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ''یہ شجرہ ہر زمانے میں حکم پروردگار سے پھل دیتا رہتا ہے'' (ابراہیم آیہ ۲۵) سے مراد یہ ہے:

مایخرج الی النّاس من علم الامام فی کلّ حین یسئل عنہ۔

''(حلال وحرام کے بارے میں) ایسے مطالب ہیں جو امام علیہ السلام کی طرف سے شیعوں تک اس وقت پہنچتے ہیں، جب وہ کوئی مسئلہ پوچھتے ہیں''

(یہ روایت بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۱۴۰، جلد ۶ اور صفحہ ۱۴۱، جلد ۷ میں عمر بن یزید نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے، البتہ الفاظ میں تھوڑا بہت فرق ہے)

(۸۲) طریقہ

ابوحمزہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ مجیدہ وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا ''اور اگر یہ لوگ سب ہدایت کے راستے پر ہوتے تو ہم انہیں وافر پانی سے سیراب کرتے (جن آیہ ۱۶) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

الطریقة حبّ علیّ بن ابی طالب علیہ السلام والاوصیاء من بعدہ۔

''آیت میں طریقہ سے مراد علی بن ابی طالبؑ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں سے محبت کرنا ہے'' (بحار الانوار جلد ۲۴ صفحہ ۱۱۰، جلد ۲۱)

(۸۳) حق

ابوبصیر کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ "کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار حق کو برابر دل میں ڈالتا رہتا ہے اور وہ برابر غیب کا جاننے والا ہے" (سبا آیہ ۴۸) کی تفسیر میں فرمایا:

الحق امیر المؤمنین علیه السلام و الائمة من ولده علیهم السلام۔

"(آیت میں) حق سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام ہیں"

ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آیہ کریمہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" حق آ گیا اور باطل فنا ہو گیا" (اسراء آیہ ۸۱) کی تفسیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

الحق موعد الامام

"حق امام علیہ السلام کی وعدہ گاہ ہے"

وہ کہتے ہیں میں نے پھر عرض کیا کہ آیہ مبارکہ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ " اسی طرح پروردگار حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے" (رعد آیہ ۱۷) کی تفسیر کیا ہے تو آپ نے فرمایا:

اَلْحَقُّ اَمِيرُ الْمُؤمنين علیه السلام ہو الباطل عدوہ۔

"حق سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور باطل سے مقصود ان کے دشمن ہیں"

ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے آیہ مجیدہ قُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن (یعنی بولایة علی بن ابی طالب علیه السلام) وَمَن شَاءَ فَلْيَكْفُرْ (بعد کہا) (کہف آیہ ۲۹) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے، اب جس کا جی چاہے ایمان لے آئے (یعنی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرے) اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے (یعنی حضرت علی بن ابی

طالب علیہ السلام کی ولایت کو قبول نہ کرے)۔

پھر آنحضرت سے آیہ مبارکہ بَلْ جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُوْنَ "جبکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آیا اور ان کی اکثریت حق کو ناپسند کرنے والی ہے" (مومنون آیہ ۷۰) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"ان میں اکثریت آنحضرت کی ولایت کو قبول نہیں کرتی"

(ایسی ہی روایت المناقب جلد ۳ صفحہ ۲۱ میں نقل ہوئی ہے)

(۸۴) هُدٰی (ہدایت کرنے والا)

محمد بن فضیل کہتے ہیں: میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے آیہ شریفہ وَاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰى اٰمَنَّا بِهٖ "اور ہم نے ہدایت کو سنا تو ایمان لے آئے" (جن آیہ ۱۳) کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

الهدى ما وجرعليهم رسول الله من ولاية امير المؤمنينؑ واولاده الائمةؑ من قبلها واتى بها يوم القيامة " فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۔ (جن آیہ ۱۳)

"ہدیٰ سے مراد وہ اشارات ہیں جو رسول خداؐ نے امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کے بارے میں امت تک پہنچائے اور اسے یہ سمجھایا کہ جو کوئی بھی اس (ولایت) کو قبول کرتے ہوئے میدان حشر میں وارد ہوگا، اسے نہ خسارے کا خوف ہوگا اور نہ ظلم و زیادتی کا ڈر ہوگا"

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا کیا یہ تنزیل ہے یا تاویل؟

آپ نے فرمایا بلکہ تاویل ہے۔ (تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۹۷ حدیث ۱)

(۸۵) متقی

عمار یاسر آیہ مبارکہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یہی وہ لوگ

ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے لہٰذا آپ بھی اس ہدایت کے راستے پر چلیں" کی تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں: خداوند متعال نے حکم دیا کہ لوگ آئمہ علیہم السلام کی اقتداء کریں اوران کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل پیرا ہوں، تاکہ ان کے کردار ورفتار کی پیروی کرتے ہوئے نجات حاصل کرسکیں، یہ تمام چیزیں حضرت علی علیہ السلام اوران کی اولاد میں سے اماموں میں واضح طور پر پائی جاتی ہیں۔

(۸۶)مختص رحمت

حماد کہتے ہیں: امام رؤوف حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام اپنے اجداد اطہار سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ شریفہ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ" جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرلیتا ہے"(بقرہ آیہ ۱۰۵) کی تفسیر میں فرمایا:

المختصّون بالرحمة نبي اللّٰه ووصيّهٗ وعترتهما عليه وعليهم السلام، انّ لِلّٰه مائة رحمة ، تسعة وتسعون عنده مذخورة لمحمّدٍ وعليّ وعترتهما عليه وعليهما السلام ، وجزء واحد مبسوط على سائر الموحدين۔

"رسول خداؐ، ان کے جانشین (علیؑ) اوران دونوں کی عترت رحمت خدا کے لیے مختص ہیں، بے شک خدا کی سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ننانوے (۹۹) محمدؐ، علیؑ اوران دونوں کی عترت کے لیے ذخیرہ کی گئی ہیں جبکہ اس کا ایک حصہ تمام موحدین میں تقسیم کیا گیا ہے"(تفسیر برہان جلدا صفحہ ۱۴۰ جلد ۲)

(۸۷)نفس مطمئنہ

عبدالرحمٰن بن حجاج کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیات شریفہ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً . فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ "اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف پلٹ آ اس عالم میں کہ تو اس سے

راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ پھر میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا" (فجر آیہ ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی نفس امیر المؤمنین علیہ السلام راضیۃً بما دارات ولیّھا و مرضیۃ فیما رأت فی عدوّھا۔

"نفس سے مقصود امیر المومنین علی علیہ السلام ہے کہ جو کچھ وہ اپنے دوست کے پاس (نعمات و مقام و مرتبہ) دیکھتا ہے اس سے وہ راضی ہے، اور جو کچھ (ذلت و پستی) اپنے دشمن میں دیکھتا ہے تو اس سے راضی ہے"

• (ایسی ہی روایت تاویل الایات جلد ۲ صفحہ ۷۹۵ جلد ۶ میں عبدالرحمان بن سالم سے نقل ہوئی ہے)

(۷۹) امام

داؤد بن سلمان کہتے ہیں: حضرت امام رضا علیہ السلام نے پیغمبر اکرمؐ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول خداؐ آیہ شریفہ یَومَ نَدعُوا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِھِم "اس دن ہم ہر کسی کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے" (اسراء آیہ ۷۱) کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ آیت کریمہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ روز قیامت ہر قوم کو ان کے امام، ان کے پروردگار کی کتاب اور ان کے پیغمبر کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا" (تاویل الایات جلد ۱ صفحہ ۲۷۷، جلد ۱۹)

اس کے بعد رسول خداؐ فرماتے ہیں:

یا علی ! انت سید الوصیین وامام المتقین وامیر المؤمنین وقائد الغرّ المحجّلین ویعسوب الدین۔

"اے علیؑ! تم اوصیاء کے سردار، متقین کے امام، مومنوں کے امیر، سفید چہرے والوں کے قائد اور دین کے عظیم رئیس ہو"

کہا گیا: اے رسول خداؐ! کیا آپ تمام لوگوں کے رہبر و پیشوا نہیں؟

آپ نے فرمایا:

أنا رسول الله الی الناس اجمعین ولکن سیکون من بعدی آئمۃ علی الالناس من اهل بیتی، یقومونَ فی النّاس بالعدل، وتظلمهم ائمۃ الکفرو اشیاعهم واتباعهم۔ ألاقمن والاهم واتبعهم وصدقهم فهو منی و معی و سیلقانی الا ومن ظلمهم وکذبهم فلیس منّی ولا سعی وانا منه بری۔

"میں خدا کی طرف سے تمام لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں، لیکن میرے بعد میرے خاندان سے لوگوں کے امام ہوں گے، وہ لوگوں کے درمیان عدل وانصاف برپا کریں گے، لیکن آئمہ کفران پر اوران کے پیروکاروں پر ظلم وستم ڈھائیں گے"

"آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی ان سے محبت کرے، ان کی پیروی کرے اور ان کی تصدیق کرے وہ مجھ سے ہے اور میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ملاقات کرے گا"

"آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی ان پر ظلم وستم کرے گا اوران پر ستم ڈھانے والوں کی مدد کرے گا اوران کو جھٹلائے گا، وہ مجھ سے نہیں ہوگا اور میں اس سے بیزار ہوں" (تاویل الآیات جلد ا صفحہ ۱۸۳ جلد ۱۹)

(۹۰) ملقی (دوزخ میں ڈالنے والا)

شریک کہتے ہیں میں سلیمان اعمش کی حالت احتضار (جان کنی) کے وقت اس کے پاس تھا، کہ اچانک ابن ابی لیلیٰ، ابن شرمہ اور ابو حنیفہ داخل ہوئے، ابو حنیفہ نے سلیمان کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا:

اے ابا محمد! خدا سے ڈرو کیونکہ دنیا سے واپس جانے کا تمہارا یہ پہلا دن

ہے، تو نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں ایسی ایسی روایات
نقل کی ہیں، اگر وہ نہ کرتا تو تمہارے لیے بہتر تھا"

سلیمان بن اعمش نے کہا: کیا میرے جیسے شخص کے ساتھ ایسی بات کی جاسکتی ہے؟ میری مدد کرو، تاکہ میں ٹیک لگا کر بیٹھ سکوں۔ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بعد وہ ابوحنیفہ کی طرف منہ کر کے کہتا ہے: اے ابا حنیفا ابو متوکل ناجی نے سعید خدری سے میرے سامنے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامۃ یقول اللّٰہ تعالیٰ لی ولعلی : اذا خلا النار من
عادا وکما وابغضکما وادخلا الجنّۃ من والاکما واحبّکما۔

"جب روز قیامت ہوگا تو خداوند متعال مجھ اور علیؑ سے کہے گا، جس نے
بھی تمہارے ساتھ دشمنی کی اور بغض رکھا، اسے دوزخ میں پھینک دیں،
اور جس نے بھی آپ کو دوست رکھا اور آپ کی پیروی کی، اسے بہشت
میں داخل کریں"

اور آیہ شریفہ اَلْقِیَالِی جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیدٍ" حکم ہوگا کہ تم دونوں ہر ناشکرے سرکش کو جہنم میں ڈال دو (ق آیہ ۲۴) کا معنی بھی یہی ہے۔

عبایہ ربعی سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا:

انا قاسمُ الجنّۃ والنّار اقول :ھذا لی ھذالك۔

"جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا میں ہوں، میں دوزخ سے کہوں گا کہ یہ
میرے لیے ہے اور وہ تیرے لیے"

"یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب ابوذرؓ اور رسول خداؐ پل صراط پر بیٹھے ہوں
گے جو کوئی بھی نبوت پیغمبرؐ اور میری ولایت کا انکار کرے گا اسے دوزخ میں

پھینکا جائے گا، پس فرمان خدا أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ "تم دونوں ہر ناشکرے کافر کو جہنم میں ڈال دو" کا مطلب بھی یہی ہے الکفار

من جحد نبوۃ محمدؐ والعنید من جحد ولایتی وعاندنی "

کفار سے مراد ہر وہ شخص ہے جو نبوت محمدؐ کا منکر ہو اور عنید سے مقصود ہر وہ شخص ہے جو میری ولایت کا انکار کرے اور مجھ سے دشمنی رکھتا ہو"

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۱۵، بشارۃ المصطفیٰ، صفحہ ۴۹، تفسیر برہان، جلد ۴ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

ایک دوسری روایت میں محمد بن عمران کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ شریفہ أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

اذا کان یوم القیامۃ وقف محمدؐ علی الصراط فلا یجوز علیہ الّامن کان معہ براءۃ۔

"روز قیامت حضرت محمدؐ پل صراط پر قیام فرما ہوں گے، کوئی بھی شخص وہاں سے عبور نہیں کر سکے گا، مگر یہ کہ اس کے ہمراہ پروانہ ہو"

میں نے عرض کیا: برات یعنی پروانہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ولایۃ علی بن ابی طالبؑ والائمۃ من ولدہ علیہم السلام۔

"(وہ پروانہ) علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی ولایت ہے"

"اس وقت منادی ندا دے گا: یامحمدؐ! یاعلیؑ! أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ (بنبوتک) وَعَنِيدٍ (لعلی بن ابی طالب وولدہ علیہ وعلیہم السلام۔

"اے محمدؐ! اے علیؑ! جس نے بھی آپ کی نبوت کا انکار کیا اور علی اور اولاد علی علیہم السلام سے دشمنی رکھی، اسے جہنم میں ڈال دیں"

(تاویل الآیات جلد ۲ صفحہ ۶۰۹، جلد ۵)

(۹۱) موعود متقی

محمد بن علی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیہ شریفہ أَفَمَن وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ "کیا وہ بندہ جس سے ہم نے بہترین وعدہ کیا ہے اور وہ اسے پا بھی لے گا (قصص آیہ۶۱) کے بارے میں فرمایا:

الموعود علی بن ابی طالب علیہ السلام وعد اللّٰہ تعالی ان ینتقم اللّٰہ لہ من اعدائہ فی الدنیا، ووعدہ الجنۃ لہ ولعترتہ ولاولیائہ فی الآخرۃ۔

"جنہیں وعدہ دیا گیا، وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں کہ خداوند متعال نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے وسیلہ سے دنیا میں اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا اور آخرت میں انہیں، ان کی عترت اور ان کے دوستوں کو وعدہ بہشت دیا ہے"

(تاویل الآیات جلد۱ صفحہ۴۲۲، جلد ۱۸)

اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی ہے کہ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ "یا پرہیزگاروں کو فاسقوں کی طرح بدکار قرار دیں" (ص آیہ۲۸)

فالمتقون علیؑ والحسن و الحسین والائمۃ علیہم السلام وذریتھم، والفجار الذین تظھروا علیھم بالورا واۃ والعمی۔

"پس پرہیزگار علی، حسن، حسین، آئمہ علیہم السلام اور ان کی ذریت ہے، جبکہ بدکار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اندھی دشمنی کی بنا پر ان پر غلبہ حاصل کر لیا"

(ایسی ہی روایت تفسیر برہان جلد۴ صفحہ۴۹، جلد ۱ میں بھی نقل ہوئی ہے)

(۹۲) منصود

فرج بن ابی شیبہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے اس آیت کی یوں تلاوت فرمائی ہے:

وَاِذَا اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا اٰتَيْتُكُم مِن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ يَعْنِي رَسُولَ اللّٰهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ - يَعْنِي وصيه امير المؤمنين عليه السلام۔

"اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے تمام انبیاء سے وعدہ لیا کہ ہم تم کو جو کتاب وحکمت دے رہے ہیں اس کے بعد جب وہ رسول آجائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے تو تم سب اس پر ایمان لے آنا (یعنی رسول خدا پر ایمان لے آنا) اور ان کی مدد کرنا (یعنی جانشین پیغمبر کی مدد کرنا)"

"آپ نے فرمایا: لم يبعث الله نبياً ولا رسولاً الاّ واخذ عليه الميثاق لمحمدٍ بالنبوّةِ وبعليٍّ بالامامة"

"خداوند کریم نے کوئی بھی ایسا نبی مبعوث نہیں کیا ہے جس سے حضرت محمدؐ کی نبوت اور حضرت علیؑ کی امامت کا وعدہ نہ لیا ہو" (تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۱۱۹، جلد ۲۹)

(۹۳) صاحبان امر

ابومریم انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ شریفہ یَا اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اَطِیعُوا اللّٰهَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنكُمْ "ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو (نساء آیہ ۵۹) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے"

(تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ جلد ۲۷ میں عبداللہ بن سنان سے بھی نقل ہوئی ہے)

(۹۴) زیتونہ اور شجرہ مبارکہ

محمد بن علی حلبی کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آیہ شریفہ یُوقَدُ مِن

شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ "(ایک جگمگاتے تارے کی مانند ہے) جو زیتون کے بابرکت درخت سے روشن کیا جائے" (نور آیہ ۳۵) کی تفسیر کے متعلق فرمایا:

"زیتون سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں"

میں نے عرض کیا کہ آیہ شریفہ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ "اس کا روغن نور عطا کرتا ہے" (نور آیہ ۳۵) کی تفسیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

یکاد نور علمه ینتشر فی الارض۔ (تفسیر برہان جلد ۳ صفحہ ۱۳۳، جلد ۴)

"اس کا نور علم کرہ ارض پر پھیل جائے گا"

(۹۵) بیت (گھر)

سلمان بن جعفر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے آیہ مبارکہ رَبِّ اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً "اے پالنے والے! مجھے میرے والدین اور جو بھی اس گھر میں با ایمان داخل ہو اس کو بخش دے (نوح آیہ ۲۸) کے بارے میں سوال کیا ہے کہ "بیت" سے کیا مراد ہے؟

آنحضرت نے فرمایا:

انما عنی الله تعالٰی بالبیت ولایة علی بن ابی طالب علیه السلام من دخل فیها دخل بیوت الانبیاء۔

"گھر سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے، جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ پیغمبروں کے گھر میں داخل ہوا ہے"

(تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۳۹۰ جلد ا، میں ایسی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ سے نقل ہوئی ہے)

(۹۶) قربیٰ (نزدیکی)

ابوالحسن قمی کہتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

جس وقت آیہ شریفہ قُلْ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى "اے

(اے رسول) کہہ دو کہ تم میں سے کوئی سوال نہیں کرتا مگر اپنے قریبیوں سے محبت کا"۔ (شوریٰ آیہ ۲۳) نازل ہوئی تو رسول خدا کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

ایّھا النّاس انّ اللہ تعالیٰ فرض علیکم فرضاً فھل انتم مؤدوہ؟

"اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر ایک کام لازم کر دیا ہے کیا اسے ادا کرو گے؟"

کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آنحضرت اگلے روز لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور گذشتہ گفتگو کا تکرار فرمایا پھر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسرے دن بھی پیغمبر اکرمؐ نے اپنی بات دہرائی مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا:

"اے لوگو! جو کچھ میں نے تمہیں کہا ہے خداوند متعال نے اس کی ادائیگی تمہارے اوپر واجب قرار دی ہے۔ یہ سونا، چاندی یا کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے"

انہوں نے کہا: اے رسول خداؐ! واجب کیا چیز ہے؟

آپ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر آیہ شریفہ قُل لَّآ اَسئَلُكُمْ عَلَيهِ اَجرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُربٰى نازل فرمائی ہے "میں تم سے رسالت پیغمبر کی کوئی اجرت نہیں مانگتا، سوائے اپنے نزدیکیوں کی محبت و مودت کے۔"

انہوں نے کہا: اگر ایسا ہے تو ہم قبول کرتے ہیں۔

چھٹے رہبر و راہنما حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما وفی معھم غیر سبعة نفر سلمان ابو ذر والمقداد و عمار وجابر ومولی لرسول اللہؐ وزید بن ارقم، وانّما عنی بالقربی امیر المؤمنین علیه السلام والائمة من ولده علیھم السلام۔

"سات افراد سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، عمارؓ، جابرؓ رسول خداؐ کا غلام اور زید بن ارقم کے علاوہ کسی نے بھی اس عہد و پیمان کی وفا نہ کی، قربیٰ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے آئمہ علیہم السلام ہیں"

(سند میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ ایسی ہی ایک روایت بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۳۶ اور تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۱۲۴، جلد ۱۴ میں نقل ہوئی ہے)

(۹۷) سفید چہرے والے

جب صحابی پیغمبر حضرت ابوذر کو ربذہ کی طرف شہر بدر کیا گیا تو انہوں نے امیر المومنین، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت مقدادؓ، حذیفہؓ، عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ ایک نشست رکھی۔ حضرت ابوذر نے کہا: کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ رسول کا فرمان ہے:

"روز قیامت میری امت پانچ پرچموں کے ساتھ حوض کوثر پر میرے پاس آئے گی، پہلا پرچم اس گوسالہ (امت) کا ہوگا کہ جب میں پرچم اس کے ہاتھ سے لے لوں گا تو اس اور اس کے پیروکاروں کے چہرے سیاہ پاؤں ڈگمگا اور گرمی کی شدت سے دل بیٹھ جائیں گے"

"پھر عبداللہ بن قیس ایک پرچم کے ہمراہ داخل ہوگا، جب میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو اس اور اس کے پیروکاروں کے چہرے سیاہ، پاؤں لڑکھڑا اور گرمی کی تپش سے دل بیٹھ جائیں گے اس کے بعد مخدج اپنے پرچم کے ہمراہ داخل ہوگا، جب میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو اس اور اس کے پیروی کرنے والوں کے چہرے سیاہ، پاؤں ڈگمگا اور گرمی سے دل بیٹھ جائیں گے"

"پھر چوتھا پرچم لے کر داخل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ تم بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے جاؤ"

وہ تمام کے تمام اپنے سیاہ چہروں کے ساتھ لوٹ جائیں گے اور حوض کوثر
سے ایک گھونٹ تک نہیں پی سکیں گے"

ثمّ یرد علیّ امیر المؤمنین وقائد الغرّ المحجّلین ،فاقوم و
آخذ بیدہ فیبیض وجھہ ووجوہ اصحابہ ۔

فاقول : بماذا خلّفتمونی فی الثقلین بعدی؟ فیقولون ا اتبعنا
الاکبر وصدّقناہ ووازرنا الاخر ونصرناہ وقتلنا معہ ۔فاقول:
ردّوا فیشربون شربۃ الایظمأ ون ابدًا وینصرفون مبیضّۃ
وجوھم کالشمس الطالعۃ وکالقمر لیلۃ تمامہ۔

"پھر امیر المومنین اور سفید چہرے والے کے رہبر آئیں گے جب میں ان
کا ہاتھ پکڑوں گا تو ان کے اور ان کے دوستوں کے چہرے چمکنے لگیں گے"

"پس میں کہوں گا کہ آپ لوگوں نے میرے بعد میری چھوڑی ہوئی دو
گرانقدر چیزوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ہے؟ وہ کہیں گے، ہم ثقل اکبر(
قرآن کریم) کی اطاعت اور تصدیق کی اور ثقل اصغر (اہل بیت پیغمبرؐ) کی
نصرت کی اور ان کے زیر سایہ دشمنوں کے ساتھ جنگیں لڑیں"

"میں کہوں گا: حوض کوثر میں داخل ہو جائیں"

"پس وہ سب حوض کوثر میں داخل ہو جائیں گے اور ایسا شربت نوش کریں
گے کہ اس کے بعد انہیں ہرگز احساس تشنگی نہیں ہوگا، وہ چودھویں کے
چاند کی مانند چمکتے ہوئے سفید اور نورانی چہرے کے ساتھ واپس لوٹیں گے

حضرت ابو ذر نے مولی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور تمام
حاضرین کے چہروں کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا: کیا آپ اس حدیث کی گواہی دیتے ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں

اس نے کہا میں بھی اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں گواہی دیتا ہوں اس کے بعد آیہ مبارکہ "یَوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ" "قیامت کے دن جب بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ" (آل عمران آیہ ۱۰۶) کی تاویل کی یاددہانی کروائی اور کہا: تمام تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں۔

(ایسی ہی روایت اسی سند کے ساتھ تفسیر برہان جلد اصفحہ ۳۰۸ جلد ۱)

مولف کہتے ہیں جس کتاب میں میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے اسماء نقل کیے ہیں، اس میں اسم نمبر (۹۶) سے لے کر (۱۰۰) تک موجود نہیں ہیں، آنحضرت کا اسم (قول مختلف) کا دو مرتبہ تکرار ہوا ہے، لہٰذا ان سو (۱۰۰) میں سے چار ناقص ہیں۔ لیکن جو چیز نسخہ (کتاب) کی تصحیح کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اسم نمبر ۲۸، ۳۷، ۳۰ اور ۳۹ میں سے کسی میں آنحضرت کے دو اسماء ذکر ہوا ہے۔ پس اگر ان چاروں کو چھیانویں میں جمع کریں تو ۱۰۰ اسم مکمل ہو جائیں گے۔

علامہ مجلسیؒ اپنی کتاب بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ کتاب خدا میں حضرت علی علیہ السلام کے تین سو اسماء کا ذکر موجود ہے۔ (بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۶۲)

مقداد اور فضائل علی

(۸۴۹۔۳۲) کتاب سلیم بن قیس میں مذکور ہے کہ سلیم کہتے ہیں:

میں نے مقداد سے کہا کہ خدا آپ پر اپنی رحمت بھیجے، آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق پیغمبر اکرمؐ سے جو بہترین بات سنی ہے وہ میرے سامنے بیان کریں۔

مقداد نے کہا:

میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

انّ اللّٰہ توحد بملکه فعرف انوارہ نفسه ثم فوض الیھم امرہ باحھم جنته فمن اراد ان یطھر قلبه من الجن والانس عرفه

ولایة علیؑ بن ابی طالب علیہ!! سلام فمن اراد ان یہاسس علی قلبه امسك عنه معرفة علی بن ابی طالب علیه السلام

"بے شک خداوند متعال اپنی بادشاہت میں یکتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے انوار کے ذریعہ سے اپنی شناخت کروائی، پھر اپنا امر ان کے حوالے کر دیا، اور بہشت ان کے لیے آسان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جن و انس میں سے جس کا دل پاک کرنا چاہتا ہے اسے علی بن ابی طالب کی ولایت پہنچوا دیتا ہے اور جس کے دل پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے اسے حضرت علیؑ کی ولایت کے قریب نہیں آنے دیتا"

"اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! حضرت آدمؑ اس وقت تک اس لائق نہ ہوئے کہ خداوند متعال انہیں پیدا کرتا، ان میں اپنی روح پھونکتا، ان کی توبہ قبول کرتا اور انہیں جنت میں واپس پلٹا جب تک انہوں نے میری نبوت اور علی بن ابی طالب کی ولایت کا اقرار نہ کیا"

"اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ارضی و سماوی ملکوت کی نشان دہی نہ کروائی گئی اور انہیں اپنا دوست نہ بنایا گیا جب تک انہوں نے میری نبوت اور اس کے بعد علی علیہ السلام کی ولایت کا اقرار نہ کر لیا"

"اس خدا کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو نہیں کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نشانی کے طور پر نہ پہنچایا، جب تک انہوں نے میری نبوت اور اس کے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کو نہ پہچان لیا"

والذی نفسی بیده! ماتنبأ بنیٌ قط الا بمعرفته والاقرار لی

بالولایة ولا استأھل خلق من اللّٰہ النظر الیہ الا بالعبودیة لہ والاقرار لعلی علیہ السلام بعدی۔

"اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی پیغمبر اس وقت تک پیغمبر نہ بنا، جب تک اس نے مجھے نہ پہچان لیا اور میری ولایت کا اقرار نہ کرلیا۔ خدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی چیز اس وقت اس قابل نہ ہو سکی کہ خداوند متعال اس پر اپنی نظر لطف کرے، مگر یہ کہ خدا کی عبودیت اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کا اقرار کیا"

اس کے بعد حضرت مقدادؓ خاموش ہو گئے۔

میں نے کہا: خدا آپ پر رحمت کرے، کیا کوئی اور بات بھی ہے؟

انہوں نے (مقداد) نے کہا: ہاں میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"علی علیہ السلام اس امت کے حاکم، مدبر، گواہ اور حساب کتاب کرنے والے ہیں۔ وہ بلند مقام کے مالک ہیں، وہ حق کا روشن راستہ ہیں اور خدا کا صراط مستقیم ہیں"

"میرے بعد لوگ انہی کے وسیلہ سے گمراہی سے نجات حاصل کریں گے وہ دل کے اندھوں کو بصیرت عطا کریں گے، نجات پانے والے انہی کے توسط سے نجات پائیں گے، انہی کے ذریعہ سے موت سے پناہ حاصل کریں گے، خوف سے محفوظ ہوں گے، انہیں کے وسیلہ سے گناہ محو ہوں گے، ظلم و ستم ختم ہوگا اور رحمت الٰہی نازل ہوگی"

وھو عین اللّٰہ الناظرة، واذنہ السامعہ، ولسانہ الناطق فی خلقہ، ویدہ المبسوطة علی عبادہ بالرحمة، ووجھہ فی السمآوات والارض، وجنبہ الظاھر المبین، وحبلہ القوی المتین وعروتہ الوثقی التی لا انفصام لھا وبابہ الّذی یؤتی

منه ويبتر الّذى من دخله كان امناً على الصراط فى بعثرٍ، من عرفه نجا الى الجنّة، و من انكره هو الى النّار۔

"وہ خدا کی بالبصیرت چشم اور سننے والے کان ہیں، وہ مخلوق خدا میں اس کی زبان گویا اور اس کے بندوں پر رحمت کا کھلا ہوا ہاتھ ہیں، وہ آسمانوں اور زمین میں خدا کا چہرہ ہیں، وہ اس کی واضح آشکار دائیں طرف ہیں، وہ خدا کی محکم رسی اور مضبوط کنڈا ہیں جو ہرگز اس سے جدا نہیں ہوگا، وہ باب خدا ہیں لہٰذا اسی میں داخل ہوا جائے، وہ خانہ خدا ہیں، جو بھی اس میں داخل ہو گا وہ حفظ وامان میں ہوگا، وہ اس دن پل صراط پر خدا کا علم ہوں گے، جس دن لوگوں کو (قبروں سے) اٹھایا جائے گا، جو کوئی بھی انہیں پہچان لے گا وہ نجات یافتہ ہوگا اور بہشت میں داخل ہوگا اور جس کسی نے بھی ان کا انکار کیا وہ دوزخ میں ہوگا" (کتاب سلیم بن قیس صفحہ ۱۲۷، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۹۶)

علیؑ کا علم بحر بیکراں

(۸۵۰۔۳۳) کتاب "سعد السعود" میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

ایک دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے ابن عباس! نماز عشاء پڑھنے کے بعد جبانہ صحرا میں میرے پاس آنا"

وہ کہتے ہیں: نماز پڑھنے کے بعد میں صحرا میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، رات چاندنی تھی، آپ نے اپنا چہرہ اقدس میری طرف کرتے ہوئے فرمایا:

ماتفسير الالف من الحمد و الحمد جميعا؟

"الحمد کی الف اور کلمہ کی حمد کی تفسیر کیا ہے؟"

چونکہ میں کچھ نہیں جانتا تھا لہٰذا میں خاموش رہا۔

آنحضرت نے سکوت کو توڑتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا اور کافی دیر تک الحمد کی

الف کی تفسیر بیان کرتے رہے۔ دوبارہ مجھ سے پوچھا:

فما تفسير اللام من الحمد ؟

"کلمہ الحمد کے حرف لام کی تفسیر کیا ہے؟

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں۔ آنحضرت نے کافی دیر تک الحمد کے لام کی تفسیر بیان فرمائی۔ پھر پوچھا:

فما تفسير الحاء من الحمد؟

"کلمہ الحمد میں حرف حاء کی تفسیر کیا ہے؟

میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے۔ آنحضرت کافی دیر تک حرف "حاء" کی تفسیر کرتے رہے۔ پھر پوچھا:

فما تفسير الميم من الحمد ؟

"الحمد میں حرف "میم" کی تفسیر کیا ہے؟"

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپؑ نے کافی دیر تک کلمہ میم کی تفسیر بیان فرمائی۔ پھر پوچھا:

فما تفسير الدال من الحمد؟

"کلمہ الحمد کے حرف دال کی تفسیر کیا ہے؟"

میں نے عرض کیا! آقا مجھے معلوم نہیں ہے۔

آنحضرت نے کلمہ الحمد کے حرف دال کی تفسیر طلوع فجر تک بیان فرمائی، اس کے بعد مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے ابن عباس! اٹھو اور گھر جاؤ تا کہ نماز صبح کے لیے آمادہ ہو سکو"

وہ کہتے ہیں: جب میں کھڑا ہوا تو یہ محسوس کر رہا تھا کہ میں آنحضرت کی تمام گفتگو سمجھ چکا ہوں۔

ابن عباس کہتے ہیں: میں نے قرآن کے متعلق اپنے اور علیؑ کے علم کے متعلق غور وفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا علم علی علیہ السلام کے علم کے مقابلے میں ایسے ہے، جیسے بحر بیکران کے مقابلے میں چھوٹا سا حوض ہو۔ (سعد السعود صفحہ ۲۸۶، بحارالانوار جلد ۹۲ صفحہ ۱۰۵)

فناش سے ایک روایت نقل ہوئی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں:

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایسا علم تھا جو آپ نے رسول خداؐ سے سیکھا تھا، جبکہ رسول اکرمؐ نے وہ علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا تھا، پس پیغمبرؐ کا علم بعلم خدا تھا، اور علی علیہ السلام کا علم، بعلم رسول خداؐ اور میرا علم علی علیہ السلام کے علم سے ہے، پس میرا اور حضرت محمد خاتم المرسلینؐ کے تمام اصحاب کا علم سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ تھا۔

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۳۰ بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۱۴۷)

علیؑ بہتر اسماء کے عالم

(۸۵۱۔۳۴) کتاب "اثبات الوصیہ" میں ایک عالم سے روایت نقل ہوئی ہے (شاید عالم سے مراد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہوں) کہ آنحضرت نے فرمایا:

الاسم الاعظم علی ثلاثة وسبعین حرفاً، أعطی جمیع الانبیاء منه خمسة عشر حرفا واعطی محمدؐ اثنین وسبعین حرفاً وأعطی امیر المؤمنینؑ ما اعطی رسول اللّٰہ۔

"اسم اعظم الٰہی تہتر (۷۳) حروف ہیں، ان میں سے تمام پیغمبروں کو صرف پندرہ (۱۵) حرف دیئے گئے جبکہ حضرت محمدﷺ کو بہتر (۷۲) حروف عطا کیے گئے جو رسول خدا کو عطا کیے گئے وہی امیر المومنین حضرت علیہ السلام کو عطا ہوئے" (اثبات الوصیہ صفحہ ۱۲۸)

اللہ علی پر فخر کرتا ہے

(۸۵۲۔۳۵) کتاب "المستدرک من الفردوس" میں مذکور ہے کہ جابر کہتے ہیں: رسول خداؐ نے فرمایا:

ان اللہ عزّوجل یباھی بعلی بن ابی طالب علیہ السلام کل یوم الملائکۃ المقربین حتی تقول: بخٍ بخٍ ھنیئاً لک یا علیّ!

"بے شک اللہ تعالی ہر روز فرشتوں کے سامنے حضرت علی علیہ السلام پر فخرومباہات کرتا ہے حتی کہ فرشتے یہ کہتے ہیں، یا علیؑ! آپ کو مبارک ہو"

(بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۲۲۷، المناقب جلد ۳ صفحہ ۲۶۶)

علیؑ نے اپنے رضائی بھائی کو کیسے بچایا

(۳۶-۸۵۳) جناب شیخ صدوق کتاب "معانی الاخبار" میں تحریر کرتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام کی دائی قبیلہ "بنی ہلال" کی ایک عورت تھی کہ جس نے آپ کو دودھ پلایا، وہ ایک خیمہ میں زندگی بسر کرتی تھی اور اسی میں آنحضرت کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو حضرت علی علیہ السلام کا دودھ شریک بھائی تھا، یہ بچہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ایک سال بڑا تھا، ایک دن وہ بچہ کنویں کے کنارے اپنا سر کنویں میں جھکائے بیٹھا تھا کہ علی علیہ السلام گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے اس کی طرف بڑھے، آپ کے پاؤں خیمہ کی رسی میں الجھ گئے، اس کے باوجود آپ رسی کو کھینچتے ہوئے اپنے رضائی بھائی کے پاس پہنچے اور اس کا ایک ہاتھ اور پاؤں اس طرح پکڑا کہ اس کا ہاتھ اپنے منہ اور پاؤں ہاتھ سے پکڑ لیا۔

اچانک اس کی ماں وہاں پہنچی، اس نے جب یہ ماجرا دیکھا تو فریاد بلند کی: اے قبیلہ والو! اے قبیلہ والو! اے قبیلہ والو! یہ بچہ کس قدر مبارک ہے، اس نے میرے بچے کو کنویں میں گرنے سے بچا لیا ہے۔

قبیلہ کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں بچوں کو کنویں کے کنارے سے پیچھے

ہٹایا، وہ لوگ علیؑ کے کم سن ہونے کے باوجود ان کی طاقت پر حیران و ششدرہ گئے کہ اس بچے نے خیمے کی رسی میں پاؤں الجھ جانے کے باوجود کس طرح سے اپنے آپ کو اس بچے تک پہنچایا اور اسے کنویں میں گرنے سے بچالیا؟ اسی لیے ماں نے اس بچے کا نام میمون (مبارک فرخندہ) رکھا، وہ بچہ قبیلہ بنی ہلال کے درمیان (معلق میمون" کے نام سے معروف ہوا، حتی کہ اس کے بچے اب تک اسی نام سے معروف ہیں۔ (معانی الاخبار صفحہ ۵۸، بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۴۷ و ۴۸)

مولف کہتا ہے: یہ واقعہ بچپنے میں حضرت علی علیہ السلام کی قدرت و شجاعت کا مظہر ہے البتہ ہم نے اسی کتاب کی پہلی جلد میں بچپنے میں آپ کی طاقت و شجاعت کے بارے میں کچھ روایات نقل کی ہیں مثلاً اس کپڑے کی رسیوں کو توڑنا جن میں نوزاد کو لپیٹا جاتا ہے یا گہوارے میں سانپ کو ہلاک کرنا وغیرہ۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی قدرت و شجاعت کے بارے میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں، ان میں سے ایک روایت یہ ہے:

ایک دن حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ستون سے اس قدر زور سے مارا کہ آپ کا انگوٹھا پتھر میں گھس گیا۔

ابن آشوب کہتے ہیں وہ ستون کوفہ میں اب تک اسی حالت میں موجود ہے۔

اسی طرح موصل و تکریت اور کئی دوسرے شہروں میں آپ کے دست مبارک کے نشانات زیارت گاہ کے طور پر موجود ہیں۔

کوہ ثور کے پتھر پر آپ کی شمشیر اور کئی دوسرے پہاڑوں پر نیزوں کے نشانات موجود ہیں۔ (المناقب جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ و ۲۹۰)

علیؑ نے دیوار کو روکا

تفسیر امام عسکری علیہ السلام میں روایت نقل ہوئی ہے۔

ایک دن منافقین نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا،

انہوں نے آپ اور آپ کے اصحاب کو ایسی دیوار کے قریب کھانے کی دعوت پر بلایا جس کی لمبائی تیس (۳۰) ہاتھ اور اونچائی پندرہ (۱۵) ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ تھی۔ انہوں نے اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس دیوار کو نیچے سے خالی کیا، اور کچھ افراد کو مامور کیا کہ لکڑیوں کے سہارے دیوار کو تھامے رکھیں کہ جونہی علی علیہ السلام آئے تو دیوار کو علیؑ اور ان کے چاہنے والوں پر گرادیں۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے دوستوں کے ہمراہ دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے، جب انہوں نے دیوار گرانے کے لیے اسے دھکا دیا تو آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے دیوار کو گرنے سے روک لیا، اور دسترخوان پر کھانا لگا ہوا تھا، حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے فرمایا: بسم اللہ کھانا شروع کریں، آپ خود بھی اپنے دائیں ہاتھ سے کھانے میں مشغول ہو گئے اور بائیں ہاتھ سے دیوار کو روکے رکھا، جبکہ آپ کے اصحاب کھانا کھانے میں مصروف رہے۔

آپ کے دوستوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: اے برادر رسول خدا! آپ کھانا بھی تناول فرما رہے اور دیوار کو بھی گرنے سے روکے ہوئے ہیں، یہ آپ کے لیے باعث زحمت ہے کہ دیوار کو گرنے سے ہماری خاطر روکا ہوا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

انی لست اجدله من المس بیساری الا اقل ممّا اجدمن ثقل هٰذه اللقمة بیمینی۔

"دیوار کا بوجھ جو میں بائیں ہاتھ پر محسوس کر رہا ہوں، یہ اس لقمہ سے سبک تر ہے جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے"

(تفسیر امام عسکری صفحہ ۱۹۳ بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۳۱، جلد ۹ ابن شہر آشوب نے بھی یہ جالب نظر روایت المناقب کی جلد ۲ صفحہ نمبر ۳ پر بطور مختصر نقل کی ہے)

قابل ذکر بات یہ ہے کہ قبل ازیں ہم اس روایت کو ذکر کر چکے ہیں کہ مولا علی علیہ السلام نے جب خانہ کعبہ کی دیواروں سے بتوں کو اکھاڑا تو دیواریں کانپ اٹھیں، پھر آپ نے بتوں کو زمین پر پھینک کر چور چور کر دیا۔

علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ معاویہ کہتا ہے:

میں نے پیغمبر خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

واللہ ! یاعلی ! لو بارزك اهل الشرق و الغرب تقلتهم اجمعین ۔

"اے علی ! خدا کی قسم ! اگر مشرق و مغرب سے بسنے والے تمام لوگ آپ سے جنگ و مبارزہ کریں تو آپ یقیناً تمام کو ہلاک کر دیں گے"

(تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، بحار الانوار جلد ۳۳ صفحہ ۲۳۳)

شجاعت علی علیہ السلام

صفدی کہتا ہے کہ تاریخ نویسوں نے لکھا ہے: حضرت علی علیہ السلام نے جنگ نہروان میں دو ہزار (۲۰۰۰) خوارج کو قتل کیا، اس روز آپ نے میدان جنگ میں اس جوش و جذبہ سے تلوار چلائی کہ شمشیر ٹیڑھی ہو گئی۔ آپ میدان جنگ سے باہر تشریف لائے فرمایا:

لاتلوموني ولوموا هذا۔

"مجھے سرزنش نہ کریں بلکہ شمشیر کو برا بھلا کہیں"

اس کے بعد تلوار کو سیدھا کیا۔

واقعہ ابراہیم ثقفی جس میں علی علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے شجاعان عرب کو بھیجا، ان میں سے ایک سپاہی نے اپنے کمانڈر سے کہا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں کس کے مقابلے میں بھیج رہے ہو؟ تم ہمیں اس چنگھاڑتے ہوئے شیر کے مقابلے میں بھیج رہے ہو جو زندگیوں کو ہوا میں اڑاتا ہے۔ خدا کی قسم ! ملک الموت کا سامنا کرنا ہمارے لیے

کہیں آسان تر ہے علی بن ابی طالب کا سامنا کرنے سے"

شیخ حسین بن شہاب الدین عاملی نے آنحضرت کی شجاعت کو اپنے اشعار میں کتنے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے: وہ کہتے ہیں:

فخاض امیرالمؤمنین بسیفه
لظاها واملاك السمآء له جند
وصاح علیهم صیحة هاشمیة
تكادلها شم الشوامخ تنهد

"جس وقت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام شدید جنگ کے دوران میدان کارزار میں آتے ہیں تو آسمانی فرشتے ان کا لشکر ہیں"

"وہ دشمنوں کے سروں پر اس زور سے ہاشمی نعرہ لگاتے کہ یوں معلوم ہوتا کہ سنگلاخ پہاڑوں کی چوٹیاں زمین بوس ہو جائیں گی"

غمام من الاعناق تهطل بالدمآء
ومن سیفه برق ومن صوته رعد
وصیّ رسول اللّٰه وارث علمه
ومن كان فی خم له الحل والعقد
لقد ضلّ من قاسی الوصیّ بضدہ
فذوالعرش یابی ان یكون له ندّ

"گردنوں سے ایک بادل وجود میں آتے ہیں کہ جن سے خون کی بارش برستی ہے ان کی شمشیر سے بجلی اور نعرے کی آواز سے کڑک پیدا ہوتی ہے"

"وہ رسول خداؐ کے جانشین اور وارث علم ہیں اور جن کے ذریعہ غدیر خم میں رسول خدا کی عقدہ کشائی اور مشکلات آسان ہوئیں"

"بے شک جس نے بھی وصی رسول کا اس کے مخالف سے مقائسہ کیا وہ گمراہ

ہو گیا کیونکہ عرش کا مالک خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اس کا کوئی شریک ہو"

رسول خداؐ کو ولایت علیؑ کی تاکید

(۳۷_۸۵۴) شیخ صدوق اپنی دونوں کتابوں "علل الشرائع" اور "خصال" میں لکھتے ہیں: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

عرج النبیؐ الی السمآء مائة و عشرین مرة، مامن مرّۃالاوقد وصی اللہ عزّوجلّ فیھا النبیؐ بالولایة علی والائمةؑ اکثر ممّا اوصاہ بالفرائض۔

"پیغمبر اکرمؐ نے ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ معراج کیا ہے ہر دفعہ خداوند متعال نے نبی اکرمؐ کو علیؑ اور تمام آئمہ علیہم السلام کی ولایت کے متعلق واجبات سے زیادہ تاکید فرمائی"

(الخصال جلد ۲ صفحہ ۶۰۰، بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۷، تاویل الآیات جلد ۱ صفحہ ۲۷۵)

قرآن نازل ہونے والی رات میں علیؑ کی روح قبض ہوئی

(۳۸_۸۵۵) کتاب "اثبات الوصیہ" میں مذکور ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے:

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار علی علیہ السلام کو سپرد خاک کرنے کے بعد سر پر سیاہ عمامہ اور دوش پر سیاہ عبا پہنے ہوئے خطاب کرنے کے لیے منبر پر تشریف لائے۔

آپ نے خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

انه واللہ! قد قبض فی ھذه اللیلة رجل ما سبقه الاولون ولایدرکه الآخرون انه کان لصاحب رایة رسول اللہ جبرئیل عن یمینه و میکائیل عن یسارہ لاینثنی حتی یفتح اللہ علی یدیه۔

"خدا کی قسم! آج کی رات ایسے شخص کی روح قبض کی گئی کہ گذشتگان

میں سے کوئی بھی ان کے مقابلے میں نہ تھا اور نہ ہی آئندہ کوئی شخص ان کے مقام و مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے، وہ رسول خداؐ کے علم بردار تھے، ہمیشہ جبرئیل ان کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں جانب ہوتا تھا، وہ ہرگز کسی بھی جنگ سے واپس نہیں لوٹے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں مسلمانوں کو کامیاب و کامران کیا ہے"

"خدا کی قسم! انہوں نے کوئی چاندی یا سونا (بطور ارث) نہیں چھوڑا، انہوں نے صرف سات سو (۷۰۰) درہم چھوڑے ہیں، جو سخاوت کرنے کے بعد بچ گئے تھے"

آنحضرت کی اس رات روح قبض ہوئی، جس رات میں قرآن نازل ہوا، اسی رات کو یوشع بن نون کی روح قبض کی گئی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان کی طرف گئے۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۵۴)

کلام علیؑ کی تفسیر زبان علیؑ سے

(۸۵۶۔۳۹) کتاب "مناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علیؑ سے پوچھا: آپ نے کس حال میں صبح کی ہے؟ آپ نے فرمایا:

اصبحت وانا الصدیق الاکبر و الفاروق الاعظم، وانا وصی خیر البشر، وانا الاول وانا الاخر، وانا الباطن و انا الظاهر، وانا بکل شی علیم، وانا عین الله وانا جنب الله وانا امین الله علی المرسلین بنا عبدالله ونحن خزان الله فی ارضه وسمائه وانا احی امیت وانا حی لایموت۔

"میں نے صبح کا آغاز اس طرح سے کیا کہ میں صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہوں، میں خیر البشر کا وصی ہوں، اول، آخر، ظاہر و باطن میں ہوں،

میں تمام چیزوں کو جانتا ہوں، میں عین اللہ ہوں، میں جنب (حق) اللہ ہوں، میں پیغمبروں پر اللہ کا امین ہوں، ہمارے ہی وسیلہ سے خدا کی پرستش ہوتی ہے، آسمان و زمین میں خدا کے خزانہ دار ہم ہیں، میں ہوں کہ زندہ کرتا ہوں، میں ہی ہوں کہ مارتا ہوں اور میں ایسا زندہ ہوں کہ ہرگز نہیں مروں گا"

وہ بادیہ نشین عرب آنحضرت کی گفتگو سن کر حیران و پریشان ہو گیا، حضرت امیر المومنین نے خود اپنے کلام کی وضاحت یوں فرمائی:

"میں اول ہوں یعنی سب سے پہلا شخص ہوں جو رسول خداؐ پر ایمان لایا"

"میں آخر ہوں یعنی رسول خداؐ کے جسد مبارک کو لحد کے حوالے کرنے کے بعد میں سب سے آخری شخص ہوں جس نے انہیں دیکھا"

"میں ظاہر ہوں یعنی اسلام کو آشکار کرنے والا میں ہوں"

"میں باطن ہوں یعنی میں علم و دانش کا خزانہ ہوں"

"میں تمام چیزوں سے آگاہ ہوں یعنی میرا علم تمام چیزوں پر محیط ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کا علم اپنے پیغمبر کو عطا کیا اور انہوں نے سب کچھ مجھے ہدیہ کیا"

"میں عین اللہ ہوں یعنی میں مومنین و کفار کو دیکھنے کے لیے چشم خدا ہوں"

میں جنب اللہ ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے":

أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ (زمر آیہ ۵۶)

"پھر تم میں سے کوئی نفس یہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس کہ میں نے خدا کے حق میں بڑی کوتاہی کی ہے"

جس نے خدا کے بارے میں کوتاہی کی ہے، در واقع اس نے میری کوتاہی

کی ہے۔

مترجم: جب اللہ خدا کے حق اور اس کی اطاعت کا نام ہے اور ہر وہ شے جو کمال تقرب کی بناء پر اس کی بارگاہ تک پہنچ جائے اسے جب اللہ کہا جا سکتا ہے اور اسی بناء پر حضرت علی علیہ السلام کا ایک لقب جب اللہ بھی ہے۔

"میں پیغمبروں پر اللہ کا امین ہوں یعنی کوئی بھی پیغمبر اس وقت تک پیغمبر نہیں بنا جب تک حضرت محمدؐ کی مہر نہ لگی ہو۔ اسی وجہ سے آنحضرت کو خاتم المرسلین کہا گیا ہے، حضرت محمدؐ تمام پیغمبروں کے آقا و سردار ہیں اور میں ان کے اوصیاء اور جانشینوں کا آقا و سردار ہوں"

"ہم زمین پر خدا کے خزانہ دار ہیں یعنی بے شک رسول خداؐ نے اپنی زبان صدق کے ذریعے جو کچھ ہمیں سکھایا ہے، ہم نے اسے سیکھ لیا ہے"

"میں زندہ کرتا ہوں یعنی رسول خداؐ کی سنت اور ان کے طریقہ کار کو زندہ کرتا ہوں"

"میں مارتا ہوں یعنی بدعت کو ختم کرتا ہوں نئی نئی چیزوں کو دین میں داخل ہونے سے روکتا ہوں"

"میں زندہ ہوں، ہرگز نہیں مروں گا یہ قرآن کریم کی ایک آیہ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں ارشاد قدرت ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۶۹)

"خبردار! راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے یہاں رزق پا رہے ہیں"

(مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۳۸۵، بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۳۴۷، جلد ۴۰)

علیؑ کے فضائل میں کچھ قرآنی آیات

(۸۵۷۔۴۰) جناب شیخ طبرسی کتاب "احتجاج" میں تحریر فرماتے ہیں:

سلیم بن قیس کہتے ہیں: میں اپنے آقا و مولیٰ امیر المومنین کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، میں نے اس کی گفتگو سنی، اس نے عرض کیا: مجھے اپنی عظیم ترین فضیلت و منقبت سے آگاہ فرمائیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں میری شان میں آیات نازل فرمائی ہیں"

اس نے عرض کیا: وہ کون سی آیات ہیں؟

آپ نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی کہ ارشاد قدرت ہے:

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ (سورہ ہود آیہ ۱۷)

"جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل رکھتا ہے اور اس کے پیچھے اس کا گواہ بھی ہے"

فرمایا: پیغمبر خداؐ کا وہ گواہ اور شاہد میں ہوں۔

ارشاد قدرت ہے:

يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ (سورہ رعد آیہ ۴۳)

"اور یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہے تو کہہ دیجئے، کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کے لیے خدا کافی ہے اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے"

فرمایا: وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الكتاب "جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے" سے مراد اللہ تعالیٰ کا مقصود و منظور میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ (مائدہ آیہ ۵۵)

"ایمان والو! تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں"

اور آیہ شریفہ: اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْاَمْرِ مِنكُم. (نساء آیہ ۵۹)

"(اے ایمان والو!) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو"

آپ نے فرمایا: ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو میرے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

علیؑ کے فضائل رسول کی زبان سے

سلیم کہتے ہیں: میں نے عرض کی: رسول خداؐ کی طرف سے آپ کے جو بہترین فضائل ومناقب نقل ہوئے ہیں، وہ بیان فرمائیں:

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

اول پیغمبر خداؐ نے غدیر خم کے روز مجھے (اپنا جانشین) مقرر کیا، اس کے بعد حکم خدا سے میری ولایت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی۔

"آپ کی میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہے"

دوم ایک دفعہ میں رسول خداؐ کے ہمراہ مسافرت پر گیا، میرے سوا آنحضرت کے پاس کوئی خدمت گذار نہ تھا، ہمارے پاس صرف ایک ہی لحاف تھا، اس میں

حضرت عائشہ بھی پیغمبر کے ہمراہ تھی، پیغمبر خداؐ میرے اور عائشہ کے درمیان لیٹ گئے اور ہم تینوں اسی لحاف کے نیچے سو گئے، کیونکہ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور لحاف نہیں تھا۔

رسول خداؐ جب نماز شب کے لیے اٹھے تو لحاف کے درمیانی حصے کو اپنے دست مبارک سے نیچے فرمایا جو نیچے چٹ گیا گویا پیغمبر کے اس کام سے وہ لحاف دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور میرے اور عائشہ کے درمیان فاصلہ پیدا ہو گیا۔

سوم ایک رات میں بخار میں مبتلا ہوا، جس کی وجہ سے سو نہ سکا، پیغمبر خداؐ میرے جاگنے کی وجہ سے بیدار رہے اور رات انہوں نے میرے اور اپنی سجادے کے درمیان بسر کی۔ آنحضرت کچھ دیر نماز میں معروف رہنے کے بعد میرے پاس تشریف لائے، میری احوال پرسی کرتے اور مجھے دیکھتے، اس رات رسول خداؐ کا صبح تک یہی کام رہا۔ جب صبح ہو گئی تو آنحضرت نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کی اس کے بعد فرمایا:

اللھم اشف علیاً وعافہ فانّہ اسھر فی اللیلۃ متابہ۔

"اے میرے معبود! علی کو بخار سے شفا عطا فرما، کیوں کہ وہ ساری رات نہیں سو سکے"

پھر رسول خداؐ نے اصحاب کی موجودگی میں فرمایا: اے علی! آپ کو مبارک ہو۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! خدا آپ کو خوش رکھے اور میں آپ پر قربان جاؤں۔ آپ نے فرمایا:

اِنّی لم أسأل اللہ اللیلۃ شیئاً الا اعطانیہ و لم اسألہ لنفسی شیئا الاسألت لك مثلہ ،وانی دعوت اللہ ان یواخی بینی وبینك ففعل ،وسالتہ ان یجعلك ولیّ کا مومن و مؤمنۃ ففعل۔

"بے شک اس رات میں نے اللہ سے کچھ نہیں مانگا مگر جو کچھ مانگا اس نے عطا کیا ہے، میں نے اپنے لیے کوئی ایسی چیز نہیں مانگی مگر یہ کہ وہ آپ کے لیے بھی طلب کی ہے، میں نے خداوند قدوس سے یہ مانگا ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرے (اللہ نے میری دعا قبول کی ہے) اور ایسا کر دیا میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ وہ آپ کو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا ولی و سرپرست قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی"

اس دوران دو افراد نے ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہوئے کہا: دیکھ رہے ہو اس نے خدا سے کیا مانگا ہے؟ خدا کی قسم! ایک صاع یعنی ۳ کلو کھجور اس چیز سے بہتر ہے جو اس نے خدا سے مانگا ہے اگر وہ اپنے پروردگار سے کسی فرشتہ کے نازل ہونے کی دعا مانگتا، جو دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرتا، یا کسی خزانے کے نازل ہونے کی دعا مانگتا، جس سے وہ خود اور اس کے اصحاب کی مالی حالت بہتر ہو جاتی، یہ اس سے کہیں بہتر تھا، جس کی اس نے خدا سے درخواست کی ہے۔

یہ سب کچھ اس حال میں تھا کہ پیغمبر اسلامؐ نے علیؑ کو کسی خیر کی دعوت نہیں دی مگر یہ کہ ان کی درخواست مستجاب ہوئی۔ (الاحتجاج صفحہ ۱۵۹)

خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟

(۸۵۸۔۴۱) شیخ ابو علی بن شیخ طوسی قدس سرہ اپنی کتاب "امالی" میں تحریر فرماتے ہیں: ابان بن تغلب نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب روز قیامت ہو گا تو منادی عرش سے نداء بلند کرے گا کہ زمین پر خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟

اس وقت پیغمبر حضرت دا[illegible] یہ السلام کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

آواز آئے گی، میرا مقصود آپ نہیں ہو، اگرچہ آپ بھی خلیفہ خدا تھے۔ اس کے بعد دوبارہ ندا آئے گی:

أین خلیفۃ اللہ فی ارضہ؟ "زمین پر خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟"

اس وقت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی:

یا معشر الخلائق! ھذا علی بن ابی طالب خلیفۃ اللہ فی ارضہ وحجتہ علی عبادہ ، فمن تعلق بحبلہ فی دار الدنیا فلیتعلق بحبلہ فی ھذا الیوم یستضیئ بنورہ ولیتبعہ الی الدرجات العلی من الجنان۔

"اے لوگو! یہ علی بن ابی طالبؑ ہیں، جو زمین پر خلیفہ خدا اور اس کے بندوں پر حجت ہیں، جس نے دنیا میں ان کی محبت کا دامن تھاما ہو وہ آج (روز قیامت) بھی ان کی مہر و محبت کا دامن تھام لے، تا کہ ان کے نور سے روشنی حاصل کرے اور بہشت میں بلند درجات حاصل کرنے کے لیے ان کی پیروی کرے۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اس وقت آپ کے وہ شیعہ جنہوں نے دنیا میں آپ کی محبت کا دامن پکڑا اٹھ کھڑے ہوں گے اور آپؑ کی اقتداء میں بہشت کی طرف گامزن ہوں گے۔ دوبارہ خداوند متعال کی طرف سے ندا آئے گی:

"آگاہ ہو جاؤ! کہ دنیا میں جو شخص جس امام کا پیروکار تھا، اس کے پیچھے جائے، یہ وہ مقام ہے جہاں پر مندرجہ ذیل آیہ شریفہ کا معنی منطبق ہوتا ہے"

تَبَرَّءَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ - وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ

كَمَا تَبَرَّؤُا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَ مَاهُم بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ۔ (بقرہ آیہ ۱۶۶ و ۱۶۷)

"اس وقت جبکہ پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور سب کے سامنے عذاب ہوگا اور تمام وسائل منقطع ہو چکے ہوں گے اور مرید بھی یہ کہیں گے کہ کاش ہم نے بھی ان سے اسی طرح بیزاری اختیار کی ہوتی جس طرح یہ آج ہم سے نفرت کر رہے ہیں۔ خدا ان سب کے اعمال کو اسی طرح حسرت بنا کر پیش کرے گا اور ان میں سے کوئی جہنم سے نکلنے والا نہیں ہے" (امالی شیخ طوسی صفحہ ۹۳ جلد ا، بحار الانوار جلد ۸ صفحہ ۱۰، جلد ۳)

علیؑ کی شان میں احادیث رسول

(۸۵۹۔۴۲) شیخ صدوقؒ کی کتاب "خصال" میں روایت نقل ہوئی ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں: میں نے رسول خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

انّ فی علیٍّ خصالاً لوکانت واحدۃ منھن فی جمیع الناس لاکتفوا بھا فضلاً۔

بے شک علی علیہ السلام میں ایسی صفات ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک تمام لوگوں میں پائی جائے تو اسی پر اکتفاء کر لیجئے"

ایک اور مقام پر رسول خداؐ نے فرمایا:

من کنت مولاہ فعلیٌّ مولاہ۔

"ہر وہ شخص جس کا میں مولیٰ ہوں، علیؑ اس کے آقا و مولیٰ ہیں"

علی منی وانا منہ۔

"علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں"

آپ کا ایک فرمان ہے:

علی منّی ھارون من موسیٰ۔

"علی میرے نزدیک اس طرح ہیں جس طرح ہارونؑ سے موسیٰؑ"

آپ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں:

حرب علیؑ علیہ السلام حرب اللہ ، وسلم علیؑ سلم اللہ۔

"علی علیہ السلام کی جنگ خدا کی جنگ ہے اور علیؑ کی صلح خدا کی صلح ہے"

آپ کا ایک اور فرمان ہے:

ولی علیؑ ولی اللہ وعدوّ علیؑ عدوّ اللہ۔

"علیؑ کا دوست خدا کا دوست اور علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن ہے"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

علیؑ حجۃ اللہ و خلیفتہ علی عبادہ۔

"علیؑ کی محبت ایمان اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے"

ایک اور فرمان ہے

حزب علیؑ علیہ السلام حزب اللہ وحزب اعدائہ حزب الشیطٰن۔

"علیؑ کا گروہ گروہ خدا اور ان کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے"

ایک اور فرمان ہے:

علی مع الحق والحق معہ لایفترقان حتی یردا علی الحوض۔

"علیؑ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے"

ایک اور مقام پر فرمایا:

علیؑ قسیم الجنّۃ والنّار۔

"علیؑ جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والے ہیں"

آپ کا ایک اور فرمان ہے:

من فارق علیاً فقد فارقنی و من فارقنی فقد فارق اللّٰہ عزوجلّ۔

"جو کوئی بھی علیؑ سے علیحدہ ہوا وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو کوئی مجھ سے الگ ہوا، درحقیقت وہ خدا سے جدا ہوا ہے"

آپ کا ایک اور ارشاد ہے:

شیعۃ علیّ ھم الفائزون یوم القیامۃ۔

"فقط علیؑ کے شیعہ ہی روز قیامت کامیاب ہیں"

(الخصال صفحہ ۴۹۶، جلد ۵، بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۱۹، امالی شیخ صدوق صفحہ ۱۴۹، بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۹۵، جلد ۱۱)

انگوٹھی کے نیچے علی ولی اللہ تحریر ہو گیا

(۸۶۰۔۴۳) شیخ ابو علی بن شیخ طوسی کتاب امالی میں رقمطراز ہیں:

ایک دن رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک انگوٹھی عطا فرمائی کہ اسے انگوٹھیوں پر نام کندہ کرنے والے کے پاس لے جائے تاکہ وہ اس کے نگینہ پر خوبصورت تحریر میں محمد بن عبداللہ کندہ کرے۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے وہ انگوٹھی نام کندہ کرنے والے شخص کو دی اور اس سے فرمایا:

"اس انگوٹھی کے نگینہ پر محمد بن عبداللہ لکھو"

نام کندہ کرنے والے شخص سے اشتباہ ہوا کہ اس نے محمد بن عبداللہ کی بجائے محمد رسول اللہ کندہ کر دیا۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام آئے اور پوچھا: انگوٹھی کہاں ہے؟

اس نے کہا: یہ ہے۔

آپ نے انگوٹھی دیکھ کر فرمایا: میں نے یہ تو نہیں کہا تھا۔

اس نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں لیکن مجھ سے خطا ہو گئی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ جو کچھ میں نے نگینہ ساز سے کہا تھا اس نے وہ کندہ نہیں کیا ہے وہ کہتا ہے: مجھ سے اشتباہ ہو گیا ہے۔

پیغمبر خداؐ نے انگوٹھی پکڑی اور دیکھ کر فرمایا: یا علیؑ! میں محمد بن عبداللہ ہوں، میں محمد رسول خدا ہوں اور انگوٹھی انگشت مبارک میں پہن لی۔

رسول خداؐ نے صبح کے وقت جب انگوٹھی پر نگاہ ڈالی تو اس کے نگینہ کے نیچے علی ولی اللہ نقش تھا۔

پیغمبر خداؐ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو حیران رہ گئے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے، آنحضرت نے انگوٹھی کا سارا قصہ سنا دیا کہ ایسے ایسے ہوا ہے۔

جبرئیل نے کہا:

یا محمّدا کتبت ما اردت و کتبنا ما اردنا۔

"اے محمدؐ! جو آپ نے چاہا تھا لکھا اور جو ہم نے ارادہ کیا ہم نے لکھا"

(امالی شیخ طوسی صفحہ ۵۰۷، حدیث ۲، بحارالانوار جلد ۴۰ صفحہ ۲۷، حدیث ۷۲)

صور اسرافیل سے قبل پیغمبر کیوں مبعوث ہوئے؟

(۸۶۱_۴۴) کتاب "روضہ" اور "فضائل بن شاذان" میں مذکور ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: کہ رسول خدا کا فرمان ہے:

جب مجھے معراج کے لیے لے جایا گیا تو جبرئیل نے دنیا کے آسمان سے کہا:

"اے محمدؐ! آسمان دنیا کے فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کریں کہ آپ کو اس کام کا حکم دیا گیا ہے"

میں نے ان کے ہمراہ نماز ادا کی، اسی طرح آسمان پر پہنچا تو وہاں پر ایک کم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو موجود پایا۔ جبرئیل نے مجھے مخاطب ہو کر کہا: آگے کھڑے ہو کر انہیں

نماز پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا: اے میرے بھائی جبرئیل! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کے آگے کھڑا ہوں درحالانکہ ان میں میرے پدر بزرگوار حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تشریف فرما ہیں۔

اس نے کہا: خدا کا حکم ہے کہ آپ انہیں نماز پڑھائیں، جب نماز ختم ہو جائے تو ان سے پوچھیں وہ اپنے زمانے میں کس چیز کے لیے مبعوث کیے گئے تھے اور صور اسرائیل پھونکنے سے پہلے کیوں زندہ ہو گئے؟

میں نے کہا: میں نے سن لیا اور خدا کی اطاعت کرتا ہوں۔ اس کے بعد رسولؐ خدا نے پیغمبروں کے ہمراہ نماز پڑھی، جب نماز ختم ہو گئی تو جبرئیل نے خدا کے پیغمبر سے مخاطب ہو کر کہا:

"اے پیغمبرانِ الٰہی! آپ کو کیوں مبعوث کیا گیا تھا اور اب کیوں کر زندہ ہو گئے ہو؟"

قالوا بلسان واحد: بعثنا ونشرنا لنقرلك يا محمدؐ ! بالنبوة، ولعلیؑ بن ابی طالبؑ بالامامة۔

"تمام انبیاء الٰہی نے یک زبان ہو کر کہا: ہمیں اس لیے مبعوث اور زندہ کیا گیا ہے کہ اے محمدؐ! ہم آپ کی پیغمبری اور علیؑ کی ولایت و امامت کا اقرار و اعتراف کریں" (الروضہ فی الفضائل صفحہ ۱۲۸، بحار جلد ۴۰ صفحہ ۴۲)

صیحانی کھجور کو صیحانی کیوں کہتے ہیں؟

(۸۶۲۔۴۵) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جابر کہتے ہیں: امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ایک دن میں رسول خدا کے ہمراہ مدینہ کے بیابان کی طرف گیا، چونکہ مدینہ کے باغات راستے میں پڑتے تھے، کھجور کے درختوں میں سے ایک درخت نے فریاد بلند کی:

هذا النبی المصطفیٰ وذا علیؑ المرتضیٰ۔

"یہ نبی مصطفیٰ ہیں اور وہ علی مرتضیٰ ہیں"

اس کے بعد تیسرے درخت نے چوتھے درخت سے فریاد کی:

هذا موسیٰ و ذاهارون۔

"یہ موسیٰ اور وہ ہارون"

پھر پانچویں درخت نے چھٹے درخت کو بلند آواز سے مخاطب کیا:

هذا خاتم النبيين وذاك خاتم الوصيين۔

"یہ خاتم المرسلین ہیں اور وہ خاتم الاوصیاء"

اس دوران رسول خداؐ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھا گئی۔ آپ نے تبسم فرمایا اور کہا:

اے ابوالحسن آپ نے سنا؟

میں نے عرض کی: ہاں، یارسول اللہ۔

آنحضرت نے فرمایا: آپ ان درختوں کو کیا نام دیں گے؟

میں نے عرض کیا: خدا اور اسی کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

نسميه الصيحانی لانهم صاحوا بفضلی وفضلك يا علی!

"اے علیؑ! ہم ان درختوں کا نام صیحانی رکھتے ہیں، کیونکہ ان درختوں نے میرے اور آپ کے فضل کی وجہ سے فریاد بلند کی ہے"

(الروضہ فی الفضائل، صفحہ ۱۴۴، بحار صفحہ ۴۸ جلد ۴۰، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۳۹۸)

فضائل علیؑ کا کوئی حساب نہیں

(۸۶۳-۴۶) کتاب مناقب خوارزمی میں نقل ہوا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا:

لو ان الرياض اقلام والبحر مداد والجن حساب والانس كتّاب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالب عليه السلام۔

"اگر جنگلوں کے تمام درخت قلمیں، سمندروں کے تمام پانی روشنائی اور تمام فرشتے لکھنے والے ہو جائیں تو پھر بھی ہرگز علی بن ابی طالبؑ کے فضائل شمار نہیں کر سکتے"

اسی کتاب میں ایک مرفوع حدیث مذکور ہے:

ایک شخص نے ابن عباس سے کہا: سبحان اللہ علی بن ابی طالبؑ کے فضائل کس قدر زیادہ ہیں؟ میرے خیال میں تین ہزار مناقب ہوں گے۔

ابن عباس نے کہا: اگر تیس ہزار کہتے تو شاید واقع کے نزدیک ہوتا۔

(مناقب خوارزمی صفحہ ۲۳، بحار جلد ۴۰ صفحہ ۴۹، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۱)

نوجوان کیسے حافظ بنا؟

(۸۶۴۔۴۷) قطب راوندی کتاب "خرائج" میں لکھتے ہیں کہ رمیلہ نے کہا:

ایک دن حضرت علی علیہ السلام ایک مقام سے گذر رہے تھے کہ ایک نوجوان کسی ہدف کے بغیر ھُوَ ھُوَ پڑھ رہا تھا، آپ نے فرمایا:

یا شاب! لو قرأت القرآن لکان خیراً لك۔

"اے نوجوان! اگر تم ان حروف کی جگہ قرآن پڑھتے تو تمہارے لیے بہتر تھا"

اس نے عرض کی: میں قرآن اچھی طرح سے نہیں پڑھ سکتا، لیکن چاہتا ہوں کہ قرآن کا کچھ حصہ اچھی طرح سے یاد کرلوں۔

حضرت نے فرمایا: میرے نزدیک آؤ۔

وہ نوجوان آنحضرت کے قریب گیا، آپ نے آہستہ سے اس کے کان میں کچھ پڑھا۔ پس خداوند متعال نے تمام کا تمام قرآن اس کے دل میں اتار دیا۔ اس طرح سے وہ نوجوان کل قرآن کا حافظ بن گیا۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۱۷، بحار جلد ۴۲ صفحہ ۱۷، مدینۃ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۱۸)

علیؑ نے قلعہ کیسے فتح کیا؟

(۸۶۵۔۴۸) اسی کتاب میں روایت نقل ہوئی ہے:

کسی ایک جنگ میں مسلمانوں کے لیے اس قلعہ کو فتح کرنا مشکل ہو گیا تھا، جس میں کفار اکٹھے تھے۔ اس موقع پر امیر المومنین علی علیہ السلام قلعہ کو فتح کرنے کے لیے شمشیر ذوالفقار لیے منجنیق میں بیٹھ گئے، لوگوں نے اس منجنیق کو قلعہ کی طرف اچھالا، آپ قلعہ میں اترے اور اسے فتح کر لیا۔ (الخرائج جلد ۱ صفحہ ۲۱۲، بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۱۸)

مولف کہتے ہیں کہ روایت نقل ہوئی ہے: حضرت کو منجنیق کے ذریعے قلعہ السلاسل کی طرف اچھالا گیا، آپ قلعہ کی دیوار پر اترے، اس کی دیواریں روئی یا گھاس سے بھری ہوئی بوریاں جوڑ کر بنائی گئی تھیں جنہیں لوہے سے بنی ہوئی زنجیروں سے مضبوط طور پر باندھا گیا تھا کہ منجنیق کے ذریعے پھینکے جانے والے پتھر دیواروں کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔

غالی حضرات کہتے ہیں: آنحضرت نے ذوالفقار ہاتھ میں اور سپر اپنے پاؤں کے نیچے رکھتے ہوئے ہوا میں پرواز کی اور قلعہ کی دیوار پر پہنچ گئے، آپ نے صرف ایک ہی ضرب یداللّٰہی سے زنجیروں کو توڑ دیا جس کی وجہ سے روئی یا گھاس بھوس سے بھری ہوئی بوریاں ادھر ادھر بکھر گئیں، اس طرح سے وہ محکم قلعہ فتح ہو گیا۔

غلات روایت کرتے ہیں کہ آیہ شریفہ

وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا۔

"ان کا بھی یہی خیال تھا کہ ان کے قلعے انہیں خدا سے بچا لیں گے لیکن خدا ایسے رخ سے پیش آیا جس کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا" (حشر آیہ ۲)

اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

مولف کہتا ہے: اگر یہ روایت صحیح ہو تو آپ کا ہوا میں پرواز کرنا اور اترنا فرشتوں

اور پیغمبر اکرم کو معراج پر لے جانے کی مانند ہے۔ (المناقب جلد ۲ صفحہ ۲۹۹)

پیغمبروںؑ کی میراث پر صرف اوصیاء کا حق ہے

(۸۶۶۔۴۹) کتاب "مناقب" میں لکھتے ہیں کہ جابر انصاری کہتے ہیں:

پیغمبر خداؐ کی رحلت کے بعد آپ کے چچا عباس حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارث کا مطالبہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ما كان لرسول الله شئ يورث بغلته دلدل ،وسيفه ذوالفقار ودرعه، وعمامته السحاب ،وانا ء اربابك ان تطالب بماليس لك۔

"رسول خداؐ نے بطور ارث کوئی چیز نہیں چھوڑی، مگر خچر بنام دلدل، شمشیر ذوالفقار، زرہ اور عمامہ بنام سحاب، میں آپ کو اس چیز کا مطالبہ کرنے سے منع کرتا ہوں جو آپ کے لیے نہیں ہے"

عباس بن مطلب نے کہا: میں ضرور مطالبہ کرتا ہوں کیونکہ میں ان کا چچا اور وارث ہوں لہذا میں اس کا ارث میں سب سے مناسب تر ہوں۔

امیر المومنین اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں پر موجود افراد بھی آپ کے ہمراہ اٹھے، سیدھے مسجد میں گئے، اس کے بعد آنحضرت نے حکم دیا کہ زرہ، عمامہ شمشیر اور خچر لایا جائے زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ سب کچھ حاضر کر دیا گیا۔ آپ نے پیغمبر کے چچا عباس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

یاعمّ! ان اطقت النهوض بشئ منها محميعه لك ،فان ميراث الانبيآء لاوصيائهم ،دون العالم ولاولادهم، فان لم تطق النهوض فلاحق لك فيه۔

"اے چچا! اگر آپ ان میں سے کسی ایک سے استفادہ کر سکتے ہو تو یہ سب کچھ آپ کا ہے، بے شک میراث انبیاء ان کے اوصیاء کا حق ہے

دوسروں کی طرح نہیں کہ ان کی میراث کی مستحق ان کی اولاد ہوتی ہے، اگر
آپ ان اشیاء سے استفادہ نہ کرسکے تو آپ کو ان میں کسی قسم کا کوئی حق
حاصل نہیں ہوگا"

عباس نے کہا: میں اس بات کو قبول کرتا ہوں۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے حضرت کے بدن پر زرہ پہنائی، سر پر عمامہ رکھا اور شمشیر ان کے ہاتھ میں تھمائی۔ اس کے بعد فرمایا: اے چچا اٹھ کھڑے ہوں۔

حضرت عباس کھڑے نہ ہو سکے، آپؑ نے ان کے ہاتھ سے شمشیر لی اور کہا: عمامے کے ساتھ کھڑے ہوں جو ہمارے پیغمبر کی علامت ہے۔ حضرت عباس اٹھنا چاہتے تھے، مگر کھڑے نہ ہو سکے اور پریشان ہو گئے کہ اب کیا کیا جائے؟ پھر امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے چچا جان! پیغمبر کا دلدل جو میرے اور میری اولاد کے لیے مخصوص ہے، مسجد کے قریب کھڑا ہے اگر اس پر سوار ہو سکتے ہو تو سوار ہو جائیں۔

حضرت عباس مسجد سے باہر نکلے تو ہمارا ایک دشمن ان کے ساتھ تھا، اس نے عباس سے کہا: اے رسول خداؐ کے چچا! جو کچھ تم چاہتے تھے، علی نے اس میں تمہیں فریب دیا ہے، لیکن کوشش کرو کہ دلدل حاصل کرنے میں دھوکہ نہ کھاؤ جس وقت تم اس پر سوار ہونا چاہو تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت بسم اللہ پڑھ کر اس آیہ مبارکہ کی تلاوت کرو کہ اِنَّ اللّٰہَ یُمسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ اَن تَزُولاَ "بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے" (سورہ فاطر آیہ ۴۱)

راوی کہتا ہے: جونہی دلدل کی نگاہ عباس پر پڑی کہ وہ اس کی طرف آرہا ہے تو اس نے دوڑتے ہوئے زور سے چیخ ماری کہ ہم نے آج تک ایسی چیخ نہ سنی تھی۔ حضرت عباس نے جب یہ صورت حال دیکھی تو زمین پر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ حکم دیا کہ دلدل

کو پکڑا جائے، مگر کوئی بھی اسے کنٹرول نہ کر سکا۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے دلدل کو ایسے نام سے پکارا کہ ہم نے آج تک وہ نام نہیں سنا تھا، وہ بڑے آرام وسکون سے آنحضرت کی طرف بڑھا، آپ اس کے رکاب میں پاؤں مبارک رکھ کر اس پر سوار ہو گئے اور امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام بھی سوار ہوئے اس کے بعد آپ نے پیغمبر اکرمؐ کی زرہ مبارک زیب تن فرمائی، عمامہ سر پر سجایا، تلوار ہاتھ میں لی اور دلدل پر سوار ہو کر گھر کی طرف چل دیئے اس حالت میں حضرت نے فرمایا:

هَذَا من فضل ربيّ يسبلوني ءَ[1] أشكر أنا وهما ام تكفر انت يا فلان۔

"یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمارا امتحان لیا کہ کیا میں اور میرے دونوں بیٹے شاکر ہیں یا اے فلاں شخص تم انکاری ہو؟"

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ بحار الانوار جلد ۴۲، صفحہ ۳۲)

محبِ علیؑ کے اموال اور اہل وعیال کی داستان

(۹۶۷_۵۰) تفسیر حضرت امام حسن علیہ السلام میں آیا ہے:

امیر المومنین علی علیہ السلام کے چاہنے والوں میں سے ایک محب نے شام سے آپ کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا:

اے امیر المومنین! میں یہاں پر اپنے خاندان کے ساتھ رہ رہا ہوں جنہیں اکیلا چھوڑتے سے ڈرتا ہوں، اسی طرح میرے پاس کچھ مال ودولت ہے، اس کے ضائع ہونے سے گھبراتا ہوں، یہ چیزیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی خدمت گزاری میں تاخیر کا موجب ہیں، اے میرے آقا ومولی! مجھے کوئی راہ حل بتائیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔

---

[1] یہ خدا کا اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ قَالَ هَذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ "یہ میرے پروردگار کا فضل وکرم ہے وہ میرا امتحان لینا چاہتا کہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں (نمل آیہ ۴۰)

حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں اسے لکھا اپنے خاوند کوایک جگہ پر اکٹھا کر کے اموال ان کے حوالے کردیں، ان تمام موارد میں محمد وآل محمدؐ پر درود بھیجو اور اس کے بعد لکھو۔

اللھمّ ھذہ کلھا ودائعی عندك بامرہ عبدك اوولیك علی بن ابی طالبؑ۔

''اے میرے معبود! اپنی یہ تمام چیزیں آپ کے ولی امر علی بن ابی طالبؑ کے حکم سے آپ کے پاس بطور امانت چھوڑ رہا ہوں''

اس کے بعد میری طرف چلے آؤ۔

اس شخص نے امر مولیٰ کی اطاعت کی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑا۔

معاویہ کے جاسوسوں نے اسے اطلاع دی کہ فلاں شخص علی بن ابی طالب کی طرف چلا گیا ہے۔

معاویہ نے حکم دیا کہ اس کے خاندان والوں کو اسیر کریں اور انھیں لونڈیاں اور غلام قرار دیں اور اس کا مال و دولت ضبط کرلیں۔

معاویہ کے سپاہیوں نے اس کے گھر پر حملہ کردیا، اس دوران اللہ نے اس کے خاندان والوں کو معاویہ کے حامیوں اور یزید کے نزدیک ترین افراد کے مشابہہ بنادیا۔

جب انہوں نے معاویہ کے سپاہوں کو دیکھا تو کہا: یہ مال و دولت ہمارا ہے، ہم نے اس کے خاندان والوں کو اسیر بنا کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے بھیج دیا ہے۔

چونکہ جب سپاہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو ان پر ظلم وستم کرنے سے باز رہے ،دوسری طرف سے خداوند متعال نے علیؑ کے حقیقی دوست کے خاندان والوں کو دکھا دیا کہ انہیں کیسے معاویہ ویزید کے خاندان کے مشابہہ کیا ،تاکہ معاویہ کے کارندوں سے محفوظ رہ سکیں ،لیکن اس کے باوجود وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں چور ان کا مال و دولت لوٹ کر نہ لے

جائیں اللہ تعالیٰ نے چوروں سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کے مال کو بچھو اور سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا کہ جب بھی چوروں نے اسے لوٹنا چاہا تو وہ انہیں ڈنگ مارتے اور کاٹ کھاتے تھے۔اسی وجہ سے وہ لوگ جو ان کا مال چرانا چاہتے تھے ان میں سے بعض مر گئے اور بعض معذور ہو گئے۔اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مال کو محفوظ رکھا۔

یہاں تک کہ ایک دن علی علیہ السلام نے اپنے دوست سے فرمایا:

"کیا تم پسند کرو گے کہ تمہارا خاندان اور مال و دولت تمہارے پاس ہوں"

اس شخص نے کہا: ہاں۔

حضرت علی علیہ السلام نے خدا کی بارگاہ میں دعا فرمائی کہ اے پروردگار اس شخص کا خاندان اور مال و دولت حاضر کر دے۔وہ شخص اچانک دیکھتا ہے کہ اس کا خاندان اور مال و دولت اس کے پاس ہیں۔نہ تو اس کے خاندان والوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچا اور نہ ہی اس کے اموال میں سے کوئی چیز ضائع ہوئی ہے،ان لوگوں نے اپنی اور اپنے اموال کی حفاظت کا سارا واقعہ اس کے گوش گذار کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

انّ اللّٰہ تعالٰی ربّما اظھر آیۃ لبعض المؤمنین لیزید فی بصیرتہ ولبعض الکافرین لیبالغ فی الاعذار علیہ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی نشانی مومنین کے لیے آشکار کرتا ہے،تا کہ عقل و بصیرت میں اضافہ ہو اور بعض کافرین کے لیے حجت تمام کرتا ہے تا کہ بہانہ جوئی کے تمام دروازے بند ہو جائیں"

(تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۲۲۳ جلد ۱۸۹،بحار جلد ۴۲ صفحہ ۳۹،برہان جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

علیؑ کا دعوی

(۵L۸۶۸) کتاب "اختصاص" جو شیخ کی طرف ہے میں مذکور ہے کہ آبان

بن احمر کہتے ہیں: مجھے امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا ابان کیف ینکرون الناس قول امیر المؤمنین علیه السلام لماقال: "لوشئت رفعت رجلی هذه فضربت بها صدرابن ابی سفیان بالشام فنکسته عن سریره" ولاینکرون تناول آصف وصی سلیمان عرش بلقیس واتیانه سلیمان به قبل ان یرتدّ الیه طرفه، ألیس نبیاً افضل الانبیآء ووصیّه افضل الاوصیآ؟ افلا جعلوہ کوصی سلیمان؟ حکم الله بیننا وبین من جحد حقنا وانکر فضلنا۔

"اے ابان! لوگ امیر المومنین علی علیہ السلام کا یہ قول کیوں کر قبول نہیں کرتے کہ آپ نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو یہاں سے شام میں تخت نشین معاویہ کو اس پاؤں کی ٹھوکر سے زمین پر گرا سکتا ہوں جبکہ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے جانشین آصف نے چشم زدن سے پہلے بلقیس کا تخت حاضر کر دیا تھا؟"

"کیا ہمارے پیغمبر دوسرے پیغمبروں سے افضل نہیں ہیں؟ کیا ان کے وصی تمام اوصیاء سے افضل نہیں ہے؟ کیا انہیں حضرت سلیمانؑ کے وصی جیسا بھی نہیں سمجھتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے جو ہمارے مقام و منزلت اور فضائل کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں"

(الاختصاص صفحہ ۲۰۷، بحار جلد ۲۶ صفحہ ۱۱۵)

ابوہریرہ کا علیؑ سے شکوہ

(۸۷۹-۵۲) کتاب "مناقب" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوہریرہ کو اپنی اولاد سے ملنے کا بہت شوق تھا، اس نے امیر المومنین علیہ السلام سے شکوہ کیا:

حضرت نے اسے فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرو۔

اس نے آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کیں، جونہی کھولیں تو اپنے آپ کو مدینہ میں اپنے گھر میں موجود پایا، وہ کچھ دیر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک اس نے اپنے گھر کی چھت پر حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا آپ نے فرمایا: آئیں، اب واپس چلتے ہیں۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولیں تو اپنے آپ کو کوفہ میں موجود پایا۔

ابو ہریرہ یہ سب کچھ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

انّ آصف اورد تختا من مسافة شهرين بمقدار طرفة عين الى سليمان، وانا وصى رسول الله۔

"سلیمان علیہ السلام کے جانشین آصف نے دو ماہ کے طولانی فاصلے سے تخت بلقیس کو آنکھ جھپکنے سے کم تر مدت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا، جبکہ میں رسول خداؐ کا جانشین اور وصی ہوں"

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۳۲۲، بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۲۸۰)

بیٹی باپ کی خدمت میں

(۸۷۰-۵۳) طبری کتاب "دلائل الامامۃ" میں لکھتے ہیں:

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں:

ایک دن میں پیغمبر خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: بابا جان! آپ پر سلام ہو۔

آپ نے فرمایا: اے میری بچی آپ پر بھی سلام ہو۔

میں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ پانچ روز سے علیؑ کے گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے، انہوں نے بھی کچھ نہیں کھایا ہمارے گھر میں کوئی گوسفند ہے اور نہ کوئی اونٹ اور

نہ ہی کھانے پینے کے لیے کوئی چیز ہے۔

پیغمبر خدا نے اپنا رخ میری طرف کرتے ہوئے فرمایا: میرے قریب آؤ۔

میں آپ کے نزدیک ہوئی۔

آپ نے فرمایا: اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر مارو۔

جب میں نے ہاتھ مارا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے دوشانوں کے درمیان ایک پتھر تھا کہ آنحضرت نے شدت بھوک سے اپنے دونوں کاندھوں کے درمیان سینے پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ بی بی دو عالم نے فریاد بلند کی، رسول خدا نے فرمایا: ایک ماہ سے آل محمدؐ کے گھر میں کھانا پکانے کے لیے آگ نہیں جلائی گئی۔ اس کے بعد فرمایا:

اتدرین ما منزلة علی علیه السلام؟ کفانی امری وهو ابن اثنتی عشرة سنة، وضرب بین یدیّ بالسیف وهو ابن ست عشرة سنة، وقتل الابطال وهو ابن تسع عشرة سنة، وفرج همومی وهو ابن عشرین سنة، ورفع باب خیبر وهو ابن نیف وعشرین وکان لایرفعه خمسون رجلًا۔

"کیا آپ جانتے ہیں کہ علیؑ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ ان کا یہی مقام و مرتبہ کافی ہے کہ انھوں نے سولہ (۱۶) سال کے سن میں میرے ہمرکاب ہو کر شمشیر چلائی اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جنگ لڑی، انیس (۱۹) سال کی عمر میں نامی گرامی پہلوانوں کو قتل کیا، بیس (۲۰) سال کی عمر میں میرے چہرے سے غم واندوہ کو صاف کیا اور جب سن بیس (۲۰) سے کچھ سال اوپر ہوا تو خیبر جیسے مضبوط قلعہ کے دروازے کو اکھاڑ پھینکا جسے پچاس (۵۰) افراد مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔

اس دوران بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے چہرے اقدس پر نور چمکا

،حضرت امام علیہ السلام شدت شوق سے وہاں پر نہ رک سکے، اسی وجہ سے جلدی سے آئے۔

آپ گھر میں داخل ہوئے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے چہرہ اقدس سے ساطع ہونے والے نور کی روشنی نے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے بنت محمدؐ آپ میرے ہاں سے واپس آئیں تو آپ کا چہرہ اقدس ایسا نہ تھا؟"

جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے فرمایا: "رسول خداؐ نے آپ کے کچھ فضائل میرے لیے نقل کیے ہیں جنہیں سن کر میں وہاں پر رک نہیں سکی لہٰذا آپ کے پاس چلی آئی ہوں"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

کیف لوحدثك بکل فضلی۔

"اگر (رسول خداؐ) میرے تمام فضائل آپ کے سامنے بیان کرتے تو پھر آپ کس حال میں ہوتیں" (دلائل الامامۃ ۹۱، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۶، امالی صفحہ ۲۷۴)

علیؑ عمرو بن عبدود کے مقابلے میں

(۱۷۸-۵۴) "المجموع الرائق من ازہار الحدائق" میں مذکور ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب میں عمر بن عبدود سے مقابلہ کے لیے میدان نبرد میں گیا۔ تو میں نے سنا کہ کسی نے یہ شعر پڑھا:

قتل علی عمروا قصم علی ظهرا
ابرم علی امرا هتك علیّ سترا

"علی علیہ السلام نے عمرو کو قتل کیا اور اس کی کمر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے علی علیہ السلام نے اسلام کو محکم کیا اور پردہ شرک کو پارہ پارہ کر دیا (المناقب جلد ۳ صفحہ ۱۳۵)

علیؑ اور عمار اچانک غائب ہو گئے

(۲۔۸۷۔۵۵) علامہ مجلسی (قدس سرہ) بحار الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ علماء متقدمین میں سے کسی ایک سے روایت نقل ہوئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک دن محبان امیر المومنین علیہ السلام جامع مسجد کوفہ میں مل بیٹھے تو حضرت نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران حضرت نے اپنے دست مبارک سے ہوا کی طرف اشارہ کیا اور سخت لہجے میں گفتگو فرمائی۔

اچانک بادل کا ایک ٹکڑا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر اس پر سوار ہوئے اور وہاں سے غائب ہو گئے، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ شقشقیہ ارشاد فرمایا۔ لوگوں نے آنحضرت سے کہا: یا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر واضح و آشکارا طاقت وقوت عطاء فرمائی ہے اس کے باوجود معاویہ سے جنگ لڑنے کے لیے لوگوں کو بلاتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:

ان اللّٰہ تعبدھم بمجا ھدۃ الکفار والمنافقین والنا کثین والقاسطین والمارقین ۔ واللّٰہ لوشئت لمددت یدی ھذہ القصیرۃ فی ازمنکم ھذہ الطویلۃ ،وضربت بھا صدر معاویۃ بالشام ، واخذت بھا من شاربہ۔ اوقال : من لحیتہ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ نے کفار، منافقین، ناکثین، قاسطین اور مارقین کے ساتھ جنگ وجہاد کے ذریعے انھیں اپنی بندگی کی ترغیب دلائی ہے۔

"خدا کی قسم! اگر میں چاہتا تو اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس وسیع وعریض زمین پر دراز کرتا اور شام میں معاویہ کے سینے پر دے مارتا اور اس کی مونچھوں یا

داڑھی کے بال ۔۔۔۔۔۔۔

اس دوران امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک دراز کیا، جب واپس کھینچا تو آپ کے ہاتھ میں بہت زیادہ بال تھے۔

کچھ مدت کے بعد شام سے خبر ملی کہ جس روز علی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک دراز کیا تھا، معاویہ اپنے تخت سے نیچے گر کر بے ہوش ہو گیا تھا، جب اسے ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی مونچھوں اور داڑھی کے بال اکھڑے ہوئے ہیں۔

(نوادر المعجزات صفحہ ۴۳، عیون المعجزات صفحہ ۳۷، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۴۷۶)

سورہ فتح کی آیت ۲۹ کس کے بارے میں نازل ہوئی؟

(۳۔۸۷۳۔۵۶) کتاب کنز الفوائد میں مذکور ہے:

شیخ الطائفہ اپنے سلسلہ سند کے ساتھ اخطب خوارزم اور وہ ابن عباس سے ایک حدیث مرفوع نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کچھ لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ سے پوچھا کہ آیہ شریفہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا "اللہ نے صاحبان ایمان و عمل صالح سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے" (سورہ فتح آیہ ۲۹) کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

جب روز قیامت ہوگا تو سفید نور کا ایک پرچم بلند ہوگا اور منادی فریاد کرے گا:

"اے مومنین کے آقا و مولی! کھڑے ہو جائیں اور ان کے ہمراہ وہ لوگ بھی آئیں، جو اعلان رسالت کے بعد محمدؐ پر ایمان لائے"

یہ اعلان سن کر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے مقام سے روانہ ہوں گے، اور سفید نور کا وہ پرچم آپ کے حوالے کر دیا جائے گا، اس پرچم کے زیر سایہ مہاجرین و انصارین سے وہ لوگ اکٹھے ہوں گے، جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں پیش قدمی کی، یہ

افراد دوسرے لوگوں کو اس پرچم کے نیچے آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام تشریف لائیں گے اور پروردگار عالم کے نور سے بنے ہوئے منبر پر رونق افروز ہوں گے، اس دوران ان میں سے ایک ایک کر کے تمام افراد کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا جائے گا، آپ ان میں سے ہر ایک کو اس کا مخصوص نور عطا کریں گے، جب آخری شخص اپنا اجر وصول کرے گا تو اس سے کہا جائے گا:

"تم نے اپنے مخصوص حقوق حاصل کر لیے ہیں اور بہشت میں اپنا مخصوص مقام پہچان لیا ہے، پس تمہارا پروردگار فرما رہا ہے"

ان لکم عندی واجرًا عظیما یعنی الجنة۔

"بے شک تمہارے لیے میرے پاس ایک اجر عظیم یعنی جنت ہے"

فیقوم علیّ علیه السلام والقوم تحت لوائه معه حتیّ یدخل بهم الجنة، ثمّ یرجع الی منبره، فلایزال یعرض علیه جمیع المؤمنین فیاخذ نصیبه منهم الی الجنة، وینزل اقوا ماعلی النّار۔

"اس وقت علی علیہ السلام اپنی جگہ سے روانہ ہوں گے اور وہ لوگ بھی آنحضرت کے ساتھ چلیں گے جو آپؑ کے پرچم کے زیر سایہ ہوں گے، حتی کہ انہیں بہشت میں لے جائیں گے، وہ پھر اپنے منبر کی طرف لوٹیں گے، ہمیشہ تمام مومنین ان کے حضور میں حاضر ہوں گے اور اپنا حصہ اور نصیب لیتے ہوئے جنت کی طرف جائیں گے اور کچھ لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا"

درج ذیل آیہ شریفہ کی تفسیر بھی یہی ہے جس میں ارشاد ہو رہا ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ۔ (سورہ حدید آیہ ۱۹)

"اور جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائے، وہی خدا کے نزدیک صدیق
اور شہداء کا درجہ رکھتے ہیں اور انہی کے لیے ان کا اجر اور نور ہے اور جنہوں
نے کفر اختیار کر لیا اور ہماری آیات کی تکذیب کی وہی دراصل اصحاب
جہنم ہیں"

اللہ اور رسول پر ایمان لانے والوں سے مراد مومنین اور علیؑ کی ولایت رکھنے والے ہیں، جبکہ کفار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا، علیؑ کی ولایت کو جھٹلایا اور ان کے حق کا انکار کیا۔ (تاویل الآیات جلد۲ صفحہ ۶۰۰، جلد۱۳)

علیؑ کے مخصوص فضائل

(۸۷۴-۵۷) کتاب "الجواہر الرائق من ازھار الحدائق" میں آیا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کے لیے ایک سو مخصوص فضائل نقل ہوئے ہیں جو شیخ سعید ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قدس سرہ نے ۳۶۱ھ میں روز غدیر خم نقل کیے ہیں۔ یہ فضائل رسول خدا کے مبارک ہونٹوں سے بیان ہوئے کہ خداوند متعال نے علیؑ کو ان سے نوازا ہے۔

ہم نے ان میں اٹھائیس (۲۸) کا انتخاب کیا ہے جو یہاں مختصر طور پر نقل کرتے ہیں۔

(۱-۱) بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نور عظمت سے خلق فرمایا ہے، جیسا کہ رسول خدا کا فرمان ہے:

خُلقت انا وعلیّ من نور واحد۔

"میں اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے ہیں"

(۲-۷) وہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی اپنے باپوں کے صلبوں اور ماؤں کے رحموں میں خدا کی پرستش کرتے تھے۔

(۳-۱۰) جب انہیں ظاہری وجود عطا ہوا تو آسمان سے پشت کعبہ تک ایک نور چمکا کہ وہ

بت جو کعبہ کی چھت پر تھے زمین بوس ہو گئے، اس وقت ابلیس نے فریاد بلند کی اور کہا: ہلاکت و بربادی ان بتوں اور ان کی عبادت کرنے والوں کے لیے، اس مولود کی وجہ سے۔

(۴۔۱۴) وہ ہمیشہ کلام پیغمبر کی تشریح و تفسیر کرتے اور ہر نبی کی گفتگو نقل کرتے۔

(۵۔۲۷) وہ رسول خداؐ کے علم کا خزانہ تھے۔

(۶۔۳۵) وہ رسول خداؐ کے چہرے مبارک سے غم واندوہ کو دور کرنے والے تھے۔

(۷۔۳۹) وہ خدا کی آیت اور نشانی ہونے کے اعتبار سے عیسیٰ بن مریم کی طرح تھے البتہ پیغمبر نہیں تھے۔

(۸۔۴۰) وہ صبر و تحمل میں حضرت ایوب علیہ السلام کی مانند تھے۔

(۹۔۴۳) وہ سخاوت کے اعتبار سے حضرت ابراہیم کی طرح تھے۔

(۱۰۔۴۴) وہ قوت و طاقت اور آواز دلربا ہونے کے لحاظ سے حضرت داوؤد علیہ السلام کی شبیہ تھے۔

(۱۱۔۴۵) وہ شان و شوکت اور سلطنت میں حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے تھے۔

(۱۲۔۴۶) وہ حکمت میں حضرت لقمان حکیم کی مانند تھے۔

(۱۳۔۴۷) وہ تسلیم و بندگی اور سچائی میں حضرت اسماعیلؑ کی طرح تھے۔

(۱۴۔۴۸) وہ بارگاہ الٰہی میں دعا قبول ہونے کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام جیسے تھے۔

(۱۵۔۴۹) وہ حکم کرنے میں حضرت ذوالنون کی مانند تھے۔

(۱۶۔۵۰) وہ قضاوت کرنے میں رسولؐ خدا جیسے تھے، مگر یہ کہ وہ پیغمبر نہیں تھے۔

(۱۷۔۵۳) وہ جب بھی میدان کارزار میں قدم رکھتے تو حضرت جبرئیل ان کی دائیں طرف، حضرت میکائیل بائیں طرف اور حضرت عزرائیل آگے چلتے، وہ کبھی فتح و نصرت کے بغیر واپس نہیں لوٹے۔

(۱۸۔۵۹) وہ پہلی ہستی ہیں جنہیں روز قیامت ان کے نام سے پکارا جائے گا۔

(۱۹۔۶۵) وہ وہ ہیں جن کی ولایت کے توسط سے فرشتے خدا کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

(۲۰۔۷۱) وہ ایسے دلاور انسان تھے جنہوں نے خیبر جیسے مضبوط قلعہ کا بھاری دروازہ اکھاڑ کر ہوا میں اچھالا اور چالیس ہاتھ کے فاصلے پر اپنے سر کے پیچھے پھینکا اس کے بعد اسے اپنی ہتھیلی پر اٹھا کر پل بنایا حتی کہ لشکر اسلام وہاں سے گزرتا ہوا قلعہ میں داخل ہوا۔

(۲۱۔۷۵) وہ وہ ہیں کہ جن کی ولایت زمین کے مختلف خطوں کے سامنے رکھی گئی، جس حصہ نے ولایت قبول کرلی، وہ کاشتکاری کے قابل بن گئی اور جس حصہ نے سرپیچی کی وہ سیم زدہ ہوگئی۔

(۲۲۔۷۷) وہ وہ ہیں جن کی ولایت نباتات کے سامنے رکھی گئی، جس نے قبول کی وہ منافع بخش اور جس نے انکار کیا وہ زہر قاتل بن گیا۔

(۲۳۔۸۲) وہ ایسی شخصیت کے مالک ہیں کہ چاند نے شب قدر ان کے ساتھ گفتگو کی۔

(۲۴۔۸۶) وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں جبکہ تمام لوگ ان کے علم کے محتاج ہیں۔

۲۵۔۹۵) وہ غائبانہ طور پر تمام پیغمبروں کے ساتھ اور رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ کے ساتھ ظاہر بظاہر تھے۔

(۲۶۔۹۶) جب بہشت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے گا تو اس سے نکلنے والی آواز یا علی ہوگی۔

(۲۷۔۹۷) بے شک بہشت میں طوبیٰ کا درخت آنحضرت کے گھر میں اور اس کی شاخیں مومنین کے گھروں میں ہوں گی۔

(۲۸۔۹۹) بے شک آنحضرت اللہ تعالیٰ کی بولتی ہوئی کتاب ہیں۔

(المجموع الرائق جلد ۲ صفحہ ۳۲۰)

علیؑ صاحب اعجاز

(۸۷۵۔۵۸) کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ ابوزبیر کہتے ہیں:

میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا: کیا علیؑ صاحب اعجاز ہیں؟

انہوں نے کہا: ہاں، خدا کی قسم! آنحضرت صاحب معجزات تھے کہ مجمع عام میں بہت سے لوگ اس بات کے شاہد تھے، ان کے دشمنوں کے علاوہ کسی نے بھی ان کا انکار نہیں کیا اور کفار کے علاوہ کسی نے بھی ان پر پردہ نہیں ڈالا۔ من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن کسی سفر پر میں ان کے ہمراہ تھا، حضرت نے فرمایا:

"چلیں اس بیری کے درخت کے سائے میں دو رکعت نماز پڑھ لیں"

آپ اس درخت کے نیچے بیٹھ گئے، آنحضرت نے نماز میں مشغول ہو گئے اور رکوع و سجدہ کرنا شروع کیا: ہم نے دیکھا کہ جب آنحضرت رکوع میں جھکتے تو درخت سدر بھی رکوع میں جھک جاتا، اور جس وقت آپ سجدہ میں جاتے تو وہ درخت بھی سجدہ کرتا اور جب قیام کرتے تو وہ بھی قیام کی حالت میں ہو جاتا۔ میں نے جب یہ منظر دیکھا تو حیران ہو کر رہ گیا اور منتظر تھا کہ آنحضرت نماز ختم کریں۔ جب نماز ختم ہو گئی تو دعا کرتے ہوئے فرمایا:

اللهم صلّ علی محمد و آل محمد۔

"اے میرے معبود محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیج"

اس وقت شاخیں حکم پروردگار سے بول اٹھیں اور کہنے لگیں: آمین، آمین۔

اس کے بعد فرمایا:

اللهمّ صل علی شیعة محمد و آل محمد۔

"اے اللہ! محمدؐ و آل محمدؐ کے شیعوں پر درود بھیج"

اس موقع پر درخت کے پتے اور چھوٹی موٹی تمام شاخیں قدرت خدا سے گویا ہوئیں اور کہا: آمین، آمین۔

پھر فرمایا:

اللهم العن مبغضی محمد و آل محمد و مبغضی شیعة محمد

و آل محمد۔

"اے معبود! محمدؐ و آل محمدؐ اور ان کے شیعوں کے دشمنوں پر لعنت بھیج"

اس دفعہ بھی درخت کے تمام پتوں اور شاخوں نے آمین آمین کہا۔

(الثاقب فی المناقب صفحہ ۲۲۵، جلد ۳، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۳۹۷ جلد ۲۶۱)

سانپ پیغمبرؐ کے سینے پر

(۸۷۶۔۵۹) مذکورہ ماخذ (الثاقب فی المناقب) میں آیا ہے کہ سفیان ثوری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ اپنے اجداد اطہار سے نقل فرماتے ہیں۔

ایک دن رسول خداؐ حضرت عائشہ کے گھر میں داخل ہوئے، اس کے ساتھ مقاربت کرنے کے بعد بستر پر لیٹ کر سو گئے، اس وقت ایک سانپ کمرے میں داخل ہوا، جو آنحضرت کے شکم مبارک پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

حضرت عائشہ نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے باپ حضرت ابو بکر کے پاس گئی تاکہ وہ سانپ کو آنحضرت کے شکم سے دور کرے۔ جب حضرت ابو بکر آئے تو اس نے کمرے میں داخل ہونا چاہا تو سانپ اس پر جھپٹا، جس سے وہ واپس مڑ گئے اس کے بعد حضرت عائشہ عمر بن خطاب کو بلا کر لائی، جب اس نے داخل ہونا چاہا تو وہ بھی پلٹ گیا۔

حضرت میمونہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا عائشہ سے کہتی ہیں: حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کو بلا کر لاؤ۔

حضرت عائشہ نے پوری داستان آنحضرت کے گوش گذار کی۔

فلما دخل علیّ علیه السلام قامت الحیة فی وجهه و تدور حول علی علیه السلام و تلوذبه۔

جس وقت حضرت علیؑ کمرے میں داخل ہوئے تو سانپ آنحضرت کے سامنے کھڑا ہو گیا، اس کے بعد دیوانوں کی طرح آنحضرت کا طوائف

کرنے لگا اور ان کے دامن پناہ میں چلا گیا۔ اس کے بعد اپنے آپ کو گھسیٹتا ہوا گوشہ نشین ہو گیا۔

پیغمبر خداؐ نیند سے بیدا ہوئے تو فرمایا:

"اے ابا الحسنؑ! آپ یہاں پر ہیں، حالانکہ آپ تو عائشہ کے گھر میں بہت کم آتے ہیں"

عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت انہوں نے خود خواہش کی ہے کہ میں ان کے گھر میں آؤں۔ اس وقت سانپ قدرت خدا سے بولتے ہوئے کہتا ہے:

یا رسول اللہ! انی ملکٌ غضب علیّ رب العالمین فجئت الی هذا انوصی الطلب الیه ان یشفع لی الی اللّٰہ تعالیٰ۔

"اے رسول خداؐ! میں ایک فرشتہ ہوں، رب العالمین مجھ پر غضبناک ہوا، اب میں آپؐ کے وصی اور جانشین کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ وہ پروردگار کی بارگاہ میں میری شفاعت کریں"

رسول خداؐ نے فرمایا: ادع له حتی اُومّن علی دعائک.

"اے علیؑ! آپؑ اس کے لیے دعا کریں، تاکہ میں آمین کہوں"

حضرت علی علیہ السلام نے دعا فرمائی اور پیغمبر خداؐ نے آمین کہا۔

سانپ نے کہا: اے رسول خداؐ! بے شک خدا نے مجھے معاف کر دیا ہے اور پر واپس دے دیئے ہیں۔ (الثاقب المناقب صفحہ ۲۲۸، مدینۃ المعاجز جلد ۱ صفحہ ۲۹۹)

علیؑ شجاع ترین

(۸۷۷-۶۰) مذکورہ کتاب "الثاقب فی المناقب" میں آیا ہے کہ مفضل کہتے ہیں چھٹے پیشوا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام کے باوفا دوست اور علمدار مالک اشتر کہتے ہیں: ایک

دن میں نے جنگ صفین میں اپنے آپ سے کہا:

انیّ اشجع ام امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ۔

"کیا میں شجاع تر ہوں یا امیر المومنین علی صلوات اللہ علیہ؟"

بس اس بات کا میرے ذہن میں آنا تھا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور ذی کلاع حمیری" پر حملہ آور ہوئے ہاسے گھوڑے کی زین سے اٹھایا اور آسمان کی طرف اچھال دیا اور اپنی تلوار سے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے بعد فرمایا: یا اشعر ! انا ام انت ؟" اے اشتر تم یا میں؟"

میں نے عرض کیا: بل انت یا امیر المؤمنین ! علیک الصلوة والسلام .

"بلکہ آپ ہیں یا امیر المومنین! آپ پر درود وسلام ہو" (الثاقب والمناقب صفحہ ۲۵۷)

علیؑ نے درِ خیبر اکھاڑا

(۸۷۸۔۲۱) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

جب جنگ خیبر میں رسول خداؐ نے علیؑ کی آنکھ کے لیے شفا کی دعا فرمائی اور پرچم اسلام ان کے حوالے کیا تو آپ نے اپنے ماتحت تمام فوج کو حکم دیا کہ قلعہ کی طرف جلدی سے روانہ ہو جائے۔

آپ کے دوستوں نے کہا: تھوڑا آہستہ چلیں کہ ہم بھی تو قلعہ تک پہنچ سکیں، جب وہ لوگ پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر گرا دیا تھا۔ پھر ستر (۷۰) لوگ اکٹھے ہو گئے، انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ دروازے کو اپنی جگہ پر واپس لائیں۔

(الثاقب المناقب صفحہ ۲۵۷، مناقب شہر آشوب صفحہ ۲۹۳ جلد ۲)

ابو عبداللہ جدلی بھی کہتے ہیں: میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

"میں نے قلعہ خیبر کے دروازے کو اکھاڑ کر اپنی ڈھال بنایا اور ان کے

ساتھ جنگ کی، پھر جب میں کامیاب ہو گیا اور خدا نے ان لوگوں کو ذلیل ورسوا کیا تو میں نے اس دروازے کی پل بنائی پھر اسے خندق میں گرا دیا"

کسی نے پوچھا: آپ نے اس کا وزن کس قدر محسوس کیا تھا؟

حضرت نے فرمایا:

ماکان الّامثل جنّتی الّتی فی عدتی فی غیرذلك المقام۔

"اس کا وزن اس سپر کی مانند ہے جو میرے ہاتھ میں ہے، اور دوسرے مواقع پر اس سے استفادہ کرتا ہوں"

اس بارے میں کسی شاعر نے کچھ اشعار کہے ہیں:

انّ امرء احمل الرتاج بخیبر
یوم الیھود بقدرة لمؤید
حمل الرتاج ،رتاج باب فوقھا
والمسلمون واھل خیبر حشدوا

"بے شک اس شجاع مرد نے یہودیوں کے ساتھ جنگ خیبر میں درِ خیبر کو قدرت خدا سے اکھاڑ ۔انہوں نے قلعہ کے سب سے بڑے دروازے کو اکھاڑ کر یوں بلند کیا کہ تمام مسلمانوں اور خیبریوں نے اسے دیکھا"

فرمی به ولقد تکلّف درہ
سبعون کلھم له متشدّد
ردّوہ بعد مشقة وتکلف
ومقام بعضھم لبعض أرندوا

"پس اس شیر خدا نے درِ خیبر کو ہوا میں اڑا دیا کہ جسے ستر (۷۰) طاقت ور آدمی بڑی مشکل سے جابجا کرتے تھے"

”بہت سے طاقتور افراد نے ایک دوسرے کی مدد کے ذریعے بڑی مشکل سے اسے اپنی جگہ پر واپس پلٹایا“

(الثاقب المناقب صفحہ ۱۲۵ المناقب شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

حکم خدا اور رسول کی مخالفت

(۹۔۸۷۔۶۲) مذکورہ کتاب میں آیا ہے کہ علی بن نعمان اور محمد بن سنان ایک مرفوعہ روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جب بی بی عائشہ نے عہد و پیمان توڑنے والوں کے ساتھ مل کر جنگ جمل کا منصوبہ بنایا تو ایک دن حضرت عائشہ نے کہا:

”میرے پاس کوئی ایسا شخص لاؤ جو علیؑ کا سخت ترین دشمن ہو کہ اسے علیؑ کے پاس بھیجوں“

پس ایک شخص کو حضرت بی بی عائشہ کے پاس لایا گیا تو اس نے اپنا سر بلند کرتے ہوئے کہا: تمہاری دشمنی علیؑ کے ساتھ کس حد تک ہے؟

اس نے کہا: ایک مدت سے اپنے پروردگار سے سوال کر رہا ہوں کہ وہ اور اس کے چاہنے والے میرے ہاتھ چڑھ جائیں کہ میں ان پر اپنی شمشیر سے ایسے وار کروں کہ میری تلوار سے خون ٹپکنے لگے۔

بی بی عائشہ نے کہا: تم ہی اس کام کے لیے مناسب تر ہو۔

پھر ایک خط لکھ کر اسے دیا اور کہا: یہ خط لے جا کر اسے دے دو، چاہے وہ سفر میں ہو یا حضر میں۔

”آگاہ ہو جاؤ! تم اسے اس حال میں دیکھو گے کہ وہ رسول خداؐ کے خچر پر سوار ہوگا، تیر کمان کاندھے سے لٹکائی ہوگی، اور ترکش زین کے ساتھ آویزاں ہوگا، اس کے چاہنے والے اس کے پیچھے اس طرح صف

باندھیں ہوں گے جیسے پرندے ہوتے ہیں، جب وہ تمہیں کوئی چیز کھانے پینے کی دعوت دیں تو ہرگز نہ کھانا، کیونکہ وہ سحر شدہ ہوگی"

وہ قاصد حضرت علی علیہ السلام کی طرف چلا، جب آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ سوار تھے، اس نے وہ خط حضرت علیؑ کو دیا۔

حضرت نے خط کھول کر پڑھا اور اس سے فرمایا: یہ کام ہونے والا نہیں ہے۔ جب حضرت نے رکاب سے پاؤں نکالا اور خچر سے نیچے آئے تو اصحاب نے آپ کو حلقے میں لے لیا، حضرت نے رخ مبارک قاصد کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم سے کچھ سوال کرسکتا ہوں؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا جواب دو گے۔؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: "میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ عائشہ نے کیا کہا تھا مجھے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو اس (علیؑ) کا سرسخت ترین دشمن ہو؟ کیا تمہیں اس کے پاس لے جایا گیا؟ اس نے تم سے پوچھا کہ تمہاری اس شخص (علیؑ) سے کس قدر دشمنی ہے؟ تم نے کہا: میں اکثر خدا سے یہ چاہتا ہوں کہ علی اور اس کے اصحاب میرے چنگل میں آجائیں اور میں ان پر ایسے وار کروں گا کہ میری تلوار سے خون بہنے لگے گا؟"

آپ نے فرمایا:

"تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں! کیا عائشہ نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ میرا یہ خط لے جا کر اسے دو، خواہ وہ سفر میں ہو یا حضر میں؟ اور آگاہ ہو جاؤ! تم اسے اس حال میں دیکھو گے کہ وہ رسول خداؐ کے خچر پر سوار ہوگا، تیر کمان کاندھے پر

ہو گئی اور ترکش کو زین کے ساتھ آویزاں کیا ہوگا۔ اس کے دوست اس کے
پیچھے ایسے صف باندھیں ہوں گے جیسے پرندے ہوتے ہیں؟"

اس نے کہا: خدایا (تو جانتا ہے)، ہاں

حضرت نے فرمایا: کیا میرا پیغام اس کے پاس لے جاؤ گے؟

اس نے کہا: خدایا (تو جانتا ہے)، ہاں کیونکہ میں جب آپ کے پاس آیا تھا تو میں آپ کا سخت ترین دشمن تھا، لیکن اب کرہ ارض پر میرے نزدیک آپ سے محبوب تر کوئی بھی نہیں ہے، پس آپ جو حکم کرنا چاہتے ہیں، فرمائیں۔

آپ نے فرمایا:

ادفع الیها کتابی ،وقل لها: ما اطعت الله ولا رسوله حیث امرك بلزوم بیتك فخرجت تترددین فی العساکر۔

"میرا یہ خط اس تک پہنچا دو اور اسے کہنا: تم نے خدا اور رسولؐ خدا کی اطاعت نہیں کی ، کیونکہ خدا اور اس کے رسول نے تمہیں گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا، جبکہ تم گھر سے باہر نکل آئی ہو اور لشکریوں کے درمیان رفت و آمد کرتی ہو"

اس کے بعد فرمایا:

"طلحہ اور زبیر سے کہو! تم نے خدا اور اس کے رسول کے ساتھ انصاف سے کام نہیں کیا، کیونکہ تم دونوں نے اپنی عورتوں کو تو گھر میں بٹھا رکھا ہے اور زوجہ پیغمبر کو باہر لے آئے ہو"

قاصد آنحضرت کا خط لے کر وہاں سے روانہ ہوا، خط لا کر حضرت عائشہ کے سامنے پھینکا اور آنحضرت کا پیغام پہنچایا، پھر امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف واپس آ گیا، آنحضرت کے باوفا اصحاب میں شامل ہو گیا اور جنگ صفین میں رتبہ شہادت پر فائز ہوا۔

حضرت بی بی عائشہ نے کہا: ہم نے جس کو بھی اس کے پاس بھیجا ہے، اس نے

اسے ہمارے خلاف کر دیا ہے۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۴۳، مدینۃ المعاجز جلد ۲ صفحہ ۱۳۶، الخرائج جلد ۲ صفحہ ۷۴۴)

جنت میں کیسے جائیں؟

(۸۸۰۔۶۳) محمد بن ابی الفوارس کتاب "الاربعین" میں رقمطراز ہیں:

ابو ہریرہ کہتا ہے: ایک دن حضرت علی علیہ السلام مسجد میں قریش مکہ کے کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے، ان لوگوں نے آنکھ اور ابرو کے اشارے سے آپ کی توہین کی۔ حضرت علی علیہ السلام رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور ان کے بارے میں آنحضرت سے شکایت کی۔ پیغمبر خداؐ غصے میں آئے اور فرمایا:

یا ایھا الناس! مالکم اذا ذکر ابراھیم و آل ابراھیم اشرقت وجوھکم وطابت نفوسکم، واذا ذکر محمد و آل محمد قست قلوبکم وعشیت وجوھکم والذی نفسی بیدی لو عمل احد کم عمل سبعین نبیّاً من اعمال البشر، مادخل الجنۃ حتی یحب ھذا وولدہ واشار الی علیؑ۔

"اے لوگو! تمہیں کیا ہوتا ہے کہ جب تم ابراہیم اور آل ابراہیم کا ذکر سنتے ہو تو تمہارے چہرے چمک اٹھتے ہیں، تمہارا دل سکون حاصل کرتا ہے، لیکن جب محمدؐ وآل محمدؐ کا نام سنتے ہو تمہارے دل بجھ جاتے ہیں اور چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں؟ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر آپ میں سے کوئی شخص ستر (۷۰) انبیاء کے اعمال بجا لائے ہو، اس وقت تک بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا، جب تک اس شخص یعنی علیؑ اور اس کے بچوں کو دوست نہ رکھتا ہو" پھر رسول خدا نے فرمایا:

ان للہ حقا لایعلمہ الا اللہ وانا وعلیؑ، وان لی حقاً لایعلمہ

الا اللہ و علیّ و انّ لعلیّ حقاً لا یعلمہ الا اللہ و أنا۔

"بے شک اللہ کے لیے حق ہے جسے اللہ، میرے اور علیؑ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا، تحقیق میرے لیے ایک حق ہے جسے خدا اور علیؑ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا اور اسی طرح علیؑ کے لیے حق ہے جسے اللہ اور میرے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا" (الروضہ فی الفضائل صفحہ ۱۴۷، بحارالانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۹۶)

علیؑ نے مردہ کیسے زندہ کیا؟

(۶۴۔۸۸۱) اسعد بن ابراہیم اربلی کتاب "اربعین" میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنینؑ کے باوفا صحابی حضرت عمار یاسرؓ کہتے ہیں:

میں شہر کوفہ میں اپنے آقا و مولیٰ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ رسول خداؐ کے اصحاب میں سے ایک گروہ آنحضرت کے اطراف میں موجود تھا، اچانک لمبے قد کا ایک سوار شخص آیا، جس نے خاکستری رنگ کی عبا پہنی ہوئی تھی، سر پر زرد رنگ کا عمامہ رکھا ہوا تھا اور تلواروں سے مسلح تھا۔ وہ اپنی سواری سے اترا، اس نے ایسے ہی سلام و احترام بجالایا، جیسے بادشاہوں سے کیا جاتا ہے، پھر اس نے کہا: آپ میں سے وہ کون ہے جو متقیوں کا امام، علم و ایمان سے مملو، شرک سے پاک، مولود حرم اور بلند ہمت کا مالک ہے؟ آپ میں سے حیدر، ابوتراب دروازہ اکھاڑنے والا لشکروں کو شکست دینے والا کون ہے؟

حاضرین میں کسی ایک نے امیرالمومنین علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ کی مراد یہ آقا و سردار ہیں اور وہی تمہارے رہبر و راہی ہیں۔

وہ شخص علی علیہ السلام کی طرف آیا اور کہتا ہے: میں ایک ایسے قبیلہ کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہوں جو حسب و نسب کا مالک ہے، وہ ایک عظیم قبیلہ ہے، جس کے فضائل بہت زیادہ ہیں، اسے "عقیمہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کا ایک امیر ہے جس کا لقب "طاعن الاسعد" (نیزہ چلانے والوں کا استاد) ہے۔ اس کا ایک بیٹا ہے جس کی

پیشانی سے آفتاب نظر آتا ہے، اس سے محبت و دوستی کی وجہ سے دنیا سے محبت نہیں کرتا،

اس کا اتنا عزیز بیٹا قتل ہو گیا ہے، لیکن اس کے قاتل کے بارے میں کسی کو خبر نہیں ہے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے، اس کے قتل کی وجہ سے قبائل کے درمیان قتل و غارتگری کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ فتنہ گر شیاطین ہر طرف سے سر نکال رہے ہیں، ناگفتہ بہ فسادات کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور ایک دوسرے کے بارے میں شک و تردید اور اختلاف دلوں میں نفوذ کر چکا ہے۔

وہ سب لوگ اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ مقتول کو آپ کی خدمت میں لائیں تا کہ آپ اس کا فیصلہ کریں، کیونکہ وہ سب آپ کے حکم کی پیروی کرنے پر یقین رکھتے ہیں، آپ کے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں اور ان کا اس بات پر یقین محکم ہے کہ آپ یہ معجزہ کر سکتے ہیں آپ قاتل کی نشاندہی کریں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو قبائل ایک دوسرے کے خلاف تلوار کھینچ لیں گے اور جنگ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، آپ مسلمانوں کی مشکلات حل کرنے اور ان کے درمیان جنگ و جدال کو روکنے کے لیے سب سے مناسب ہیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: مقتول اب کہاں ہے؟

اس نے تابوت لایا، اس سے ایک مردہ نوجوان کی لاش نکالی جو ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی، اور اس سے عنبر و عود کی خوشبو اٹھ رہی تھی۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور ایک طویل نماز بجا لائی، پھر اس شخص کی طرف چہرہ مبارک کیا اور فرمایا:

"اس نوجوان کو اس کے چچا "حریث" نے قتل کیا ہے، کیونکہ اس نوجوان نے اپنے چچا کی بیٹی سے ازدواج کرنے کے باوجود کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا، پس اس کے چچا نے اس بغض و عناد کی وجہ سے قتل کیا ہے"

اعرابی نے کہا: ہاں، ایسا ہی ہے، لیکن ہم اس سے واضح تر چاہتے ہیں کہ آپ

اس نوجوان سے گفتگو کروائیں تاکہ یہ اس معجزے کو بیان کرے جو آپ کو عطا کیا گیا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے، خدا وند متعال کی بارگاہ میں دعا و تضرع کیا، ہم نے سنا کہ آپ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے۔

الھی انت احییت میّت بنی اسرائیل ببعض لحم بقرہ ،وقلف: اضربوہ ببعضھاکذلک یحی اللّٰہ الموتٰی:(بقرہ آیہ ۷۳)و انی لاضربہ ببعضی واعلم ان بعضی عندك اکرم۔

"اے میرے معبود! تو نے بنی اسرائیل کے مردے کو گوشت کے ٹکڑے سے زندہ کیا، تو نے فرمایا: اس مردے کو گائے کا بعض حصہ مارو، اللہ تعالیٰ اس طرح سے مردوں کو زندہ کرتا ہے" میں اپنا ایک عضو اس مردہ کو مارتا ہوں، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تیرے نزدیک میرا عضو اس سے کہیں محترم تر ہے"

اس کے بعد اپنے دائیں پاؤں سے اسے ہلایا، اس کے بعد کہا: حکم خدا سے کہو کہ تمہیں کس نے قتل کیا ہے؟ بے شک میں علی بن ابی طالبؑ پیغمبر کا جانشین ہوں۔

آنحضرت نے اس جملے کا دو تین مرتبہ تکرار کیا، اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا ہے اس وقت اس مردہ نے کمزور آواز میں گفتگو کی کہ تمام حاضرین نے اس کی آواز سنی اس نے کہا: مجھے میرے چچا نے قتل کیا ہے۔

اتنی بات کرنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ لوگوں نے جب یہ حیران کن کام دیکھا تو تمام کے تمام علی علیہ السلام کے پاؤں میں گر گئے اور سجدہ ریز ہو گئے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: "سجدہ صرف خدا کی ذات اقدس کے لیے مخصوص ہے، اس نے صرف حکم پروردگار سے گفتگو کی ہے"

اس بارے میں دعویٰ کرنے والوں نے بہت سے دعوے کیے ہیں اس حدیث کو

اکثر محدثین کوفہ نے نقل کیا ہے۔ (الجواہر الرائق جلد ۲ صفحہ ۱۴۱)

علیؑ و فاطمہؑ سے پیغمبر کی محبت

(۸۸۲۔۶۵) محمد بن ابی الفوارس کتاب ''اربعین'' میں تحریر کرتے ہیں:

ایک حدیث میں حضرت عائشہ سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتی ہیں: میں نے کسی بھی شخص کو رسول خدا کے نزدیک علیؑ و فاطمہؑ سے زیادہ محبوب نہیں دیکھا۔

پھر اپنی گفتگو کو جاری رکھا کہ ایک دن میں پیغمبر خدا کے حضور حاضر تھی، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے پیغمبر کی طرف دیکھ کر عرض کیا:

''اے رسول خداؐ! میری جان آپ پر قربان ہو آپ پر خدا کا درود و سلام ہوں میری فضیلت کیا ہے''

رسول خداؐ نے فرمایا:

یا فاطمة ! انت خیر النسآء فی البریّه وانت سیّدة نسآء اهل الجنة واهلها۔

''اے فاطمہؑ! مخلوقات میں تم تمام عورتوں سے افضل تر ہو، تم جنتی خواتین کی سردار ہو اور خود بھی اہل بہشت ہو''

جناب سیدہ فاطمہؑ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے چچا زاد بھائی کے لیے کون سی فضیلت ہے؟

رسول خدا نے فرمایا:

لایقاس به احد من خلق اللّٰه۔

''مخلوق خدا میں سے کسی کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا''

جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: میرے بیٹوں حسنؑ و حسینؑ کے لیے کون سی فضیلت ہے؟۔

رسول خداؐ نے فرمایا:ہما ولدای وسبطای وریحانتای ایام حیاتی وبعد وفاتی۔

"وہ دونوں میری حیات میں اور وفات کے بعد میرے بیٹے ، میرے نواسے اور ریحان کے دو پھول ہیں"

حضرت عائشہ کہتی ہیں: جب وہ دونوں گفتگو میں معروف تھے اچانک حضرت علیؑ آئے اور پیغمبر خدا کی طرف دیکھ کر کہتے ہیں:

"یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ پر خدا کا درود وسلام ہو! میرے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟"

رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ بہشت میں در کے محل میں ہوں گے، یہ محل عرش خدا کے نیچے ہے، اس کی بنیاد رحمت اور اس کے اردگرد رضوان ہیں۔

یا علی بینك وبین نور اللہ باب فتنظر الیه و ینظر الیك وعلی رأسك تاج من نور قد رضاء نوره مابین المشرق و المغرب وانت ترفل فی حلل حمروردیة ، وخلقت و خلقتنی ربّی وخلق محبینا من طینة تحت العرش وخلق مبغضینا من طینة الخبال ۔

"یا علیؑ! تیرے اور نور خدا کے درمیان ایک دروازہ ہے، پس وہ تیری طرف اور تو اس کی طرف دیکھتا ہے، تیرے سر پر نور کا ایک تاج ہے کہ اس کا نور مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتا ہے تو اس لباس پر فخر کرتا ہے جس کا رنگ سرخ پھول کی طرح ہے میرے پروردگار نے تجھے اور مجھے پیدا کیا ہے اور ہمارے چاہنے والوں کو عرش کے نیچے والی خاک سے پیدا کیا ہے اور ہمارے دشمنوں کو دوزخ کی گندی مٹی سے بنایا ہے"

(اربعین ابن ابی الفوارس جلد ۳، مخطوطہ)

دو پتھروں کے درمیان علیؑ کا فیصلہ

(۸۸۳۔۶۶) مذکورہ کتاب میں تحریر ہے کہ ابن عباس ایک حدیث مرفوعہ میں کہتے ہیں:

میں اپنے آقا و مولیٰ علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو پتھروں میں سے ایک نے دوسرے کے اوپر گر کر اسے نقصان پہنچایا تو آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا کہ اوپر گرنے والے پتھر کو بھی اسی طرح سے نقصان پہنچایا جائے۔

راوی کہتا ہے: میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا ان دو پتھروں نے علی علیہ السلام سے قضاوت کے لیے کہا تھا؟

انہوں نے کہا: ہاں، اس خدا کی قسم! جس نے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا بے شک میں نے دیکھا کہ ان دو پتھروں نے فریاد ایسی کی خواہش کی تھی۔ (اربعین ابن ابی الفوارس "مخطوطہ" جلد ۳۲)

حضرت ابراہیمؑ نے شیعہ علیؑ کی خواہش کی

(۸۸۴۔۶۷) طریحی اپنی کتاب "مجمع البحرین" لفظ "شیع" کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ نقل ہوا ہے کہ ایک رات رسول خداؐ نے مسجد میں اپنے اصحاب سے گفتگو کی، دوران گفتگو آپ نے فرمایا:

یا قوم اذا ذکرتم الانبیآء الاولین فصلّوا علیّ ثمّ صلّوا علیهم

واذا ذکرتم ابی ابراهیمؑ فصلّوا علیه ثمّ صلوا علیّ۔

"اے لوگو! جب بھی گذشتہ انبیاء کو یاد کرو تو پہلے مجھ پر درود و سلام بھیجو، پھر ان پر لیکن جب میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو تو پہلے ان پر اس کے بعد مجھ پر سلام بھیجو"

آپ کے اصحاب نے کہا: اے رسول خداؐ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کس وسیلہ سے اس مقام پر پہنچے ہیں؟

پیغمبر خداؐ نے فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ! جس رات مجھے معراج پر لے جایا گیا، جب میں تیسرے آسمان پر پہنچا تو میرے لیے نور کا ایک منبر لگایا گیا۔ میں اس کے اوپر بیٹھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام مجھ سے ایک زینہ نیچے بیٹھ گئے اور باقی پیغمبر منبر کے اردگرد بیٹھ گئے۔ اس دوران علی علیہ السلام تشریف لائے جو نور کے مرکب پر سوار تھے، ان کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا اور ان کے چاہنے والے ستاروں کی طرح ان کے وجود مبارک کے اردگرد موجود تھے"

حضرت ابراہیمؑ نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

يا محمد هذا ایّ نبیّ معظم وای ملك مقرب؟

"اے محمدؐ! یہ کون سے صاحب عظمت نبی ہیں؟ یا کوئی ملک مقرب ہیں؟"

میں نے عرض کیا:

لانبی معظم ولا ملک مقرب هذا اخی وابن عمی وصهری ووارث علمی علی بن ابی طالب علیه السلام.

"وہ نہ تو کوئی نبی معظم ہیں اور نہ ہی ملک مقرب، بلکہ وہ میرے بھائی، میرے چچازاد میرے داماد اور میرے علم کے وارث علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں"

حضرت ابراہیم نے پوچھا: وہ لوگ کون ہیں جو ان کے وجود مبارک کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے ہیں؟

میں نے عرض کیا: ان کے شیعہ ہیں۔

یہ وہ مقام تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

اللهمّ اجعلنی من شیعة علی علیه السلام۔

"اے میرے معبود! مجھے بھی علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے قرار دے"

اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر نازل ہوئے:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۔(سورہ صافات آیہ ۸۳)

"حضرت ابراہیمؑ ان کے پیروکاروں میں سے تھے" (مجمع البحرین جلد ۱ صفحہ ۳۵ مادہ شیع)

علیؑ اور نبیؐ کے درمیان صیغہ اخوت کی داستان

(۸۸۵۔۶۸) شیخ بزرگوار فقیہ دانشمند جناب محمد بن جعفر شہدی اپنی کتاب " مااتفق فیہ من الاخبار فی فضل الائمۃ الاطہار" میں تحریر فرماتے ہیں:

عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں: ایک دن رسول خداؐ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ خداوند علی اعلا آپ پر درود وسلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: پڑھو!

پیامبر خداؐ نے فرمایا: کیا پڑھوں؟ جبرئیل نے عرض کیا: پڑھیں:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۔ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۔ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۔ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۔(سورہ حجر آیہ ۴۵تا۴۸)

"بے شک صاحبان تقویٰ باغات اور چشموں کے درمیان رہیں گے۔ انہیں حکم ہوگا کہ تم باغات میں سلامتی اور حفاظت کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور ہم نے ان کے سینوں سے ہر طرح کی کدورت نکال لی ہے اور وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہوں گے۔ نہ انہیں کوئی تکلیف چھو سکے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے"

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: اے جبرئیل انہیں خدا نے بھائی بھائی قرار دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے روبرو تخت نشین ہوں گے، کون ہیں؟

جبرئیل نے عرض کیا: "وہ آپ کے برگزیدہ اصحاب ہیں جنہوں نے آپ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کیا اور عہد و پیمان کی خلاف ورزی نہیں کی۔

"آگاہ ہو جائیں! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ زمین پر ان کے درمیان اس طرح سے رشتہ اخوت و برادری قائم کریں، جس طرح خداوند متعال نے آسمان پر ان کے درمیان قائم کیا ہے"

پیغمبر خداؐ نے فرمایا: میں انہیں نہیں پہچانتا ہوں۔

جبرئیل: میں آپ کے حضور ہوا میں کھڑا ہوں، جب کوئی مومن شخص کھڑا ہوگا تو میں آپ سے کہوں گا کہ فلاں فلاں شخص مومن ہے، آپ کھڑے ہو جائیں اور ان دونوں کے درمیان رشتہ اخوت و برادری قائم کریں۔ جب کوئی کافر کھڑا ہوگا تو میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ فلاں فلاں شخص کافر ہے ان دونوں کے درمیان رشتہ اخوت قائم کریں۔

پیغمبر خدا نے فرمایا: اے جبرئیل ایسے ہی کروں گا۔

اس وقت پیغمبر اکرم کھڑے ہو گئے، مومن کا مومن کے ساتھ اور کافر کا کافر کے ساتھ رشتہ اخوت و برادری قائم کیا۔

اس دوران منافقین شور و غوغا کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے محمدؐ! اس کام میں کیا راز پنہاں ہے؟ آپ نے ہمارے ساتھ ایسا برتاؤ کیا ہے کہ ہمیں پراگندہ طور پر چھوڑ دیا ہے اور ہمارے ساتھ علیحدہ سے رشتہ اخوت قائم نہیں کیا چونکہ اللہ تعالیٰ ان کی نیت سے آگاہ تھا، اس لیے پیغمبر اکرمؐ پر یہ آیہ نازل فرمائی:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۔ (سورہ آل عمران آیہ ۱۷۹)

"خداوند متعال صاحبان ایمان کو انہیں حالات میں نہیں چھوڑ سکتا جب تک خبیث اور طیب کو الگ الگ نہ کر دے"

جب رسول اکرمؐ نے یہ آیہ شریفہ پڑھی تو لوگ خاموش ہو گئے۔

پیغمبر خدا نے دوبارہ سے ان کے درمیان رشتہ اخوت و برادری قائم کرنا شروع کیا حتیٰ کہ تمام اصحاب (خواہ مومن یا منافق) کے درمیان رشتہ اخوت کو قائم کیا۔

تھوڑا ہی وقت گذرا تھا کہ پیغمبر اسلام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایک گوشے میں بیٹھے آہستہ آہستہ گریہ کر رہے ہیں، دم سینے میں گھٹ رہا ہے اور آنسو آپ کی آنکھوں سے آپ کے چہرہ مبارک پر بہہ رہے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا:

"اے اباالحسن! کیوں گریہ کر رہے ہیں؟"

علیؑ نے عرض کیا: اپنے آپ پر آنسو بہا رہا ہوں۔

رسول خدا نے فرمایا: اے میری جان اے علی! آخر ایسا کیوں؟

آپ نے عرض کیا: "یا رسول اللہؐ! جب بھی آپ مومنین میں سے کسی کو فرماتے ہیں کہ اٹھو، اور کسی مومن سے اپنا رشتہ اخوت قائم کرو، اس وقت میں اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ: اب آپ مجھے فرمائیں گے کہ میں کھڑا ہو جاؤں، لیکن آپ مجھ سے روگردانی کرتے ہیں اور کسی دوسرے سے فرما دیتے ہیں تو میں اپنے آپ سے کہتا: شاید میں اس قابل نہیں ہوں کہ مومنین میں سے کسی کا بھائی بن سکوں"؟

رسول خداؐ نے فرمایا:

"رسول خداؐ نے فرمایا: میں نے ہرگز آپ سے روگردانی نہیں کی اور نہ ہی آپ کو فراموش کیا، لیکن میں ایسا سمجھا ہوں کہ رشتہ اخوت میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے روگردانی کی ہے (ان مومنین میں سے کسی سے بھی یہ رشتہ قائم نہ کریں) یہ میرے سامنے ہوا میں حضرت جبرئیل کھڑا ہے، میں نے

جب بھی کسی مومن سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ اور چاہتا تھا کہ آپ کے ساتھ رشتہ اخوت قائم کروں اس وقت جبرئیل کہتا کہ علیؑ کو بٹھا دو اور اس کے کام میں تاخیر کرو"

میں نے بھی آپ ہی کی طرح سوچا تھا، اور اس کام کی وجہ سے مغموم ومحزون ہوا تھا، اس وقت جبرئیل نازل ہوا اور کہا:

"اے محمدؐ! خداوند متعال آپ پر درود وسلام بھیجنے کے بعد فرماتا ہے کہ میں اس کام سے آگاہ ہوں، آپ اس وجہ سے غمگین مت ہوں کیونکہ میں نے علیؑ کو آپ کے لیے باقی رکھا ہے اور انہیں آپ کے ساتھ ملاتا ہوں۔ میں نے زمین وآسمان کے درمیان آپ اور علیؑ کا رشتہ اخوت قائم کردیا ہے"

رسولؐ خدا کا فصیح وبلیغ خطبہ

اس کے بعد رسول خدا کھڑے ہوئے اور ایک فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

ایھا الناس ! انا عبداللہ ،انا نبیّ اللہ ، انا حجۃ اللہ ، انا رسول اللہ ، انا نجی اللہ ، انا صفی اللہ، انا حبیب اللہ ، انا الحجۃ الی اللہ ، من خاننی فقد خان اللہ، قدّ منی اللہ فی المفاخر والمآثر ،وآثرنی فی المفاخر،وافردنی فی النظائر ، فمامن احدالّاوانا ودیعۃ عندہ، وانا ودیعۃ اللہ ، انا کنز اللہ ، انا صاحب الشفاعۃ الکبری ،وأنا صاحب الکوثر واللواء ، انا صاحب الکأس الاوفیٰ ، انا ذوالدلا ئل والفضائل والایات والمعجزات ، اناالسید المسئول فی الیوم المشھود والمقام المحمود والحوض المورود واللواء المعقود۔

"اے لوگو! میں عبد خدا، پیامبر خدا، حجت خدا، رسول خداؐ، برگزیدہ خدا،

صفی خدا اور حبیب خدا ہوں، میں خدا کی طرف سے حجت خدا ہوں، جس کسی نے میرے ساتھ خیانت کی، اس نے اللہ کے ساتھ خیانت کی، اللہ تعالیٰ نے مجھے افتخارات اور کرامات میں مقدم رکھا ہے، افتخارات کے لیے مجھے انتخاب کیا، اور تمام لوگوں کے درمیان مجھے ممتاز رکھا ہے کوئی بھی نہیں مگر یہ کہ میں اس کے لیے الٰہی امانت تھا، امانت الٰہی میں ہوں، خدا کا خزانہ میں ہوں، شفاعت کا مالک میں ہوں، صاحب کوثر ولواء الٰہی (پرچم خدا) میں ہوں، بھرا ہوا ظرف میں ہوں، دلائل فضائل اور آیات ومعجزات کا مالک میں ہوں، وہ میں ہوں جس کے بارے میں روز قیامت سوال کیا جائے گا، مقام محمود، حوض کہ جس پر لوگ آئیں گے اور لپٹا ہوا پرچم میں ہوں"

انا سادۃ المتقین و خاتم المرسلین ذوالقول المتین، انارا کب المنبریوم الدین، انا اول محبور واول منشور واول محشور واول مبرور و اول من یدعی من القبور اذا نفخ فی الصور، انا تاج البہاء المستور، انا مرسل المذکور فی التوراۃ و الانجیل والزبور وکل کتاب مسطور، انا صاحب المشاهد والمحامد والمزاهدوالمقاصد وعلم اللہ۔

"میں پرہیزگاروں کا پیشوا اور خاتم المرسلین صاحب قول متین ومحکم ہوں، روز قیامت (نور) کے منبر پر بیٹھنے والا میں ہوں، (روز قیامت) سب سے پہلے خوش ہونے والا، سب سے پہلا منشور، سب سے پہلا محشور، سب سے پہلا نیکوکار اور سب سے پہلا وہ شخص ہوں کہ جب اسرافیل صور پھونکے گا تو قبر سے بلایا جاؤں گا، میں وہ ہوں جس نے تاج حشمت

وجلالت پہنا ہوا ہوگا، میں وہ پیغمبر ہوں جس کا ذکر توریت، زبور، انجیل اور ہر اس کتاب میں موجود ہے جو لکھی گئی ہے، مشاہد، محامد، مزاہد، مقاصد اور علم غدار رکھنے والا میں ہوں"

انا المنذر المبلغ عن الله ، انا الآ مربا الله ، انا ذوالوعد الصاق لمن الله ، انا نجی السفرة وان امام ل لسررة، اتامبيد الكثرة ، انا معتصم المعجزه ، انا ذوالشامة والعلامة، انا المكرم ليلته الاسرى ، انا الرفيع الاعلى ، انا المناجى عند سدرة المنتهى انا السفاح انا الرباح، انا لفتاح انا الذى يفتح ابواب الجنان، انا مخوف بالرضوان۔

"میں خدا کی طرف سے ڈرانے والا اور پیغام لانے والا ہوں، میں اللہ کے حکم سے اس کا حکم پہچانے والا اور صادق الوعد (وعدے کا سچا) ہوں، میں سفیروں کا ہمراز، نیکوکاروں کا پیشوا، کافروں کو نابود کرنے والا اور فاجروں سے انتقام لینے والا ہوں، میں وہ ہوں جس میں پیغمبری کی علامت ہے، میں وہ ہوں جسے شب معراج عزت بخشی گئی، میں بلند مرتبہ ہوں، میں وہ ہوں جس نے سدرۃ المنتہی میں پروردگار کے ساتھ مناجات کیں، میں وہ ہوں جو فصیح و بلیغ گفتگو کی توانائی رکھتا ہوں، نفع پہچانے والا میں ہوں، میں ہوں بخشنے والا، گرہ کو کھولنے والا میں ہوں، بہشت کے دروازے کھولنے والا میں ہوں، میں وہی ہوں جس کا رضوان الٰہی احاطہ کیا ہوئے ہیں"

انا اول قارع ابوا بها ، انا المتنكة شجارها وانا لسحيو بانورها ، انا الصفاك انا لهتاك ، انا ابن فواطم من قريش الاكلام ، انا

اول الفوائد من سليم ، انا ابن المرضعات ، انا القاسم و ابو القاسم ، انا العالم انا الحكيم الحاكم ،وانا الجاسم وانا ينبوع المكارم۔

"میں وہ سب سے پہلا ہوں جو دروازۂ بہشت کھٹکھٹاؤں گا، میں ہوں جو اس کے پھل کھاؤں گا، میں ہوں جو اس کے انور سے استفادہ کروں گا، میں ہوں جس کی گفتگو بلیغ وتوانا ہے، میں ہوں جو اسرار سے پردہ کشائی کروں گا، قریش کی کریم فواطم کا بیٹا ہوں، سلامتی کا سب سے پہلا فائدہ میں ہوں، میں دودھ پلانے والی ماؤں کا بیٹا ہوں، میں قاسم اور ابوالقاسم ہوں، دانشمند میں ہوں، حکیم و حاکم میں ہوں، میں صاحب عظمت اور کرامتوں کا سرچشمہ ہوں"

وانا ابن هاشم، وانا ابن شيبة الحمد ، واللوء والفخروالمجد والسينا والجدّ جدی بالحمد وماكان له بطير ابابيل واهلك الله له جند الفيل ، انالی زمزم والصفا ، انالی العصابة والقوی ، انا لی الماثر والنهی ، أنا لی المشاعر والربی ، ولی من الاخرة الزلفی ولی شجرة طوبیٰ وسدرة المنتهیٰ ، ولی الو سیلة الكبری۔

"ہاشم کا بیٹا میں ہوں، شیبہ حمد ،لواء ، فخر ،مجد اور سینا کا بیٹا میں ہوں ، میرے جد وہ ہیں جنہوں نے حمد خدا کی کوشش کی ، ان کے لیے آسمان سے ابابیل جیسے پرندے آئے ، اللہ تعالیٰ نے ان کی خاطر لشکر فیل کو نابود کردیا، آب زمزم اور کوہ صفا میرے لیے ہیں، عصابہ (یعنی چادر) ولواء (پرچم) ماثر(عمدہ یادگاریں) ونہی(عقل وخرد)مشاعر(حاجیوں کی

عبادت کی جگہ)ور بی (نعمت کا احساس) آخرت زلفی (قریب) شجرہ طوبی ،سدرۃ المنتہی اور وسیلہ کبریٰ تمام کے تمام میرے لیے ہیں"

انا باب مطالع الهدی، انا حجة علی جمیع الوریٰ انا الغلّاب ، انا لوهاب انا الوقّاب ، انا علی من ادبر وتولّی، انا العجب العجاب،انا المنزّل علیه الکتاب ، انا العطوف ، انا الرّووف ، انا لشفیق ، انا الرفیق ، انا المخصوص بالفضیلة انا الموعود بالوسیلة، انا ابو النور والا شراق ، انا المحوال علی البراق ، انا المبعوث بالحق علی الاٰفاق انا علم الانبیآء انا منذر الاوصیآء ، انا منقذ الضعفاء ۔

"درخشندہ ہدایت کا آغاز میں ہوں، تمام مخلوقات پر حجت خدا میں ہوں، ہمیشہ میں کامیاب ہوں، بخشنے والا میں ہوں، پاداش دینے والا میں ہوں، سرکش کو (زیر) کرنے والا میں ہوں، میں ہر حیرت سے حیرت انگیز تر ہوں، میں وہ ہوں جس پر قرآن نازل ہوا، مہربان ورؤف میں ہوں، شفیق و دل سوز میں ہوں، جس کو فضیلت کے ساتھ خاص کیا گیا، جس کے ذریعے وعدہ دیا گیا وہ میں ہوں، صاحب نور و اشراق میں ہوں، میں وہ ہوں جو براق پر سوار ہوا، میں وہ ہوں جو آفاق پر حق کے ساتھ مبعوث ہوا، میں پیغمبروں کا علم ہوں، اوصیاء کو ڈرانے والا میں ہوں اور کمزوروں کو نجات دینے والا میں ہوں"

انا اول شافع ، انا صادق ناطق، انا ذوالجمل الاحمر، انا صاحب الدرع والمغفر،انا ذوالقضیب الابتر ، انا الفاضل ،انا لکامل ، انا المنازل ،انا قائل الصدق، انا المبعوث بالحق ، انا الحسام ، انا الامام، انا اسمام،انا الخاتم انا الضرغام علی

من خالف الاحکام۔

"سب سے پہلا شفاعت کرنے والا، سچ بولنے والا میں ہوں، سرخ شتر کا صاحب میں ہوں، راست گو اور حق پر مبعوث شدہ میں ہوں، پیغام پہنچانے والا میں ہوں، امام میں ہوں، خفیف ولطیف سرعت کا مالک میں ہوں، خاتم میں ہوں اور احکام الٰہی کے مخالفین کے لیے شمشیر برندہ میں ہوں۔

انا داعية الساعة ، انا اقتربت ،انا الآزفة ، انا كلام اسماعيل ، انا صاحب التنزيل ، انا واضع الهدى ، انا الشاهد ،انا العابد، انا ذوالمقاصد، انا بالخير واعد، انا الموعود بالسلامة لامتى ، انا المبشر بالكرمة لعترتى، انا المنقذ بدعوتى، انا المفلج بحجتى، انا الامام الائمة، انا عصمة الائمه ، انا دافع النقمة، انا المبشر بالعصمة ، انا بحر الرضى وطور النهى وكهف العفاف، وجهت لى الزلفى وحفّت لى الجنة ، انا طلة السيكنة انا ابن الذبيحين المفتدين بالتحف من بحبوحة الشرف ، انا جادة الايمان وطريق الامان وواضح البرهان ، انا ابن معد بن عدنان ، انا حسرة الشيطان ولدنى تسعة من المرسلين، فسمّيت فى قومى الامين انا ام القرآن المبين ، اناطه ويسين،والتين والزيتون

"روز قیامت کو جلانے والا میں ہوں، اس کے نزدیک ہونے کا وقت میں ہوں، وہ نزدیک ہونے والا میں ہوں، کلام اسماعیل میں ہوں، صاحب تنزول میں ہوں، واضح ہدایت کرنے والا میں ہوں، شاہد میں ہوں، عابد میں ہوں، صاحب مقاصد میں ہوں، جسے خیر کا وعدہ دیا گیا وہ میں ہوں، میں وہ ہوں جسے امت کی سلامتی کا وعدہ دیا گیا، امت کو کرامت بشارت

دینے والا میں ہوں، دلیل و برہان کے ذریعے میں کامیاب ہوں"

"پیشواؤں کا پیشوا آئمہ کی عظمت، بدبختی کو دور کرنے والا اور نعمتوں کی بشارت دینے والا میں ہوں، رضا کا سمندر حلم کا عظیم کلمہ ضعیف لوگوں کی پناہ گاہ میں ہوں، مقام و منزلت میرے لیے ہیں اور بہشت میری اطراف کو احاطہ کیے ہوئے ہیں"

"میں حیرت انگیز اور باوقار خوبصورتی کا مالک ہوں، میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں، میں ایمان کی شاہراہ اور اس ایمان کا راستہ ہوں جو آشکار او برہان ہے"

"میں معدی بن عدنان کا بیٹا ہوں، میں باعث حسرت شیطان قرار پایا، میں نو (۹) مرسل پیغمبروں سے متولد ہوا ہوں، اپنے قبیلہ میں امین کے نام سے مشہور ہوا ہوں، قرآن مبین کی ماں میں ہوں، طہٰ، یٰسین اور والتین والزیتون میں ہوں"

انا احمد فی الاولین وفی صحف الماضین وفی الامم المتقدمین وفی القرون السابقین ، انا احمد فی السموات والارضین ، انا صاحب الکوثر فی المجمع والصدر انا المجاب فی المحشر ، انا الحبیب العجیب ، انا المصیب ، انا المزمل ، انا المدثر ،انا المذکر، انا الّذی ساھمنی فی ظھر آدم الوری وفضلتھم النبیّون ففضلتھم انا اجمعین۔

"اولین کے درمیان، گزشتہ کتابوں اور امتوں میں اور پہلی صدیوں میں میرا نام احمد اور آسمانوں اور زمین میں محمد ہے، مجمع اور مصدر میں ہوں، میں ہوں جو روز محشر قبول شدہ ہوں، منتخب شدہ حبیب خدا میں ہوں، مصیب میں ہوں، مزمل و مدثر میں ہوں، تذکر دینے والا میں ہوں صلب

آدمؑ میں میرے ساتھ شامل ہوئے تو میں نے تمام انبیاء پر برتری حاصل کی، پس میں تمام پیغمبروں سے افضل و برتر ہوں"

انا الّذی بشّر هم الله بشفاعتی ، وامرهم بطاعتی ، واخذ علیهم العهد بتصدیق رسالتی ، انا قائدا الغر المحجلین الی جنّات النعیم، انا افضل النبیّین قدرًا واعمهم خطراً واوضحهم خبرًا واعلاهم مستقرًا واکرمهم امة واجز لهم رحمةً واحفظهم ذمة وازکاهم ملة، وما ،فیکم احد الّا وقد قرن بقرینه ووصل بخرینه لتحقیق علم الله تعالی فیکم ، ومواهبه لایکم ، لم یعدل بکم عن جد جناب اخوانکم وعن اعمال اشکا لکم ، وقد جاز الله لکم ولهم وقد احسن الله ولطف به اذا اخرنی کی اذکرّ کم شیئاً۔

"میں وہ ہوں جس کی شفاعت کی خوش خبری اللہ تعالیٰ نے دی میرے فرامین کی اطاعت کا حکم صادر فرمایا، میری رسالت کی تصدیق کے لیے لوگوں سے عہد و پیمان لیا، میں ان سفید چہرے والوں کا رہبر ہوں جن کے لیے بہشت کی نعمتیں ہیں، عزت و بزرگی کے اعتبار سے تمام پیغمبروں سے بلند ترین ہوں، عظمت کے لحاظ سے تمام پر حاوی ہوں، خبر و حدیث کے اعتبار سے آشکارا ترین ہوں، مقام و منزلت کے لحاظ سے ان سے بلند ترین ہوں، امت کے لحاظ سے سب سے باعزت ہوں، رحمت کے اعتبار سے ان میں سب سے زیادہ ہوں، ذمہ و ضمانت کے لحاظ سے ان سے زیادہ محافظ ہوں اور ملت و قوم کے اعتبار سے ان سے پاکیزہ ترین ہوں، آپ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں مگر یہ کہ ان کے قریب ہوا اور انہیں

اپنا دوست پایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم آپ میں محقق ہوا ہے، اس کی تمام نعتیں آپ کے ہاں ہیں، اس نے آپ کے بھائیوں کے آستانہ اور آپ کے مذہبی اعمال سے عدول نہیں کیا، بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ اور ان کے لیے اکٹھا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور ہمارے حق میں لطف فرمایا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب سے آخر میں بھیجا ہے کہ میں آپ لوگوں کو کسی چیز کی نصیحت کروں"

علیؑ و محمدؐ کا تقابل رسول خدا کی زبان سے

ألا وان علی حقیق لمعرفته مخصوص به، حسبه من حسبی ونسبه من نسبی وسته متعلقة بسنتی فعلی اخی وابن عمی ، اوتیت الرسالة والحکمة ، واوتی علیّ العلم والعصمة واوتیت الدعوة والقرآن ،واوتی علی الوصیة والبرهان ،واوتیت القضیب والناقة، واوتی علی الحوض واللواء۔

"آگاہ ہو جاؤ! علیؑ اس شناخت کے قابل تر ہیں جو ان کے لیے مخصوص ہے، ان کا حسب میرا حسب، ان کا نسب میرا نسب اور ان کا راہ وروش میرا راہ وروش ہے، پس علیؑ میرے بھائی اور میرے چچازاد ہیں، مجھے رسالت و حکمت عطا کی گئی، اور علیؑ کو علم وعصمت، مجھے دعوت وقرآن عطا کیا اور علیؑ وصیت و برہان اور مجھے شمشیر وشتر اور علیؑ کو حوض کوثر اور پرچم عطا ہوا"

واوعدت بالسجدة والشفاعة العظمی ،وجعل علی قسیم الجنّة واللظی، واعطیت الهیبة والوقار، واعطی علیّ الشرف والفخار ، ووهب لی السماحة والبهاء ، ووهب لعلی البراعة والحجی ، بشرت بالرسالة ، الکوثر وبشر

علی بالصراط المستقیم خصصت بخدیجة الکبریٰ، وخص علیؑ بزوجة فاطمة خیرة النسآء۔

"مجھے سجدہ اور شفاعت عظمیٰ دی گئی جبکہ علیؑ کو جنت وجہنم کو تقسیم کرنے والا قرار دیا گیا، مجھے ہیبت وافتخار عطا ہوا اور علیؑ کو شرف وافتخار نصیب ہوا، مجھے سرداری اور شکوہ وجلال عطا ہوا جبکہ علیؑ کو کمال وعقل اور لیاقت و شائستگی میسر ہوئی، مجھے رسالت اور کوثر کی نوید دی گئی جبکہ علیؑ کو صراط مستقیم کی خوش خبری نصیب ہوئی، خدیجہ کبریٰ کو میرے لیے چنا گیا اور خواتین کی سردار فاطمہ کو علیؑ کی زوجیت کے لیے منتخب کیا گیا"

حملت علی الرفرف فی الھواء، وسمعت کلام علیؑ فی السمآء توخیت عند سدرة المنتھی، سئلت عن علی فی الرفیع الاعلی ارسلت بلنذار والخوف واعطی علیؑ الھدارة والسیف، بشرت یا علی الجنان، طلبت ان لایفارقنی علی حیث کنت و کان ووعدت المقام المحمودفی الیوم المشھود ووعد علیؑ بلواء الحمد فی الیوم المشھود وبعثت بالایات علی احد المعجزات، وفضلت بالنصرفضل علیؑ بالقھر حبیب بالرضوان حبیؑ علیؑ بالغفران، وھب لی حدة النظر، وھب لعلی الباس والظفر۔

"میں رفرف (براق) پر ہوا میں سوار ہوا، اور آسمان پر علیؑ کا کلام سنا، مقام سدرۃ المنتہیٰ پر میں موردِ سوال قرار پایا اور مقام اعلیٰ پر مجھ سے علیؑ کے بارے میں پوچھا گیا، میں لوگوں کے لیے نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا گیا ہوں جبکہ علی علیہ السلام کو شجاعت وشمشیر عطا ہوئی ہے"

درخواست کی ہے میں جس جگہ پر رہوں اور علیؑ جہاں پر ہوں وہ مجھ سے جدا نہ ہو، روز قیامت مجھے پسندیدہ مقام کا وعدہ دیا گیا اور علیؑ کو پرچم دار کا، مجھے نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یعنی معجزات کے ساتھ بھیجا گیا مجھے نصرت کے ذریعے برتری دی گئی اور علیؑ کو بہادری وکامیابی کے ذریعے ۔ مجھے رضوان عطا ہوئے اور علیؑ کو غفران اور مجھے تیز بینی اور علیؑ کو دلیری وکامیابی نصیب ہوئی"

انا سابق المرسلین ، علی صالح المومنین ،سطوت فی المشاھد سطی علیّ فی المراصد ،انا خاتم النبیین علی خاتم الوصیین انا نبیّ امتی و علیّ مبلغ دعوتی، بعث اخی موسی بالعصا تتلقف مایا فکون ، وبعثت بالسیف فی کف علی یقسم مایمکرون۔

" میں سابق المرسلین ہوں اور علیؑ صالح المومنین ، میرا رعب ودبدبہ میدانوں میں ہے اور علیؑ کا کمین گاہوں میں، میں خاتم النبیین ہوں اور علیؑ خاتم الاصیاء، میں اپنی امت کا پیغمبر ہوں اور علیؑ میری دعوت کو پہنچانے والے ہیں، میرا بھائی موسیٰ اس عصا کے ساتھ مبعوث ہوا جس نے ان کو نگل گیا جنہیں بطور حقیقت پیش کیا گیا، میں ایسی شمشیر کے ہمراہ مبعوث ہوا جو علیؑ کے طاقتور ہاتھوں کی گرفت میں ہے کہ وہ جس سے مکاروں اور حیلہ گروں کو دو حصوں میں بانٹ دیتا ہے"

انا باب الھدیٰ ، علی باب التقی ،حزب اللہ حزبی ، وحزبی حزب علی ، علی صفوۃ اسماعیل بعدی سمعت له دعوۃ الخلیل و جنّب عبادۃ الاصنام والتماثیل عشت علے عھد ربّ

العلمین وکسر اصنام المشرکین ، واخرج بذلک الظالمین ، ابراھیم صفوۃ اللہ والمرسلین وانا صفوۃ ابراھیم واسماعیل ، خصّنا اللہ بالتفضیل ،وطھرنا بالتنزیہ عن فعل الخطایین ، عجنت انا وعلی من طین سکنت انا وعلی فی ظھور المؤمنین۔

" میں ہدایت کا دروازہ ہوں اور علیؑ تقویٰ کا ، خدا کا گروہ میرا گروہ اور میرا گروہ علیؑ کا گروہ ہے ، میرے بعد علیؑ اولاد اسماعیل سے چنے گئے کہ جنہوں نے حضرت ابراہیم خلیل کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور بتوں کی پرستش سے دوری اختیار کی۔ وہ رب العلمین سے کیے ہوئے عہد و پیمان پر ثابت رہے اور مشرکین کے بتوں کو توڑا ، اس طرح سے انہوں نے ستم کاروں کو خانہ خدا سے باہر دھکیلا ، حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا اور پیغمبروں کے منتخب شدہ ہیں اور میں حضرت ابراہیم اور اسماعیلؑ کا منتخب شدہ ہوں ، اللہ تعالیٰ نے مجھے فضیلت دے کر امتیاز بخشا ہے اور غلط کاموں سے دوری اختیار کرنے کی وجہ سے مجھے پاکیزہ کیا ہے۔ میں اور علیؑ ایک ہی طینت سے بنائے گئے ہیں ، میں نے اور علیؑ نے مومنین کے صلبوں میں سکونت اختیار کی ہے"

انا حجۃ اللہ علی حجتی ینطق علی جنانی ویخاطب علی لسانی لایشتبہ علیہ ظلمۃ من الظلمات ،ولایبلی فی دینہ بآفۃ من الآفات وھب لی علم المشکلات ، ووھب لعلی المعضلات ،ربیت فی حجر ابی علی ، وربی علیّ فی حضنی وربی فی مھدی وحجر و نشانی صدری۔

" میں حجت خدا ہوں اور علیؑ میری حجت ہیں ، وہ میرے دل کی باتیں کرتا

ہے اور میری زبان سے بولتا ہے، تاریکیاں اس کے لیے اشتباہ کا باعث نہیں ہیں اور اس کا دین آفتوں سے بوسیدہ نہیں ہوتا، مشکلات کا علم مجھے عطا ہوا اور علیؑ کو پیچیدہ امور کا علم عطا ہوا، میں علیؑ کے والد گرامی کے دامن محبت میں پروان چڑھا اور علیؑ نے میرے دامن محبت میں پرورش پائی، وہ میرے گہوارہ محبت میں پلا بڑھا اور میرے سینہ میں رشد پائی"۔

علیؑ کی تعریف رسول خدا کی زبانی

وسبق النّاس کلّهم الی امری ،فرح بالرضوان وحبی بالغفران ، واوعد بالجنان من قبل ان یومن انسان ، یضرب بحدلی ویفخر بجدی ویسطو لبسعدی ، صلام و صنوی عالم حاکم صابرصائم لایشغله الدنیا عن الذکر ولاینقطع عند المصائب دائم الفکر، حدید النظرعظیم الخطر، علی الخیر صبور وقور ذکور شجاع اذا قلّت الابطال وهب نفسه فی یوم النزال فی سورة القتال ما انخذل قطّ عنّی ولاوقف بمحال عنّی ، تقیّ نقیّ رضیّ سخیّ ولیّ سنیّ زکیّ مضیّ۔

"اس (علیؑ) نے میری پیغمبری قبول کرنے میں تمام لوگوں پر سبقت حاصل کی، رضوان الٰہی کے ہمراہ خوش ہوا، اسے غفران عطا ہوئے، اور بہشت کا اس سے وعدہ کیا گیا قبل اس کے کہ کوئی شخص ایمان لے آئے"

"وہ تلوار چلاتا ہے، میرے جد پر فخر کرتا ہے اور میری آرزو و تمنا کے مطابق حملہ آور ہوتا ہے"

"وہ غضب ناک شیر، برادر مہربان، دانشور، منصف، صابر اور ایسا روزہ دار

ہے کہ دنیا اسے یادِ خدا سے غافل نہیں کرتی، مشکلات کے وقت یادِ خدا سے بے خبر نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ غور و فکر میں رہتا ہے، وہ تیز بین دقیق النظر ہے اور بلند مقام پر فائز ہے۔ وہ خیر میں صابر ہے، وہ باوقار اور زیادہ ذکر کرنے والا ہے، وہ پہلوانوں کی کمی کے باوجود ایسا دلیر ہے کہ جنگ و جدال کے روز شدت جنگ کے باوجود اپنی جان کی بازی لگائی اور مجھ سے ہرگز دست بردار نہ ہوا، وہ ایک جگہ پر کھڑا نہیں ہوا (بلکہ میرے ارد گرد پروانے کی طرح گھومتا رہا) وہ پاک دامن، پاکیزہ، خوشنود و مسرور، سخاوت میں دوست، بلندتر، صاحب لیاقت، اور صاحب عزم و ارادہ ہے"

علیؑ اشبه النّاس اذا قضی بنوح حکما، وبهود حلماً وبصالح عزماً و بابراهیم علماً، وبا سماعیل صبرًا، وباسحاق ازرًا، وبیعقوب مصائباً وبیوسف نکثیباً، محسود علی مواهب الله، معاند فی دین الله۔

"علیؑ لوگوں کے درمیان قضاوت کرنے میں حضرت نوحؑ کی مانند، حلم میں حضرت ہودؑ کی طرح، عزم و ارادہ میں حضرت صالحؑ جیسا، علم و دانش میں حضرت ابراہیمؑ کی طرح، صبر میں حضرت اسماعیلؑ کی مانند، تعاون میں حضرت اسحاقؑ کے مشابہ، مصائب میں حضرت یعقوبؑ کی طرح اور جھٹلائے جانے میں حضرت یوسفؑ کی مانند ہوں، خدا کی طرف سے عطا شدہ نعمتوں کی وجہ سے علیؑ سے حسد کیا گیا اور دین خدا میں ان سے دشمنی برتی گئی"

اشبه شیء بالکلیم زهدًا، وبعیسٰی بن مریم رشدًا، وبی خلقًا وخلقًا، جمیل من الطوراق لطیف من البوائق جدام

الموافق عدو المنافق ، لکل خیر موافق ولکل مضارق ملکوتی القلب سماوی اللب، قدسی الصحبة یحب الرّبّ۔

"وہ زہد وتقویٰ میں حضرت موسیٰؑ کی طرح رشد وہدایت میں عیسیٰ بن مریمؑ کی مانند اور خلق وخو کے لحاظ سے میرے مشابہ ہے،وہ ناگہانی حوادث و آفات میں بھی اچھی طرح سے پیش آتا ہے اور مشکلات میں مہربان ہے، وہ مشکلات کو ختم کرنے والا ہے، وہ ہر منافق کا دشمن ہے، ہر اچھائی کے موافق ہے اور ہر برائی سے علیحدہ ہے، وہ قلب الٰہی وملکوتی اور عقل وخرد آسمانی کا مالک ہے، وہ ہم نشین وہم محفل قدسی اور پروردگار کا دوست ہے"

معاجز مبارز غیر فشل ولا عاجز، نبت فی اعراقی و غذی باخلاقی وبارز با سیافی، عدوّہ عدوی ، ووليه ولیی وصفیه صفیّ ،سرادق الامّة ،وباب الحکمة، و میزان العصمة لایحبة الاّمومن نقی، ویبغضه الاّمنافق سقی۔

"وہ ایسا جنگ جو اور مبارز ہے کہ ہرگز جنگ میں سستی و عاجزی کا شکار نہیں ہوتا، اس کی پرورش میری رگوں سے ہوئی ہے اور میرے اخلاق اس کی غذا ہے، اس نے میری تلواروں سے جنگ لڑی ہے، اس کا دشمن میرا دشمن ، اس کا دوست میرا دوست اور اس کا منتخب شدہ میرا منتخب شدہ ہے، وہ امت کا سائبان ،حکمت کا دروازہ اور عصمت کی میزان ہے اس سے محبت نہیں رکھتا سوائے پاک وپاکیزہ مومن کے اور اس سے دشمنی کوئی نہیں کرتا سوائے بدبخت منافق کے"

حبیب نجیب وجیه عند اللہ معظم فی ملکوت اللہ ،لم یزل عند اللہ صادقاً وبسبیل الحق ناطقاً الحق معه وفیه لا یزایله

يستبشر بذكره المؤمنون ويسى بذكره المنافقون ويمقته القاسطون ، ويبغضه الفاسقون ويشنأه المارقون منّى مبدأه والىّ منتهاه ،وفى الفردوس مثواه ، وفى عليين ماواه كريم فى طرفه، مهول فى عطفه ،سراج وخلقه معصوم الجناب طاهر الاثواب ،نقى الحركات كثير البركات ،زائد الحسنات ، عال على الدرجات فى اليوم الهبات۔

مهذب نجيب مجلبب مطيب اديب مؤدب مستأسد محرب حيدرة قسورة قرّاب خلاب وهّاب وثّاب ۔

"وہ بارگاہ خداوندی میں منتخب شدہ اور آبرومند ہے، ملکوت الٰہی میں صاحب عظمت ہے، خدا کے نزدیک وہ ہمیشہ سچ گو ہے، حق ہمیشہ اس کے ساتھ اور اس میں ہے اور وہ اس سے ہرگز تجاوز نہیں کرے گا۔ مومنین اس کی یاد سے خوش وخرم اور منافقین غمگین واندوناک ہوتے ہیں۔ حق سے دور رہنے والے ستم گار اس سے دشمنی کرتے ہیں، گناہ گار فاسقین اس سے کینہ وحسد رکھتے ہیں، مرتد اور گمراہ لوگ اس سے برا سلوک کرتے ہیں۔ اس کی ابتداء مجھ سے اور اس کی انتہاء مجھ پر ہے، اس کا مقام بہشت ہے اور ٹھکانہ اعلی علیین پر ہے اس کی نگاہ کریمانہ اور اس سے روگردان ہونا خوف ناک ہے، وہ خلق وخو میں چراغ کی مانند ہے، اس کا آستانہ ودرگاہ لغزش ناپذیر ہے، اس کے کپڑے طاہر اور حرکات پاکیزہ ہیں، وہ بہت زیادہ برکتوں اور فراوان نیکیوں کا مالک ہے۔ جس دن تمام لوگ پستی کی طرف جائیں گے وہ بلند درجات کی طرف پرواز کرے گا"

"وہ عیبوں سے پاک وپاکیزہ، بزرگوار، چھپا ہوا، خوش خو وبامروت ہنکتہ

نج تربیت شدہ، شیر کی مانند، کار آموزہ مجرب، پھاڑنے والا شیر، بہت زیادہ مارنے والا، بہت زیادہ غالب آنے والا، بہت زیادہ بخشنے والا اور بہت محبت وخیر کرنے والا ہے"

اولکم سبقًا، واو لکم خلقًا، صاحب سرّی المکتوم وجهری العلوم، وامری المبروم، طویل الباع عبل الذراع، کشّاف القناع، فی یوم القناع ادیب لبیب حسیب نسیب، من ربّه فی المنزلة قریب، غضنفر فرغام ماجد هوام مبارز قمقام غذا فرهشام لیث همهام۔

"وہ آپ میں سے سب سے پہلا شخص ہے جس نے اسلام قبول کیا، آپ میں سے پہلے خلق کیا گیا، اس کے پاس میرے چھپے ہوئے راز، میرے آشکار علوم اور میرے حتمی و یقینی امور ہیں"

"وہ طاقتور شخص، مضبوط بازوؤں کا مالک اور حالت کارزار میں زرہ کو اتار پھینکنے والا ہے۔ وہ نکتہ دان، ہشیار اور صاحب حسب و نسب ہے اور مقام و مرتبہ میں اپنے پروردگار کے نزدیک ہے، وہ چیر نے پھاڑنے والا شیر، تمام شیروں پر غالب آنے والا، بہت بڑا مبارز، جوان مرد شیر اور بہادر و دلیر ہے"

به اسکن الله الرعب فی قلوب الظالمین، واوحی الیّ انّ الرعب لایسکن لعلیّ قلبا،ولایمازج له لبّا، خلقه الله من طینتی وزوّجه ابنتی و حرمتی ،واقام معی بسنّتی، واوضح به محجتی، واناریه ملکی ،وهو المحنة علی امتی ، واسانی بنفسه لیلة الرقد علی فراشی ،وردما اخذه عدوی منی قهرًا، اربیت فی بیت امّة فاطمة بنت اسد و حجر ها وحضنها ،وربّی علیّ بیتّی وحجری وحضنی ،

تولیت تربیته، وتولت خدیجه کفالته من غیر اضاع ارضعتد ، تتابعت منه الحکم ،وتقارنت انا وهو فی العدم محبة الارسعه الارمم ،وهو صاحب لوای والعلم ، مارأی قطّ ساجد الصنم ، ماثبت لی فی مکان قدم الّا ولعلیّ ید وقدم ، آمن من غیر دعوة برسالتی ۔

"اللہ تعالیٰ نے اس کے وسیلہ سے ظالموں اور ستم گروں کے دلوں پر رعب ڈالا ، اللہ تعالیٰ میرے اوپر وحی نازل فرمائی کہ علیؑ کے دل میں خوف نام کی کوئی چیز نہیں ہے ، اللہ تعالیٰ نے اسے میری طینت سے خلق فرمایا اور میری بیٹی اس کی بیوی بنائی ، اس نے میرے ساتھ مل کر میری سنت کو قائم کیا اور اس کے وسیلہ سے میری حجت اور میری بادشاہت کو آشکار کیا"

"وہ میری امت کی آزمائش کا وسیلہ ہے، میرے بستر پر سو کر اس نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر میری مدد کی ماں نے دشمنوں سے میری وہ تمام چیزیں واپس لیں جو انہوں نے بزور مجھ سے چھین رکھی تھیں ، میری تربیت اس کی ماں فاطمہ بنت اسد کے گھر میں ہوئی ہے اور علیؑ کی تربیت میرے دامن میں میرے گھر میں ہوئی ہے، اس کی تربیت کا کام مجھے سونپا گیا خدیجہ نے دودھ پلائے بغیر اس کی سرپرستی کی ۔ ہمیشہ اس سے حکم و فرمان صادر ہوا ، میں جہان عدم میں اس کے ساتھ مقرون ہوا ، اس کے محب تمام امتوں میں سے سعادت مند ترین لوگ ہیں ، میرے پرچم اور علم کا مالک وہ ہے، ہرگز نہیں دیکھا گیا کہ اس نے کسی بت کے سامنے سر جھکایا ہو، میرے پاؤں کسی بھی ایسی جگہ پر نہیں آئے مگر یہ کہ وہاں پر علیؑ نے ہاتھ اور پاؤں نہ رکھا ہو، اس نے دعوت کے بغیر میری رسالت پر ایمان لایا۔

بعثت یوم الاثنین ضحوۃ ، وصلیّ علیؑ فی یومہ معی صلاۃ الزوال ، واستکمل من نوری ماکمل بہ الانوار ، قدرہ اعظم الاقدار، آنستنی فی ظھور الآباء الزاکیات وقار ننی فی الاوعیۃ الطاھرات ،وکتب اسمہ واسمی علی السرادقات وفی السّموٰت فعلی شقیقی من ظھر عبدالمطلب الی الممات وحدثی فی جوار اللہ والغرافات ۔

"میں بروز پیر ظہر کے وقت رسالت پر مبعوث ہوا، علیؑ نے اسی روز میری اقتداء میں نماز ظہر بجالائی ،اس نے جس طرح سے چاہا میرے نور سے انوار کو مکمل کیا، اور اس کی قدر و منزلت عظیم ترین قدر و منزلت ہے"

" وہ مومن پاک سرشت صلبوں اور پاک دامن ماؤں کے رحموں میں میرے نزدیک تھا، اس کا اور میرا نام آسمان میں خدائی پردوں پر لکھا ہوا ہے اس بناء پر علیؑ صلب عبدالمطلب سے لے کر وفات تک میرا بھائی ہے، وہ پناہ الٰہی اور بہشتی حجروں میں مجھ سے ہم کلام ہوا ہے"

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہٗ ، خصّہ اللہ بالعلم والتقی ،وحبّبہ الی اھل الارض والسمآء وجعل فیہ الورع والحیاء ،وحنبہ الخوف والردی ، وفرض ولایتہ علی کل من فی الارض والسّمآء ،فمن احبہ فقد احبّنی ،ومن ابغضہ فقدابغضنی ،ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ۔

" اے معبود! جو اسے دوست رکھتا ہے، اسے تو دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی کرتا ہے تو بھی اس سے دشمنی رکھ، اللہ تعالیٰ نے علم ودانش اور پاک دامنی کی وجہ سے اسے امتیاز بخشا ہے، زمین اور آسمان پر رہنے والوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈالی ہے، حیا و پرہیز گاری کو اس میں رکھا ہے اور

خوف و ذلت سے اسے دور کیا ہے، زمین و آسمان کے باسیوں پر اس کی ولایت کو قبول کرنا لازم قرار دیا ہے۔ پس جو کوئی بھی اسے دوست رکھتا ہے میں اسے دوست رکھتا ہوں اور جس کسی نے بھی اس کے ساتھ دشمنی کی ،اس نے میرے ساتھ دشمنی کی، اور جس نے میرے ساتھ دشمنی کی ،اس نے خدا سے دشمنی کی ہے"

عليّ خزانة علمي، ووعاء حلمي ،ومنتهى همّي ،وكاشف غمّي في حياتي ومغسّلي بعد مماتي ،ومونسي في اوقاتي ،علي غاسلي اذا قبضت ، ومدرجي في اكفاني اذا تواريت ،عليّ اول من يصلي عليّ من البشر، وممهدي في لحدي اذا حضر ، علي يكفيني في الشدائد ،ويحمل عني الاوابد ،ويدافع عنّي بروحه المكائد، لايؤذيني في علي الّا حاسد ،ولايرد فضله الّاشقي جاحد۔

"علیؑ میرے علم کا خزانہ، میرے حلم کا ٹھکانہ اور میرے قصد و ارادہ کی انتہاء، وہ دوران زندگی میرا غم خوار اور وفات کے بعد مجھے غسل دینے والا ہے، وہ زندگی میں میرا مونس ہے اور موت کے بعد مجھے غسل و کفن دینے والا ہے، انسانوں میں سے علیؑ سب سے پہلے مجھ پر نماز پڑھے گا اور مجھے لحد میں اتارے گا، وہ مشکلات میں میری حمایت کرتا ہے اور بدخواہوں کے مکر و فریب کو مجھ سے دور کرتا ہے، وہ جان پر کھیل کر دشمنوں کے حیلوں کو مجھ سے دور رکھتا ہے، علیؑ کی وجہ سے حاسد کے علاوہ کوئی بھی مجھے اذیت و آزار نہیں پہنچاتا اور شقی و بدبخت کے علاوہ کوئی بھی اس کے فضائل کا انکار نہیں کرتا"

اس کے بعد رسول خداؐ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا:

اللھمّ انّك قرنتنی باحب الخلق الیك واعزمھم عندی واوفاھم بذمّتی واقربھم قرابۃ الیّ واکرمھم فی الدنیا والآخرۃ علیّ۔

"اے میرے معبود! تو نے مجھے ایسے شخص کے ساتھ ملایا ہے جو مخلوق میں تیرے نزدیک محبوب ترین اور میرے نزدیک ان میں سب سے زیادہ ارادہ کرنے والا ہے، وہ میرے ساتھ ان میں سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا، رشتہ داری میں ان میں سب سے زیادہ قریب ہے اور دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ میرے نزدیک گرامی تر و باعزت ہے۔

اپنا چہرہ مبارک علیؑ کی طرف کر کے فرمایا:

ادن منی یا ابا الحسن! حبی الناس بالاشکال و القرباء وحبانی ربیّ بك لانّك صفوۃ الاصفیاء بك ینسعد من سعد، وبك یشقی من شقی، انت خلیفتی فی اھلی، وانت المشتمل بفضلی، والمقتدیٰ بہ بعدی، ادن منی یااخی۔

"اے ابوالحسنؑ! میرے نزدیک آؤ، لوگ اپنے ہی جیسوں کے قریب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے نزدیک کیا ہے، کیونکہ برگزیدہ شدہ لوگوں میں سے تمہیں انتخاب کیا ہے، نیک بخت تمہارے سبب سے نیک بخت ہوگا، اور بدبخت تمہارے سبب سے بدبخت ہوگا، میرے خاندان میں سے تو میرا جانشین ہے، میری تمام فضیلتیں تمہارے شامل حال ہیں اور تو میرے بعد لوگوں کا مقتدیٰ ہے اے میرے بھائی میرے نزدیک آؤ۔

اس دوران علی مرتضیٰ علیہ السلام مصطفیٰؐ کے قریب گئے اور اپنے آپ کو آنحضرت کے اوپر گرا دیا، رسول خداؐ نے اپنے بھائی علیؑ کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے ہوئے فرمایا:

یا ابا الحسن ! ان اللہ خلقکم من انواری کذاك وافق سرك اسراری وضمیرك اضماری تطابق روحی نروحك شهد اللہ لذلك والفائزون والصابرون و جملة العرش اجمعون ،یشهدون بامتزاج ارواحنا اذکنّا من نور واحد ،قال اللہ تعالی :وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِهرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا۔(سورہ فرقان آیہ ۵۴)

کفاك یا علی ! من نفسك علم اللہ فیك ،وکفانی منك علمی فیك، وکل قرین یصرف بقرینه وانصرف النبیؐ معلی

"اے اباالحسنؑ ! خدا نے تمہیں میرے انوار سے خلق فرمایا ہے، تیرے راز اور ضمیر کو میرے اسرار اور بھیدوں کے مطابق قرار دیا ہے کہ تیرا روح تمہارے روح سے مطلع ہے، اللہ تعالیٰ نے اس بات پر گواہی دی ہے، اسی طرح تمام کے تمام کامیاب ہونے والوں، صبر کرنے والوں اور عرش کو اٹھانے والوں نے ہماری روحوں کے امتزاج کی گواہی دی ہے کیونکہ ہم ایک ہی نور سے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور وہ وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنادیا اور آپ کا پروردگار بہت قدرت والا ہے"

اے علیؑ ! آپ کے لیے بس یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نفس سے آگاہ ہے، اور میرے لیے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نفس سے آگاہ ہے، اور میرے لیے صرف یہی کافی ہے کہ میں تیرے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہوں، ہر کوئی اپنے ہم نشین کی طرف پلٹے گا اور علی پیغمبر خدا کی طرف جائے گا۔(نہج الایمان صفحہ ۴۱۳)

موٴلف کہتا ہے: تاریخ بلاذری، سلامی اور کچھ دوسری تواریخ میں روایت نقل ہوئی ہے کہ ابن عباس اور کچھ دوسرے افراد نے کہا:

جب آیہ شریفہ " إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ" تمام مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں" سورہ حجرات آیہ ۱۰) نازل ہوئی تو رسول خداؐ نے تمام ہم مزاج لوگوں کے درمیان صیغہ اخوت پڑھا۔

اس بناء پر حضرت ابوبکر و عمر، حضرت عثمان و عبدالرحمٰن، سعد بن وقاص و سعید بن زید، طلحہ و زبیر، ابی عبیدہ و سعد بن معاذ، مصعب بن عمیر، و ابوایوب انصاری، ابوذر و ابن مسعود، سلمان و حذیفہ، حمزہ و زید بن حارثہ، ابو درداء و بلال، جعفر طیار و معاذ بن جبل اور مقداد و عمار آپس میں بھائی بھائی بن گئے"

دوسری طرف عائشہ و حفصہ، زینب بن جحش و میمونہ اور ام سلمہ، صفیہ آپس میں بہنیں بہنیں بن گئیں۔

آنحضرت نے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے تمام اصحاب کے درمیان صیغہ اخوت جاری کیا، اس کے بعد فرمایا:

انت اخی و انا اخوك یا علی!

"اے علیؑ! تو میرا بھائی اور میں تیرا بھائی ہوں"

(امالی طوسی صفحہ ۵۸۷، جلد ۳، تفسیر برہان، جلد ۴ صفحہ ۲۰۷، جلد ۱)

علیؑ کا دعویٰ سلونی اور جبرئیل کا سوال کرنا

(۶۹۔۸۸۶) شیعہ علماء سے نقل ہوا ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے مسجد بصرہ کے منبر پر خطاب کے دوران فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی

"میرے فقدان سے قبل جو کچھ مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو"

ایک شخص کھڑا ہو کر سوال کرتا ہے، اے امیر المومنین ! اس وقت جبرئیل کہاں پر ہے؟ حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ دوڑائی، پھر اپنے دائیں بائیں دیکھا اور فرمایا: تم جبرئیل ہو، اس وقت اس نے پرواز کی اور مسجد کی چھت میں شگاف کرتا ہوا چلا گیا، یہ واقعہ دیکھ کر لوگوں نے فریاد اللہ اکبر بلند کی اور کہا: اے امیر المومنین ! آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ جبرئیل ہے؟

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

لماّ نظرت الی السمآء خرق نظری اطباق السماوات حتی العرش و الکرسی فما رأیتہ ،ونظرت الارض کلّھا فلم اره فعلمت انه جبرئیل ۔

"جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میری نگاہ نے تمام طبقات آسمان حتی کہ عرش وکرسی تک کی مسافت طے کی، لیکن اسے نہ دیکھا، پھر زمین کے تمام گوش وکنار میں دیکھا، اسے نہ پایا تو میں سمجھ گیا کہ جبرئیل یہی ہے" (الانوار النعمانیہ جلد ۱ صفحہ ۳۲)

بہشتیوں کا دوزخیوں کے لیے دعا کرنا

(۸۸۷-۷۰) فرات کوفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ سلیمان دیلمی کہتے ہیں:

میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، میری حاضری کو تھوڑا سا وقت نہ گذرا تھا کہ میں نے لبیک کی ایک آواز سنی، اچانک حضرت علیؑ کا وجود مقدس ظاہر ہوا، اس دوران رسول خداؐ ان کی طرف بڑھے اور ان سے اس طرح سے گلے ملے کہ ان کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی پھر اپنا رخ انور علی علیہ السلام کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

یا علی ! انی سألت اللہ ان یجعلک معی فی الجنة ففعل ،

وسالتہ ان یزیدنی فزادنی زوجتك،وسالته ان یزیدنی فزادنی ذریتك ، وسألته ان یزیدنی فزادنی محبیك فزادنی من غیر ان استزیدہ محب محبیك ۔

"اے علیؑ! میں نے بارگاہ خداوندی میں التجا کی ہے کہ وہ بہشت میں تجھے میرے ساتھ جگہ دے، اللہ تعالیٰ نے میری التجا قبول کی، میں نے پھر اللہ تعالیٰ سے اس سے زیادہ عنایت و لطف کی درخواست کی تو اس نے تیری ہمسر کا اضافہ فرمایا، پھر مزید عنایت و کرم کی التجا کی تو اس نے تیری اولاد کا اضافہ فرمایا، میں نے کچھ مزید لطف و کرم کی درخواست کی تو اس نے تیرے دوستوں کا اضافہ کیا، پھر علاوہ اس کے کہ مزید لطف و کرم میں اضافے کی التجا کرتا، اس نے تیرے دوستوں کے دوستوں کو شامل کر دیا۔

حضرت امیر المومنین اس بات پر بہت خوش ہوئے اور حیرانگی کے ساتھ پوچھا! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کیا میرے دوستوں کے دوست رکھنے والوں کو یہ عنایت ولطف شامل ہے؟

رسول خدا نے فرمایا: "ہاں! یا علی! جب روز قیامت ہوگا میرے لیے ایک سرخ یاقوت سے بنا ہوا منبر تیار کیا جائے گا جو سبز زبرجد سے مزین ہوگا، اس منبر کے ستر (۷۰) زینے ہوں گے ہر زینے کے درمیان اتنا سفر ہوگا جو ایک پانچ سالہ گھوڑا تین دن میں طے کرتا ہے"

میں اس منبر پر بیٹھوں گا، پھر اس پر چڑھنے کے لیے تجھے آواز دوں گا، جب تم جلالت و رعب کے ساتھ قدم اٹھاؤ گے تو لوگ تجھے دیکھنے کے لیے اپنی گردنیں لمبی کرتے ہوں گے: یہ آقا و سردار کوئی اس وقت پیغمبر اس وقت منادی حق ندا دے گا کہ وہ تمام اوصیاء کے آقا و سردار ہیں

اس کے بعد تم منبر کے زینوں پر چڑھو گے اور میرے گلے آ ملو گے، پھر تم میرا دامن پکڑو گے اور میں خدا کا دامن کبریائی ہاتھ میں لوں گا، تیرے بیٹے تیرا دامن حق اور تیرے شیعہ تیرے بیٹوں کا دامن تھامیں ہوں گے اور حق کے ساتھ بہشت کی طرف روانہ ہوں گے۔

جس وقت آپ تمام بہشت میں داخل ہوں گے اور اپنی ازواج کے ساتھ اپنے محلات میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ دوزخ کے مالک فرشتے کو امر کرے گا کہ جہنم کا دروازہ کھول دو تا کہ میرے دوست دیکھ لیں، میں نے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ان پر کس قدر فضل وکرم کیا ہے اور انہیں بلندی عطا کی ہے۔

دوزخ کے دروازے کھل جائیں گے اور دوزخی سر اٹھائیں گے، جب عطر بہشت کی لوح ان کے مشاموں تک پہنچی گی تو وہ کہیں گے:

"اے مالک جہنم! کیا خداوند متعال ہمارے عذاب میں تخفیف کرنا چاہتا ہے، کہ ہم بہشت کی خوشبو سونگھ رہے ہیں؟"

مالک دوزخ ان سے کہے گا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر وحی بھیجی ہے کہ میں جہنم کے دروازے کھول دوں، تا کہ اولیاء خدا اس میں جھانک سکیں۔

دوزخی سر اٹھا کر بہشتیوں سے کہیں گے: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں بھوکے نہ تھے کہ ہم نے تمہیں کھلایا تھا؟

دوسرا کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں ننگے نہ تھے کہ میں نے تمہیں لباس دیا تھا؟

کوئی اور کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم دنیا میں خوف زدہ نہ تھے کہ میں نے تمہیں پناہ دی تھی؟

کوئی اور کہے گا: اے فلاں شخص! کیا تم وہی نہیں ہو، جس نے اپنے تمام راز مجھے بتائے اور میں نے انہیں پنہاں رکھا؟

بہشتی کہیں گے: ہاں، ایسا ہی ہے۔

دوزخی کہیں گے: پس اپنے پروردگار سے ہماری بخشش کی التجا کرو۔

اس وقت اہل بہشت ان کے لیے دعا کریں گے، انھیں دوزخ سے نکال کر بہشت کی طرف لائیں گے، وہ بہشت میں بغیر ٹھکانے کے عاجزی کے ساتھ گھومیں پھریں گے اور دوزخیوں کے نام سے معروف ہوں گے۔ ایسی زندگی گذارنے سے ناراحت ہو کر بہشتیوں سے کہیں گے:

تم لوگوں نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور ہمیں دوزخ سے نجات دلائی، اب یہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ ہمارا یہ نام ختم کرے اور ہمیں کوئی مسکن و محل عطا کرے"

اسی وقت بہشتی ان کے حق میں دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے گا اور ہوا کو وحی کرے گا کہ وہ بہشتیوں کے چہروں پر چلے، اس طرح سے وہ نام فراموش کردیں گے، اور انھیں بہشت میں منزل ٹھکانہ دیا جائے گا۔

اس بارے میں آیات نازل ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُل لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ...... سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ (سورہ جاثیہ آیہ ۱۴ تا ۲۱)

"آپ صاحبان ایمان سے کہہ دیں کہ خدائی دنوں کی توقع نہ رکھنے والوں سے درگذر کریں تاکہ خدا قوم کو ان کے اعمال کا مکمل بدلہ دے سکے..........ان لوگوں نے نہایت بدترین فیصلہ کیا ہے"

(تفسیر فرات صفحہ ۱۴۱ جلد ۱۵۵۱۔ بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۲۲۳)

اصبغ بن نباتہ علیؑ کی خدمت میں

(۸۸۸۔۷۱) تفسیر فرات میں آیا ہے کہ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں:

میں نے ارادہ کیا کہ مولیٰ امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہو کر

سلام و آداب عرض کروں، تھوڑا سا وقت گذرا تھا کہ میرے آقا و مولیٰ باہر تشریف لائے، میں کھڑا ہوا اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ تشریف لائے اور اپنا دست مبارک میرے ہاتھ میں دیا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اس کے بعد فرمایا:

"اے اصبغ بن نباتہ!"

میں نے عرض کیا: ہاں یا امیر المومنین!

آپ نے فرمایا:

ان ولیّنا ولی اللہ، فاذا مات کان فی الرفیق الاعلی، وسقاہ من نھر ابرد من الثلج واحلی من الشھد۔

"بے شک میرا دوست خدا کا دوست ہے، جب وہ دنیا سے جائے گا تو اعلیٰ علیین میں مقام پائے گا، وہ اسی نہر سے پانی پیئے گا جس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا"

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، اے امیر المومنین! اگرچہ آپ کو چاہنے والا گناہ گار ہی کیوں نہ ہو؟

آپ نے فرمایا: ہاں کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔

(سورہ فرقان آیہ ۷۰)

"پس وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو حسنات میں تبدیل کردے گا اور خدا بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے" (تفسیر فرات صفحہ ۲۹۳ جلد ۳۹۶)

مذکورہ حدیث کے آخر میں آیا ہے کہ

یا اصبغ انّ ولیّنا لو لقی اللہ من الذنوب مثل زبد البحر ومثل عدد الرمل لغفرھا اللہ، ان شآء اللہ تعالی

اے اصبغ اگر ہمارا دوست، خدا کے ساتھ اسی حالت میں ملاقات کرے کہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ اور ریت کے ذرات کے برابر ہوں، خدا اسے بخش دے گا انشاء اللہ)

فرشتے علی علیہ السلام کی زیارت کے مشتاق ہیں

(۸۸۹۔۷۲) تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ حضرت نے اپنی گفتگو کے دوران فرمایا:

رسول خدا نے اپنے بعض ارشادات میں فرمایا:

ان الملائکۃ اشرفھا عند اللہ اشدّحباً لعلیّ بن ابی طالب السلام

"بے شک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شریف ترین فرشتے وہ ہیں، جو علی بن ابی طالبؑ سے شدید ترین محبت رکھتے ہیں"

وہ قسم جو فرشتے ایک دوسرے کے سامنے کھاتے ہیں، وہ اس طرح سے ہے:

والّذی شرّف علیاً علیہ السلام علےٰ جمیع الوریٰ بعد محمد المصطفیٰؐ۔

"اس خدا کی قسم! جس نے محمد مصطفیٰ کے بعد علی مرتضیٰ کو تمام لوگوں پر فوقیت بخشی ہے"

ایک اور مقام پر فرمایا:

انّ ملائکۃ السّماوات والحجب یشتاقون الی رؤیۃ علی بن ابی طالبؑ کماتشتاق الوالدۃ الشفیقۃ الی ولدھا البارّ الشفیق۔

"بے شک آسمانوں اور حجب کے فرشتے اس طرح سے علی بن ابی طالب کے دیدار کے مشتاق ہیں جس طرح سے ایک شفیق ماں اپنے بچوں کو دیکھنے کی تڑپ رکھتی ہے" (تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۱۵۲، بحارالانوار جلد ۹ صفحہ ۱۸۶ جلد ۳۹ صفحہ ۱۰۵)

اختتامیہ

اس حصے کے آخر میں کچھ مفید مطالب بیان کرتے ہیں۔

سرچشمہ علم علیؑ کی ذات گرامی

اول۔ کتاب "صراط المستقیم" اور "الفضائل" میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت کے بارے میں کچھ مطالب مذکور ہیں، ہم یہاں پر ویسے ہی نقل کرتے ہیں:

مذکورہ کتاب کے مولف اپنی کتاب کی انیسوں فصل میں تحریر کرے ہیں کہ میں نے اس کتاب کی بارھویں فصل میں تذکرہ کیا ہے کہ تمام الٰہی دانشوروں کا سرچشمہ علم حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ذات گرامی ہے اور تمام نے اپنے علوم آنحضرت سے حاصل کیے ہیں۔

کیا تم نے یہ نہیں سنا ہے کہ کاتب بنی امیہ عبدالحمید نے ابومسلم کو وہ معروف خطوط لکھے، جنہیں اونٹ پر اٹھایا کرتا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ تم نے ایسی بلاغت کہاں سے سیکھی ہے؟

اس نے کہا: میں نے یہ بلاغت اصلیع بن ہاشم یعنی علی علیہ السلام کے خطبوں میں سے ایک ہزار خطبوں سے سیکھی ہے، وہ ایسی شخصیت تھے جو علم و دانش سے مملو تھے اور لوگوں میں اپنے علم کی روشنی پھیلاتے رہے۔

ابوعثمان عمرو بن حیا محط علم بلاغت و بیان کی کسوٹی ہے، اس نے زمام فصاحت اپنے ہاتھ میں لی اور اس میں تصرف کیا ہے، وہ علامہ دھر تھا، اس کے باوجود اس نے حضرت امیر خبر گیر کے کلمات میں سے سو (۱۰۰) کلمات جمع کیے، اس کی فکر و عقل حیران و پریشان ہو کر رہ گئی، وہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے:

میں نے نے پراگندہ حکمتوں کے معانی اکٹھے کیے، جو مکارم اخلاق نفسانی پر مشتمل تھے ان میں سب سے پہلے کلمہ یہ ہے:

لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا۔

اگر تمام پردے ہٹ جائیں تو میرے یقین میں اضافہ نہیں ہوگا..........تا آخر

ظاہری بات ہے کہ جب بھی کوئی شخص جسے ہدایت نصیب ہو یا جسے ہدایت

نصیب کی گئی ہے، کلام امام علیہ السلام میں غور وفکر کرتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ خوبصورت الفاظ کو بہترین اسلوب میں ایسے ذکر کیا ہے جیسے گراں قیمت موتی ایک دھاگے میں پروئے گئے ہوں نہ تو زیادہ الفاظ استعمال ہوئے اور نہ ہی مشکل الفاظ کو کام میں لایا گیا، بلکہ ایسی عبارتیں جو پاک نفسوں اور نیک طبیعتوں کے لیے ان خوبصورت موتیوں سے کہیں زیادہ لذت بخش ہیں جو حسن کی وجہ سے دل میں گھر کر لیتی ہیں۔(الصراط المستقیم جلد ا صفحہ ۲۲۱)

جاحظ اپنی کتاب ''البیان والتبیین کی پہلی جلد میں کہتا ہے:

علی بن ابی طالب علیہما السلام فرماتے ہیں:

قیمۃ کل امرء مایحسن۔

''ہر شخص کی قدر و قیمت اس کی نیکی کے مطابق ہے جسے وہ انجام دیتا ہے''

اس کے بعد جاحظ اضافہ کرتے ہوئے کہتا ہے: اگر اس کتاب میں اس کلام کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہوتا تو ہمیں ہر چیز سے بے نیاز کرنے کے لیے یہی کافی تھا، بلکہ یہ ہماری ضرورت سے کہیں بیشتر ہے، اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہے، بہترین کلام وہ ہوتا ہے جو مختصر ہو، لیکن زیادہ چیزوں سے بے نیاز کرے اور اس کے معانی ومفاہیم لفظوں میں واضح وآشکارا ہوں۔

سچ بات تو یہ ہے کہ خداوند متعال نے اپنی عظمت وجلالت سے ان بلند کلمات کو نور حکمت کے پردے سے ڈھانپا ہوا ہے اور یہ سب کچھ صاحب کلام کی نیت پر ہے کہ وہ اس کا مالک ہے۔

جاحظ مزید کہتا ہے: یہ کلام ان سو (۱۰۰) کلاموں میں سے ایک ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام کے کلمات سے اکٹھے کیے گئے ہیں۔ اس کا ہر کلمہ عربوں کے ہزار (۱۰۰۰) کلمات کے برابر ہے۔(البیان والتبیین جلد ا صفحہ ۷۳)

معروف شاعر عودی کے اشعار

دوم کتاب ''المجموع الرائق'' کا مولف لکھتا ہے: میں اس کا کو پسند کرتا ہوں کہ

عرب کے مشہور و معروف شاعر "عودی" کے ان اشعار کو یہاں ذکر کروں، جو اس نے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں کہے ہیں۔

بقنا الغری وفی عراص العلقم
تُمحی الذنوب عن المسیئ المجرم
قبران قبر للوصی و آخر
فیه الحسین فعج. علیه وسلّم

"نہر علقم کے کنارے سرزمین غری (نجف اشرف) کے آستانہ مقدسہ میں مجرم اور گناہ گار لوگوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔
وہاں پر دو قبریں ہیں، ان میں سے ایک قبر جانشین پیغمبرؐ (علیؑ) کی ہے جبکہ دوسری میں حضرت امام حسین علیہ السلام دفن ہیں، پس ان کی زیارت کے لیے جلدی کریں اور ان پر سلام بھیجیں"

هذا قتیل بالطفوف علی ظماً
والبوه فی کوفان ضرّج بالدم
واذا دعا داعی الحجیج بمکة
فالیهما قصد التقی المسلم

"میں سے ایک سرزمین طف (کربلا) میں تشنہ لب شہید ہوا جبکہ ان کے والد بزرگوار کوفہ میں خون میں لت پت ہوئے۔
جب مراسم حج ادا کرنے کے مدعو ہوئے تو پرہیز گار مسلمان ان دونوں ہستیوں کی زیارت کا ارادہ کرتے ہیں"

فاقصد هما وقل االسلام علیکما
وعلی الائمة والنبی الاکرم
انتم بنوطه وقاف والضحی

وبنو تبارك والكتاب المحكم

"پس ان دونوں بزرگوں کے مرقد مطہر کی زیارت کے لیے جاؤ اور کہو آپ پر اور تمام آئمہؑ اور نبی اکرمؐ پر سلام ہو۔

ہاں آپ طٰہٰ، قاف اور ضحیٰ کے فرزند ہو اور تبارک و کتاب خدا کی اولاد ہو"

ونبو الاباطح والمصلح والصفا

والركن والبيت العتيق وزمزم

يكم النجاةمن الجحيم وانتم

خير البرية من سلالة آدم

"ہاں آپ مکہ کے بیابانوں، منیٰ، صفا، رکن، بیت العتیق اور زمزم کے فرزند ہو۔ آپ کے وسیلہ سے آتش جہنم سے نجات ملتی ہے آپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے بہترین مخلوق ہیں"

انتم مصابيح الدجى لمن اهتدى

والعروة الوثقى التى لم تقصم

واليكم قصد الولى وانتم

انصاره فى كل خطب مؤلم

"آپ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں روشن چراغ ہیں ان کے لیے جو ہدایت کے طالب ہیں، اور ایسا عروۃ وثقیٰ اور محکم ہو جو ہرگز جدا نہیں ہوتا۔

قصد و مقصود دوست آپ ہیں، ہر مشکل اور تکلیف دہ امر میں آپ ہی ناصر و مددگار ہیں"

وبكم يفوز غدا اذا ماأضرمت

فى الحشر للعاصيين نار جهنم

من مثلكم فى العالمين وعند كم

علم الکتاب وعلم مالم یعلم

"جب کل روز قیامت میدان محشر میں گناہ گاروں کے لیے آگ روشن ہوگی اور اس کے شعلے بلند ہو رہے ہوں گے، اس وقت آپ ہی ذریعہ نجات ہیں۔ دنیا میں آپ جیسا کون ہے؟ کیونکہ علم کتاب اور اس چیز کا علم جسے کوئی نہیں جانتا، وہ آپ کے پاس ہے"

جبریل خادمکم وخادم جدکم

وبغیر کم فیما مضی لم یخدم

انبی رسول اللّٰہ انّ اباکم

من دوحۃ فیھا النبوّۃ تنتمی

"ہاں جبرئیل آپ کا اور آپ کے جد کا خادم ہے، وہ آپ سے قبل ہرگز کسی کا خادم نہیں رہا۔

اے رسول فرزند! آپ کے پدر بزرگوار ایسے باغ کے درخت تھے کہ جس میں نبوت پروان چڑھی"

آخاہ من دون البریۃ احمد

واختصہ بالامرلولا یظلم

لفض الولایۃ والخلافۃ بعدہ

یوم الغدیر لہ برغم اللوّم

"انہوں نے لوگوں میں سے پیغمبر خدا احمد سے رشتہ اخوت و برادری قائم کیا ہے، وہ امر ولایت وفرمانروائی کے لیے مخصوص ہو گئے تھے اگر ان پر ظلم نہ ہوتا۔

پست فطرت لوگوں کے رجحان کے خلاف یوم غدیر پیغمبر خدا کے بعد

ولایت وخلافت ظاہروبظاہران کی ملکیت ہوگئی"

ودعاله الهادی وقال ملبیًا
یارب قد بلغت فاشهد واعلم
حتی اذا قبض النبی واصبحوا
مثل الذئاب تلوب حول المطعم

"اس دن پیغمبر ہادیؐ نے ان کے لیے دعا کی اور لبیک کہنے والوں نے کہا: اے پروردگار گواہ رہنا اور جان لو کہ میں نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح سے نبھایا ہے۔

حتی کہ جب رسول خداؐ دنیا سے رحلت فرما گئے تو پست فطرت ولئیم لوگوں نے بھوکے بھیڑیوں کی طرح کھانے کے اردگرد حلقہ باندھ لیا (اور آنحضرت سے خلافت غصب کرلی"

وآتو علی آل النبی باکبد
حری وحقد بعد لم یتصرم
فسبّوا ذواریهم وضنوا ولده
ویل لهم من هول یوم مؤلم

"وہ خون کے پیاسے حسد وبغض کی بناء پر خاندان پیغمبر پر پل پڑے۔ ان کی اولاد کو قتل کیا اور ان کی ذریت کو قیدی بنا لیا، ہلاکت ہے ان کے لیے اس دردناک روز وحشت کی وجہ سے"

ترکوهم فوق الثریٰ ورؤوسهم
فوق (القنا) مثل الانجم
وسرّا وابهم نحوالسنایؤمهم
رأس الحسینؑ مرکب فی مهذم

" ہاں ان کے اجساد مطہرات کو خاک پر چھوڑ دیا، درحالانکہ ان کے مبارک سر نیزوں پر ستاروں کی طرح چمکتے رہے۔
انھیں آزردگی کے ساتھ چلایا گیا، درحالانکہ ان کے مبارک سر نیزوں پر ستاروں کی طرح چمکتے رہے۔
انھیں آزردگی کے ساتھ چلایا گیا درحالانکہ امام حسینؑ علیہ السلام کا سر سب سے آگے آگے نیزے پر تھا"

بئس الجزاء فی اولادہ
تاللہ ماھذی فعائل مسلم
لوسلّموا امر الخلافۃ بینھم
لوتیھا وتحرّحوا من ماثم

" سچ بات تو یہ ہے کہ انہوں نے اولاد پیغمبرؐ کو کس قدر برا اجر دیا خدا کی قسم ایسی پاداش ایک مسلمان کی شان کے لائق نہیں ہے"
ہاں! اگر وہ لوگ اس دن خلافت کو اس کے حقدار کے حوالے کر دیتے اور گناہوں کے ارتکاب سے پرہیز کرتے"

لم یستثر یوم الطفوف امیّۃ
من ولد فاطمۃؑ ولم تستخدم
کلّا ولا وقع الخلاف واصبحوا
فی الدین بین محلّل ومحرم

" ہرگز روز طف (عاشورا) بنی امیہ اور اولاد فاطمہؑ سے انتقام نہ لیتے اور اس کام میں پاؤں آگے نہ بڑھاتے۔
ہرگز کسی قسم کا کوئی اختلاف نہ ہوتا اور لوگ اس حالت میں صبح کرتے کہ

دین میں حلال و حرام کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف نہ ہوتا"

لکنھم سلّموا صوارم بغیھم
وعدوّا علیه بالسواد الاعظم
واللّٰه لولا نقض بیعة حیدر
مااستو ھبت تللك الحقود القوم

"لیکن ان لوگوں نے اپنی دشمنی و بغاوت کی تلواریں نیاموں سے نکال لیں اور لوگوں پر حملہ آور ہو گئے۔

خدا کی قسم! حیدر (علیؑ) کی بیعت نہ توڑتے تو یہ ہرگز سر نہ اٹھاتے"

قتلوا الوصی ببغیھم وتھجموا
جھلا علی امختار ای تھجم
لم یرقبوا ماقاله فی حقه الا
بھادی ولم یرعواله من محرم

"لیکن ان لوگوں نے جانشین پیغمبرؐ کو ظلم و ستم کے ذریعے قتل کیا اور جہالت و نادانی کی بناء پر منتخب شدہ پیغمبرؐ کی کس قدر توہین کی؟

ان لوگوں نے پیغمبر ہادیؐ کی ان کے بارے میں گفتگو کا لحاظ نہیں کیا اور ان کی حرمت و عزت کا خیال نہیں رکھا"

یالائمی فی حب آل محمدؐ
اقصر ھبلت من الملامة أولم
کیف النجاة لمن علیؑ خصمه
یوم القیامة بین اھل الموسم

"اے وہ شخص! جو علی علیہ السلام کی مہر و محبت کی وجہ سے مجھے ملامت کرتا ہے، خاموش ہو جا! اس ملامت کی وجہ سے پاگل ہو گئے اور اچھائی تمہاری

قسمت میں نہیں۔

جس کا علی دشمن ہے وہ کس طرح سے بروز قیامت میدان محشر میں نجات پائے گا"

هو آية الله الّذى فى خلقه
وحسامه العضب الذى لم يلهم
وهو الدليل الى الحقائق عارضت
فيها الشكوك من الظلال المظلم

"وہ مخلوق کے درمیان خدا کی آیت ونشانی اور ایسی خشمگین شمشیر ہیں کہ آرام نہیں ہے۔
وہ ایسے حقائق کی طرف راہنما ہیں جن میں گمراہی وتاریکی کی وجہ سے تردید لاحق ہوتی ہے"

(و) اختار المختار دون صحابة
صنوا وزوّجه الاله بفاطم
س عند فى بدر وس خيبر
والخيل تعثرفى القنا المتحطّم

"پیغمبر مختار نے اصحاب میں سے انہیں اپنا بھائی اور مہربان دوست کے طور پر منتخب کیا اور خداوند متعال نے فاطمہؑ کو ان کی زوجہ بنادیا"
(ان کی شجاعت وبہادری کی داستان) جنگ بدر وخیبر سے پوچھو کہ جس وقت میدان جنگ گرم تھا اور گھوڑے ٹوٹے ہوئے نیزوں پر گر رہے تھے"

كم كاد فى الابطال من متغشرم
واباد من متمرد متعشرم
وحمى لمن الاسلام وهو من الصبا
متكنّفا فى بردة لم يحلم

"انہوں نے کس قدر پہلوانوں کی ناکیں خاک پر رگڑیں اور کتنے متمرد و سرکش لوگوں کو نابود کیا؟
انہوں نے بچپن میں اسلام کی حمایت کی اور اسلام کی اس وقت حفاظت کی جب وہ کمزور تھے، درحالانکہ آپ اس وقت بالغ نہیں ہوئے تھے"

یا من یجادل فی علیؑ عانداً
هذا المناقب فاستمع وتقدم
کیما اردّك عن جدالك صاغرًا
متقا عساعده بانف مرغم

"اے وہ جو علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی کی بناء پر مجادلہ کرتے ہو! اب ان مناقب وفضائل کو سنو اور پیش قدمی کرو۔
جب انہوں نے تمہاری دشمنی وخصومت کا جواب دیا تو تم ذلیل وخوار ہوئے تمہارا غرور ٹوٹ گیا اور تمہاری ناک زمین رگڑ گئی"

یا آل یٰسین الذین بحبهم
نرجو النجاة من السعیر المضرم
مازال هاشم فی قریش اعزّة
لهم و انتم عزّة فی هاشم

"اے آل یٰسین آپ کی محبت وجاہت کی وجہ سے ہم روشن کی گئی آگ سے نجات حاصل کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔
ہمیشہ قریش میں سے ہاشم عزیز وارجمند تھے اور ہاشم کے عزیز تھے"

هاقد بعثت بها الیك ضبح بها
یا هاشمی فمثلها لم یعظم
لولاهم ماکان یعرف عابد

لله بالدين الحنيف القيم

"اب میں نے یہ قصیدہ آپ کی شان میں لکھ کر بھیجا ہے اے ہاشمی! اسے منتشر کر دو، کیونکہ ایسا کوئی قصیدہ نہیں لکھا گیا۔

اگر وہ نہ ہوتے تو کوئی بھی دین حنیف ومحکم کے ساتھ خدا کی عبادت کرنے والا پہچانا نہ جاتا"

لكم الشفاعة في غد والحكم

في الحشر كشف ظلامة المتظلم

مولاكم "العودي" يرجو في غد

بكم الثواب من الا له المنعم

فتقبلوا منه المديح فماله

الاالمديح وحبكم في المقدم

"کل روز قیامت شفاعت کے مالک آپ ہیں اور روز محشر مظلوموں کا فیصلہ آپ کے ہاتھوں آشکارا ہوگا۔

آپ کا غلام "عودی" کل روز قیامت آپ کے وسیلہ سے احسان کرنے والے خدا سے ثواب کی امید رکھتا ہے۔

پس اس کی بیان کی ہوئی مدح وثنا کو قبول فرمائیں، کیونکہ کل روز قیامت اس کے پاس آپ کی مدح ومحبت کے علاوہ کچھ نہیں ہے"

(الجواہر الرائق صفحہ ۹۶ (مخطوطہ) جلد ۲ صفحہ ۱۲۷ (مطبوعہ))

شیخ صالح تمیمی کے اشعار

سوم ادب کے پیشواؤں کے پیشوا شیخ صالح تمیمی امام المتقین امیر المومنین علی علیہ السلام کی مدح میں یوں گویا ہوتے ہیں:

غاية المدح فی علاك ابتداء
ليت شعری ماتصنع الشعراء
يا اخا المصطفى وخيرابن عم
وامير ان عدت الامراء
نرى ما استطال الاتناهی
ومعاليك مالهن انتهاء
فلك دائر اذا غاب جزء
من نواحيه اشرقت اجزاء

"آپ کی شان والا تبار کی مدح کی انتہا اس کی ابتداء ہے کاش میں جان سکتا کہ شاعر کس طرح سے آپ کی مدح سرائی کرتے ہیں، اے برادر مصطفیٰ اور ان کے چچازاد اور امیر! اگر تم کو امراء شمار کرو۔
ہم دیکھتے ہیں کہ جو کچھ طول میں انجام پاتا ہے بالآخر اس کی انتہا ہے، لیکن آپ کے فضائل فلک دوار کی مانند ہیں کہ جس طرح اس کا کچھ حصہ چھپ جائے تو دوسرے حصے ظاہر ہو جاتے ہیں"

او كبدر مايعتريه خفاء
من غمام الاعراء انجلاء
يحذر البحر صولة الجزر لكن
غارة المد غارة شعواء
ربما رمل عالج يوم حصى
لم يضق فی رماله الاحصاء
وتضيق الارقام عن معجزات
لك يا من اليه ردت ذكاء

"یا اس چاند کی مانند ہے کہ جب پنہاں ہوتا ہے تو بادل کی اوٹ سے آشکار ہوتا ہے۔

سمندر مدوجزر کے حملے سے خوف کھاتا ہے، لیکن مدوجزر کا حملہ کس قدر بے رحم ہے۔

اکثر اوقات کسی دن بیابان کی ریت کو شمار کرنا ممکن ہو اور اسے گننے میں کسی قسم کی مشکل نہ ہو۔

لیکن اے وہ ہستی کہ ذکاوت و ہشیاری جس کی باندی ہے آپ کے معجزات کو گننے سے ناتواں ہیں"

یا صراطا الی الهدی مستقیما
وبه جاء للصدور شفاء
نبی الدین فاستقام ولولا
ضرب ماضیك ما استقام البناء
انت للحق سلم مالراق
یتأتی بغیره الارتقاء
انت هارون والکلیم محلا
من نبی سمت به الانبیاء

"اے وہ راستہ جو ہدایت کی طرف بصورت مستقیم ہو، آپ کے سبب سے صحت یاب ہوتے ہیں۔

دین آپ کی وجہ سے قائم ہوا ہے اگر گزشتہ زمانے میں آپ کی شمشیر کی ضربتیں نہ ہوتیں تو دین کی بنیاد ہرگز محکم نہ ہوتی۔

آپ سالکان حق کے لیے ایک زینہ ہیں اگر کوئی اس زینے سے اپنے آپ کو منع

کرے تو پھر حق کی طرف جانے کے لیے اس کے پاس اور کوئی زینہ نہیں ہے۔
آپ کا مقام و مرتبہ ایسا ہے جیسے ہارون کا موسیٰ سے، آپ بہترین پیغمبروں کے جانشین ہیں"

انت ثانی ذوی الکساء ولعمری
اشرف الخلق من حواہ الکساء
ولقد کنت واسماء وحان
مابہ فرقد ولاجوزاء
فی دجا بحر قدرۃ بین یردی
صدف فیہ للموجود الضیاء
لاالخلا یوم ذاك فیھا خلاء
فیسمی ولا الملاء ملاء

"آپ اصحاب کساء میں سے دوسری شخصیت ہیں مجھے میری جان کی قسم!
زیر کساء بہترین اور شریف ترین مخلوق تھی۔
آپ اس وقت تھے جب آسمان دھویں کی مانند تھا، کہ نہ ستارہ فرقد تھا اور نہ ستارہ جوزاء۔
دریائے قدرت کی تاریکی میں لباس صدف کے درمیان روشنی کا وجود نہ تھا۔
اس دن خالی نہ تھا کہ اسے خالی کہا جائے اور نہ پر تھا کہ اسے پر کہا جائے"

قال زورًا من قال ذلك زور
وافتری عن یقول ذاك افتراء
آیۃ فی القدیم صنع قدیم
قاھر قادر علے مایشا
بنأ و العظیم قال عظیم

ویل قوم لم یغنها الانبیاء

لم تکن فی العموم من عالم الذ

ر و یغنی عن العموم النهاء

"کوئی کہے تو یہ بہتان ہے اس نے خود جھوٹ بولا ہے اور افتراء باندھا ہے۔

آپ خداوند قاہر و قدیم کی بنائی ہوئی ایک قدیم نشانی ہیں، وہ جس چیز کو چاہے اس پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ وہی خبر ہو جسے خداوند متعال نے عظیم کہا ہے، ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے لیے خبر کافی نہیں ہوتی۔

آپ عالم ذر میں عام لوگوں میں نہ تھے، صاحب عقل و خرد ایسی کوئی بھی بات عام لوگوں سے قبول نہیں کرتے"

معدن النّاس کلها الارض لکن

انت من جوهر وهم حصباء

شبه الشکل لیس یقیضی تساوی

انما فی الحقائق الاستواء

لاتفید الثری حروف الثریا

رفعه اویعمه استعلاء

شمل الروح من نسیمك روح

حین من ربّه اتاه النداء

"تمام لوگوں کی سرشت و خلقت زمین ہے، لیکن آپ جوہر سے خلق ہوئے ہیں، جبکہ لوگ سنگریزے ہیں۔

لوگوں کو شکل میں ایک جیسا ہونا مساوی ہونے پر دلیل نہیں ہے کیونکہ حقائق میں برابر ہے۔

حروف "ثریٰ" کہ جس کا معنی خاک ہے ہرگز حرف "ثریا" کہ ایک درخشاں ستارہ ہے کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتے اور بلند نہیں ہو سکتے۔

اس وقت کہ جب روح "عظیم" نے اپنے پروردگار کی طرف سے نداء لائی تو تیری جان سے نسیم روح اس نے کھینچ لی"

قائلا من انا فروی قلیلا
وھو لو لا فاتہ الاھتداء
لك اسم رآہ خیر البرایا
مذ تدلی وضمہ الاسراء
خط مع اسمہ علی العرش قدما
فی زمان لم تعرض الاسماء
ثم لاحالصباح عن غیرشك
وبدا سرھا وبان الخفاء
وبری اللہ آدمًا من تراب
ثم کانت من آدم حواء

"درحالانکہ اس نے کہا: میں کون ہوں؟ اس نے تھوڑا سے غور وفکر کیا اگر آپ نہ ہوتے تو ہدایت ورہنمائی نہ ہوتی۔

آپؑ کا وہ نام ہے جسے خدا کی سب سے بہترین مخلوق رسول خداؐ نے اس وقت دیکھا جب وہ شب معراج نزدیک ہوئے۔

ان کا نام قدیم ہے اس وقت عرش الٰہی پر ان کے نام کے ساتھ لکھا ہوا تھا جب اسماء وجود میں نہ آئے تھے۔

پھر سپیدہ صبح ظاہر ہوا اور بغیر کسی شک وتردید کے وہ اسماء ظاہر ہوئے اور ان کا پنہاں ہونا آشکار ہوا۔

یہ وہ وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے خلق کیا اور پھر حضرت حواء کو حضرت آدمؑ سے پیدا کیا"

عبدالباقی عمری کے اشعار

چہارم ایک ادیب شاعر عبدالباقی عمری مدح علی علیہ السلام میں رقمطراز ہے:

یا ابا الاوصیاء انت لطه
صهره وابن عمه واخوه
ان لله فی معانیك سرّاً
اکثر العالمین ماعلموه
انت ثانی الاباء فی منتهی الدو
رو آباؤه تعد بنوه
خلق الله آدمًا من تراب
فهو ابن له وانت ابوه

"اے اوصیاء اور جانشینوں کے باپ آپؑ کے داماد چچازاد اور بھائی ہو۔
بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کے معانی میں کچھ راز رکھے ہیں کہ جنہیں جاننے کے لیے لوگوں میں سکت نہیں ہے۔
آپؑ دائرہ خلقت کی انتہاء کے دوسرے باپ ہیں، ان کے باپ ان کی اولاد شمار ہوتے ہیں۔
خداوند متعال نے حضرت آدمؑ کو خاک سے پیدا کیا ہے، پس وہ خاک کا بیٹا ہے اور آپ ابوتراب ہیں"

علیؑ کی ضریح مقدسہ کے بارے میں

مذکورہ شاعر آنحضرت کی ضریح مقدس کی تعریف وتوصیف میں یوں لکھتے ہیں

الا انّ صندوقا احاطه بحیدر
وذی العرش قداربی الی حضرة القدس
فان لم یکن لله کرسی عرشه
فانّ الّذی فی ضمنه آیة الکرسی

"آگاہ ہو جاؤ! بے شک یہ ضریح مقدس حیدرؑ کی قبر کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے صاحب عرش نے اسے حضرت حق کو عطا کیا ہے۔

اگر اللہ کے لیے اس کے عرش پر کرسی نہ ہو، بیشک جسے قبر نے اپنے حصار میں لیا ہوا ہے آیۃ الکرسی ہے" کسی شاعر نے اس بارے میں کتنا اچھا لکھا ہے:

شهدا الانام بفضله حتی العدا
والفضل ماشهدت به الاعداء
فتلا لأت انواره لذولی النهی
فتزجزت عن عینها الظلماء

"تمام لوگ حتی کہ آپ کے دشمنوں نے بھی آپ کی فضیلت و برتری پر گواہی دی ہے۔ شان و شوکت اور فضیلت وہی اچھی ہوتی ہے جس کی دشمن گواہی دیں۔

پس ان کے انوار صاحب عقل و خرد کے لیے روشن ہو گئے اور ان کے انوار سے تاریکیاں روشنی میں تبدیل ہو گئیں"

اس کے بارے میں ایک اور شاعر رقمطراز ہے:

یروی مناقبهم لنا اعداؤ هم
لا فضل الّا ماروا ه حسود
واذا رأ وها مهشوهم لم یکن
للعالمین عن الولاة محید

"ان کے مناقب و فضائل ان کے دشمنوں نے ہمارے سامنے بیان کیے ہیں، فضیلت وہی ہوتی ہے جو دشمن کی زبان پر جاری ہو۔

جب ان کے دشمن ایسے فضائل نقل کرتے ہیں تو پھر دنیا والوں کے لیے ان کی ولایت قابل انکار نہیں ہے"

خطبہ طتنجیہ کے بعد علیؑ کی دعا

پنجم کتاب "المجموع الرائق من ازہار الحدائق" میں مذکور ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا معروف خطبہ "طتنجیہ" ارشاد فرمانے کے بعد مندرجہ ذیل دعا بیان فرمائی:

تحصّنتُ بالملِكِ الحيّ الّذي لايموتُ ،وَاعتصمتُ بذي العزةِ والعدلِ والجبروت ،واستعنت بذي العظمةِ والقدرةِ والملكوتِ من كلّ ما أخافُهُ واحذَرُهُ۔

"میں نے اپنے آپ کو اس بادشاہ کے مضبوط قلعے میں قرار دیا ہے جس کے لیے موت نہیں ہے اور اس خدا کا دامن تھاما جو عزت، عدل اور جبروت کا مالک ہے۔ صاحب عظمت، قدرت اور ملکوت سے مدد مانگی ہے ہر اس چیز کے لیے کہ جس سے میں خوف کھاتا اور ڈرتا ہوں"

اس کے بعد فرمایا:

ماذكر احد كم هذه الكلمات عند نازلة اوشدة الاازاحها عزّوجل عنه الاالموت ۔

"جب بھی کوئی شخص ان کلمات کو موت کے علاوہ کسی بھی بلا یا سختی کے نازل ہوتے وقت پڑھے تو خداوند متعال اس بلا اور سختی کو برطرف کر دیتا ہے"

جابر نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے امیر المومنین! فقط یہی دعا پڑھے؟

آنحضرت نے فرمایا: میں اس دعا کے ساتھ تیرہ (۱۳) اسماء کا اضافہ کرتا ہوں۔

یہ فرمان پیامبر خداؐ، خود اسم مبارک امیر المومنینؑ اور ان کی معصومؑ اولاد کے اسماء مبارک کی طرف اشارہ ہے کہ ان میں آخری نام حضرت حجت ابن الحسن صاحب الزمان ہے۔

(المجموع الرائق جلد ۱ صفحہ ۲۵۴، الصحیفۃ العلویۃ الثانیہ صفحہ ۷۵)

علیؑ جیسا کوئی نہیں

ششم شمیل کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام بزرگوں کے بزرگ ہیں وہ منحصر بفرد ہیں مشرق، مغرب، قدیم جدید اور دور حاضر میں ان جیسا کوئی نہ دیکھا گیا۔

(صوت العدالۃ جلد ۱ صفحہ ۳۷)

علیؑ کے بارے میں عیسائی جورج جرداق کا اظہار

ہفتم عیسائی مولف "جورج جرداق" اپنی معروف کتاب "صوت العدالۃ" میں جنگ صفین اور دونوں لشکروں کی جنگ کے حالات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

جب جنگ کا شوروغوغا تھا، کشتوں کے پشتے لگ رہے تھے اس دوران آپ تلوار کا کوئی ایسا حملہ اور نیزے سے کوئی ایسا وار نہ کرتے مگر یہ کہ ہر طرف فریادیں بلند ہو رہی ہوتیں گلوں سے ہزار فریادیں اس طرف اور ہزار فریادیں اس طرف سے سنائی دے رہی تھیں تمام کہہ رہے تھے:

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے بہشت اس کی تلواروں کے سائے میں ہے وہ جزیرۃ العرب کے خوف ناک بہادر کے سامنے شیر دلیر کی طرح جم کر کھڑے ہوئے، جبکہ اس نے بچپنے میں قوت ایمان کے سوا آپ کے پاس کیا تھا؟ آپ نے اس عرب بہادر کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہے جس نے اپنے ہاتھ سے قلعہ خیبر کے محکم دروازے کو اکھاڑا، میدان جنگ کے بہادروں کی جانوں پر لرزا طاری کر دیا اور اس

دروازے کو ڈھال کے طور پر استعمال کیا، درحالانکہ وہ دروازہ آپ کے قدرت مند ہاتھ میں پرندے کے پر سے سبک تر لگ رہا تھا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالبؑ ہے، اگر روئے زمین پر موجود تمام لوگ جنگ کے لیے ان کے مقابلے اٹھ کھڑے ہوں، ہرگز انھیں کسی قسم کی کوئی پرواہ نہیں اور وہ بالکل وحشت زدہ نہیں ہوتے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں، وہ وہ ہیں کہ انھیں ذرہ برابر خوف نہیں ہے کہ موت ان کا تعاقب کرنے یا موت ان کا استقبال کرنے کے لیے آئے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی ابن ابی طالب ہیں، وہ وہ ہیں جنھوں نے جنگی میدانوں میں شجاعت و بہادری کے ایسے ایسے کارنامے انجام دیے اور ایسے ایسے مواقع ایجاد کیے کہ جو انسانوں میں کسی کو بھی میسر نہ ہوئے، زہد و تقویٰ نے ان کے لیے جنگ و مبارزہ کے راستے کھولے، جبکہ دوسروں کے لیے زہد نے گوشہ گیری کے در وا کیے، ان کی مہر و محبت نے کینہ و حسد کے محلوں کو الٹا کر رکھ دیا، انھوں نے جنگوں کا بہترین ماحول قرار دیا اور لوگوں سے ان کے عشق و محبت نے انھیں اس طرح کے رعب انگیز مبارزوں کے لیے ابھارا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، وہ وہ ہیں جنھوں نے اپنی تلوار سے تاریکی کو ختم کیا اور دشمنوں کے سروں پر بجلیاں برسائیں اور ان پر وحشت ناک طوفانوں کی آندھیاں چلائیں، جو انھیں جڑوں سے اکھاڑنے کا سبب بنیں، وہ اس صورت حال میں اس طرح سے فریاد بلند کرتے کہ خوف و ہراس کو فراموش کر جائے۔

ولی عینیه دموع تحولت شرارا
ولی حشاه عطف توقد نارا

"ان کی آنکھوں میں اشکوں کی بوندیں آتش کے شرارے بن جاتے اور مہر و محبت میں ان کا دل بھڑکتا ہوا شعلہ ہو جاتا"

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں، وہ وہ ہیں کہ ان کی شمشیر کسی ظالم و ستم گر کے رگ و پے میں نہ اترتی مگر یہ کہ وہ مسکراتے اس پاک دامن شخص کی طرح جو کسی لاابالی بیباک شخص پر ہنستا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں، کہ ان کی شمشیر فضا میں بلند نہ ہوتی مگر یہ کہ سرزمین حجاز، عراق اور شام میں دشمنوں میں جھگڑے ہوئے فریاد کرتے اور کہتے: اے شمشیر حق! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں اے مظلوموں اور محروموں کی داد خواہی کرنے والے

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں کہ جو تند و تیز آندھیوں میں فقراء کی پناہ گاہ امواج سیلاب کے مقابلے میں ضعیفوں کا آسرا اور ہلاکت خیز طوفانوں کے مقابلے میں درماندہ لوگوں کے لیے سکون و استراحت کا سبب ہیں، وہ کڑکتی دوپہر میں بے سہارا لوگوں کے لیے سائبان ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں، کہ جو زمین کے جس حصے پر قدم مبارک رکھیں وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور اس پر رحمت الٰہی کی بارش برستی ہے، ان آبرو کی وجہ سے نہروں میں پانی جوش مارتا ہے اور انہی کی محبت کے صدقے میں سمندروں میں موجیں اٹھتی ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں، کہ اگر دل پاک و پاکیزہ ہوں تو انہی کی وجہ سے دل خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے اور پر مسرت ہوتے، اگر قلوب پاکیزگی سے خالی ہوں تو بند ہوتے اور غمگین ہو جاتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، کہ ان کے بارے میں روزگار زمانہ اور ان کی شمشیر باہم ایک صدا ہو کر کہیں گے:

"لا سیف الا ذوالفقار ولافتی الا علیؑ علیہ السلام۔

"ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی جوان مرد نہیں ہے"

آگاہ ہو جاؤ! وہ علی بن ابی طالب ہیں، بس اے فتنہ گرو اور شور و غوغا برپا کرنے والو! راہ فرار اختیار کر جاؤ ورنہ تمہیں نہ بلند و بالا پہاڑ پناہ دیں گے اور نہ وسیع و عریض دشت و صحرا۔

ہشتم جرج جراق مسیحی نے اپنی کتاب "صوت العدالہ" میں امیر المومنین علیہ السلام کے خوبصورت کلام سے کچھ حصے نقل کیے ہیں، جنہیں ہم یہاں پر ذکر کرتے ہیں۔

(۱) علاء بن زیاد حارثی امیر المومنین علیؑ کے دوستوں میں سے تھے، وہ مریض ہو گئے تو آنحضرت اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، جب آپ نے ان کا وسیع و عریض گھر دیکھا تو فرمایا:

ماکنت تصنع بسعة هذا الدار فی الدنیا؟ اما انت الیها فی الآخرة کنت احوج ، بلی ، ان شئت بلغت بها الآخرة تقری فیها الضیف و تصل فیها الرحم، و تطلع منها الحقوق مطالعها ، فاذاانت قد بلغت بها الآخرة۔

"اس دنیا میں اس وسیع گھر کو کیا کرتے ہو؟ کیا تم جہان آخرت میں اس سے وسیع تر گھر کے محتاج نہیں ہو؟ ہاں اگر تم وسیع گھر کے ذریعے آخرت تک پہنچنا چاہتے ہو، تو اس میں مہمانوں کو دعوت کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو، اس کے واجب حقوق مستحقین کو ادا کرو اگر ایسا کرو گے تو اس کے وسیلہ سے تم نے خانہ آخرت حاصل کر لیا"

(نہج البلاغہ خطبہ ۲۰۹، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۳۳۶)

علیؑ کا اپنے کارندے کے نام خط

(۲) جب امیر المومنین علی علیہ السلام مطلع ہوئے کہ ان کے کارندوں میں سے کوئی ایک بیت المال میں تصرف کر رہا ہے تو آپ نے فوراً اسے خط میں درج ذیل عبارت لکھی۔

فاتق الله ، واردد الی هولاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل ثم

امكنني الله منك لاعذرنّ الى الله فيك ولاضربنك بسيفي الّذي ماضربت به احدا الّا دخل النار والله لو ان الحسن والحسين فعلا مثل الّذي فعلت ، ماكانت لهما عند هوادة ولاظفراً من بارادة حتى آخذ الحق منهما وأزلح الباطل عن مظلمتهما۔

"پس خدا سے ڈرو اور لوگوں کے اموال انہیں واپس کرو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ مجھے تم پر مسلط کرے (اس وقت) میں خدا کی بارگاہ میں تیرے بارے میں معذور ہوں گا اور اسی شمشیر سے تجھے قتل کروں گا جو میں نے آج تک کسی پر نہیں چلائی مگر یہ کہ وہ وارد جہنم ہوا، خدا کی قسم جو کچھ تو نے کیا ہے اگر حسنؑ وحسینؑ بھی ایسا کرتے تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور ان کی خواہش کو بھی قبول نہ کرتا، یہاں تک کہ ان سے حق واپس لے لیتا اور باطل کو ان سے دور کرتا"

(نہج البلاغہ، نامہ ۴۱، بحارالانوار جلد ۴۲ صفحہ ۱۸۲)

ایک اور خط

(۳) حضرت علی علیہ السلام کے کارکنوں میں سے کسی کو کسی ولیمہ پر مدعو کیا تو اس نے وہ دعوت قبول کر لی تو امام علیہ السلام نے اسے سختی سے منع کر دیا اور اسے سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

أفلاقامة حقٍ يريدون ان يرشوه بالدعوة ،والحق لقام بدون رشوة ،ام لانزال الباطل منزلة الحق ؟

"کیا وہ حق کو برپا کرنے کے لیے تمہیں دعوت (ولیمہ) کی رشوت دے رہے ہیں؟ درحالانکہ حق رشوت کے علاوہ بھی قائم ہے۔ یا یہ چاہتے ہیں کہ باطل کو حق کا قائم مقام بنائیں؟"

"... حاکم کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ایسا کام کرے اگرچہ پوری دنیا کی حکومت اس کے حوالے کر دی جائے، وہ کسی طرح سے ایسی دعوت ولیمہ میں جاتا ہے جس میں امراء کو دعوت دی گئی ہو اور فقراء و مساکین کو نظر انداز کیا جائے؟ یہ کام لوگوں کے ساتھ تفرقہ و جدائی کے اسباب میں سے ایک سبب ہے یہی تفرقہ ہی تو ہے جس سے بعض لوگوں کے دل مجروح ہونے کی وجہ سے علیؑ کا دل مجروح ہوتا ہے"

"آگاہ ہو جاؤ! اس وقت کوئی جامعہ اور معاشرہ پایا جاتا ہے کہ کسی گروہ کو دعوت دیجئے اور کسی کو دھتکارنے سے بے عدالتی و بے انصافی نہ ہو"

محمد بن ابی بکر کی شہادت پر علیؑ کا اظہار

(۴) جب معاویہ کے مزدوروں کے ہاتھوں محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر آنحضرت تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:

ان حزننا علیه علی قدر سرورهم به، الا انهم نقصوا بغيضاً ونقصنا حبيباً۔

"اس کی شہادت پر میرا غم اس قدر ہے، جس قدر شامیوں کو خوشی ہوئی، بلاشبہ ان کا ایک اور دشمن کم ہوا اور ہم نے ایک دوست کھو دیا"

(نہج البلاغہ کلمہ قصار ۳۲۵ بحار جلد ۳۳ صفحہ ۵۹۲)

عدل بہتر یا سخاوت

(۵) امام علیہ السلام سے پوچھتے ہیں، عدل و انصاف افضل ہے یا عطا و بخشش: آپ نے فرمایا:

العدل يضع الامور مواضعها والجود يخرجها من جهتها، والعدل سائس عام والجود عارض خاص فالعدل اشرفهما وافضلهما۔

"عدل تمام امور کو ان کے موقع ومحل پر رکھتا ہے اور سخاوت ان کو ان کی حدود سے باہر کر دیتی ہے۔ عدل سب کی نگہداشت کرنے والا ہے، اور سخاوت اسی سے مخصوص ہوگی جسے دیا جائے۔ لہٰذا عدل سخاوت سے بہتر ہے"

(نہج البلاغہ کلمہ قصار ۴۳۷، بحار جلد ۷۵، صفحہ ۳۵۸)

مومن کی تعریف

(۶) امام علیہ السلام فی البدیہی مومن کی تعریف میں فرماتے ہیں:

المومن بشرہ فی وجھہ، وحزنہ فی قلبہ، اوسع شیء صدرًا، واذلّ شیء نفسا یکرہ الرفعۃ ویشنأ السمعۃ، طویل غمہ بعید ھمہ، مشغول وقتہ، شکور صبورٌ مغمور بفکرتہ، ضنین بخلتہ سھل الخلیقۃ لین العریکۃ۔ (نہج البلاغہ کلمہ قصار ۳۳۳)

"مومن کے چہرے پر بشاشت اور دل میں غم واندوہ ہوتا ہے، ہمت اس کی بلند ہے اور اپنے کو ذلیل وخوار سمجھتا ہے۔ سربلندی کو برا سمجھتا ہے اور شہرت سے نفرت کرتا ہے۔ اس کا غم بے پایان اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ بہت خاموش، ہمہ وقت مشغول، شاکر، صابر، فکر میں غرق، دست طلب بڑھانے میں بخیل، خوش خلق اور نرم طبیعت ہوتا ہے اور اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت اور خود غلام سے زیادہ متواضع ہوتا ہے"

کون مقرب ہے؟

(۷) امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

۔۔ی علی الناس زمان لایقرب فیہ الّا الماحل، ولایظرّف فیہ الا الفاجر، ولایضعف فیہ الّا المنصف (نہج البلاغہ کلمہ قصار ۱۰۲، بحار جلد ۷۵ صفحہ ۱۲۸)

"لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہی بارگاہوں میں مقرب

ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہو، اور وہی خوش مذاق سمجھا جائے گا جو فاسق و فاجر ہو اور انصاف پسند کو کمزور و ناتوان سمجھا جائے گا"

"ماحل" اس شخص کو کہتے ہیں جو شیطان کا جاسوس ہو، "ظرف" "خوش مذاق و چست و چالاک" "یضعف" "ناتوان و کمزور۔

امیر المومنین علی علیہ السلام سے دو خطبے نقل ہوئے ہیں کہ ایک میں الف نہیں اور دوسرا نقطے کے بغیر ہے۔

بغیر الف کے خطبہ

(۸) کتاب مناقب میں نقل ہوا ہے کہ کلبی یہ خطبہ ابو صالح اور ابو جعفر بن بابویہؒ سے حضرت امام رضا علیہ السلام اور ان کے اجداد اطہار علیہم السلام کی سند سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ایک دن اصحاب رسول کی ایک تعداد جمع تھی وہ آپس میں گفتگو میں مشغول تھے، ان کے درمیان بحث یہ ہو رہی تھی کہ تمام حروف میں سے الف ایسا حرف ہے جسے گفتگو میں سب سے زیادہ استفادہ ہوتا ہے۔

علی علیہ السلام بھی وہاں تشریف فرما تھے آپؑ نے فی البدیہہ ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ جس میں حرف الف کا استعمال کسی صورت بھی نہ کیا۔ آنحضرت اس خطبے کا یوں آغاز فرماتے ہیں:

حمدتُ من عظمت منته ، وسبغت نعمته، وسبقت رحمتهٔ غضبه، وتمّت کلمته ،ونفذت مشیته ، وبلغت قضیته ، حمدته حمد مقر بربوبیته (متخضع لعبودیته) متنصّل من خطیئته (متفرد توحیده) مؤمّل منه مغفرة تنجیه یوم شغل(کلّ) عن فصیلته وبنیه۔

"اس خدا کی حمد وثناء کرتا ہوں کہ اس کا احسان عظیم ہے اور نعمت تمام کو شامل حال ہے، اس کی رحمت اس کے غضب وخشم سے پہلے ہے، اور اس کا کلمہ کمال تک پہنچا ہوا ہے، اس کی مشیت کا ہر شی میں نفوذ ہے، اس کا حکم تکمیل تک پہنچا ہوا ہے اس کی یوں حمد وثنا کرتا ہوں کہ اقرار کرنے والا اس کی ربوبیت کا اقرار کرے (اس کی بندگی کے مقابلے میں خاضع و فروتن ہو) اپنی خطاؤں سے بیزار ہو جائے، (اس کی وحدانیت کا اقرار کرے) اس سے مغفرت وبخشش کا خواہش مند ہو کہ اس کے سبب سے رہائی ملی ہے اس دن سے جس میں ہر کوئی اپنے آپ میں مشغول ہے اور اپنی آل اولاد سے منہ پھیرے ہوئے ہے"

ونستعينه ونسترشده ونستهد يه ونؤمن به ونتوكل عليه، وشهدت له شهود (عبد) مخلص مومن، فرّدته تفريد مومن متقين، ووحّدته توحيد عبد مذعن ليس له شريك في ملكه، ولم يكن له وليّ في صنعه جلّ عن مشير ووزير، وعن عون ومعين، ونصير و نظير۔

علم فستر وبطن فخبر، وملك فقهر، وعصى فغفر (وعبد فشكر) وحكم فعدل (وتكرم وتفضل) لم يزل ولن يزول، ليس كمثله شي، وهو (قبل كل شي و) بعد كل شي ربٌّ متفرد بعزته، متمكن بقوته متقدس بعلوه، متكبر بسموه۔

"ہم اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہی ارشاد وہدایت طلب کرتے ہیں، اسی پر ایمان رکھتے ہوئے اس پر توکل کرتے ہیں۔ میں اس پر گواہی دیتا ہوں ایسے بندے کی گواہی جو اخلاص اور یقین کامل کے ساتھ اس پر

گواہی دیتا ہے اور اس کی یکتائی کو ایسے پہچانتا ہوں جیسے صاحب یقین مومن پہچانتا ہے۔ اسے اس طرح بے مانند و یکتا جانتا ہوں جیسے معبودیت کا اعتراف کرنے والا متواضع شخص جانتا ہے۔ اس کی حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور ایجاد موجودات اس کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔ وہ اس سے کہیں بالاتر ہے کہ اس کا کوئی مشیر ہو، یا رو مددگار اور شریک ہو"

"اس نے جانا اور پنہاں کر دیا، راز تھا اسے آشکار کر دیا، اور وہ تمام کا مالک ہے پس وہ تمام پر غالب و قاہر ہے۔ اس کی نافرمانی کی جاتی ہے تو وہ معاف کر دیتا ہے وہ ستودہ واقع ہوتا ہے اور اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ وہ حکم کرتا ہے تو اس میں انصاف کرتا ہے، (لوگوں کا اکرام ہوئے انہیں مورد لطف قرار دیتا ہے) وہ ازل سے تھا اور ہمیشہ رہے گا، اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے، وہ ہر چیز سے پہلے تھا اور ہر شی کے بعد رہے گا، ایسا پروردگار ہے کہ جو اپنی عزت کے سبب صاحب عزت ہے، وہ اپنی قوت سے پائدار ہے، وہ اپنی قدرت میں بلند و بالا ہے اور اس کی کبریائی عالی ہے"

ليس يدركه بصر ، ولم يحط به نظر قوى منيع بصير سميع ،رؤوف رحيم، عجز عن وصفه من يصفه وضلّ عن نعته من يعرفه، قرب فبعد ، وبعد فقرب ، يجيب دعوة من يدعوه، ويرزقه ويحبوه ذو لطف خفى، وبطش قوى ،ورحمة موسعة ،وعقوبة موجعة ، رحمتة جنّة عريضة مونقة ،وعقوبته جحيم ممدودة موبقة۔

"کوئی بھی آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی، کسی قسم کی فکر و نظر اس کا احاطہ نہیں کر سکتی، وہ طاقتور، بلند، بینا، شنوا، مہربان اور بخشنے والا ہے، اس کی ستائش

کرنے والے اس کی توصیف کرنے سے عاجز ہیں، جو اسے پہچانتے ہیں اس کی تعریف کرنے میں سرگردان و پریشان ہیں، وہ دور ہونے کے باوجود قریب ہے اور نزدیک ہونے کے باوجود دور ہے، جو اسے پکارتا ہے وہ اس کو جواب دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے اور بغیر کسی احسان کے اس پر لطف و کرم کرتا ہے وہ صاحب لطف خفی ہے، سخت گیری میں قوی ہے، وسیع رحمت اور دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اس کی رحمت ایسی جنت ہے جو وسیع و عریض اور خوبصورت ہے، جبکہ اس کا عذاب ایسا جہنم ہے جو پھیلا ہوا اور ہلاک کرنے والا ہے"

شهدت ببعث محمد رسوله و عبده وصفيه ،ونبيه ،ونجيبه وحبيبه وخليله بعثه فى خير عصر وحين فترة وكفر ،رحمته لعبيده، ومنة لمزيده ،وختم به نبوته ، رشيدٌ به حجته فوعظ ونصح وبلغ و كدح، رؤوف بكل مومن ، رحيم (سخیّ) رضیٌّ ولیٌّ زکیٌّ ،عليه رحمة وتسليم وبركة وتكريم من ربٌ غفور رحيم ،قريب مجيب۔

"میں حضرت محمدؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا کا بندہ، برگزیدہ رسول، پیغمبر، شریف و نجیب، حبیب اور خلیل ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین زمانے میں مبعوث فرمایا کہ جب انبیاء کے درمیان فترت (یعنی دو پیغمبروں کے مبعوث ہونے کا وہ زمانی فاصلہ جس میں کوئی پیغمبر نہ رہا ہو) اور کفر کے زمانے میں مبعوث کیا، ان کا مبعوث کرنا اپنے بندوں پر زیادہ رحمت کی خاطر تھا تا کہ بندوں پر زیادہ احسان کرے۔ خداوند تعالیٰ نے ان پر پیغمبروں کا سلسلہ ختم کیا، ان کے وسیلہ سے اپنی حجت کو محکم کیا،

پس انہوں نے بھی لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی، ان تک خدا کا پیغام پہنچایا اور کسی قسم کی مشکل برداشت کرنے سے دریغ نہ کیا۔ وہ تمام مومنوں پر رؤوف و مہربان ہیں، وہ رحیم سخاوت مند، شاکر، دوست اور پاک دامن ہیں۔ ان پر رحمت، درود و سلام، برکت و تکریم ہو اس پروردگار کی طرف سے جو بخشنے والا مہربان اور قریب مجیب ہے"

وصیتکم معشر من حضرنی بوصیۃ ربکم، وذکرتکم بسنۃ نبیکم فعلیکم برھبۃ تسکن قلوبکم، وخشیۃ تذری دموعکم، وتقیۃ تنجیکم قبل یوم یبلیکم ویذ ھلکم یوم یفوز فیہ من ثقل وزن حسنتہ وخف وزن سیئتہ ولتکن مسألتکم وتملقکم مسألۃ ذل وخضوع، وشکر و خشوع، توبۃ ونزوع وندم ورجوع۔

"اے گروہ حاضر! میں فرمان خدا کے مطابق تمہیں وصیت کرتا ہوں تمہارے سامنے تمہارے پیغمبروں کا کردار بیان کرتا ہوں، بنا برایں اس طرح سے ڈرو کہ تمہارے دل سکون حاصل کریں اور اس طرح سے خوف کھاؤ کہ تمہاری آنکھیں آنسو برسائیں اور اس طرح سے تقویٰ اختیار کرو، قبل اس کے کہ روز ابتلاء و امتحان تمہیں ناتوان کرے، نجات پا جاؤ، اس دن جس کسی کا پسندیدہ کام سنگین اور ناپسند سبک ہوگا وہ رہا ہو جائے گا"

"تم لوگ جو بھی سوال خدا سے کرتے ہو اور سوال میں اس کی چاپلوسی و تملق کرتے ہو تو وہ ایسی ذلت و عاجزی، احسان مندی اور انکساری سے ہونا چاہیے جو توبہ، خودداری، ندامت اور بازگشت کے ہمراہ ہو"

وليغتنم كل مغتنم منكم صحته قبل سقمه، وشبيبته قبل هرمه وسعته، قبل فقره، وفرغته قبل شغله، وحضره قبل سفره (قبل تكبّر وتهرّم وتسقم) يملاه طبيبه، ويعرض عنه حبيبه وينقطع عمره وتيغيّر عقله ثم قيل: هو موعوك وجسمه منهوك۔

"تم میں سے ہر کسی کو چاہیے کہ تندرستی کو مریضی، جوانی کو بڑھاپے ،امیری کو فقیری ،راحت وسکون کو مشکل ،حضر کو سفر اور زندگی کو موت سے قبل ایک غنیمت سمجھے ۔قبل اس کے کہ بڑا ہو کر بوڑھا ہو جائے اور اس طرح سے مریض ہو کہ طبیب اس کا علاج کرنے سے تھک جائے دوست اس سے منہ موڑ لے ،اس کی عمر انتہاء کو پہنچ جائے اور عقل زائل ہو جائے ،پھر کہیں: اسے بخار ہے اور اس کا جسم نحیف ولاغر ہو چکا ہے (ان سب چیزوں کو خدا کی ایک نعمت سمجھو) (مترجم)

ثم جدّفي نزع شديد، وحضره كل قريب ولبعيد، فشخص بصره وطمح نظره ورشح جبينه، وعطف عرينه وسكن جنينه، وحزنته نفسه، وبكته عرسه وحضر رمسه ويتم ولده، وتفرق عنه عدده وقسم جمعه، وذهب بصره وسمعه ومدّد وجُرّد وعُرّي و غُسل ونُشّف وَسُجّي وبُسّط له وهُيّئ ،ونشر عليه كفنه، وشد منه ذقنه وقمّص وعُمّم ووُدّع وسُلّم وحُمّل فوق سرير،وصُلّي عليه بتكبير(بغير سجود وتعفير) ونقل من دور مزخرفة، وقصورمشيّدة وحجر (منضّدة ،وفرش ممهّدة)۔

"پھر اس کی جان کنی کا مرحلہ آئے گا نزدیک ودور سے اس کے رشتہ دار پہنچ جائیں گے وہ حسرت و یاس کی نگاہ سے انہیں تکنی باندھ کر دیکھے گا،

اس کی پیشانی پر موت کا پسینہ بہہ رہا ہو گا، اس کی ناک ٹیڑھی ہو جائے گی، اس کی آہ و بکا خاموش ہو جائے گی، اس کا نفس محزون ہو جائے گا، اس کی زوجہ گریہ کر رہی ہو گی، اس کی قبر آمادہ ہو جائے گی، اس کی اولاد یتیم ہو جائے گی، اس کے پاس موجود لوگ اس سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس کے اموال ورثاء کے درمیان تقسیم کیے جائیں گے، اس کی قوت بینائی اور شنوائی ختم ہو جائے گی، وہ لیٹا ہوا ہو گا، اس کے ہاتھ خالی کیے جائیں گے، اسے عریان کیا جائے گا، اسے غسل دیا جائے گا، اس کے غسل کا پانی خشک ہو جائے گا، اس کے اوپر کپڑا ڈالا جائے گا، وہ کپڑا اس کے نیچے پھیلا کر اسے دفن کرنے کے لیے تیار کریں گے۔

اس کا کفن اسے پہنائیں گے، اس کی ٹھوڑی باندھیں گے، اسے سر سے پاؤں تک لمبا قمیص پہنائیں گے، اس کے سر پر عمامہ باندھیں گے اور اسے رخصت کریں گے، اس کی روح پر درود بھیجتے ہوئے اس کو تابوت میں ڈال کر اس کا جنازہ اٹھائیں گے، اس پر تکبیر کے ساتھ سجدہ اور خاک پر گرے بغیر نماز پڑھیں گے، اس گھر (جسے اس نے سجایا تھا، اور محکم محلات جنہیں پتھروں سے آراستہ اور قالینوں سے مزین کیا تھا) سے منتقل کریں گے"

وجعل فی ضریح ملحود وضیق مرصود بلبن مقنود مسقف بجلمود وهیل علیه حفرہ وحثی علیه مدرہ، وتحقق حذرہ ونسی خبرہ ورجع عنه ولیه وصفیه ونديمه ونسيبه۔

"اسے لحد بنائی گئی تنگ قبر میں لٹا دیں گے، جس کی دیواریں اینٹوں سے چنی ہوں گی، اس کی چھت پر پتھر جوڑے جائیں گے، ان کے اوپر مٹی

ڈالی جائے گی اور اسے مٹی کے ڈھیلوں سے بھر دیں گے، اس کا حضور وہاں سے متحقق ہو جائے گا اور اسے فراموش کر دیا جائے گا، اس کے بعد اس کے دوست قریبی، ہم نشین اور رشتہ دار پلٹ جائیں گے"

وتهذّل به قرنيه وحبيه، فهو حشو قبر، ورهين قفر يسعى بجسمه دود قبره، ويسيل صديده من منخره، يسحق برمّته لحمه ونيشف رمه، ويرم عظمه، حتّى يوم حشره فنشره من قبره حين ينفخ في صور، ويدعى بحشر ونشور فثمّ بعثرت قبور وحصلت سريرة صدور۔

"اس کے دوست ہم نشین عوض ہو جائیں گے، وہ قصر قبر میں آرام کے ساتھ خالی مکان میں لیٹا ہوگا، اس کی قبر میں کیڑے اس کے جسم کو ختم کرنے کے درپے ہوں گے، خون سے مخلوط گندہ پانی اس کی ناک سے بہہ رہا ہوگا اس کا خون خشک ہو جائے گا اور اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی، روز قیامت تک اس کی یہی حالت ہے جس دن صور پھونکا جائے گا تو وہ اپنی قبر سے باہر آئے گا، اسے حشر ونشر کے لیے پکاریں گے، اس وقت کہ جب اس کی قبر پھٹ جائے گی اور اس کے سینوں کے بھید آشکار ہو جائیں گے

وجئ بكل نبيّ وصدّيق وشهيد، وتوحّد للفصل قدير، بعبده خبير بصير فكم من زفرة تضنيه (وحسرة تنضيه) في موقف مهول، ومشهد جليل بين يدي ملك عظيم وبكل صغيرة وكبيرة عليم فحينئذ يلجمه عرقه، ويحصره قلقه۔

(فعبرته) غير مرحومة، وصرخته غير مسموعة وحجته غير مقبولة (وبرزت صحيفته وتبيّنت جريرته و) نظر في سوء

عمله ،وشهدت عليه عينه بنظرة ، ويدة ببطشه ورجله بخطوة وفرجه بلمسه وجلدة بمسه۔

''اس دن تمام نبی، شہید اور صدیق زندہ ہوں گے، خداوند قادر و توانا کہ جو تمام چیزوں سے آگاہ ہے، ایسا حاکم ہے جو حق کو باطل سے جدا کرے گا''

''بعض اوقات توانائی کی بناء پر فریاد کرے گا اور بسا اوقات شرمندگی کی وجہ سے غم واندوہ میں گرفتار ہوگا وہ اس باعظمت بادشاہ جو چھوٹے بڑے کیے ہوئے کام سے آگاہ ہے کہ سامنے وسیع وعریض وحشت ناک مقام پر کھڑا ہوگا، پس اس وقت اس کا پسینہ اسے لجام دے گا اور اس کا اضطراب شدت اختیار کر جائے گا۔ اس کے آنسو بہانے پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اس کی فریاد نہیں سنی جائے گی، اس سے دلیل و برہان قبول نہیں کی جائے گی، اس کا نامہ اعمال کھول دیا جائے گا اور اس کے گناہ آشکار ہو جائیں گے، وہ اپنے گندے کردار پر نگاہ ڈالے گا، اس کی آنکھوں نے جو دیکھا اس کے ہاتھوں نے جو کچھ انجام دیا وہ اپنے پاؤں سے جہاں پر بھی چل کر گیا، اس کی شرم گاہ نے جس کسی سے لمس کیا، اور اس کی جلد نے کسی کو چھوا یہ تمام اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

(ويهدّده منكر و نكير و كشف حيث يصير) فسلسل جيده ،وغلّت يداه، وسيق فسحب وحده ،فوردجهنم بكرب وشدّةفظلّ يعذّب فی جحيم ،ويسقی شربة من حميم،تشری وجهه ،وتسلخ جلده ،وتضربه زبنية بمقمع من حديد، ويعود جلده بعد نضجه كجلد جديد ،يستغيث فتعرض عنه حزنة جهنّم ،ويستصرخ فيلبث حقبة بندم۔

"نکیرومنکر اس کے اعمال پر اسے سرزنش کریں گے اور اس کے اعمال و کردار سے پردہ اٹھایا جائے گا، اس وقت اس کے گلے میں زنجیر ڈالتے ہوئے اس کے ہاتھ باندھ دیں گے، اس زور سے گھسیٹتے ہوئے دکھ اور شدت کے ساتھ دوزخ میں ڈال دیں گے، دوزخ میں اسے مسلسل شکنجہ دیا جائے گا اور ابلتا ہوا پانی پیئے گا، اس کا چہرہ بریان ہو جائے گا اور چمڑا اتار دیا جائے گا، دو ماموراسے آہنی گرزسے ماریں گے، اس کے بدن کا بھونا ہوا چمڑا نئی جلد میں تبدیل ہو جائے گا، وہ فریاد بلند کرے گا اور جہنم کے فرشتے اس سے رخ پھیر لیں گے، وہ استغاثہ بلند کرے گا لیکن وہ اس کا کوئی جواب نہیں پائے گا"

نعوذ بربّ قدیر من شرّ کل مصیر ونسأ له عفومن رضی عنه، ومغفرة من قبله ، فهوولیّ مسألتی ،منجح طلبتی ، فمن زحزح عن تعذیب ربّه جعل فی جنته بقربه وخلد فی قصور مشتیدة وملك بحورعین وخدمة وطیف علیه بکؤوس ومسکن حظیرة قدس، وتقلب فی نعیم ،وسقی من تسنیم وشرب من عین سلسبیل ومزج له بزنجبیل مختم بمسك وعبیر مستد یم للملك مستشد للسر ور، یشرب من خمورفی روض مغدق لیس بصدع شربه ولیس ینزف (لبّه)

"ہر قسم کے شر سے قادر مطلق کی پناہ مانگتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں کی طرح معاف فرمادے جس سے وہ خوش ہوا ہے اور ہمیں بخش دے ان کی مانند جنہیں اس نے قبول کیا ہے، کہ وہی ہمارا سوال قبول کرتا اور ہماری درخواست سنتا ہے پس جو کوئی اپنے

پروردگار کے عذاب سے بچ گیا تو وہ بہشت میں رحمت کے خدا کے قرب و جوار میں ہو گا، وہ محکم محلات میں دائمی زندگی بسر کرے گا، حور العین (بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی حوریں) اور بہشتی خدمت گار ہاتھ میں جام لیے اس کا طواف کریں گے، وہ سرسبز بہشت میں جائیں گے اور نعمتوں میں غوطہ زن ہوں گے، انہیں بہشتی شراب پلائی جائے گی، انہیں چشمہ سلسبیل سے سراب کیا جائے گا جس میں سونٹھ کی آمیزش ہو گی، وہ ایسا چشمہ ہے جسے مشک و عنبر سے مہر کیا گیا ہے وہ ان کی دائمی ملکیت میں ہے، وہ شراب جو مسرت کا باعث ہے ان باغوں میں ہے جن کا پانی ہمیشہ رواں دواں ہے، نہ تو وہ پینے والے کو تکلیف دیتا ہے اور نہ ہی اس کی عقل زائل کرتا ہے"

هذه منزلة من خشى ربّه ، وحذّرنفسه معصيته ،وتلك عقوبة من حجد مشيئته وسولت له نفسه معصيتة ،فهو قول فصل وحكم عدل ، وخير قص قصّ ،روعلا(به) نص ،تنزيل من حكيم حميد نزل به روح قدس مبين على قلب نبيّ مهتد رشيد ،صلت عليه رسل سفرة مكرمون بروة عذت برب عليم رحيم كريم من شرّكلّ عدوّلعين رحيم ،فليتفرّع متضر عكم ،وليبتهل متبهلكم ،وليستغفر كل مربوب منكم لى ولكم ،حسبى ربيّ وحده۔

"ہاں یہ اس کا مقام و مرتبہ ہے جو اپنے پروردگار سے خوف کھاتا ہے، اپنے نفس کو اس کی نافرمانی سے بچاتا ہے اور اس کی سزا ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اپنے نفس کو گناہ کی دعوت دیتا ہے، پس یہ ایسی گفتگو ہے جو حق

و باطل کے درمیان حد فاصل اور حکم عادلانہ ہے، یہ ایسی بہترین خبر اور نصیحت ہے جو بیان ہوئی ہے۔ یہ اس حکیم کی طرف سے ہے جس کا ہر کام پسندیدہ ہے، لوح القدس میں یہ سب کچھ لے کر اس پیغمبر پر نازل ہوا جو ہادی اور ہدایت یافتہ ہے، سفیران نیکوکار و بزرگواران پر سلام بھیجتے ہیں۔

"میں ہر دشمن، لعنتی اور راندہ درگاہ سے علیم، رحیم اور کریم پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں، پس آپ میں سے ہر تفرع کرنے والا التماس کرے اور ہر عجز وزاری کرنے والا آہ وزاری کرے اور میرے اور اپنے لیے خداوند متعال سے طلب مغفرت کرے۔ صرف میرا پروردگار ہی کافی ہے"[1]

امیر المومنینؑ کا نقطوں کے بغیر خطبہ

(۹) پھر آنحضرت نے فی البدیہہ ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کوئی نقطہ بھی نہیں ہے یہ خطبہ دو منابع میں نقل ہوا ہے، پہلے ماخذ میں یوں ہے۔

الحمد الله المالك المحمود ،المالك الودود ، مصور كل مولود ،ومال كل مطرود، وساطح المهاد وموطد الاطواد ومرسل الامطار ومسهل الاوطار عالم الاسرار ومدركها،ومدمرالامسلاك ومهلكها ،ومكور الدهور ومكرها ،ومورد الامورو مصد رها ، عمّ سماحه وكمل ركامه وهمل وطاوع السؤال والامل ،واواسع الرمل وارمل

"تمام حمد وثناء اس معبود کے لیے سزاوار ہے جو پسندیدہ بادشاہ مہربان مالک اور ہر مولود کی شکل وصورت بنانے والا ہے، وہ ایسا خدا ہے جو ہر راندہ درگا کی پناہ گاہ زمین کو پھیلانے والا اور پہاڑوں کو محکم کرنے والا ہے"

"وہ ایسا خدا ہے جو بارش نازل کرنے والا، مشکلوں کو آسان کرنے والا،

اسرار کا عالم اور ان کا ادراک کرنے والا ہے، املاک کو ویران کرنے والا اور انہیں نابود کنندہ، اوقات کو لپیٹنے اور ان کا تکرار کرنے والا ہے، محل امور اور ان کا سرچشمہ ہے، وہ ایسا خدا ہے جس کی بخشش وسخاوت عام اور اس کی تہہ بہ تہہ عنایات کامل جاری وساری ہیں"

احمدہ حمدا ممدودًا واوحدہٗ کما وحد الاوّاہ وھو اللّٰہ لااله اللا مم سواہ ولاصادع لما عدّله وسوّاہ ارسل محمدًعلماً للاسلام ،واما ماللحکاّم مسدّاللرعاء ومعطل احکام وذو سواع اعلم وعلم وحکم واحکم واصّل الاصول ومھد آلدّا لموعود واوعد ،واوصل اللّٰہ له الاکرام واودع روحه السلام ورحم آله واھله الکرام، مالمع رائل ملع دال، وطلع ھلال وسمع اھلال۔

"میں اس کی ایسی حمد وثناء کرتا ہوں جو قطع نہ ہو گی، میں اس طرح سے اس کی واحدانیت و یکتائی بیان کرتا ہوں جس طرح سے زیادہ دعا کرنے والے کرتے ہیں۔ وہ ایسا خدا ہے کہ اس کے علاوہ امتوں کے لیے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ جسے اس نے استوار و برقرار کیا ہے، اسے ویران کرنے والا کوئی ہے، وہ ایسا خدا ہے کہ اس نے حضرت محمدؐ کو اسلام کی نشانی ،بادشاہوں کا رہبر ورہنما، رعایا کو راہ مستقیم پر چلانے اور جنگل اور اندھیرے کے قوانین کو ختم کرنے والا بنا کر بھیجا، اس نے اعلان کیا اور جانا، اس نے حکم کیا پھر اسے محکم کیا، اس نے مضبوط قوانین بنائے اور انہیں (دنیا جہان میں پھیلایا، روز موعود قیامت) کے بارے میں تاکید فرمائی اور سختی سے اس کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اللہ تعالیٰ نے بھی اسے عزیز سمجھا اور اس کے روح میں سلامتی بطور ودیعت رکھی ہے اور اس کی آل اور کریم خاندان پر اس

وقت رحمت نازل کی ہے، جب تک اونٹنی اپنے بچے کو دودھ پلاتی رہے گی، ابن آدی (گیدڑ کا بچہ) اپنی ماں کا دودھ پیتا رہے گا، ہلال و ماہ طلوع کرتے رہیں گے اور بارش کی آوازیں سنی جاتی رہیں گیں"

اعملو رعاکم اللہ اصلح الاعمال، اسلکو ا مسالك الحلال واطرحوا الحرام ودعوۃ ، واسمعوا امر اللہ وعوہ وصلوا الا رحام وراعوھا ، وعاصوا الاھواء واردعوھا، وصاھروا اھل الصلاح والورع، وصارموا رھط االلھو والطمع ومصاھر کم اطھر الاحرار مولدًا ،واسراھم سوددا،واحلا ھم موودًا۔

"اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو محفوظ رکھے! نیک ترین اعمال انجام دیں، حلال راستوں پر چلیں ،حرام (غلط) راستوں کو چھوڑتے ہوئے ایک طرف ہو جائیں ،فرمان خدا کو غور سے سنتے ہوئے اس میں غور وفکر کریں ،صلہ ارحام کرتے ہوئے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں، خواہشات نفسانی سے سرپیچی کرتے ہوئے انہیں ترک کردیں، اچھے اور باتقویٰ لوگوں کے ساتھ رفت و آمد رکھیں، لہوولعب اور لالچی لوگوں سے تعلق نہ رکھیں اور آپ میں سے جو ازلحاظ ولادت پاکیزہ ترین احرار ہوں ،خوش اخلاقی کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے شیریں زبان ہوں، ان میں سے شادیاں کریں"

وھا ھو اتکم وحلّ حرمکم، مملکا عروسکم المکرمۃ ،وماھر لھا کما محمد رسول ﷺ امّ سلمہ وھو اکرم صھرا ودع الاولاد وملك ماالراد وماسھا مملکہ ولاوھم ، ولاوکس ملاھمہ ولا وصم سأل اللہ یکم احماد وصالہ

ودوام اسعاده، والهم كلااصلاح حاله والاعداد لما له معاده، وله الحمد السه مد و المدح لرسوله احمد ﷺ۔

''اب وہ آپ کے درمیان ہیں اور آپ کے حرم میں داخل ہو چکی ہے، آپ کی عروس محترمہ آپ کے زیر نگین ہے، اس کے لیے اس طرح سے مہر یہ قرار دو جس طرح رسول خداؐ نے ام سلمہ کے لیے قرار دیا، وہ گرامی ترین داماد ہیں کہ انہوں نے اپنی اولاد بطور ودیعت چھوڑی ہے اور جس کی خواہش کی اسے پالیا کہ نسیان و وہم کا ان کی حکومت میں گزر نہیں، ان کی پیش گوئیوں میں کسی قسم کی کمی زیادتی ہے اور نہ کوئی عیب ونقص۔ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے وصال ہمیشگی بسعادت دائمی اپنی حالت کی اصلاح کرنے اور روز آخرت اور قیامت کے لیے تیار ہونے کی التجا کرتا ہوں، حمد سرمدی و ہمیشگی فقط اسی کے لیے ہے، اور تمام تعریفیں اس کے رسول حضرت احمدؐ کے لیے ہیں'' (فضائل آل رسول صفحہ ۲)

محقق کہتے ہیں کہ مذکورہ دونوں خطبے استاد علی محمد علی دخیل نے ایک رسالہ میں لکھے ہیں، اور مشکل الفاظ کی وضاحت کی ہے۔

نسخہ دوم

کتاب ''المناقب'' میں آیا ہے:

کلبی، ابو صالح اور ابو جعفر بن بابویہ سے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام ان کے اجداد اطہارؑ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام ایک اور فی البدیہہ خطبہ میں ارشاد فرمایا، جس میں کہیں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے آنحضرت نے خطبے کا آغاز یوں فرمایا:

الحمد الله اهل الحمد و ما واه و(له) اوكدا لحمد واحلاه،

الحمد واسراه واطهر الحمد واسماه واكرم الحمد واولاه..................

''حمد وثناء اس خدا کے لیے کافی ہے جو اس کے اہل اور وہی اس کا ٹھکانہ ہے، اور تاکید حمد اسی کے لیے ہے اور اسی نے اس کو شیریں کیا ہے جلدی سے حمد اسی کے لیے ہے اور اس نے اسے سرعت بخشی ہے۔ پاکیزہ ترین تعریف و تمجید اسی کے لیے ہے اور اسی نے اسے بلند کیا ہے اور حمد عظیم اسی کے لیے ہے اور اسی نے اسے اولیٰ کیا ہے۔

صاحب مناقب کہتے ہیں کہ میں نے یہ دونوں خطبے کتاب (المخزون المکنون) میں ذکر کیے ہیں۔ مولف کتاب'' القطرہ'' کہتے ہیں: کتاب'' المخزون المکنون'' میری دسترس میں نہ تھی۔

معرفت رکھتے ہوئے زیارت کا اجر

(۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: امیر المومنین علی علیہ السلام کے محضر مبارک سے گفتگو جاری تھی کہ آنحضرت نے اپنا رخ انور ابن مارد کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

يا بن مارد! من زارجدّي عارفاً بحقه كتب الله له بكل خطوة حجّةً مقبولة وعمرة سيرورة۔

يا بن ماردا والله! مايطعم الله النّار رقدماً تغبّرت فى زيارة امير المومنين عليه السلام كان اوراكيا۔

يا بن مارد! اكتب هذا الحديث بماء الذهب۔

''اے ابن مارد! جو کوئی بھی میرے جد بزرگوار کی معرفت رکھتے ہوئے اس کی زیارت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے حج مقبول

اور عمرہ مبرور لکھ دے گا"

"اے ابن مارد! خدا کی قسم! جو قدم بھی امیر المومنین علی علیہ السلام کے مرقد مطہر کی زیارت کے لیے اٹھایا جائے گا (خواہ پا پیادہ ہو یا سوار) اور جس چہرے پر دوران سفر گرد و غبار پڑے گا اسے آتش جہنم سے نہیں جلائے گا"

"اے مارد کے بیٹے! اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھ لو"

(فرحۃ الغری صفحہ ۷۵، بحار جلد ۱۰۰ صفحہ ۲۶۰)

آیہ کریمہ قلوبھم کی تفسیر

(۱۱) تفسیر امام حسن علیہ السلام میں آیہ کریمہ

فِی قُلُوبِهِم مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمَ عذَابٌ اَلِيمٌ بما كَانُوا يَكذِبُونَ۔

"ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری میں اضافہ کر دیا، جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے

(سورہ بقرہ آیہ ۱۰) کی تفسیر میں آیا ہے:

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس وقت منافقین نے عذر خواہی کی تو رسول خداؐ نے سوچا کہ ان کے ظاہر کو قبول کر لیں اور باطن کو اپنے پروردگار کے حوالے کر دیں، لیکن اس وقت جبرئیل نازل ہوا اور عرض کی:

اے محمدؐ خداوند اعلیٰ نے آپ پر سلام بھیجا اور فرمایا ہے:

ان سرکش منافقین کو یہاں سے نکال دو، انہوں نے علیؑ کی وجہ سے آپ کے لیے مشکلات کھڑی کر دی ہیں، ان کی بیعت ختم کر دی ہے اور اپنے آپ کو علیؑ کی مخالفت کرنے پر تیار کر لیا ہے۔

اب علی علیہ السلام پر ہے کہ ان حیران کن معجزات کو آشکار کریں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیے ہیں کہ زمین و آسمان پہاڑ اور تمام مخلوقات ان کی مطیع ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کا جانشین اور قائم مقام بنایا ہے تاکہ وہ لوگ آگاہ ہو جائیں کہ ولی خدا علی علیہ السلام کو ان سے کوئی غرض نہیں ہے اور وہ ان لوگوں سے ہر صورت انتقام لیں گے۔

پس رسول خداؐ نے اس پیغام الٰہی کے بعد انہیں حکم دیا کہ وہ لوگ شہر مدینہ سے نکل جائیں۔

جب وہ لوگ علی علیہ السلام کے ہمراہ روانہ ہوئے، مدینہ سے باہر نکل کر علیؑ ایک پہاڑ کے دامن میں رکے تو رسول خداؐ نے اپنا رخ انور آپ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اے علیؑ خداوند متعال نے انہیں حکم دیا ہے کہ آپ کی مدد کریں، آپ سے تعاون کریں، ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہیں اور آپ کی اطاعت کرنے کی کوشش کریں، اگر وہ لوگ آپ کی اطاعت کریں گے تو ان کے فائدے میں ہے، وہ بہشت خدا کی طرف جائیں گے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کے مالک بن جائیں گے اور اس کی نعمتوں سے استفادہ کریں گے۔

اگر وہ لوگ آپ کی مخالفت کریں گے تو یہ ان کے لیے نقصان میں ہے، انہیں دوزخ کی طرف دھکیلا جائے گا اور اس سے ہمیشہ رہنے والے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے رخ انور ان کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

اعلموا! انّکم ان اطعتم علیاً علیه السلام سعد تم و ان خالفتم شقیتم و اغناه الله عنکم بمن سیر یکموا و بماسیریکموه۔

"جان لو! اگر تم لوگوں نے علیؑ کی اطاعت کی تو سعادت مند ہو جاؤ گے اور مخالفت کی تو بدبخت ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں آپ لوگوں سے بے نیاز کر دے گا، ان چیزوں کے وسیلہ سے جنہیں آپ دیکھیں گے۔"

پھر رسول خدا نے فرمایا:

یا علی ! سل ربّك بجاه محمد و آله الطيبين الّذين انت بعد محمد سيدهم وان يقلّب لك هذه الجبال ماشئت۔

"اے علیؑ! اپنے پروردگار سے محمدؐ اور اس کی پاکیزہ آل جن کا تو سردار ہے کا واسطہ دے کر سوال کرو، کہ تم جس طرح سے چاہو وہ پہاڑوں کو دگرگون کر دے گا"

علی علیہ السلام نے خداوند کریم سے دعا کی کہ یہ پہاڑ چاندی میں تبدیل ہو جائے تو وہ چاندی میں تبدیل ہو گیا اور حکم خدا سے بول اٹھا۔

يا علی ! يا وصیّ رسول رب العلمين ! انّ الله قد اعدّ نالك ان اردت انفاقنا فی امرك فمتی دعوتنا اجبناك لتمضی فينا حكمك وتنفذ فينا قضاءك۔

"اے علیؑ اے رسول رب العالمین کے وصی! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپؑ کے لیے تیار کیا ہے، اگر آپؑ چاہیں تو ہمیں اپنے کاموں کی پیش رفت کے لیے خرچ کر سکتے ہیں۔ پس جس زمانے میں بھی ہمیں بلائیں گے اور حکم دیں گے تو آپ کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر اور آپ کا فرمان ہمارے بارے میں نافذ العمل ہے"

پھر وہ تمام پہاڑ سرخ سونے میں تبدیل ہو گئے اور آنحضرت کو اس طرح سے جواب دیا، اس کے بعد مشک عنبر، یاقوت اور لعل و جواہر میں تبدیل ہو گئے ان میں سے ہر کسی نے اظہار کیا کہ ہم آپ کے ہر حکم پر تیار ہیں انہوں نے کہا: اے ابوالحسن! اے برادر رسولؐ ہم آپ کے اختیار میں ہیں، جب چاہیں بلائیں، جہاں چاہیں گے انفاق کر سکیں، ہم آپ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہیں کہ جس عنصر میں چاہیں تبدیل ہو جائیں گے،

اس وقت رسول خداؐ نے اپنا رخ انور ان لوگوں کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

"کیا تم لوگوں نے دیکھ لیا۔ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو تمہارے اموال سے کس طرح بے نیاز کیا ہے؟"

پھر رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا:

"اے علیؑ! اللہ کو محمدؐ و اہل بیت محمدؐ کہ جس کے بہتر آپ ہیں کے حق کی قسم دے کر دیا کریں کہ پہاڑ کے دامن میں موجود تمام درخت مسلح سپاہیوں اور تمام پتھروں، چیتوں اور افعی سانپوں میں تبدیل ہو جائیں"

علی علیہ السلام نے وہی قسم دے کر خدا کو پکارا اچانک تمام پہاڑ اور ان کے اطراف کی سرزمین مسلح افراد سے بھر گئی، ان میں سے ایک کا مقابلہ کرنے کی ہزار لوگوں میں سکت نہ تھی، تمام درخت شیروں، چیتوں اور افعی سانپوں میں تبدیل ہو گئے، ان تمام نے یک آواز ہو کر کہا:

یاعلی! یا وصیّ رسول اللہ! هانحن سخرنا اللہ لك، وامرنا باجبتك كلما دعوتنا ایے اصكلام كل من سلطتنا علیه، فمتی شئت فأصرنا به نطعك۔

"اے علیؑ! اے جانشین رسول خداؐ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کا مطیع اور فرمانبردار قرار دیا ہے، ہم مامور ہیں کہ آپ کے فرمان کا جواب دیں، آپ ہمیں جس پر مسلط کریں گے اسے نابود کر دیں گے، پس آپ جب چاہیں ہمیں بلائیں، ہم آپ کے تابع فرمان ہیں اور آپ جس کام کا حکم دیں گے ہم اطاعت کریں گے"

"اے علیؑ! اے جانشین رسول خداؐ! بے شک آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہیں، اگر خدا سے یہ چاہیں کہ زمین کے اطراف و

اکناف کو ایک تھیلی کی مانند کر دے تو وہ ایسا کرے گا یا آسمان کو زمین پر گرا دے یا زمین کو آسمان کی طرف اٹھا لے یا سمندروں کے تلخ پانیوں کو میٹھے پانیوں میں بدل دے، یا زیتون، دودھ یا کسی بھی پینے والی چیز یا روغن میں تبدیل کر دے تو وہ ایسا کر دے گا"

"اگر آپ چاہیں کہ وہ تمام سمندروں کو خشک کر دے یا تمام خشک زمینوں پر سمندر بہا دے تو وہ ایسا کر دے گا"

"اس بناء پر سرکشوں کی سرکشی اور مخالفین کی مخالفت آپ کو غمگین نہ کرے، یوں سمجھیں کہ وہ دنیا سے چلے گئے ہیں گویا کہ دنیا میں بالکل تھے ہی نہیں، گویا وہ آخرت میں داخل ہو چکے ہیں اور وہاں سے بالکل چھٹکارا نہیں ہے"

"اے علیؑ! بے شک وہ خدا جس نے انہیں کفر و فسق کے باوجود مہلت دے رکھی ہے اور وہ آپ کے حکم سے سرپیچی کرتے ہیں، وہ وہی خدا ہے جس نے فرعون کہ جس کی طاقت و قدرت اس کے سپاہیوں کے وسیلہ سے آہنی کیلوں جیسی تھی، نمرود کنعان خدائی کا دعویٰ کرنے والے سرکشوں اور سرکشوں کے گروہ شیطان لعین کہ جو تمام گمراہیوں کا سرچشمہ ہے کو مہلت دی ہے"

آپ اور وہ (آئمہ) دار فنا (دنیا) کے لیے خلق نہیں ہوئے بلکہ آپ بقاء (آخرت) کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، لیکن آپ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوں گے آپ کا پروردگار اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ ان کے ساتھ سیاست بازی کرے، لیکن خداوند متعال نے اس بات کا ارادہ کر لیا ہے کہ انہیں آپ کی عظمت و شرافت کی نشان دہی کروائے اور آپ کی فضیلت و برتری ان پر نمایاں کرے اور اگر وہ چاہیں تو خدا انہیں

ہدایت فرمادے گا"

حضرت امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں : ان لوگوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو یہ اس بیماری کے علاوہ ہے جو انہیں رسول خداؐ اور علیؑ سے حسد رکھنے کی وجہ سے تھی ان کے دل بھی مریض ہو گئے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ " "ان کے دلوں میں بیماری ہے" یعنی سرکشوں، یقین نہ کرنے والوں اور وعدہ شکنوں کے دلوں میں بیماری ہے جس وقت ان سے علی علیہ السلام کی بیعت لی گئی تو "فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا " "پس اللہ نے ان کے مرض میں اضافہ کر دیا" اس طرح سے کہ ان کے دلوں نے حضرت علی علیہ السلام سے تکبر کیا اور نابود ہو گئے۔ یہ سزا اس کے مقابلے میں تھی جو انہیں آیات و معجزات دکھائے گئے " وَلَهُم عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ " "جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ان لوگوں نے پیغمبر خدا محمد مصطفیٰؐ جھٹلایا اور یہ جھوٹ بولا کہ ہم اپنی بیعت و وعدہ پر باقی ہیں۔

(تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ ۱۱۴ جلد ۶۰ بحار الانوار، جلد ۳۷ صفحہ ۱۴۳، تفسیر برہان جلد ۱ صفحہ ۶۰)

علیؑ نامہ اعمال کو درست کریں گے

(۱۲) جناب سید نعمت اللہ جزائری نے "کتاب العمانیہ" میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو یوں خطاب فرمایا:

اذا اتینی صحیفۃ سیئنا تکم فلتکن صحیفۃ قابلۃ لاصلاح ،یعنی ان یکون کالکتاب الّذی فیہ غلط لاان یکون کلھا غلطاً فانہ لایقبل الا صلاح۔

"جس وقت تمہارے گناہوں کا پلندہ میرے سامنے لایا جائے گا تو اس کی اصلاح ضروری ہے، یعنی ایسی کتاب جس میں غلطیاں کم ہوں یا کہ تمام کی تمام غلط ہوں کیونکہ ایسی کتاب قابل تصحیح نہیں ہوتی"

علیؑ کی بیٹوں کو وصیت

(۱۳) عظیم دانشمند جناب شیخ طوسیؒ اپنی کتاب ''امالی'' میں لکھتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت علی علیہ السلام نے زندگی کے آخری لحات میں اپنے تمام بیٹوں کو اپنے بستر کے پاس بلایا۔ حضرت امام حسنؑ امام حسینؑ اور جناب حنفیہ اور دوسرے تمام بچے آپ کے بستر کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ آنحضرت نے انہیں کچھ وصیتیں فرمائیں، آپ نے گفتگو کے آخر میں فرمایا:

یابنی ! عاشروا النّاس عشرۃ اِن عشتم حنّوا الیکم وان فقد تم بکوا علیکم.........۔

''اے میرے بیٹو! لوگوں کے ساتھ اس طرح سے برتاؤ کریں کہ اگر تم غیب ہو جاؤ تو شدت سے تمہارا انتظار کریں اور اگر فوت ہو جاؤ تو وہ آپ پر گریہ کریں..........'' (امالی طوسی ص۵۵ جلد ۲، بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۲۴۷، جلد ۴۷ صفحہ ۱۶۳)

اصبغ بن نباتہ علیؑ کی خدمت میں

(۱۴) کتاب ''فضائل ابن شاذان'' اور اسی طرح کتاب ''الروضہ'' میں مذکور ہے:

اصبغ بن نباتہؒ کہتے ہیں: مولا امیر المومنین علی علیہ السلام کا سر اقدس عبدالرحمٰن بن ملجم لعین کی تلوار سے زخمی ہوا تھا اور آپ اپنی حیات کے آخری سانس لے رہے تھے کہ میں اپنے مولا و آقا کی عیادت کے لیے گیا آنحضرت نے فرمایا:

اے اصبغ! بیٹھ جاؤ اور مجھ سے حدیث سنو، آج کے بعد مجھ سے کوئی بات نہ سن سکو گے، اے اصبغ! جان لو، جس طرح تم میری عیادت کے لیے آئے ہو، اسی طرح میں رسول خداؐ کی تیمارداری کے لیے گیا تھا تو اس وقت انہوں نے مجھے فرمایا تھا:

''اے ابا الحسنؑ! اٹھیں اور لوگوں سے کہیں کہ نماز باجماعت کے لیے مسجد میں

حاضر ہو جائیں، پھر منبر پر جائیں اور میرے مقام سے ایک زینہ نیچے بیٹھیں اور لوگوں سے کہیں۔

ألامن عق والديه فلعنة الله عليه ،ألا من ابق مواليه فلعنه الله عليه ألا من اظلم اجيرًا اجرته فلعنة الله عليه۔

”آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی بھی اپنے والدین پر ظلم وستم کرے اس پر خدا کی لعنت ہو“

”آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی غلام بھی اپنے مولیٰ سے فرار کرے، اس پر خدا کی لعنت ہو“

”آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی بھی مزدور کی مزدوری میں اس پر ظلم کرے اس پر خدا کی لعنت ہو“

اے اصبغ! میں نے اپنے حبیب رسول خداؐ کے فرمان کو انجام دیا۔ اس دوران مسجد کے ایک کنارے سے کوئی شخص کھڑا ہو کر کہتا ہے: اے ابوالحسن! جو کچھ آپ نے کہا وہ بہت مختصر عبارت میں تھا، انہیں وضاحت سے بیان کریں، میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور رسول خدا کی خدمت اقدس میں شرفیاب ہوا، اور جو کچھ اس مرد نے کہا تھا آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔

اصبغ کہتے ہیں: اس دوران علی علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے فرمایا:

اے اصبغ! اپنا ہاتھ کھولیں! میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو آنحضرت نے میری ایک انگلی پکڑ کر فرمایا:

اے اصبغ! جس طرح سے میں نے تمہاری انگلی پکڑی ہے اسی طرح رسول خداؐ نے میری انگلی پکڑتے ہوئے فرمایا:

یا ابا الحسن! ألا وانّی وانت ابواهذا الامّة فمن عقّنا فلعنة

اللّٰه علیه ، ألا وانی وانت مولیا هذا الامة فعلی من الحق عنا فلعنة اللّٰه علیه ، الا وانّی وانت اجیرًا هذه الامة ، فمن ظلمنا اجرتنا فلعنة اللّٰه علیه۔

"اے ابا الحسن ! بے شک میں اور تو اس امت کے باپ ہیں، جو کوئی بھی ہم پر ظلم کرے گا، ان پر خدا کی لعنت ہو، بے شک میں اور تو اس امت کے آقا و مولی ہیں، جو کوئی بھی ہم سے فرار کرے گا، اس پر خدا کی لعنت ہو، بے شک میں اور تو اس امت کے اجیر ہیں (یعنی اس امت کے لیے محنت کی ہے) جو کوئی بھی اس کی اجرت ادا کرنے میں ہمارے اوپر ستم کرے گا، اس پر خدا کی لعنت ہو"

اس کے بعد فرمایا: آمین۔

اصبغ کہتے ہیں: حضرت امیر المومنینؑ اتنی گفتگو کرنے کے بعد بے ہوش ہو گئے ہو دوبارہ ہوش میں آئے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا:

"اے اصبغ ! کیا ابھی تک بیٹھے ہوئے ہو؟"

میں نے عرض کیا: ہاں میرے آقا و مولی۔

آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ ایک اور حدیث آپ کو سناؤں؟

میں نے عرض کیا: ہاں اللہ تعالی اپنی فراوان نعمتوں سے آپ کو نوازے۔

آپ نے فرمایا: ایک دن پیغمبر خدا نے مدینہ کی گلیوں میں سے کسی ایک گلی میں مجھے دیکھا، اس وقت میں اس طرح سے مغموم تھا کہ غم کے آثار میرے چہرے سے نمایاں تھے، آنحضرت نے میری طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: اے ابا الحسنؑ ! میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں، کیا یہ چاہتے ہو کہ تمہیں ایک ایسی حدیث سناؤں کہ اسے سننے کے بعد کبھی بھی غمگین نہیں ہو گے۔

میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ۔

آپ نے فرمایا جب قیامت آئے گی تو خداوند متعال میرے لیے ایک منبر نصب کرے گا جو تمام پیغمبروں اور شہیدوں کے منبروں سے بلند ہو گا، اس کے بعد مجھے حکم دے گا کہ میں منبر پر جاؤں، پھر تمہیں حکم ہو گا کہ میرے بیٹھنے کی جگہ سے ایک زینہ نیچے بیٹھ جائیں، پھر دو فرشتوں کا حکم ہو گا وہ تم سے دو زینے نیچے بیٹھ جائیں، جس وقت ہم سب منبر نشین ہو جائیں گے تو اولین و آخرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہو گا جو اس کے آس پاس موجود نہ ہو گا، تم سے دو زینے نیچے بیٹھنے والے فرشتوں میں ایک فرشتہ فریاد بلند کرے گا:

"اے لوگو! جو کوئی مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا اب میں اسے اپنی پہچان کروائے دیتا ہوں۔ میں رضوان خازن بہشت ہوں، آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند متعال نے اپنے احسان، کرم، فضل اور جلال سے مجھے حکم دیا ہے کہ بہشت کی تمام کنجیاں حضرت محمدؐ کے حوالے کر دوں اور حضرت محمدؐ نے حکم دیا کہ انہیں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دوں، آپ سب حاضرین اس امر میں گواہ اور شاہد رہنا"

اس کے بعد دوسرا فرشتہ کھڑا ہو گا جو اس سے نیچے بیٹھا ہو گا، وہ اس طرح فریاد بلند کرے گا کہ تمام لوگ اس کی آواز سنیں گے۔ وہ کہے گا:

"اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اب میں اسے اپنا تعارف کروائے دیتا ہوں، میں مالک خازن دوزخ ہوں، آگاہ ہو جاؤ! بے شک خداوند متعال نے اپنے احسان، کرم، فضل اور جلال سے مجھے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی چابیاں حضرت محمدؐ کے سپرد کر دوں اور حضرت محمدؐ نے حکم دیا ہے کہ حضرت علی کے حوالے کر دوں، پس آپ سب اس بات پر گواہ اور شاہد رہنا"

اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے بہشت و دوزخ کی کنجیاں لے لیں اس کے بعد رسول خدا نے فرمایا:

"اے علی! آج کے بعد تم میرا دامن پکڑو گے اور تیرے خاندان والے تمہارا اور تمہارے شیعہ تمہارے خاندان کا دامن پکڑیں گے"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا:

"اے رسول خداؐ! بہشت کی طرف جارہے ہیں"

پیغمبرؐ نے فرمایا: ہاں پروردگار کعبہ کی قسم۔

اصبغ کہتے ہیں: میں نے اس وقت اپنے آقا و مولیٰ سے ان دو حدیثوں کے علاوہ کچھ نہیں سنا۔ حضرت صلوات اللہ علیہ جب یہ دو خوبصورت اور دل نشین فرامین سنا چکے تو اس کے بعد ان کی روح اقدس معبود حقیقی کی طرف پرواز کر گئی۔

(الروضہ صفحہ ۲۲ و ۲۳، بحار الانوار جلد ۴۰ صفحہ ۴۳، امالی شیخ طوسی، مجلس ۵ جلد ۲، امالی شیخ مفید صفحہ ۳۵۱)

علیؑ کا حسنین علیہما السلام کے نام فرمان

(۱۵) برسی نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

امیر المومنین علی علیہ السلام نے مجھے اور میرے بھائی حسین سے فرمایا:

اذا وضعتما فی الضریح فصلیا رکعتین قبل ان تھیلا علیّ التراب وانظرا مایکون۔

"جب میرا جنازہ قبر میں رکھا جائے تو میری قبر کو مٹی دینے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے"

وہ دونوں ہستیاں جب اپنے پدر بزرگوار کو قبر میں لٹا چکے تو اس کے بعد ان کے حکم کو انجام دیا (یعنی دو رکعت نماز پڑھی) اور انتظار کرنے لگے کہ اب کیا ہوتا ہے؟ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی قبر مطہر ایک ریشمی کپڑے سے ڈھانپی گئی۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے

آگے بڑھ کر سر اقدس کی طرف سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول خداؐ، حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے محو گفتگو ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے پاؤں کی طرف سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا حضرت احواء مریم اور آسیہ علیہن السلام امیر المومنین علی علیہ السلام پر نوحہ سرائی کر رہی ہیں۔ (بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۳۰۱)

مولف کہتا ہے: یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں ہے، کیونکہ بہت سی روایات میں آیا ہے کہ معصومین علیہم السلام اپنی رحلت کے بعد اپنے مثالی اجساد میں ظاہر ہوتے ہیں۔

کوہ ابو قبیس

(۱۶) مسعودیؒ "اثبات الوصیۃ" میں تحریر کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

جس رات کی صبح کو حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے، میں نے خواب میں دیکھا کہ ابو قبیس پہاڑ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور خانہ کعبہ کے اطراف میں پھیلا ہوا ہے، ایک غبار بلند ہوا، جو خانہ کعبہ اور شہر مکہ کے اطراف واکناف پر چھا گیا، شہر بلورکلی اس طرح سے تاریکی میں ڈوب گیا کہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہے تھے میرے وجود پر خوف و وحشت چھا گئی میں نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ میں یہ ساری صورت حال دیکھ کر ڈر گیا اور کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ امیر المومنین علی علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں۔

ابن عباس کہتے ہیں: اسی رات کی صبح کو خبر ملی کہ علیؑ شہید ہو گئے ہیں۔

(اثبات الوصیہ صفحہ ۱۵۳)